

مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ (الْقُرْآن)

احمدی دوستو!

تمہیں اسلام بلاتا ہے

حق کے متلاشی احمدی دوستوں کی مکمل خیر خواہی کے پیش نظر
سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی فکر انگیز اور توجہ طلب تحریر

محمد متین خالد

انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان

جامع مسجد نیاز، سردار چپل چوک، بلال گنج، لاہور

فون: 0300-4241359, 0333-4037803

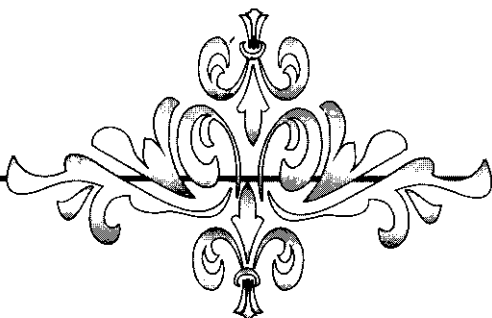


آپ حضرات صرف اسی نکتہ پر سوچنے پر اکتفا نہ کیجئے کہ مرزا غلام احمد صاحب آپ کے نبی یا مجدد ہیں۔ اس لئے ان کا لکھا ہوا ایک ایک لفظ حرف مقدس ہے بلکہ آپ انتہائی غیر جانبداری، خالی ذہن، ٹھنڈے دل اور انصاف کی نظر سے مرزا غلام احمد صاحب کی تعلیمات اور عقائد پر از سر نو غور کریں اور بغیر کسی دباؤ، لالچ، ترغیب اور خوف کے صرف اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق صراطِ مستقیم اختیار کریں۔ خدا نے عقل و شعور اس لیے دیا ہے کہ اسے استعمال کر کے سچ اور جھوٹ کو پہچاننے کی کوشش کریں۔ اسلام کہتا ہے: ”العقل اصل دینی“ عقل دین کی جڑ ہے۔ حضور خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”حکمت کو اخذ کر لو تو کچھ حرج نہیں، خواہ وہ کسی بھی ذہن کی پیداوار ہو۔“ مزید ارشاد فرمایا: ”عقل سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں اور گھمنڈ سے بڑھ کر کوئی وحشت نہیں۔“ قرآن مجید میں ہے: ”یقیناً خدا کے نزدیک بدترین قسم کے جانور وہ گوشتے بہرے لوگ ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے۔“ اور جو کسی نے ایمان کی روشنی پر چلنے سے انکار کیا، اس کا سارا کارنامہ زندگی ضائع ہو جائے گا اور آخرت میں وہ دیوالیہ ہوگا۔“ براہِ کرم جماعت احمدیہ کے عقائد سے صدق نیت کے ساتھ کنارہ کش ہو کر حضور رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دامن شفاعت میں پناہ کے طلب گار بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ شانِ کریمی آپ کے آنسو موتی سمجھ کر جن لے گی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: الحق احق ان یتبع (یونس: 35) مطلب یہ کہ حق ہی اس لائق ہے کہ اس کی اتباع کی جائے، باطل تو ترک کر دینے ہی کے لائق ہے۔ اسلام ہی وہ سچا دین ہے جس میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ آپ مسلمانوں کی متاعِ گم شدہ ہیں۔ صبح کا بھولا ہوا اگر شام کو گھر واپس آ جائے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔ آپ بد قسمتی سے بھٹک گئے۔ آپ احمدیت کو ”اسلام“ سمجھ کر اس کے دامِ فریب میں آ گئے۔ لیکن ابھی مہلت ہے اور رحمتِ خداوندی کا دروازہ بھی کھلا ہے۔ دیکھئے! یہ دنیاوی زندگی نہایت مختصر اور فانی ہے۔ نجانے زندگی کا سفینہ کب ڈوب جائے، موت کا فرشتہ پروانہ لے کر آ جائے اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے۔ آخرت میں اعمال کی کمی بیشی پر شاید معافی ہو سکتی ہو لیکن غلط عقیدہ کی معافی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بقول شخصے ”جو شخص سچائی کی حفاظت کے لیے قدم نہیں اٹھاتا، وہ سچائی کا انکار کرتا ہے۔“ انسان تمام دنیا کو حاصل کر لے مگر وہ اپنا ایمان ضائع کر دے تو کیا فائدہ؟ ایمان دونوں جہاں میں فلاح و کامرانی کی ضمانت ہے۔ اپنے ایمان کی حفاظت کریں اور باطل عقائد نظریات کی بناء پر اپنی عاقبت خراب نہ کریں۔ اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ آپ صدقِ دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑ گڑا کر اپنی ہدایت کی دعا مانگیں۔ اس کے غمخوار کم کام سمندر غیر محدود ہے۔ ان شاء اللہ اس کی رحمت آپ کو اپنی آغوش میں لے لے گی۔ بشرطیکہ آپ اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کریں۔ طلب اگر صادق ہو تو انسان منزل پر پہنچ ہی جاتا ہے!



احمدی دوستو!
تمہیں سلامُ بِلَاتَا ہے



مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ

احمدی دوستو!

تتبعیں اللہ بلاتے

حق کے متلاشی احمدی دوستوں کی مکمل خیر خواہی کے پیش نظر
سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی فکر انگیز اور توجہ طلب تحریر

محمد متین خالد

ملنے کا پتہ

انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان

جامع مسجد نیاز، سردار چٹل چوک، بلال سٹریٹ، لاہور

فون: 0300-4241359, 0333-4037803

INTERNATIONAL KHATM-E-NABUWAT MOVEMENT

Street 11-13 Georges Road, Forest Gate London # 7-U.K

Ph: 01814708551

انتساب!

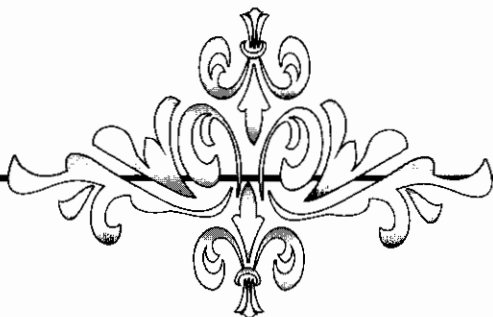
احمدیت میں 50 سال گزارنے والے، جماعت احمدیہ کے انتہائی محرم راز درون خانہ

مکرم و محترم احمد کریم شیخ صاحب (کینیڈا)

کے نام

جو جرات و ہمت کا بلند مینارہ، استقامت و استقلال کا کوہ گراں اور اخلاص و محبت کا پیکر
ہیں۔ انٹرنیٹ پر ان کی شبانہ روز مسلسل اور مخلصانہ کاوشوں سے بے شمار احمدی دوست اپنے
عقائد پر نظر ثانی کر کے اسلام کی آغوش میں آ رہے ہیں۔ اللہ کرے مرحلہ شوق نہ ہو طے!

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قد



عرض ناشر

آخر میں
ملاحظہ فرمائیں

دعوت و فکر پر مبنی اہم دستاویز

خاکسار سے جب محترم محمد متین خالد نے اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ راقم ان کی کتاب کا دیباچہ لکھے تو اک ٹونہ احساس مسرت و انبساط کے ساتھ اپنی کوتاہیوں اور برادر محمد متین خالد کے حسن ظن پر نگاہ گئی تو اپنی کم مائیگی وہ چند ہو گئی اور دل سے دعا نکلی کہ یا اللہ میری کجیاں کو اپنی رحمت سے دور کر اور مجھے ان نیک لوگوں کے حسن ظن پر پورا اترنے کی توفیق ارزانی فرما، آمین۔

ختم نبوت کے منکرین تو رسول کریم ﷺ کے دور ہی میں پیدا ہو گئے تھے، ان کی سرکوبی کا کام بھی آنحضور ﷺ کے ہاتھوں سے شروع ہو گیا تھا، اس طرح اللہ تعالیٰ نے امت کے لیے ایک مثال قائم کرادی کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد جب بھی کوئی مدعی نبوت سراٹھائے گا، اُمہ کو اس کا سدباب کرنے کے لیے اُٹھ کھڑا ہونا چاہیے۔ آنحضور ﷺ کی احادیث مقدسہ کے مطابق کئی جھوٹے مدعیان نبوت پیدا ہوئے اور امت مسلمہ نے ہر محاذ پر ان کا مقابلہ کیا۔ بعض کی نبوت کا سلسلہ دو سو برس سے بھی زیادہ چلا۔ علماء حق کے مسلسل تعاقب اور احتساب کی وجہ سے آج سابقہ جھوٹے مدعیان نبوت کے پیروکاروں کا کہیں نشان بھی نہیں ملتا۔

پچھلی صدی ہجری میں قادیان (بھارت) کے مرزا غلام احمد صاحب نے دعویٰ نبوت کیا۔ پوری امت مسلمہ کو یقین ہے کہ مرزا صاحب کا دعویٰ خلاف قرآن و شریعت اور خلاف احادیث مقدسہ ہے۔ یہ یقین بے بنیاد نہیں کیونکہ مرزا صاحب کے مختلف دعاوی جات سامنے آتے ہی جید علمائے کرام، دانشور حضرات اور محققین نے ان کی تحریروں اور ان کی عملی زندگی کا مختلف جہتوں سے جائزہ لے کر یہ فیصلہ دیا۔

آج کی نسل نوی میں سے بھی خدا تعالیٰ نے کئی نوجوانوں کو توفیق دی کہ وہ مرزا صاحب کے دعویٰ اور تحریروں کا تجزیہ اور محاکمہ کریں۔ ستاروں کی طرح روشن ان ناموں کے جھرمٹ میں ایک نام چاند کی طرح چمکتا ہے اور وہ نام ہے محمد متین خالد۔ برادر محترم محمد متین خالد صاحب نے اپنی

درجنوں تصنیفات میں مرزا صاحب کے دعاوی و اعمال اور ان کے جانشینوں کے قول اور فعل کے تضادات، مرزا صاحب کی اپنی تحریروں سے انحراف اور تناقض وغیرہ کو جس طرح دلائل اور ثبوت کے ساتھ پیش کیا ہے، ان کا رد کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ محترم متین خالد صاحب کا نام ختم نبوت کے موضوع پر لکھنے والوں میں ایک ثقہ اور معتبر نام کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔

اس بار انھوں نے نئی جہت سے اُن لوگوں کو بڑے سلیقے قرینے سے مخاطب کیا ہے جو خود کو احمدی کہلاتے ہیں۔ ان کا دعویٰ انداز درد و سوزِ آرزو مندی سے مالا مال ہے۔ یہ حضرات اس کتاب کو ایک بار پڑھ لیں اور اس میں دیے گئے مواد کو پروپیگنڈہ سمجھنے کی بجائے اپنی جماعت کے لٹریچر سے موازنہ کر لیں تو مجھے یقین ہے کہ احمدی کہلانے والے دوست یقیناً سوچیں گے کہ وہ کہاں کھڑے ہیں اور کیوں؟ اس لیے کہ وہ اس کتاب میں دیے گئے حقائق کو برحق پائیں گے۔

میری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کتاب کو اُن گنت لوگوں کی رہنمائی کا ذریعہ بنائے اور برادر محترم محمد متین خالد جس خلوص و لگن کے ساتھ دین اسلام اور بالخصوص مسئلہ ختم نبوت پر علمی کام کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو قبول کرے اور اس کے نتیجہ میں نہ صرف ان کو اور ان کے اہل و عیال کو، بلکہ ان کی بے شمار نسلوں کو بھی اپنے فضلوں اور رحمتوں کا وارث بنائے۔ آمین

سہیل باوا

فاضل بنوری ٹاؤن، کراچی

ناظم اعلیٰ، ختم نبوت اکیڈمی

فاریسٹ گیٹ، لندن



دل کی بات

میں یہ بات پورے وثوق اور یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ جماعت احمدیہ میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جنہیں بانی جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب اور ان کے متعلقین کی وہ تحریریں پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوا جو عرصہ دراز سے مسلمانوں اور احمدیوں کے درمیان وجہ نزاع ہیں۔ یہ ان کی کم علمی اور سادگی ہے کہ وہ محض چند رٹے رٹائے مخصوص مسائل پر بات کرتے ہیں اور اگر گفتگو کا دھارا بدل جائے تو بے حد پریشان ہو جاتے ہیں۔ میرا تجربہ ہے کہ پڑھے لکھے احمدی حضرات بالخصوص نوجوانوں کو لطیف دلائل و براہین سے بات سمجھائیں تو وہ نہ صرف اسے قبول کرتے بلکہ مزید تجسس اور تفنگی کا اظہار کرتے ہیں۔

مجھے کئی دفعہ احمدی حضرات سے ان کے عقائد و نظریات پر گفتگو کرنے کا موقع ملا۔ (بعض دفعہ یہ گفتگو ہلکے پھلکے مناظرے کی شکل اختیار کر لیتی ہے) دوران گفتگو میں نے اخلاق اور شائستگی کا دامن کبھی ہاتھ سے نہیں چھوڑا بلکہ قرآنی آیت ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة و جادلہم بالنی ہی احسن ہمیشہ میرے پیش نظر رہی۔ اس کے باوجود جب کوئی احمدی دوست میرے دلائل اور ثبوت سے زچ ہو جاتا تو بے اختیار تلخ کلامی پر اتر آتا۔ میں سمجھتا ہوں تلخ کلامی اور دشنام طرازی کمزور استدلال کی دلیل ہے جس میں سب سے پہلے سچائی کا گلا گھونٹا جاتا ہے۔ سقراط نے کہا تھا: ”لا جواب کرنا اچھا ہے اور قائل کرنا اس سے بھی اچھا“ دعوت حق کے جذبہ سے خوش اخلاقی کے ماحول میں پیش کیے گئے دلائل و براہین قاطع کا کوئی جواب نہیں۔ دلیل اور اخلاق کے ہتھیار سے آپ سب کچھ فتح کر سکتے ہیں۔ میں نے یہ کتاب اسی جذبے اور سوچ کے تحت تحریر کی ہے۔ میری شدید خواہش ہے کہ احمدی دوست حق کی تلاش میں بنظر غائر اس کا مطالعہ فرمائیں۔ ان شاء اللہ وہ ان معروضات سے مکمل اتفاق فرمائیں گے۔ شکریہ

اے اللہ! ہمیں اپنی نافرمانی سے بچا اور ہمارا جینا مرنا اسلام کے لیے اور اسلام پر ہو۔ ہم اس دارِ فانی سے جائیں تو ایمان سے خالی نہ جائیں، نہ کسی فتنہ کا شکار ہوں اور نہ دین اسلام سے رُوگرداں ہوں۔ (آمین)

محمد متین خالد



زبان ہے دل کی رفیق

حضرت مولانا قاری محمد رفیق مدظلہ ”لاکھوں میں ایک“ والی شخصیت کے مالک ہیں۔ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور منکرین ختم نبوت کی سرکوبی کے محاذ پر ان کی گرانقدر خدمات قابل صد ستائش ہیں۔ وہ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان کے مرکزی رابطہ سیکرٹری ہونے کے ساتھ ساتھ شعبہ نشر و اشاعت اور اس کے مجلہ ”ماہنامہ انوار ختم نبوت انٹرنیشنل“ کے ادارتی و انتظامی امور کی نگرانی بھی کر رہے ہیں۔ جناب قاری محمد رفیق صاحب کو یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ آپ ہمارے مخدوم، سفیر ختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی کے دیرینہ ساتھیوں میں سے ہیں۔ حضرت مولانا چنیوٹی جب بھی لاہور تشریف لاتے تو ہمیشہ قاری صاحب کے ہاں قیام فرماتے۔ حضرت مولانا چنیوٹی نے اپنی علالت کے آخری دنوں میں ایک دفعہ بستر مرگ پر جناب قاری صاحب کا ماتھا چوم کر فرمایا تھا: ”میرے مشن کو قاری محمد رفیق پورا کرے گا“ جناب قاری صاحب جس جذبے، محنت، خلوص، محبت، ذوق، شوق اور عقیدت و احترام کے ساتھ اس عظیم مشن کو جاری و ساری رکھے ہوئے ہیں، یقیناً اس سے حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی کی روح مبارک جنت الفردوس میں خوشی سے جھوم رہی ہوگی۔

گذشتہ دنوں ایک پروگرام میں حضرت مولانا قاری محمد رفیق مدظلہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ فضیلت الشیخ حضرت مولانا عبدالحفیظ کی (امیر مرکزیہ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ) نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور آپ کی نئی کتاب ”احمدی دوستو! تمہیں اسلام بلاتا ہے۔“ کو بے حد پسند فرماتے ہوئے اس خواہش کا اظہار فرمایا ہے کہ مذکورہ کتاب کو زیادہ سے زیادہ عام کیا جائے۔ انبساط و شکرگزاری کے جذبات سے میری آنکھوں میں آنسو آ گئے کہ اتنی بڑی ہستی نے احقر کے لیے تحسین کے کلمات فرمائے ہیں۔ آپ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر کیؒ کے خلیفہ اجل ہیں۔ تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا عبدالحفیظ کی دامت برکاتہم العالیہ کی خدمات آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ آپ پوری دنیا کے ممالک میں اس کام کی براہ راست خود نگرانی

کرتے ہیں اور اکثر ممالک کا تبلیغی دورہ بھی فرماتے ہیں۔ حضرت کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ آپ نے ترمذی شریف کی شرح 13 جلدوں میں عربی میں تحریر فرمائی۔ بہر حال میں نے قاری صاحب سے عرض کیا کہ یہ ایک تحریر کی اور دعوتی کتاب ہے جس نے پڑھے لکھے احمدی نوجوانوں میں اپنے مذہب کے خلاف بغاوت پیدا کر دی ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے وہ اپنے گھر والوں اور مربی حضرات سے متنازعہ تحریروں پر خوب بحث کر رہے ہیں جس کا خاطر خواہ جواب نہ پا کر عقل سلیم کے حامل نوجوان واپس اسلام کی آغوش میں آ رہے ہیں۔ اس کتاب میں جو بھی خوبی ہے، وہ سب بزرگ اکابرین کی تحریروں اور مشوروں کا نتیجہ ہے اور اس میں جو بھی خافی ہے، اس کا سزاوار میں خود ہوں۔

کتاب کی افادیت کے پیش نظر حضرت مولانا قاری محمد رفیق مدظلہ اسے اپنی نگرانی میں شائع کروا رہے ہیں۔ لہذا اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں نے بزرگوں کے مشورہ سے اس میں مزید ضروری اضافے کیے ہیں تاکہ یہ کتاب زیادہ سے زیادہ موثر اور فائدہ مند ہو سکے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے اگر ایک بھی راہ گم کردہ شخص راہ ہدایت پا جائے تو ہمارے نامہ اعمال میں یہ سب سے بڑی نیکی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور جن دوستوں نے اس کی تیاری کے سلسلے میں کوششیں کیں، انہیں جزائے خیر عطا فرمائے (آمین!)

محمد متین خاں



شکریہ!!!

- ✽ حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
- ✽ جناب پروفیسر محمد اقبال جاوید صاحب
- ✽ جناب یونس الحسنی صاحب
- ✽ جناب پروفیسر جمیل احمد عدیل صاحب
- ✽ جناب پروفیسر سمیر ملک صاحب
- ✽ جناب وقار احمد صاحب
- ✽ جناب عامر خورشید صاحب
- ✽ جناب مولانا عزیز الرحمن رحمانی صاحب
- ✽ حضرت مولانا محمد مغیرہ صاحب
- ✽ جناب حافظ عبدالقیوم صاحب
- ✽ جناب محمد ناصر صاحب
- ✽ جناب محمد ذیشان اقبال صاحب
- ✽ جناب عبداللہ صاحب
- ✽ جناب عمر شاہ صاحب
- ✽ کا جنھوں نے اس کتاب کو خوب سے خوب تر بنانے کے لیے نہ صرف
- ✽ بہترین مشوروں سے نوازا بلکہ ہر مرحلہ پر بے حد تعاون فرمایا۔ اللہ تعالیٰ
- ✽ انھیں دنیا و آخرت میں اجر عظیم عطا فرمائے۔ (آمین)
- ✽ هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ

توجہ فرمائیں!

یہ کتاب خصوصی طور پر احمدی دوستوں کو نہایت اہم تحریروں سے آگاہی اور دعوت اسلام کی بنیاد پر تحریر کی گئی ہے۔ اس لیے دعوتی طرز تحریر نہایت مہذبانہ اور مودبانہ ہے۔ اس سے اگر کسی مسلمان کی دل آزاری ہو تو پیشگی معذرت خواہ ہوں۔

اس کتاب میں درج تمام حوالہ جات کو نمبر شمار لگا کر ایک ترتیب سے درج کیا گیا ہے۔

پھر اس کتاب کے آخر میں اسی ترتیب کے ساتھ حوالہ جات کے اصل کتب سے عکس دے دیے گئے ہیں۔

اصل کتابوں کے ٹائٹل کا عکس ہر حوالہ کے ساتھ بار بار دینے کے بجائے صرف ایک دفعہ دیا گیا ہے، اس کے لیے دیکھئے صفحہ نمبر 15 تا 17۔

متعلقہ حوالہ جات کو نمایاں کرنے کے لیے ان کے نیچے آؤٹ لائن لگا دی گئی ہے۔

احمدیہ کتب سے پورے صفحے کا عکس فوٹو دینے سے احمدی حضرات کا یہ اعتراض بھی ختم ہو جاتا ہے کہ ان کی متنازعہ عبارات سیاق و سباق سے ہٹ کر بیان کی جاتی ہیں۔



فہرست ٹائٹل کتب

254	صحیح بخاری شریف	□
270	صحیح مسلم شریف	□
300	سنن الدار القطنی	□
127	ازالہ اوہام (مرزا غلام احمد صاحب)	□
129	حماۃ البشریٰ (مرزا غلام احمد صاحب)	□
131	تریاق القلوب (مرزا غلام احمد صاحب)	□
133	مجموعہ اشتہارات (جلد اول) (مرزا غلام احمد صاحب)	□
136	مجموعہ اشتہارات (جلد دوم) (مرزا غلام احمد صاحب)	□
138	تذکرہ، وحی مقدس و مجموعہ الہامات طبع چہارم (مرزا غلام احمد صاحب)	□
140	دافع البلاء (مرزا غلام احمد صاحب)	□
142	اسلامی قربانی (قاضی یار محمد صاحب)	□
144	ایک غلطی کا ازالہ (مرزا غلام احمد صاحب)	□
147	حقیقت الوحی (مرزا غلام احمد صاحب)	□
150	ریویو آف ریلیجنز، کلمۃ الفصل (مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے)	□
162	سیرت المہدی (جلد دوم) (مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے)	□
164	اربعین (مرزا غلام احمد صاحب)	□
175	سیرت المہدی (حصہ سوم) (مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے)	□
178	سیرت المہدی (جلد اول) (مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے)	□

- 187 نسیم دعوت (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 195 مکتوبات احمدیہ (جلد پنجم نمبر 3) (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 197 مکتوبات احمدیہ (جلد پنجم نمبر 2) (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 199 چشمہ معرفت (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 201 انجام آتھم (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 204 ملفوظات (جلد چہارم) (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 206 کشتی نوح (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 208 سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 210 تذکرۃ الشہادتین (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 213 چشمہ مسیحی (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 215 براہین احمدیہ (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 217 تحفہ قیصریہ (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 219 کشف الغطاء (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 222 اعجاز احمدی (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 224 نزول المسیح (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 229 ملفوظات (جلد اول) (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 232 قول الحق (مرزا بشیر الدین محمود صاحب) □
- 239 حقیقت المہدی (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 241 حقیقت الرویاء (مرزا بشیر الدین محمود صاحب) □
- 245 احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟ (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 256 مکتوبات احمدیہ جلد ششم حصہ اول (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 275 نور الحق (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 277 مواہب الرحمن (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 280 براہین احمدیہ پنجم (مرزا غلام احمد صاحب) □
- 282 تحفہ گولڈویہ (مرزا غلام احمد صاحب) □

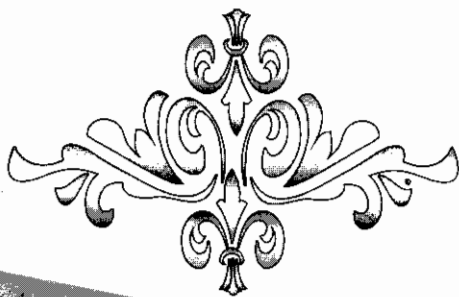
287	اتمام الحجہ (مرزا غلام احمد صاحب)	□
290	ملفوظات (جلد 8) (مرزا غلام احمد صاحب)	□
292	الہدیٰ (مرزا غلام احمد صاحب)	□
295	عسل مصفیٰ (مرزا خدا بخش صاحب)	□
312	آئینہ صداقت (مرزا بشیر الدین محمود صاحب)	□
314	انوار خلافت (مرزا بشیر الدین محمود صاحب)	□
318	پیغام صلح (از مرزا غلام احمد صاحب)	□
322	ایام صلح (از مرزا غلام احمد صاحب)	□
324	کتاب البریہ (مرزا غلام احمد صاحب)	□
327	آریہ دھرم (مرزا غلام احمد صاحب)	□
329	شہادت القرآن (مرزا غلام احمد صاحب)	□
331	تحفہ النودہ (مرزا غلام احمد صاحب)	□
337	مجموعہ اشتہارات (جلد سوئم) (مرزا غلام احمد صاحب)	□
341	ملفوظات (جلد 9) (مرزا غلام احمد صاحب)	□
350	ست پنجن (مرزا غلام احمد صاحب)	□
366	آئینہ کمالات اسلام (مرزا غلام احمد صاحب)	□
368	انوار اسلام (مرزا غلام احمد صاحب)	□
388	قادیان کے آریہ اور ہم (مرزا غلام احمد صاحب)	□
402	دعوت الامیر (مرزا بشیر الدین محمود صاحب)	□
426	ستارہ قیصرہ (مرزا غلام احمد صاحب)	□
444	The Supreme Court Monthly Review-August, 1993	□



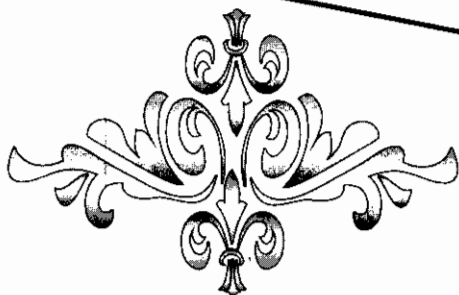


پھول بغیر کانٹے کے نہیں ہوتا۔ آپ کتنا ہی نیک کام کیوں نہ کریں،
نکتہ چیں اپنی نیش زنی سے باز نہیں آتے۔

حاسد حسد کی آگ میں ہر دم جلا کرے
وہ شمع کیا، جسے روشن خدا کرے



احمدی دوستو!
شہین اسلام آباد



اندازِ بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے
شاید کہ اُتر جائے ترے دل میں مری بات

حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”الدین النصیحة“
یعنی دین نصیحت (بھلائی) ہی کا نام ہے۔ دوسروں کی خیر خواہی اور بھلائی چاہنے کا دوسرا نام نصیحت
ہے۔ دعوتِ دین سے متعلق اللہ تعالیٰ کے تمام برحق حضرات انبیاء علیہم السلام یوں فرماتے تھے:
ابلاغکم رسلت ربی وانصح لکم (اعراف: 62)

(ترجمہ): میں تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمہاری خیر خواہی چاہتا ہوں۔
انسانیت کا سب سے بڑا خیر خواہ وہ ہے جو ان میں ہدایت تقسیم کرنے والا اور انہیں گمراہی
سے بچانے کی فکر کرنے والا ہو۔ ہر انسان کی بھلائی اس میں ہے کہ وہ خیر کثیر کا وارث، خسرانِ مبین
سے بچتا اور صراطِ مستقیم پر گامزن ہو۔ باب العلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول زریں ہے: ”یہ نہ دیکھو
کون کہتا ہے بلکہ یہ دیکھو کہ کیا کہتا ہے۔“ ان مبارک اقوال کی روشنی میں، میں احمدی دوستوں کی
خدمت میں نہایت خلوص، ہمدردی اور دردِ دوسوز مندی کے ساتھ چند گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔
امید ہے کہ ان معروضات پر وہ انتہائی غیر جانبداری اور شہنشاہی کے ساتھ غور و فکر فرمائیں گے۔
احمدی دوستو!

ایمان مذہبی زندگی کی وہ اساس اور بنیاد ہے جس پر تمام عقائد اور اعمال کی بلند قامت
عمارت کھڑی ہے۔ ایمان جاننے نہیں، ماننے کا نام ہے جس کی تصدیقِ قلب، زبان اور اعمال کریں،
تبھی ایمان کی تکمیل ہوتی ہے۔ ایمان کی پہچان اور اس پر خاتمہ ہی ایک مسلمان کا اصل اثاثہ، اصل

میراث اور اصل سرمایہ ہے۔ یہی وہ عظیم نعمت ہے جس سے ایمان اور کفر کے راستے جدا جدا ہو جاتے ہیں۔ مومن اپنے ایمان کی بدولت جنت میں کبھی نہ کبھی ضرور داخل ہو جائے گا جبکہ ایمان سے محروم کو یہ نعمت عظمیٰ حاصل نہیں ہو سکتی۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”انسان میں شرم و حیا ایمان سے پیدا ہوتا ہے اور ایمان کا نتیجہ جنت ہے۔“ ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے حضرت عمر فاروقؓ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”خطاب کے بیٹے! جاؤ، لوگوں میں یہ اعلان کر دو کہ جنت میں صرف ایمان والے ہی داخل ہوں گے۔“

یاد رکھیے! ایمان ایک ایسی چیز ہے جو نہ کسی دوکان سے ملتا ہے نہ جاگیر سے حاصل ہوتا ہے نہ حکومت سے ملتا ہے نہ منصب یا عہدہ سے۔ ایمان اگر دولت سے ملتا تو قارون بے ایمان نہ ہوتا، اگر یہ خدائی سے ملتا تو نمرود بے ایمان نہ ہوتا۔ اگر یہ طاقت سے ملتا تو فرعون بے ایمان نہ ہوتا، اگر یہ رشتہ داری سے ملتا تو نوح کا بیٹا بے ایمان نہ ہوتا، اگر یہ سرداری سے ملتا تو ابوجہل بے ایمان نہ ہوتا۔ اگر یہ خونی رشتہ سے ملتا تو ابولہب بے ایمان نہ ہوتا۔ ایمان محض اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی بے حد اہمیت اور قدر و قیمت ہے۔ لہذا ہر شخص کو اس کی حفاظت اپنی جان سے بڑھ کر کرنی چاہیے کیونکہ یہی تو شد آخرت ہے۔

ایمان اور ہدایت کائنات کی سب سے بڑی نعمت اور دولت ہے جس کے مقابلے میں دنیا کی ہر چیز بیچ ہے۔ یہ متاع عزیز جسے نصیب ہو جائے، وہ دنیا کا خوش قسمت ترین شخص کہلاتا ہے۔ اگر خدا نخواستہ لاعلمی، کوتاہی، لاپرواہی، ضد یا ہٹ دھرمی کی وجہ سے یہ گرانقدر دولت خطرے میں پڑ جائے یا ضائع ہو جائے تو کسی حیل و حجت اور تاویل کے بغیر فوراً اس کی تلافی کی فکر میں لگ جانا چاہیے کہ ناپائیدار زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں، کب یہ ختم ہو جائے۔ اللہ کی رحمت کا سچا امیدوار وہی ہے جو ایک حقیقت پسند کاشتکار کی طرح ایمان خالص کا بیج اپنے قلب کی سرزمین میں بوئے اور اس کی حفاظت کرے۔ اگر کوئی مسلمان کسی بھی وجہ سے راہ ہدایت سے بھٹک جائے تو ایمان ایک ایسا مینارہ نور ہے جس کی روشنی میں وہ واپس صراط مستقیم پر آ جاتا ہے۔ اس کی پیشانی سے شرمندگی اور ندامت کے قطرے ٹپکنے لگتے ہیں جس سے اس کے دل کی جلا مزید بڑھ جاتی ہے۔ لیکن اگر وہ اپنے غلط عقائد پر اڑا رہے، من گھڑت تاویلات سے اسے صحیح ثابت کرنے کی باغیانہ کوشش کرتا رہے اور اپنے شکوک پر بے جا اصرار کرتا رہے تو پھر ایمان معدوم ہو جاتا ہے اور گمراہی اس کا مقدر ہو کر رہتی ہے۔ دیدہ و دانستہ اپنے غلط عقائد پر جمے رہنا اور اس پر تاویلات کے پردے ڈالتے رہنا دانشمندی نہیں، جہالت

ہے۔ اعمال کی کمی کے بارے میں روزِ محشر یہ قوی امید رکھی جاسکتی ہے کہ اس کو تاہی پر اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و رحمت سے درگزر کا معاملہ فرماتے ہوئے معاف فرمادیں (ان شاء اللہ تعالیٰ) لیکن محرومی ایمان ایک ایسی بدبختی ہے کہ جس کی کوئی معافی نہیں۔ جس طرح ماں کے پیٹ سے کوئی معذور بچہ پیدا ہوتا دنیا بھر کے بڑے سے بڑے ڈاکٹر اسے ٹھیک نہیں کر سکتے۔ بالکل اسی طرح ایمان کی دولت سے محروم کوئی شخص روزِ قیامت معافی کا مستحق نہیں ہو سکتا۔

ختمِ نبوت اسلام کی اساس اور اہم ترین بنیادی عقیدہ ہے۔ دین اسلام کی پوری عمارت اس عقیدہ پر کھڑی ہے۔ یہ ایک ایسا حساس عقیدہ ہے کہ اس میں شکوک و شبہات کا ذرا سا بھی رخ نہ پیدا ہو جائے تو ایک مسلمان نہ صرف اپنی متاعِ ایمان کھو بیٹھتا ہے بلکہ وہ حضرت محمد ﷺ کی امت سے بھی خارج ہو جاتا ہے۔ ایمان و ہدایت محض نبی کریم ﷺ کو سچا جاننے کا نام نہیں بلکہ آپ ﷺ کو صادق و مصدوق سمجھنے اور آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کو آخری تسلیم کرنا ایمان و ہدایت کی بنیاد ہے۔ قرآن مجید کی ایک سو سے زائد آیات مبارکہ اور حضور نبی کریم ﷺ کی تقریباً دو سو دس احادیث مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام، اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ اس سے انکار یقیناً کفر و ارتداد ہے جس سے کوئی تاویل نہیں بچا سکتی۔ صحابہ کرامؓ سے لے کر آج تک امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے۔ عقیدہ ختمِ نبوت کا منکر وہی شخص ہو سکتا ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت پر ایمان نہ رکھتا ہو، کیونکہ اگر یہ شخص آپ ﷺ کی رسالت کا قائل ہوتا تو جن چیزوں کی آپؐ نے خبر دی ہے، ان میں آپؐ کو سچا سمجھتا۔ جن دلائل اور طریق تو اترے آپ ﷺ کی رسالت، نبوت اور دعوت ہمارے لیے ثابت ہوئی ہے، ٹھیک اسی درجہ کے تو اترے یہ بات بھی ثابت ہوئی ہے کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ اب قیامت تک کوئی نیا نبی نہ ہوگا اور جس شخص کو اس ختمِ نبوت میں شک ہو، اسے خود رسالت محمدی ﷺ میں بھی شک ہوگا۔ گزشتہ تیرہ صدیوں کے مجددین (جن کے ناموں پر ہم اور آپ متفق ہیں) حضور نبی کریم ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت (ظلی، بروزی، تشریحی، غیر تشریحی وغیرہ وغیرہ) کو بند سمجھتے ہیں۔ ان میں کوئی ایک بزرگ بھی ایسا نہیں جو اجرائے نبوت کا قائل، یا امت مسلمہ کے اس متفقہ عقیدہ کے خلاف اپنا علیحدہ موقف رکھتا ہو۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی امت کے بارے میں فرمایا:

إِنْ أُمِّتِي لَا تَجْتَمِعُ عَلَى ضَلَالَةٍ فَاِذَا رَأَيْتُمْ اخْتِلَافًا فَعَلَيْكُمْ بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ.

(ابن ماجہ)

”میری امت کبھی گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔ پس اگر تم اختلاف دیکھو تو تم پر سوادِ اعظم کے ساتھ رہنا لازم ہے۔“

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَجْمَعُ أُمَّتِي أَوْ قَالَ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ عَلَى ضَلَالَةٍ وَيَذُ اللَّهُ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شَذَّ إِلَى النَّارِ. (ترمذی)

”بے شک اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور (سن لو کہ) جماعت (اجتماعی وحدت) پر اللہ تعالیٰ (کی حفاظت) کا ہاتھ ہے اور جو کوئی اس سے جدا ہوگا وہ دوزخ میں جا کرے گا۔“

لہذا امت مسلمہ بحیثیت مجموعی بے دین اور گمراہ نہیں ہو سکتی۔

شروع میں جب جماعت احمدیہ کے بانی مرزا غلام احمد صاحب ایک عالم اور مناظر کی حیثیت سے منظر عام پر آئے تو اس وقت وہ ختم نبوت کے قائل تھے اور عام مسلمانوں کی طرح حضور نبی کریم ﷺ کو آخری نبی مانتے تھے۔ اس سلسلہ میں مرزا صاحب کی مندرجہ ذیل تحریریں قابل توجہ ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

(1) ”ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول الله و خاتم النبیین“ (الاحزاب: 40) یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا۔ یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔“

(ازالہ ادہام ص 614 روحانی خزائن نمبر 3 ص 431، از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 128 پر)

(2) ”ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول الله و خاتم النبیین“ (یعنی محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ ہاں وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔ کیا تو نہیں جانتا کہ فضل اور رحم کرنے والے رب نے ہمارے نبی کا نام بغیر کسی استثناء کے خاتم الانبیاء رکھا اور آنحضرتؐ نے لانی بعدی سے طالبوں کے لیے بیان واضح سے اس کی تفسیر کی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور اگر ہم آنحضرتؐ کے بعد کسی نبی کے ظہور کو جائز قرار دیں تو ہم وحی نبوت کے دروازہ کے بند ہونے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دیں گے جو بالبداهت باطل ہے۔ جیسا کہ مسلمانوں پر مخفی نہیں اور

ہمارے رسولؐ کے بعد کوئی نبی آ کیسے سکتا ہے جبکہ آپؐ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی ہے اور اللہ نے آپؐ کے ذریعہ نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا۔“

(حماتہ البشری ص 34 مندرجہ روحانی خزائن نمبر 7 ص 200، از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 130 پر)

(3) ”میرے ساتھ (جزواں) ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد میں اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا اور میں ان کے لیے خاتم الاولاد تھا۔“

(تزیان القلوب ص 351 مندرجہ روحانی خزائن ج 15 ص 479 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 132 پر)

مرزا صاحب کے مذکورہ بیان سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ ان کے نزدیک آخر کے معنی ”سب سے آخر میں آنے والا، جس کے بعد کوئی دوسرا نہ ہو“ ہی تھے۔

(4) ”میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر، بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔ اور جیسا کہ اہل سنت جماعت کا عقیدہ ہے، ان سب باتوں کو مانتا ہوں، جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صلی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ پر ختم ہو گئی۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد اول ص 230 تا 231، از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 134 پر)

(5) ”ان پر واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کے قائل ہیں اور آنحضرت ﷺ کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔“

(مجموعہ اشتہارات ج 2 ص 297 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 137 پر)

مسلمانان عالم کا حضور نبی کریم ﷺ کے آخری نبی ہونے پر اجماع اور عقیدہ جہاد، 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد اسلام دشمن طاقتوں بالخصوص انگریزوں کے لیے سوہان روح بنا ہوا تھا اور ہے۔ ان کی شدید خواہش تھی اور ہے کہ کسی طرح کوئی ایسا اہتمام ہو جائے کہ مسلمانوں کے دل سے حضور نبی کریم ﷺ کی محبت و عقیدت اور جہاد کی روح دونوں ختم ہو جائیں، اب چونکہ ایک نبی کے حکم میں ترمیم و تنبیخ دوسرے نبی کے ذریعے ہی سے ہوتی ہے۔ اس لیے برطانیہ ہی کی شہ پر جماعت احمدیہ کے بانی مرزا غلام احمد صاحب نے پہلے خود کو عیسائیت اور ہندو مخالف مناظر کی حیثیت سے متعارف کروایا اور مسلمانوں کی جذباتی اور نفسیاتی ہمدردیاں حاصل کیں۔ پھر مرزا صاحب مجدد، محدث، امتی نبی، ظلی نبی،

بروزی نبی، مثیل مسیح اور مسیح موعود کا دعویٰ کرتے ہوئے انجام کار باقاعدہ امر و نہی کے حامل ایک صاحب شریعت نبی ہونے کے ادعا تک جا پہنچے۔ یعنی باقاعدہ نبی و رسول ہونے کا دعویٰ کیا حتیٰ کہ اعلان کیا کہ وہ خود ”محمد رسول اللہ“ ہیں (نعوذ باللہ) جماعت احمدیہ کے ذمہ داران بڑی ہوشیاری کے ساتھ مرزا غلام احمد صاحب کی ان تصانیف سے منتخب اقتباسات شائع کر کے لوگوں کو درغلاتے ہیں جو ان کے دعویٰ نبوت سے پہلے کی لکھی ہوئی ہیں۔ مرزا صاحب اور ان کے رفقاء کی کتب میں بعض ایسی روح فرسا تحریریں ہیں جو عقائد کا درجہ رکھتی ہیں۔ ان تحریروں کو پڑھ کر یکجا سمجھنے کو آتا، دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا، آنکھیں خون کے آنسو روتیں، سینہ چھلنی ہوتا، ہاتھ پاؤں شل ہوتے، روح میں زہر آلود نشتر چبھتے اور دماغ مفلوج ہوتا محسوس ہوتا ہے۔ آئیے بوجھل دل کے ساتھ ان دل آزار تحریروں پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

مرزا صاحب اللہ تعالیٰ کے متعلق لکھتے ہیں:

(6) ”ایک بار مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ خدا قادیان میں نازل ہوگا، اپنے وعدہ کے موافق۔“ (تذکرہ مجموعہ وحی والہامات طبع چہارم ص 358، از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 139 پر) مزید کہا:

(7) ”سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“ (دافع البلاء، ص 11 مندرجہ روحانی خزائن ج 18 ص 231 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 141 پر) اس کا مطلب یہ ہوا کہ سچے خدا کی نشانی صرف یہ ہے کہ اس نے مرزا صاحب کو قادیان میں رسول بنا کر بھیجا ہے اور اگر مرزا صاحب رسول نہیں ہیں تو پھر خدا کی سچائی مشکوک ہے۔ (نعوذ باللہ) مرزا صاحب کے ایک عقیدت مند مرید اپنی کتاب میں مرزا صاحب کا اللہ تعالیٰ سے تعلق ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

(8) ”حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا۔ سمجھنے والے کے لیے اشارہ کافی ہے۔“

(اسلامی قربانی ٹریکٹ نمبر 34 صفحہ نمبر 12 از قاضی یار محمد) (عکس صفحہ 143 پر)

مرزا صاحب نے اپنی کئی تحریروں میں حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں نہایت توہین آمیز خیالات کا اظہار کیا جو ایک عام اور بے عمل مسلمان کے لیے بھی ناقابل برداشت ہے۔ مفکر پاکستان حضرت علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:

” (مرزا غلام احمد صاحب نے) بانی اسلام کی نبوت سے اعلیٰ تر نبوت کا دعویٰ کیا اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا۔ بعد میں (جماعت احمدیہ سے میری) یہ بیزاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی، جب میں نے تحریک (احمدیہ) کے ایک رکن کو اپنے کانوں سے آنحضرت ﷺ کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا۔ درخت جڑ سے نہیں، پھل سے پچھانا جاتا ہے۔“

(علامہ اقبالؒ کا خط، سن رائز کے جواب میں، مطبوعہ حرف اقبال از لطیف احمد شیرانی ص 123)

مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ خود ”محمد رسول اللہ“ ہیں۔ اس سلسلہ میں ان کا اپنا بیان ہے:

(9) ”پھر اسی کتاب میں اسی مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم اس وحی الہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔“

(ایک غلطی کا ازالہ ص 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 207، از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 145 پر) وہ مزید لکھتے ہیں:

(10) ”میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت و آخرین منهم لما یلحقوبہم بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمدؐ اور احمدؐ رکھا ہے اور مجھے آنحضرتؐ کا ہی وجود قرار دیا ہے۔ پس اس طور سے آنحضرتؐ کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ کل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔“

(ایک غلطی کا ازالہ ص 8 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 212، از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 146 پر) ایک اور موقع پر لکھتے ہیں:

(11) ”میں آدمؑ ہوں، میں نوحؑ ہوں، میں ابراہیمؑ ہوں، میں اسحاقؑ ہوں، میں یعقوبؑ ہوں، میں اسمعیلؑ ہوں، میں موسیٰؑ ہوں، میں داؤدؑ ہوں، میں عیسیٰؑ ہوں، ابن مریمؑ ہوں، میں محمد ﷺ ہوں۔“

(تترہ حقیقت الوحی ص 85 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 521، از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 148 پر) مرزا صاحب نے اپنے متعلق مزید لکھا:

(12) ”منم مسیح زمان و منم کلیم خدا منم محمدؐ و احمدؐ کہ مجتبیٰ باشد“

”یعنی میں مسیح زماں ہوں، میں کلیم خدا، یعنی موسیٰ ہوں، میں محمد ہوں، میں احمد مجتبیٰ ہوں۔“ (تریاق القلوب ص 6 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 134، از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 149 پر) مرزا غلام احمد صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد ایم اے نے مرزا صاحب کے اس دعویٰ کو کہ وہ ”محمد رسول اللہ“ ہیں، بڑی وضاحت اور صراحت کے ساتھ اپنی کتاب ”کلمۃ الفصل“ میں بیان کیا ہے۔ احمدی دوستوں سے التماس ہے کہ وہ ان حوالہ جات کو بنظر غائر پڑھیں اور یہ کتاب کسی بھی احمدیہ لائبریری سے حاصل کر کے اس کا خالی الذہن ہو کر ضرور مطالعہ کریں، آپ خود بخود اس نتیجہ پر پہنچ جائیں گے کہ مرزا صاحب نے نہ صرف خود ”محمد رسول اللہ“ ہونے کا دعویٰ کیا ہے بلکہ یہ بات بڑی شدت کے ساتھ جماعت احمدیہ کے بنیادی عقائد میں بھی شامل کی ہے۔ کوئی احمدی دوست اس عقیدہ سے لاعلم یا بے خبر ہے، تو یہ اس کا اپنا قصور ہے۔ مندرجہ ذیل تحریریں پڑھ لینے کے بعد اس عقیدہ کے بارے میں کسی احمدی کو اب مزید کسی شک کی گنجائش نہیں ہونی چاہیے۔ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے لکھتے ہیں:

(13) ”اور چونکہ مشابہت نامہ کی وجہ سے مسیح موعود (یعنی مرزا صاحب) اور نبی کریمؐ میں کوئی دوئی باقی نہیں کہ ان دونوں کے وجود بھی ایک وجود کا ہی حکم رکھتے ہیں جیسا کہ خود مسیح موعود نے فرمایا کہ صار وجودی و جودہ (دیکھو خطبہ الہامیہ صفحہ 171) اور حدیث میں بھی آیا ہے کہ حضرت نبی کریمؐ نے فرمایا کہ مسیح موعود (مرزا صاحب) میری قبر میں دفن کیا جائے گا جس سے یہی مراد ہے کہ وہ میں ہی ہوں یعنی مسیح موعود (مرزا صاحب) نبی کریمؐ سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے جو بروزی رنگ میں دوبارہ دنیا میں آئے گا تاکہ اشاعت اسلام کا کام پورا کرے اور ہو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ کے فرمان کے مطابق تمام ادیان باطلہ پر اتمام حجت کر کے اسلام کو دنیا کے کونوں تک پہنچا دے تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمدؐ کو اتارا تاکہ اپنے وعدہ کو پورا کرے جو اس نے آخرین منهم لم یلحقوا بہم میں فرمایا تھا۔“

(کلمۃ الفصل ص 104، 105، از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 151 پر) چونکہ مسلمان حضرت محمد ﷺ کے قادیان میں دوبارہ آنے کے قائل نہیں اور مرزا غلام احمد کو ”محمد رسول اللہ“ تسلیم نہیں کرتے، اس لیے احمدیوں کے نزدیک وہ نئے کلمہ کے منکر ہونے کی

وجہ سے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے لکھتے ہیں:

- (14) ”اب معاملہ صاف ہے، اگر نبی کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود (مرزا غلام احمد صاحب) کا انکار بھی کفر ہونا چاہیے، کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت میں جس میں بقول مسیح موعود آپ کی روحانیت اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے، آپ کا انکار کفر نہ ہو۔“
(کلمۃ الفصل ص 146-147 از مرزا بشیر احمد) (عکس صفحہ 153 پر)

پھر مزید بڑھتے ہوئے لکھتے ہیں:

- (15) ”ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے ہیں، کسی کو بہت، کسی کو کم۔ مگر مسیح موعود کو تو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی نبی کہلائے پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔“

(کلمۃ الفصل ص 113، از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 155 پر)

احمدی دوست کہتے ہیں کہ جب وہ کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں تو اس میں لفظ ”محمد“ سے ان کی مراد محمد عربی ﷺ ہی ہوتے ہیں۔ یہ احمدی دوستوں کی سادگی اور اپنے عقائد سے غالباً لاعلمی کا نتیجہ ہے۔ جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ احمدیہ عقیدہ کے مطابق کلمہ طیبہ میں لفظ ”محمد“ سے مراد ”مرزا غلام احمد“ ہیں۔ کیونکہ مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ خود ”محمد رسول اللہ“ ہیں۔ احمدیوں کا یہی عقیدہ مسلمانوں کے لیے سوہان روح بنا ہوا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے! مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے اس سلسلہ میں مزید کیا فرماتے ہیں؟

- (16) ”ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود (مرزا صاحب) نبی کریم

سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے کہ صار وجودی وجودہ نیز من فرق بینی و بین المصطفیٰ لما عرفنی و ماری اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ آیت آخرین منهم سے ظاہر ہے۔“ پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے

لیے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لیے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔“

(کلمۃ الفصل ص 158 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 156 پر)

مرزا صاحب کے ایک عقیدت مند اور نہایت مخلص احمدی قاضی ظہور الدین اکمل نے مذکورہ بالا عقیدہ کو شاعری میں ڈھالا۔ ملاحظہ فرمائیں:

(17) ”امام اپنا عزیزو اس زماں میں

غلام احمد ہوا دارالاماں میں

غلام احمد ہے عرش رب اکرم

مکان اس کا ہے گویا لا مکان میں

غلام احمد رسول اللہ ہے برحق

شرف پایا ہے نوع انس و جاں میں

محمد ﷺ پھر اتر آئے ہیں ہم میں

اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں

محمد ﷺ دیکھنے ہوں جس نے اکمل

غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں“

(اخبار بدر قادیان 25 اکتوبر 1906ء) (عکس صفحہ 157 پر)

جب اس لکھنؤ قسیدہ پر اعتراض ہوا تو احمدیہ قیادت نے جلتی پرتیل کے مصداق جواب دیا:

(18) ”وہ اس نظم کا ایک حصہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں پڑھی گئی

اور خوشخط لکھے ہوئے قطعے کی صورت میں پیش کی گئی اور حضور اسے اپنے ساتھ اندر لے

گئے۔ پھر یہ نظم اخبار بدر 25 اکتوبر 1906ء میں چھپی اور شائع ہوئی..... اور حضرت مسیح

موعود علیہ السلام کا شرف سماعت حاصل کرنے اور جزا کم اللہ تعالیٰ کا صلہ پانے اور اس

قطعے کو اندر خود لے جانے کے بعد کسی کو حق ہی کیا پہنچتا تھا کہ اس پر اعتراض کر کے اپنی

کمزوری ایماں و قلت عرفاں کا ثبوت دیتا۔“

(اخبار روزنامہ ”الفضل“ 23 اگست 1944ء ص 4) (عکس صفحہ 158 پر)

مرزا صاحب کے صاحبزادے اور احمدیہ جماعت کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود،

مرزا غلام احمد صاحب کا رتبہ نبی کریم ﷺ سے بھی بڑھ کر بتاتے ہیں۔ ان کے یہ الفاظ غور سے ملاحظہ فرمائیں اور خود سوچیں کہ آپ کہاں کھڑے ہیں؟ لکھتے ہیں:

(19) ”یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔“

(مرزا بشیر الدین محمود کی ڈائری، اخبار الفضل قادیان نمبر 5 جلد 17، 10 جولائی 1922ء) (عکس صفحہ 159 پر)

مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(20) ”مجھ کو اپنی نسبت یہ الہام ہوا:

خدا نے ارادہ کیا ہے کہ تیرا نام بڑھاوے اور آفاق میں تیرے نام کی خوب چمک دکھاوے۔ آسمان سے کئی تخت اترے مگر سب سے اونچا تیرا تخت بچھایا گیا۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات طبع چہارم ص 282 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 160 پر)

مرزا غلام احمد صاحب اپنے ایک مکتوب میں حضور نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں توہین کرتے ہوئے بڑی دیدہ دلیری سے لکھتے ہیں:

(21) ”آنحضرتؐ اور آپ کے اصحاب..... عیسائیوں کے ہاتھ کا پیر کھا لیتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے۔“

(مرزا غلام احمد صاحب کا مکتوب، اخبار الفضل قادیان 22 فروری 1924ء) (عکس صفحہ 161 پر)

مرزا بشیر احمد ایم اے مرزا صاحب کی مشہور سوانح حیات ”سیرۃ المہدی“ میں ایک اہم

واقعہ لکھتے ہیں:

(22) ”حافظ محمد ابراہیم صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ 1903ء کا واقعہ ہے کہ میں ایک دن

مسجد مبارک کے پاس والے کمرہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم

تشریف لائے اور اندر سے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) بھی تشریف لے آئے اور

تھوڑی دیر میں مولوی محمد احسن صاحب امر وہی بھی آ گئے، اور آتے ہی حضرت مسیح موعود

سے حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول کے خلاف بعض باتیں بطور شکایت بیان

کرنے لگے۔ اس پر مولوی عبدالریم صاحب کو جوش آ گیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ ہر دو کی ایک

دوسرے کے خلاف آوازیں بلند ہو گئیں اور آواز کمرے سے باہر جانے لگی۔ اس پر حضرت

اقدس نے فرمایا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی (یعنی اے منومو! اپنی

آوازیں کو نبی کی آواز کے سامنے بلند نہ کیا کرو) اس حکم کے سنتے ہی مولوی عبدالکریم

صاحب تو فوراً خاموش ہو گئے اور مولوی محمد احسن صاحب تھوڑی دیر تک آہستہ آہستہ اپنا جوش نکالتے رہے اور حضرت اقدس وہاں سے اٹھ کر ظہر کی نماز کے واسطے مسجد مبارک میں تشریف لے آئے۔“

(سیرت المہدی جلد دوم ص 30 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 163 پر)
اہل علم جانتے ہیں کہ اس واقعہ میں مذکور آیت قرآنی حضور نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی جو ہمیں بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضری کے آداب سکھاتی ہے۔ جبکہ یہ آیت غیر ضروری انداز میں مرزا غلام احمد صاحب نے اپنی شخصیت پر چسپاں کی۔

مرزا صاحب اپنے اوپر نازل ہونے والی وحی کے بارے میں لکھتے ہیں:

(23) ”مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر۔“

(اربعین نمبر 4 ص 112 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 ص 454 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 165 پر)
مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیات قرآنی، وحی کی صورت میں دوبارہ ان پر نازل کی ہیں۔ حالانکہ سب جانتے ہیں کہ یہ آیات قرآنی صرف اور صرف نبی کریم ﷺ ہی کے لیے مخصوص ہیں۔ مرزا صاحب کا اصرار ہے کہ چونکہ وہ خود ”محمد رسول اللہ“ ہیں، اس لیے اب وہی ان آیات کے مصداق ہیں۔ انہوں نے بعض آیات میں تحریف بھی کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

(24) ”انا اعطیناک الکوثر۔ فصل لربک و النحر۔ ان شانک ہو الا بتر“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 235 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 166 پر)

(25) ”ورفعناک لک ذکرک“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 236 طبع چہارم، از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 167 پر)

(26) ”هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظہره علی الدین کلہ“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 538 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 168 پر)

(27) ”انا ارسلناہ شاہدا و مبشرا و نذیرا کصیب من السماء فیہ ظلمات و رعد“

و برق کل شیء تحت قدمیہ۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 119 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 169 پر)

(28) ”وداعیا الی اللہ و سراجا منیرا“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 541 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 170 پر)

(29) ”تبت يدا ابي لهب وتب“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 546 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 171 پر)

(30) ”قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 547 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 172 پر)

(31) ”وما ارسلنک الا رحمة للعالمین“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 547 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 172 پر)

(32) ”انا انزلناه قریباً من القادیان. وبالحق انزلناه و بالحق نزل. صدق الله و

رسوله. و كان امر الله مفعولاً“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 549 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 173 پر)

ان آیات کے علاوہ مرزا صاحب نے درج ذیل حدیث قدسی کو بھی اپنی طرف منسوب کیا۔

(33) ”لولاک لما خلقت الافلاک“

(ترجمہ) اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 525 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 174 پر)

مرزا صاحب کا اعترافی بیان ہے:

”ایسا آدمی جو ہر روز خدا پر جھوٹ بولتا ہے اور آپ ہی ایک بات تراشتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ یہ خدا کی وحی ہے جو مجھ کو ہوئی ہے۔ ایسا بد ذات انسان تو کتوں اور سؤروں اور بندروں سے بدتر ہوتا ہے۔“ (ضمیمہ براہین احمد حصہ پنجم ص 126 مندرجہ روحانی خزائن ج 21 ص 292 از مرزا غلام احمد صاحب)

بقول حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی:

”احمدی دوستوں کو سوچنا چاہیے کہ کیا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے لے کر مرزا صاحب کی آمد سے پہلے تک تیرہ صدیوں کے مسلمانوں کے یہی عقائد تھے جو مرزا غلام احمد صاحب اور ان کی جماعت کے اکابر کے حوالے سے اوپر درج کیے گئے ہیں؟ بہت معمولی سی بات ہے جس کے سمجھنے کے لیے بہت فہم و فکر کی ضرورت نہیں کہ کیا حضرات ابوبکر و عمر و عثمان و علی (رضوان اللہ علیہم) بھی یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ حضرت محمد ﷺ دوبارہ قادیان میں مبعوث ہوں گے؟ کیا ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہؓ میں سے کسی سے یہ عقیدہ منقول ہے؟ کیا تابعینؓ اور ائمہ دینؓ میں سے کوئی اس کا قائل تھا؟

احمدی دوست، اگر صرف اسی سوال پر عقل و انصاف سے غور کریں تو انھیں یہ احساس ہوگا کہ مرزا غلام احمد صاحب ان عقائد کو اپنا کر ”سبیل المومنین“ پر قائم نہیں رہے۔ ادھر قرآن کریم کا

اعلان ہے کہ ”جو شخص رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے اور ”سبیل المؤمنین“ کو چھوڑ کر کسی اور راستے پر چل نکلے تو دنیا میں وہ جو کچھ کرتا ہے، ہم اسے کرنے دیں گے اور اسے جہنم میں داخل کریں گے۔“ اس لیے مرزا صاحب کے تمام عقیدت مندوں سے گزارش کروں گا کہ اگر انھوں نے واقعی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضامندی کی خاطر مرزا صاحب کا دامن پکڑا ہے جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے تو مرزا غلام احمد صاحب کے عقائد و نظریات معلوم ہو جانے کے بعد ان پر یہ بات واضح ہو گئی ہوگی کہ انھوں نے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی رضامندی کے لیے جو راستہ اختیار کیا ہے۔ وہ کعبہ کو نہیں بلکہ کسی اور ہی طرف کو جاتا ہے وہ ”سبیل المؤمنین“ (اہل ایمان کا راستہ) نہیں، بلکہ یہ اہل ایمان کے راستے سے الٹی سمت کو جاتا ہے۔

دوسری بات جس پر انہیں غور کرنا چاہیے، یہ ہے کہ مرزا صاحب کا یہ عقیدہ کہ وہ عین محمد ہے۔ عقل و دانش کی میزان میں کیا وزن رکھتا ہے؟ اگر مرزا غلام احمد، عین محمد ہے تو سوال پیدا ہوگا کہ:

- 1- مرزا غلام مرتضیٰ کے نطفہ سے کون پیدا ہوا؟
 - 2- چراغ بی بی کے پیٹ میں کون تھا؟
 - 3- جنت بی بی کس کے ساتھ جڑواں پیدا ہوئی؟
 - 4- بچپن میں چڑیوں کا شکار کون کرتا تھا؟
 - 5- گل علیشاہ کی شاگردی کس نے کی تھی؟
 - 6- سیالکوٹ کچہری میں گورنمنٹ برطانیہ کا نوکر کون تھا؟
 - 7- انگریزی عدالتوں میں ”مرجاہا جڑ“ (یعنی مرزا حاضر!) کی آوازیں کس کو دی جاتی تھیں؟
 - 8- قانون انگریزی کی تیاری کس نے کی، اور اس میں فیمل کون ہوا؟
 - 9- محترمہ حرمت بی بی کو طلاق کس نے دی؟
 - 10- مرزا سلطان احمد اور فضل احمد کو عاق کس نے کیا؟
 - 11- محترمہ محمدی بیگم کا اسیر زلف کون ہوا؟
 - 12- اس سے نکاح کی پیشینگوئی کس نے کی؟
 - 13- اس پیش گوئی کو اپنے صدق و کذب کا معیار کس نے ٹھہرایا؟
 - 14- اور پھر اس سے وصل میں ناکام کون مرا؟
 - 15- نصرت جہاں بیگم کا شوہر کون تھا؟
 - 16- مرزا محمود، شریف احمد، بشیر احمد کا باپ کون تھا؟
- اور دوسری طرف اگر مرزا غلام احمد اور حضرت محمد ﷺ ایک ہی ذات کے دو نام ہیں تو حضرت ابوبکر، عمر رضی اللہ عنہما کا داماد کون تھا؟

- 2- حضرت عائشہؓ و حفصہؓ کا شوہر کون تھا؟
- 3- حضرت عثمانؓ اور علیؓ کس کے داماد تھے؟
- 4- حضرت فاطمہؓ، زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ کس کی صاحبزادیاں تھیں؟
- 5- حسنؓ و حسینؓ کس کے نواسے تھے؟
- 6- بدر و حنین کے معرکے کس نے سر کیے؟
- 7- شب معراج میں انبیاء، کرام کا امام کون تھا؟
- 8- قیصر و کسریٰ کی گردنیں کس کے غلاموں کے سامنے جھکیں؟..... وغیرہ وغیرہ

کیا پہلے سوالوں کے جواب میں ”محمد رسول اللہ ﷺ“ کا اور دوسرے سوالوں کے جواب میں مرزا غلام احمد کا نام لے سکتے ہو؟ ”محمدؐ پھر اتر آئے ہیں ہم میں، اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں“ کے ترانے گانے والے ہمارے بھٹکے ہوئے دوستو! خدا کے لیے ذرا سوچو کہ تم نے ”محمد رسول اللہ“ کو قادیان میں دوبارہ اتار کر محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا انصاف کیا؟ اللہ نے عقل و فہم تمہیں بھی عطا فرمائی ہے، مرزا صاحب کے دعوے میں محمدؐ ہونے کو عقل و خرد کی ترازو میں تولو اور دیکھو! تم نے کس کا تاج کس کے سر پر رکھ دیا ہے؟ کس کی دولت کس کے حوالہ کر دی ہے، آخر پرانے ”محمد رسول اللہ“ میں معاذ اللہ تمہیں کیا نقص نظر آیا تھا کہ تم نے اس سے بڑھ کر شان والا ”محمد رسول اللہ“ قادیان میں اتار لیا؟

احمدی دوستوں کو یہ بھی سوچنا چاہیے کہ مرزا غلام احمد صاحب پوری زندگی جسمانی اور دماغی بیماریوں کا شکار رہے۔ اس صورت حال میں ان کا یہ دعویٰ ”میں محمد رسول اللہ ہوں“ نہایت گستاخانہ اور دل آزار ہے۔ نہ معلوم اس کی آڑ میں وہ دوسری قوموں کو کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟ مرزا صاحب کو لاحق چند پیچیدہ امراض کی فہرست مندرجہ ذیل ہے۔

(34) مائی اوپیا (سیرت المہدی ج 3 ص 119 از مرزا بشیر احمد ایم اے)
(عکس ص 176 پر)

(35) دل و دماغ سخت کمزور (تریاق القلوب ص 75 مندرجہ روحانی خزائن ج 15 ص 203 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 177 پر)

(36) ذیابیطس (تریاق القلوب ص 75 مندرجہ روحانی خزائن ج 15 ص 203 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 177 پر)

- (37) دوران سر (تریاق القلوب ص 75 مندرجہ روحانی خزائن ج 15 ص 203 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 177 پر)
- (38) تشنج قلب (تریاق القلوب ص 75 خزائن مندرجہ روحانی ص 203 ج 15 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 177 پر)
- (39) حالت مردی کا عدم (تریاق القلوب ص 75 روحانی خزائن ج 15 ص 203 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 177 پر)
- (40) تشنج اعصاب (سیرۃ المہدی ج 1 ص 17 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 179 پر)
- (41) خارش (سیرت المہدی ج 3 ص 53 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 180 پر)
- (42) دق (تریاق القلوب ص 74 مندرجہ روحانی خزائن ج 15 ص 202 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 181 پر)
- (43) سل (سیرت المہدی ج 1 ص 55 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 182 پر)
- (44) ہسٹیریا (سیرت المہدی ج 2 ص 55 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 183 پر)
- (45) مراق (سیرت المہدی ج 2 ص 55 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 183 پر)
- (46) دورے (سیرت المہدی ج 1 ص 28 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 184 پر)
- (47) غشی (سیرت المہدی ج 1 ص 17 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 185 پر)
- (48) سوسودفعہ پیشاب (اربعین نمبر 4 ضمیمہ ص 4 مندرجہ روحانی خزائن ج 17 ص 471 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 186 پر)

- (49) کثرت اسہال (نسیم دعوت ص 75 مندرجہ روحانی خزائن ج 19 ص 348، 349 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 187 پر)
- (50) قولنج زحیری (سیرت المہدی ج 1 ص 221، 222 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 190 پر)
- (51) لکنت (سیرت المہدی ج 2 ص 25 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 192 پر)
- (52) دانتوں کو کھڑا (سیرت المہدی ج 2 ص 125 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 193 پر)
- (53) شدید درد سر جس کا آخری نتیجہ مرگی (حقیقت الوحی ص 376 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 376 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 194 پر)
- (54) حافظہ بہت خراب (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر سوم ص 21) (عکس صفحہ 196 پر)
- (55) سرعت انزال، سستی نامردی (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر 2 ص 14) (عکس صفحہ 198 پر)
- انبیائے کرام اللہ تعالیٰ کے خاص منتخب کردہ نمائندے ہوتے ہیں۔ وہ لاتعداد عظمتوں کے امین اور حامل ہوتے ہیں۔ معصومیت ان کے لوازم میں ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہتے ہیں۔ ان کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی بھی ایک مسلمان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتی ہے۔ اس سلسلہ میں خود مرزا صاحب کا بیان ہے:
- (56) ”اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے اور سب پر ایمان لانا فرض ہے..... کسی نبی کی اشارہ سے بھی تحقیر سخت معصیت ہے اور موجب نزول غضب الہی۔“
- (چشمہ معرفت ص 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 ص 390 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 200 پر)
- اس کے باوجود مرزا صاحب کی خود تردیدی (Self-contradiction) ملاحظہ کیجیے کہ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بڑی جسارت اور دیدہ دلیری سے لکھتے ہیں:
- (57) ”آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین داویاں اور نانیاں

آپ کی زنا کار اور کسی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا مگر شاید یہ بھی خدائی کے لیے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔“

(انجام آتھم ص 7 مندرجہ روحانی خزائن نمبر 11 ص 291 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 202 پر)

(58) ”آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی، ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آ جاتا تھا، اپنے نفس کو جذبات سے نہیں روک سکتے تھے، مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔“

(انجام آتھم | حاشیہ | صفحہ 5 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 289 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 203 پر)

(59) ”مسیح تو خود کنجریوں سے تیل ملواتا رہا۔ اگر استغفار کرتے تو یہ حالت نہ ہوتی..... مفتی محمد صادق صاحب جو کتاب سنایا کرتے ہیں جس میں مشیعہ عورت کا اور مشیعہ یہودی عاشق سلومی کا ذکر ہے کہ وہ عورت سلومی مشیعہ کو چھوڑ کر یسوع کے شاگردوں میں جا ملی۔ اس لیے اس مشیعہ نے یہ سارا منصوبہ صلیب کا بنایا۔ گویا ایک عورت کے واقعہ نے ان کی صلیب تک نوبت پہنچائی..... ان کے نزدیک زیادہ شادیاں کرنا گناہ ہے مگر ایک بازاری عورت عطر ملتی ہے، تیل بالوں کو لگاتی ہے، بالوں میں کنگھی کرتی ہے اور یہ مہنت کی طرح بیٹھے ہوئے مزے سے سب کرواتے جاتے ہیں..... ان کو کنجریوں سے کیا تعلق تھا۔ اور اگر کہو کہ اس کنجری نے توبہ کی تھی تو کنجری کی توبہ کا اعتبار کیا۔ ایک طرف توبہ کرتی ہیں۔ ایک طرف پھر موڑھے پر بازار میں جا بیٹھتی ہیں..... پھر شراب کو دیکھو کہ تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ اس کی ختم ریزی مسیح نے کی۔“

(ملفوظات ج 4 ص 88 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 205 پر)

مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

(60) ”یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے، اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ

علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔“

(کشتی نوح | حاشیہ | ص 73 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 71 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 207 پر)

(61) ”سچ ہے“ عیسائی باش ہر چہ خواہی بلکن۔“ سور کو حرام ٹھہرانے میں توریت میں کیا کیا

تاکیدیں تھیں، یہاں تک کہ اس کا چھوٹا بھی حرام تھا اور صاف لکھا تھا کہ اس کی حرمت

ابدی ہے۔ مگر ان لوگوں نے اس سور کو بھی نہیں چھوڑا جو تمام نبیوں کی نظر میں نفرتی تھا۔

یسوع کا شرابی کبابی ہونا تو خیر ہم نے مان لیا مگر کیا اس نے کبھی سو رہی کھایا تھا۔“

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب ص 47 مندرجہ روحانی خزائن ج 12 ص 373 از مرزا غلام احمد)

(عکس صفحہ 209 پر)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مرزا صاحب کی مذکورہ بالا توہین آمیز عبارات کے

بارے میں احمدی مبلغین کا کہنا ہے کہ یہ عبارات انجیل سے لی گئیں ہیں جبکہ مرزا صاحب انجیل و

توریت کے بارے میں لکھتے ہیں:

(62) ”میں اس جگہ توریت اور انجیل کا نام نہیں لیتا کیونکہ توریت اور انجیل تحریف کرنے

والوں کے ہاتھوں سے اس قدر محرف و مبدل ہو گئی ہیں کہ اب ان کتابوں کو خدا کا کلام

نہیں کہہ سکتے۔“

(تذکرہ الشہادتین ص 3 مندرجہ روحانی خزائن ج 20 ص 4 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 211 پر)

(63) ”سچ تو یہ بات ہے کہ وہ کتابیں آنحضرت ﷺ کے زمانہ تک ردی کی طرح ہو چکی تھیں

اور بہت جھوٹ اُن میں ملائے گئے تھے جیسا کہ کئی جگہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے کہ

وہ کتابیں محرف مبدل ہیں اور اپنی اصلیت پر قائم نہیں رہیں چنانچہ اس واقعہ پر اس زمانہ

میں بڑے بڑے محقق انگریزوں نے بھی شہادت دی ہے۔“

(چشمہ معرفت ص 255 مندرجہ روحانی خزائن ج 23 ص 266 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 212 پر)

مرزا صاحب مزید اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(64) ”ہمارے قلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو کچھ خلاف شان ان کے

نکلا ہے، وہ الزامی جواب کے رنگ میں ہے اور وہ دراصل یہودیوں کے الفاظ ہم نے نقل کیے ہیں۔“

(چشمہ مسیحی ص 4 مندرجہ روحانی خزائن ج 20 ص 336 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 214 پر)
مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ نبی اور رسول ہیں، اُن سے ہرگز توقع نہ تھی کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ایسی عامیانہ زبان استعمال کرتے۔ میرا ذاتی خیال ہے مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی محض اس لیے کردار کشی کی ہے کہ وہ ان کی بلند پایہ شخصیت کو مسخ کر کے آنے والے مسیح کے طور پر اپنی جگہ بنانا چاہتے تھے تاکہ عامۃ الناس حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متنفر ہو کر ان کی آمد ثانی کو بھول جائیں اور انہیں (یعنی مرزا صاحب کو) مسیح موعود تسلیم کر لیں۔
دلچسپ بات یہ ہے کہ مرزا صاحب خود کو مثیل مسیح بھی کہتے ہیں یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح۔ اس ضمن میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(65) ”اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رُو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے، اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے، گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں۔“

(براین احمدیہ ج 1 ص 499 مندرجہ روحانی خزائن ج 1 ص 593 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 216 پر)
(66) ”میں وہ شخص ہوں جس کی روح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح کی روح سکونت رکھتی ہے۔“

(تختہ قیصریہ ص 21 مندرجہ روحانی خزائن ج 12 ص 273 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 218 پر)
(67) ”خدا نے میرا نام مسیح موعود رکھا، یعنی ایک شخص جو عیسیٰ مسیح کے اخلاق کے ساتھ ہم رنگ ہے۔“

(کشف الغطاء ص 16 مندرجہ روحانی خزائن ج 14 ص 192 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 220 پر)
مرزا صاحب کے ان مذکورہ بالا دعوؤں کے باعث سوال پیدا ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنی تحریروں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جن نازیبا اور غیر اخلاقی الزامات کی بوچھاڑ کی ہے، کیا وہ خود اس کی زد میں نہیں آتے؟

اہل بیتؑ عظام نہایت اعلیٰ نسب، امت کے سب سے بہتر، برتر، برگزیدہ اور پاکباز لوگوں میں شامل ہیں۔ ان کے حق میں قرآن کریم کی کئی آیات نازل ہوئیں اور کئی احادیث نبویہ ان کی شان میں وارد ہوئیں۔ وہ اطیب و اطہر شجرہ نبوی ﷺ کی مقدس شاخیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہر آلائش

سے محفوظ فرمایا۔ اسلام کی سر بلندی کے لیے ان کی خدمات، تاریخ کا نیر تاباں ہے۔ وہ سب مسلمانوں کے احترام، توقیر اور ان کی محبت کے لائق اور مستحق ہیں۔ ہر مسلمان اہل بیتؑ سے محبت اپنے لیے سرمایہ حیات سمجھتا ہے۔ لیکن مرزا صاحب اہل بیت کے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں؟ ملاحظہ فرمائیں:

نواسہ رسول ﷺ، شہید کربلا حضرت امام حسینؑ کے بارے میں مرزا صاحب کا ارشاد ہے:

(68) ”اے عیسائی مشر یو! اب رہنا مسیح مت کہو، اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے، اور اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسینؑ تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اس حسینؑ سے بڑھ کر ہے۔“

(دافع البلاء ص 17 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 233 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 221 پر)

حضرت امام حسینؑ عالی مقام کے بارے میں بے حد غیر محتاط زبان استعمال کرتے ہوئے

مزید لکھا:

(69) ”تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا اور تمہارا ورد صرف حسینؑ ہے کیا تو انکار کرتا ہے؟ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے پاس (ذکر حسینؑ) گوہ کا ڈھیر ہے۔“

(اعجاز احمدی ص 82 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 194 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 223 پر)

(70) ”کربلا نیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم“

(ترجمہ) ”میری سیر ہر وقت کربلا میں ہے۔ سو (100) حسینؑ ہر وقت میری جیب

میں ہیں۔“

(نزول المسیح ص 101 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 477 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 225 پر)

مرزا صاحب کے صاحبزادے اور احمدیہ جماعت کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود،

مرزا صاحب کے مندرجہ بالا شعر کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(71) ”شہادت کا یہی مفہوم ہے جس کو مد نظر رکھ کر حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد صاحب) نے فرمایا۔

کربلا نیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

میرے گریبان میں سو حسینؑ ہیں۔ لوگ اس کے معنی یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نے فرمایا ہے میں سو حسینؑ کے برابر ہوں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر اس کا یہ مفہوم ہے کہ سو حسینؑ کی قربانی کے برابر میری ہر گھڑی کی قربانی ہے۔ وہ شخص جو اہل دنیا کی فکروں میں گھلا جاتا ہے، جو ایسے وقت میں کھڑا ہوتا ہے، جبکہ ہر طرف تاریکی اور ظلمت پھیلی ہوئی ہے اور اسلام کا نام مٹ رہا ہے۔ وہ دن رات دنیا کا غم کھاتا ہوا اسلام کو قائم کرنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اس کی قربانی سو حسینؑ کے برابر نہ تھی۔ پس یہ تو ادنیٰ سوال ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) امام حسینؑ کے برابر تھے یا ادنیٰ۔ حضرت امام حسینؑ ولی تھے۔ مگر ان کو وہ غم اور صدمہ کس طرح پہنچ سکتا تھا، جو اسلام کو متا دیکھ کر حضرت مسیح موعود کو ہوا۔ حضرت امام حسینؑ اس وقت ہوئے جبکہ لاکھوں اولیاء موجود تھے، اسلام اپنی شان و شوکت میں تھا۔ ایسی حالت میں ان کو وہ غم کہاں ہو سکتا تھا، جو اس شخص کو ہوا، جو ایسے ہی حالات میں مبعوث ہوا جن حالات میں خود محمدؐ کی بعثت ہوئی تھی۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت امام حسینؑ کی شہادت رسول کریمؐ کی شہادت سے بڑی تھی؟ نہیں۔ اس لیے کہ جو غم اور تکلیف آپؐ کو اسلام کے لیے اٹھانی پڑی، وہ حضرت امام حسینؑ کو نہیں اٹھانی پڑی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود کی شہادت بھی بہت بڑھی ہوئی تھی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب اپنے گھر پر بیٹھے رہے۔ پھر کس طرح امام حسینؑ سے بڑھ گئے۔ میں کہتا ہوں کہ کیا محمدؐ اسی طرح فوت ہوئے۔ جس طرح امام حسینؑ فوت ہوئے تھے۔ نہیں۔ مگر کوئی ہے جو کہے محمدؐ کی قربانی حضرت امام حسینؑ کی قربانی سے کم تھی۔ محمدؐ کی ایک ایک سیکنڈ کی قربانی حضرت امام حسینؑ کی ساری عمر کی قربانی سے بڑھ کر تھی۔ پس جس طرح محمدؐ کی قربانی بڑی تھی اسی طرح وہ شخص جو انہیں حالات میں کھڑا ہوگا جن میں محمدؐ کھڑے ہوئے، اس کی قربانی بھی بہت بڑھ کر ہوگی۔ اسی لیے حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) نے کہا ہے:

کربلا نیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

”کہ مجھ پر تو ہر لمحہ سو کربلا کی مصیبتیں گزرتی ہیں اور میں تو ہر گھڑی کربلا کی سیر کر رہا ہوں۔“

(خطبہ مرزا ابیہر الدین محمود، روزنامہ الفضل قادیان شمارہ نمبر 80 جلد نمبر 26، 13 جنوری 1926ء)
(عکس صفحہ 226 پر)

مرزا صاحب مزید لکھتے ہیں:

(72) ”اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔ کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔“

(انجاز احمدی ص 77 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 181 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 227 پر)

(73) ”اور میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔“

(انجاز احمدی ص 81 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 193 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 228 پر)

خليفة راشد حضرت علیؑ کے بارے میں مرزا صاحب کہتے ہیں۔

(74) ”پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو۔ اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی تم میں موجود ہے۔ اس کو

چھوڑتے ہو اور مردہ علیؑ کو تلاش کرتے ہو۔“

(ملفوظات جلد اول ص 400 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 230 پر)

آبروئے کائنات، خاتونِ جنت، جگر گوشہٴ رسول، سیدہ طاہرہ، حضرت فاطمہ الزہراءؑ کی عظمت و شان سے کون واقف نہیں۔ کتب صحاح میں حضرت بتولؑ کے بے شمار فضائل و محاسن موجود ہیں۔ آپ کی جلالتِ شان اور مقامِ معصومیت کے متعلق سید الانبیاء ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے وسط عرش سے منادی، ندا کرے گا کہ اے اہلِ محشر! اپنے سروں کو جھکا دو اور اپنی آنکھوں کو بند کر لو کہ فاطمہؑ بنت محمد ﷺ پلِ صراط سے گزر جائے۔ اس وقت ستر ہزار حوریں ان کے ہمراہ بجلی کی طرح پلِ صراط سے گزر جائیں گی۔“ مگر مرزا صاحب آپ کے بارے نہایت دل آزار تحریر لکھتے ہیں:

(75) ”حضرت فاطمہؑ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس

میں سے ہوں۔“

(ایک غلطی کا ازالہ (حاشیہ) ص 11 پہلا ایڈیشن از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 231 پر)

مرزا صاحب کے صاحبزادے اور جماعت احمدیہ کے خلیفہ مرزا بشیر الدین صاحب نے

لفظ ”سید“ کی تعریف کرتے ہوئے لکھا:

(76) ”(اب) جو سید کہلاتا ہے اس کی یہ سیادت باطل ہو جائے گی۔ اب وہی سید ہوگا جو حضرت

مسح موعود (مرزا صاحب) کی اتباع میں داخل ہوگا۔ اب پرانا رشتہ کام نہیں آئے گا۔“

(قول الحق ص 32 مندرجہ انوار العلوم ج 8 ص 80 از مرزا بشیر الدین محمود) (عکس صفحہ 233 پر)

مرزا صاحب نے قرآن مجید میں لفظی تحریف کرتے ہوئے کہا:

(77) ”انا انزلناه قريباً من القاديان“

اس کی تفسیر یہ ہے کہ انا انزلناه قريباً من دمشق بطرف شرقی عند المنارة البيضاء کیونکہ اس عاجز کی سکونتی جگہ قادیان کے شرقی کنارہ پر ہے۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 59 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 234 پر)

مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد ایم اے قرآن مجید کے بارے میں جماعت

احمدیہ کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

(78) ”ہم کہتے ہیں کہ قرآن کہاں موجود ہے؟ اگر قرآن موجود ہوتا تو کسی کے آنے کی کیا

ضرورت تھی۔ مشکل تو یہی ہے کہ قرآن دنیا سے اٹھ گیا ہے۔ اسی لیے تو ضرورت پیش آئی

کہ محمد رسول اللہ (مرزا غلام احمد) کو بروزی طور پر دوبارہ دنیا میں مبعوث کر کے

آپ پر قرآن شریف اتارا جاوے۔“

(کلمۃ الفصل از مرزا بشیر احمد ایم اے ص 173) (عکس صفحہ 235 پر)

قرآن مجید کے بارے میں مرزا صاحب نے کہا:

(79) ”قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 548 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 236 پر)

(80) ”میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا

کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر، اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی

اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں، اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے، خدا

کا کلام یقین کرتا ہوں۔“

(ہیئۃ الوحی ص 220 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 220 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 237 پر)

مرزا صاحب نے ایک کشف میں دیکھا کہ قادیان کا نام قرآن مجید میں درج ہے۔

مرزا صاحب چونکہ نبوت و رسالت کے دعویدار ہیں، اس لیے ان کے کشف پر شک نہیں کیا جاسکتا۔

لیکن کیا کیجیے مسلمانوں کے قرآن میں قادیان کا ذکر نہیں ہے۔ مرزا صاحب کا کشف ملاحظہ فرمائیں:

(81) ”اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم میرزا غلام قادر میرے

قریب بیٹھ کر باواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان

فقرات کو پڑھا کہ انا انزلناه قريباً من القاديان تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ

کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے؟ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو، لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔ تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکہ اور مدینہ اور قادیان۔“

(ازالہ اوہام (حاشیہ) حصہ اول ص 77 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 ص 140 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 238 پر)

کیا احمدی دوست بتا سکتے ہیں کہ قرآن مجید کی کس سورت یا رکوع میں یہ آیت موجود ہے جس میں قادیان کا نام درج ہے؟ احمدی دوست کہتے ہیں کہ یہ کشف ہے۔ ظاہر ہے کہ نبی کا کشف اور خواب وحی ہوتا ہے جبکہ مرزا صاحب کشف کے بارے میں کہتے ہیں۔

(82) ”وہ کامل کشف جس کو قرآن شریف میں اظہار علی الغیب سے تعبیر کیا گیا ہے جو دائرہ کی طرح پورے علم پر مشتمل ہوتا ہے۔ وہ ہر ایک کو عطا نہیں کیا جاتا صرف برگزیدوں کو دیا جاتا ہے اور ناقصوں کا کشف اور الہام ناقص ہوتا ہے جو بالآخر ان کو بہت شرمندہ کرتا ہے۔“

(حقیقت الہدی ص 16 مندرجہ روحانی خزائن ج 14 ص 442 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 240 پر) اگر مرزا صاحب کا مذکورہ بالا کشف سچ ہے تو قرآن مجید میں یہ آیت موجود نہیں ہے اور اگر یہ کشف جھوٹ ہے تو ظاہر ہے کہ جھوٹا آدمی نبی نہیں ہو سکتا۔

(83) مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے بارے میں مرزا بشیر الدین محمود صاحب کے خیالات ملاحظہ فرمائیں: ”حضرت مسیح موعود نے اس کے متعلق بڑا زور دیا ہے، اور فرمایا ہے کہ جو بار بار یہاں نہیں آتے، مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے۔ پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا، وہ کاٹا جائے گا۔ تم ڈرو کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے۔ پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے۔ کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے دودھ سوکھ گیا کہ نہیں۔“

(حقیقۃ الروایاء ص 46 از مرزا بشیر الدین محمود) (عکس صفحہ 242 پر)

احمدی دوستوں کی اکثریت مرزا صاحب کی ان دل آزار اور قابل اعتراض تحریروں

سے بے خبر اور لاعلم ہے جو انہوں نے اسلام اور اس کی مقدس شخصیات کے متعلق کہیں۔ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے یہ تحریریں بعض احمدیوں سے جان بوجھ کر چھپائی جاتی ہیں۔ جماعت احمدیہ کی بنیادی کتابیں ایک عرصہ دراز سے ناپید ہیں اور ایک خاص مصلحت کے تحت انہیں شائع نہیں کیا جا رہا۔ یہ وہ کتابیں ہیں جن میں اسلام، خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، صحابہ کرامؓ، اہل بیتؑ قرآن و حدیث، مقدس شخصیات اور اکابرین امت کا نہ صرف تمسخر اڑایا گیا ہے بلکہ طعن و تشنیع اور تنہیک و تحقیر کا کوئی پہلو بھی نہیں چھوڑا گیا۔ ان کتابوں میں ایسی دل آزار تحریریں ہیں جن کو پڑھنا اور سنا تو درکنار، صرف ان کے تصور سے ہی کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ ان کتابوں میں خصوصی طور پر ”ایک غلطی کا ازالہ“ از مرزا غلام احمد ”تذکرہ یعنی وحی مقدس و مجموعہ الہامات حضرت مسیح موعود (احمدیوں کا اصل قرآن)“ از مرزا غلام احمد ”کلمۃ الفصل“ از مرزا بشیر احمد ایم اے (مرزا غلام احمد کے صاحبزادے) ”سیرت المہدی“ (مرزا غلام احمد کی سوانح اور حالات زندگی) از مرزا بشیر احمد ایم اے ”انوار خلافت“ از مرزا بشیر الدین محمود احمد (مرزا صاحب کے بڑے صاحبزادے اور احمدیہ جماعت کے دوسرے خلیفہ) ”ہدیۃ النبوة“ از مرزا بشیر الدین محمود ”ہدیۃ الروایہ“ از مرزا بشیر الدین محمود ”آئینہ صداقت“ از مرزا بشیر الدین محمود ”اسلامی قربانی“ از قاضی یار محمد ”خطوط امام بنام غلام“ از حکیم محمد حسین قریشی ”البشری“ مؤلفہ محمد منظور الہی، مکتوبات احمدیہ مؤلفہ شیخ یعقوب علی عرفانی، ”مکاشفات“ مؤلفہ محمد منظور الہی، ”ذکر حبیب“ از مفتی محمد صادق اور ”تذکرہ المہدی“ از پیر سراج الحق شامل ہیں۔

انصاف اور اخلاق کا تقاضا یہ ہے کہ احمدی دوست ان اشتغال انگیز اور جذبات میں آگ لگا دینے والی کتابوں کا دفاع کرنے کے بجائے ان سے اپنی برأت کا اعلان کریں۔ یاد رہے کہ ان کتابوں کے مصنفین نے ختم نبوت کے قلعہ میں نقب زنی کے جرم کا ارتکاب سیاسی و معاشی مجبوریوں اور شاید سماجی و سرکاری مفادات کے حصول کے لیے کیا۔ سامراجی اور استعماری حکمرانوں کے ایماء پر لکھی گئی ان کتابوں اور ان کی تعلیمات کو حریت فکر کا علمبردار ایک بھی آزاد شہری تحسین کی نگاہ سے دیکھنے کا جرم نہیں کر سکتا۔ میرا دعویٰ ہے کہ اگر یہ کتب دوبارہ شائع ہو کر کم از کم احمدیوں ہی میں تقسیم ہو جائیں تو آدھے سے زیادہ احمدی اپنے مذہب سے تائب ہو کر اسلام قبول کر لیں، اور مجھے پورا یقین ہے کہ احمدیہ قیادت کسی بھی قیمت پر اپنی مذکورہ کتب کبھی شائع نہیں کرے گی۔

بے شمار احمدی ایسے ہیں جو اپنی جماعت (احمدیہ) کے ساتھ نہایت مخلص اور اپنے

عقائد پر سختی سے ڈٹے ہوئے ہیں۔ وہ دن رات جماعت کی ترقی و تبلیغ میں مصروف رہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں وہ کئی طرح کی مشکلات سے بھی گزرتے ہیں مگر المیہ یہ ہے ان میں شاید ہی کوئی ایسا احمدی ہو جس نے بانی جماعت سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب کی تمام کتب کا مطالعہ کیا ہو۔ ورنہ اکثریت تو ان کے نام بھی نہیں جانتی۔ بہت کم ایسے احمدی دوست ہوں گے جنہوں نے مرزا صاحب کی زیادہ سے زیادہ 5 یا 10 کتابیں مکمل پڑھی ہوں۔ مرزا صاحب کی تصانیف کی تعداد تقریباً 84 ہے۔ مکتوبات، ملفوظات اور مجموعہ اشتہارات وغیرہ ان کے علاوہ ہیں۔ اس طرح مرزا صاحب کی کتب کی تعداد 100 کے قریب بنتی ہے۔ مجھے درجنوں فاضل احمدی دوستوں سے تبادلہ خیال اور مباحثہ کے کئی مواقع میسر آئے، ان میں پڑھے لکھے نوجوان اور معقول مشاہرہ پانے والے مربی حضرات بھی شامل ہیں۔ آپ حیران ہوں گے کہ ایک بھی ایسا احمدی دوست نہیں تھا جس نے مرزا صاحب کی تمام کتب پڑھی ہوں۔ جماعت احمدیہ کے نزدیک ایسے مخلص احمدی حضرات کا ایمان مشکوک ہے۔ مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد ایم اے اپنے والد صاحب کی مستند سوانح عمری ”سیرت المہدی“ میں یہ روایت درج کرتے ہیں:

(84) ”مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ حضرت (مرزا صاحب) فرمایا کرتے

تھے کہ ہمارے آدمیوں کو چاہیے کہ کم از کم تین دفعہ ہماری کتابوں کا مطالعہ کریں۔ اور فرماتے تھے کہ جو ہماری کتب کا مطالعہ نہیں کرتا۔ اس کے ایمان کے متعلق مجھے شبہ ہے۔“

(سیرت المہدی از مرزا بشیر احمد ایم اے جلد دوم ص 78) (عکس صفحہ 243 پر)

امت مسلمہ کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہر اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی تشریفی، غیر تشریفی، ظلی یا بروزی وغیرہ کسی قسم کا کوئی نبی نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی ہیں۔ وہ آسمانوں پر زندہ موجود ہیں اور قیامت کی نشانیوں میں سے ایک ہیں۔ قرب قیامت وہ دوبارہ اس دنیا میں آسمان سے نازل ہوں گے۔ حضرت امام مہدی اس امت میں حضور نبی کریم کی اولاد سے پیدا ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے نازل ہوں گے تو وہ موجود ہوں گے۔

وفات مسیح کا مسئلہ ہر احمدی کا پسندیدہ موضوع ہے۔ ہر احمدی دوست کی یہ دلی خواہش ہوتی ہے کہ وہ دوسروں سے اپنی گفتگو یا بحث کا آغاز اسی موضوع سے کرے۔ لیکن مرزا صاحب کے نزدیک اس موضوع کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ وہ نہ تو اسے ایمان کا کوئی جز سمجھتے ہیں۔ نہ اسے دین

اسلام کے ارکان میں سے کوئی رکن۔ بلکہ کہتے ہیں کہ اس کا حقیقت اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر کوئی حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ رکھتا ہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کیونکہ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔ عقیدہ حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اہمیت و ضرورت کے بارے مرزا صاحب کی چند اہم تحریریں ملاحظہ فرمائیں:

(85) ”اول تو یہ جاننا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری ایمانیات کی کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو بلکہ صد ہا پیشگوئیوں میں سے یہ ایک پیشگوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ جس زمانہ تک یہ پیشگوئی بیان نہیں کی گئی تھی، اُس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا۔“

(ازالہ اوہام ص 140 مندرجہ روحانی خزائن ج 3 ص 171 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 244 پر) اس حوالہ سے چند امور واضح ہوئے:

□ عقیدہ نزول مسیح ہمارے ایمانیات کی جز نہیں ہے۔

□ یہ مسئلہ دین کے ارکان میں سے کوئی رکن نہیں ہے۔

□ یہ ایک پیش گوئی ہے، اس کا حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔

□ اس کے بیان نہ کرنے سے اسلام ناقص نہیں ہوتا اور بیان کرنے سے کامل نہیں ہوتا۔

(86) ”کل میں نے سنا تھا کہ ایک شخص نے کہا کہ اس فرقہ میں اور دوسرے لوگوں میں سوائے

اس کے اور کچھ فرق نہیں کہ یہ لوگ وفات مسیح کے قائل ہیں اور وہ لوگ وفات مسیح کے قائل

نہیں۔ باقی سب عملی حالت مثلاً نماز روزہ اور زکوٰۃ اور حج وہی ہیں۔ سو سمجھنا چاہیے کہ یہ

بات صحیح نہیں کہ میرا دنیا میں آنا صرف حیات مسیح کی غلطی کو دور کرنے کے واسطے ہے، اگر

مسلمانوں کے درمیان صرف یہی ایک غلطی ہوتی تو اتنے کے واسطے ضرورت نہ تھی کہ ایک

شخص خاص مبعوث کیا جاتا اور الگ جماعت بنائی جاتی اور ایک بڑا شور مچا کیا جاتا۔ یہ

غلطی دراصل آج نہیں پڑی بلکہ میں جانتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے تھوڑے ہی عرصہ

بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی۔ اور کئی خواص اور اولیا اور اہل اللہ کا یہی خیال تھا۔ اگر یہ کوئی ایسا

اہم امر ہوتا تو خدا تعالیٰ اسی زمانہ میں اس کا ازالہ کر دیتا۔“

(احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے، صفحہ 3 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 246 پر)

اس حوالہ سے چند امور واضح ہوئے:

□ حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ آنحضرت کے تھوڑے ہی عرصہ بعد پھیل گیا تھا۔

□ کئی خواص، اولیاء اور اہل اللہ کا یہی عقیدہ تھا۔

□ یہ کوئی ایسا اہم امر نہیں ہے جس کا ازالہ خدا تعالیٰ نے ضروری سمجھا ہو۔

(87) ”اور مسیح موعود کے ظہور سے پہلے اگر امت میں سے کسی نے یہ خیال بھی کیا کہ حضرت

عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں، صرف اجتہادی خطا ہے جو اسرائیلی

نبیوں سے بھی بعض پیش گوئیوں کے سمجھنے میں ہوتی رہی ہے۔“

(حقیقت الوحی حاشیہ ص 30 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 32 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 247 پر)

اس حوالہ سے جو امور واضح ہوئے، وہ یہ ہیں:

□ نزول عیسیٰ کے معتقد پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

□ یہ محض اجتہادی خطا ہے اور اس قسم کی خطا اسرائیلی نبیوں سے بھی ہوتی رہی۔

(88) ”ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیح علیہ السلام کی وفات حیات پر جھگڑے اور مباحثہ کرتے

پھرو۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔“

(ملفوظات احمدیہ، ج 2 ص 72 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 248 پر)

اس حوالہ سے یہ واضح ہوا:

□ احمدی حضرات کی غرض یہ نہیں ہونی چاہیے کہ وفات و حیات مسیح پر مباحثہ و جھگڑے کریں۔

□ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔

احمدی حضرات کے نزدیک جب یہ مسئلہ ان کے ایمانیات کی جز نہیں ہے..... جب یہ

دین کے رکنوں میں سے رکن نہیں..... جب اسلام کی حقیقت سے اس کا کچھ تعلق نہیں..... جب اس

کے بیان کرنے یا نہ کرنے سے اسلام میں کچھ فرق نہیں پڑتا..... جب یہ مسئلہ حضور نبی کریم ﷺ کے

زمانہ کے بعد جلد ہی پھیل گیا تھا..... جب یہ عقیدہ خواص کا تھا، اولیاء کا تھا، اہل اللہ کا تھا اور جب یہ

کوئی خاص امر نہیں ہے..... جب اس کا ازالہ خدا نے ضروری نہیں سمجھا..... جب اس کا عقیدہ رکھنے

والے پر کوئی گناہ نہیں..... جب یہ محض اجتہادی غلطی ہے..... جب اس قسم کی خطائیں سابقہ انبیاء

سے بھی ہوتی رہیں..... جب آپ کی غرض اس پر مباحثہ کرنے کی نہیں..... اور جب یہ ادنیٰ سی بات

ہے تو اس مسئلہ پر بحث کرنے کی کوئی ضرورت و اہمیت باقی نہ رہی۔

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ تو قتل کیا گیا اور نہ ہی صلیب دیا گیا۔
قرآن مجید حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کی تردید کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وما قتلوه و ما صلبوه ولكن شبه لهم (النساء: 157)

بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور قرب قیامت دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ جبکہ احمدیوں کا عقیدہ اس کے برعکس ہے۔ احمدی دوستوں کا کہنا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور دوبارہ دنیا میں تشریف نہیں لائیں گے۔ اب جس عیسیٰ یا مسیح نے دوبارہ دنیا میں آنا تھا، وہ مرزا غلام احمد صاحب کی صورت میں آچکے ہیں۔ جہاں تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر رفع اور پھر قرب قیامت زمین پر نزول کا تعلق ہے، قرآن مجید میں ہے:

هو الذي ارسل رسوله بالهدى و دين الحق (توبہ: 33)

ترجمہ: ”وہ اللہ ایسا ہے کہ اس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تا کہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔“

آیت بالا سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول دنیا پر استدلال کرتے ہوئے مرزا صاحب رقم طراز ہیں:

(89) ”هو الذي ارسل رسوله بالهدى و دين الحق ليظهره على الدين كله. یہ آیت جسمانی اور سیاست مملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔“

(براہین احمدیہ مندرجہ روحانی خزائن ج 1 ص 593 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 249 پر)
اس تحریر سے صاف معلوم ہو گیا کہ یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و نزول کی دلیل محکم ہے کیونکہ نزول اسی وقت ہوگا جب رفع پہلے سے ثابت اور واقع ہو چکا ہو۔
قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے:

عسی ربکم ان یرحمکم وان عدتم عدنا (بنی اسرائیل: 8)

ترجمہ: ”عجب نہیں کہ تمہارا رب تم پر رحم فرمائے اور اگر تم پھروہی کرو گے تو ہم بھی پھروہی کریں گے۔“

اس آیت کے تحت مرزا صاحب ارشاد فرماتے ہیں:

(90) ”یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح علیہ السلام کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے۔ یعنی اگر طریق رفیع اور نرمی اور لطف و احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بینہ سے کھل گیا ہے..... اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدا تعالیٰ مجرمین کے لیے شدت اور عصف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے۔“

(براہین احمدیہ حصہ چہارم مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 ص 601، 602 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 251 پر)

اس جگہ مرزا صاحب نے مسیح موعود کے لیے آیت موصوفہ سے یہ بات بتائی کہ وہ باسیاست یعنی ظاہری حکومت کے ساتھ آئیں گے۔ مگر جب مرزا صاحب نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ خود کیا تو باوجود سیاست اور حکومت حاصل نہ ہونے کے آپ نے اس آیت کو اپنے ہی حق میں چسپاں کر لیا۔ وہ بیان ایسا لطیف ہے کہ میں احمدی حضرات سے اس کو بغور پڑھنے کے لیے پرزور درخواست کرتا ہوں۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

(91) ”چونکہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور آپ خاتم الانبیاء ہیں۔ اس لیے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے کیونکہ یہ صورت آپ کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی یعنی شبہ گزرتا تھا کہ آپ کا زمانہ وہیں تک ختم ہو گیا کیونکہ جو آخری کام آپ کا تھا، وہ اسی زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا۔ اس لیے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں۔ زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈال دی جو قرب قیامت کا زمانہ ہے اور اس تکمیل کے لیے اسی امت میں سے ایک نائب مقرر کیا۔ جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اسی کا نام خاتم الخلفاء ہے۔ پس زمانہ محمدی کے سر پر آنحضرت ﷺ ہیں اور اس کے آخر میں مسیح موعود ہے اور ضرور تھا کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو جب تک کہ وہ پیدا نہ ہو لے کیونکہ وحدت اقوامی کی خدمت اسی نائب النبوت کے عہد سے وابستہ کی گئی ہے اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے اور وہ یہ

ہے ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْہِرَ عَلٰی الدِّیْنِ کُلُّہٗ۔ یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کر دے یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطا کرے اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیشگوئی میں کچھ تخلف ہو اس لیے اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔“

(چشمہ معرفت ص 82، 83 مندرجہ روحانی خزائن ج 23 ص 90، 91 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 252 پر)

اس عبارت کی تشریح یہ ہے کہ بقول مرزا صاحب زمانہ محمدی کی ابتداء، رسالت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ سے ہوئی پھر وہی زمانہ متمدن ہو کر مسیح موعود کے زمانہ تک ایک ہی رہا۔ اس زمانہ کے ایک سرے پر آنحضرت ﷺ ہیں تو دوسرے سرے پر مسیح موعود (مرزا صاحب) ہیں۔ زمانہ محمدی سے اسلام شروع ہو کر زمانہ مسیح موعود میں تکمیل کو پہنچ جائے گی۔ یعنی دنیا کی کل قومیں مسلمان ہو کر ایک واحد اسلامی قوم (مسلمان) بن جائے گی چونکہ یہ سب کام مسیح موعود کی معرفت ہوگا۔ اس لیے آیت ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ مَسِیْحَ مَوْعُوْد (مرزا صاحب) کے حق میں چسپاں ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا مسیح موعود (مرزا صاحب) کے زمانہ میں یہ نتیجہ پیدا ہو گیا؟ بترتیب غور کرنے کے لیے ہم مسیح موعود (مرزا صاحب) کے گھر سے چلتے ہیں۔

کیا چھوٹی سی بستی قادیان کے کل ہندو، سکھ، آریہ وغیرہ مسلمان ہو گئے؟ کیا قادیان کے ضلع گورداسپور کے کل غیر مسلم اسلام میں آ گئے؟ کیا پنجاب کے کل منکرین اسلام، قائل اسلام بن گئے؟ کیا ہندوستان میں اسلامی وحدت پیدا ہو گئی؟ ہندوستان سے باہر چلیں تو کیا انگلستان، فرانس، جرمنی، وغیرہ اسلام قبول کر گئے؟ کیا افریقہ اور امریکہ کے سب لوگ مسلمان ہو گئے؟ اگر سب سوالوں کا جواب ہاں میں ہے تو ہمارا یقین ہونا چاہیے کہ مرزا صاحب مسیح موعود ہیں اور اگر ان سوالوں کا جواب نفی میں ہے تو احمدی دوستو! خدا کے لیے غور کر کے بتاؤ کہ مرزا صاحب کون ہیں؟ ہمیں افسوس ہے کہ مرزا صاحب اپنے اس فرض کی ادائیگی میں قاصر رہے۔

(92) عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمَسِیْبِ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بَیْہٖہٗ لَیُوشِکُنْ اِنْ یَنْزِلْ فِیْکُمْ اِبْنُ مَرْیَمَ حَکْمًا عَدْلًا

فيكسر الصليب و يقتل الخنزير و يضع الحرب و يفيض المال حتى لا يقبله احد حتى تكون السجدة الواحدة خيرا من الدنيا و ما فيها ثم يقول ابو هريرة و اقرؤا ان شئتم و ان من اهل الكتب الا ليومنن به قبل موته و يوم القيمة يكون عليهم شهيداه (صحیح بخاری ص 490 ج 1) (عکس صفحہ 255 پر)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس پروردگار کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، بے شک قریب ہے کہ تم میں عیسیٰ بن مریم حاکم عادل کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔ یعنی شریعت محمدیہ کے مطابق فیصلہ کریں گے اور وہ صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جنگ کو ختم کر دیں گے اور مال کی اتنی بہتات کر دیں گے کہ کوئی اس کو قبول نہ کرے گا اور (اس وقت) ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہو جائے گا۔ یعنی عبادت کا ذوق اور شوق دلوں میں اس درجہ پیدا ہو جائے گا کہ ایک سجدہ روئے زمین کی دولت سے زیادہ بہتر معلوم ہوگا۔ پھر حضرت ابو ہریرہؓ کہتے تھے کہ (اس کی تائید کے لیے) چاہو تو یہ آیت پڑھ لو و ان من اهل الكتب الا ليومنن به قبل موته و يوم القيمة يكون عليهم شهيداه یعنی کوئی شخص اہل کتاب میں سے نہ ہوگا مگر یہ کہ وہ ضرور بالضرور حضرت عیسیٰ کی وفات سے پہلے حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آئے گا اور قیامت کے دن وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) ان پر شاہد ہوں گے۔“

خلاصہ یہ کہ حضرت مسیح کے زمانہ میں تمام یہود اور نصاریٰ اسلام میں داخل ہو جائیں گے جبکہ مرزا صاحب کے دور میں ایسا نہیں ہوا۔ چنانچہ اس متفق علیہ حدیث کی بناء پر تو آپ نے دیکھ لیا کہ مرزا صاحب مسیح موعود نہیں ہو سکتے۔ اب یہ دیکھئے کہ مرزا صاحب اپنے صریح اقرار اور قول کے بموجب بھی مسیح موعود نہیں ہو سکتے۔

قاضی نذر حسین ایڈیٹر اخبار قتل بجنور کے نام ایک خط میں مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

(93) (میرا کام جس کے لیے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہی ہے کہ) میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلا دوں اور آنحضرت ﷺ کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کروں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے اور وہ میرے انجام کو کیوں دیکھتی؟“ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود اور مہدی موعود کو کرنا چاہیے تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر

سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔ والسلام! فقط: غلام احمد“

(اخبار ”بدر“ قادیان نمبر 29 جلد 2-19 جولائی 1906ء ص 4، مکتوبات احمدیہ ج 6 ص

(162) (عکس صفحہ 257 پر)

مرزا صاحب کے اس اعلان کی مزید تائید ان کی مندرجہ ذیل تحریر سے بھی ہوتی ہے۔

(94) ”میں کامل یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ جب تک وہ خدمت جو اس عاجز کے حصہ میں مقرر

ہے، پوری نہ ہو، اس دنیا سے اٹھایا نہ جاؤں گا کیونکہ خدا تعالیٰ کے وعدے ٹل نہیں جاتے

اور اس کا ارادہ رک نہیں سکتا۔“

(حقیقت الوحی (حاشیہ) ص 427، 428 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 427، 428 از مرزا غلام

احمد صاحب) (عکس صفحہ 258 پر)

پھر اس عبارت کے شروع میں یہ بھی ہے:

(95) ”میرا یہ اعلان صرف میری اپنی طرف سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔“

(حقیقت الوحی (حاشیہ) ص 418، 419 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 418، 419، از مرزا غلام احمد

(عکس صفحہ 260 پر)

بے شک یہ اعلان من جانب اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کی حقیقت کھولنے کے

لیے واضح اور صریح اعلان ان کی زبان اور قلم سے کرایا ہے تاکہ مسلمان عموماً اور احمدی حضرات خصوصاً

مرزا صاحب کے صدق اور کذب کو مرزا صاحب کے قول کے بموجب بھی جانچ لیں۔ مرزا صاحب

دنیا سے چلے گئے اور دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ تثلیث پرستی کا ستون ٹوٹا تو کیا، اپنی جگہ سے

بھی نہ ہلا۔ اسلام کو کوئی غلبہ نہ ہوا بلکہ اس کے برعکس عیسائیوں کو ترقی اور عروج ہوا اور اسلامی حکومتیں

ختم ہوئیں اور جہاں جہاں مسلمان تھے، وہ نصاریٰ کے محکوم اور تختہ جوڑ و جفا بنے۔ مرزا صاحب اپنے

مشن میں کہاں تک کامیاب ہوئے؟ یہ داستان روز نامہ الفضل کی زبانی سنئے! اخبار لکھتا ہے:

”کیا آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت ہندوستان میں عیسائیوں کے 137 مشن کام کر رہے

ہیں۔ یعنی ہیڈ مشن۔ ان کی برانچوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، ہیڈ مشن میں اٹھارہ سو سے زائد پادری

کام کر رہے ہیں۔ 403 ہسپتال ہیں، جن میں 500 ڈاکٹر کام کر رہے ہیں۔ 43 پریس ہیں اور تقریباً

100 اخبارات مختلف زبانوں میں چھپتے ہیں۔ 51 کالج 617 ہائی اسکول اور 61 ٹریننگ کالج ہیں۔

ان میں ساٹھ ہزار طالب علم تعلیم پاتے ہیں۔ مکتی فوج میں 308 یورپین اور 2886 ہندوستانی مناد کام

کرتے ہیں۔ اس کے ماتحت 507 پرائمری اسکول ہیں، جن میں 18675 طالب علم پڑھتے ہیں۔ 18 بستیاں اور گیارہ اخبارات ان کے اپنے ہیں، اس فوج کے مختلف اداروں کے ضمن میں 3290 آدمیوں کی پرورش ہو رہی ہے اور ان سب کی کوششوں اور قربانیوں کا نتیجہ یہ ہے کہ کہا جاتا ہے روزانہ 224 مختلف مذاہب کے آدمی ہندوستان میں عیسائی ہو رہے ہیں۔ اس کے مقابلے میں مسلمان کیا کر رہے ہیں وہ تو اس کام کو شاید قابل توجہ بھی نہیں سمجھتے، احمدی جماعت کو سوچنا چاہیے کہ عیسائی مشنریوں کے اس قدر وسیع جال کے مقابلہ میں اس کی مساعی کی حیثیت کیا ہے۔ ہندوستان بھر میں ہمارے دو درجن مبلغ ہیں اور وہ بھی جن مشکلات میں کام کر رہے ہیں، انھیں ہم لوگ خوب جانتے ہیں۔

(روزنامہ الفضل قادیان مورخہ 19 جون 1941ء ص 5)

الفضل کی یہ شہادت مرزا صاحب کی وفات سے 33 سال بعد کی ہے، جس سے معلوم ہوا کہ نہ مرزا صاحب کے دعوے سے عیسائیت کا کچھ بگڑا، نہ تثلیث کے بجائے توحید پھیلی، نہ عیسائیت کے پھیلاؤ کو روکنے میں انھیں کامیابی ہوئی، اس لیے ان کی یہ بات سچی نکلی: ”اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں..... اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔“

مرزا صاحب اعتراف کرتے ہیں:

(96) ”اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا پر بکثرت پھیل جائے گا اور ملل باطلہ ہلاک ہو جائیں گی اور راستبازی ترقی کرے گی۔“

(ایام الصلح ص 136 مندرجہ روحانی خزائن ج 14 ص 381 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 262 پر) اس عبارت میں مرزا صاحب نزول مسیح کی 3 علامتیں بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان پر اتفاق ہو گیا ہے۔ آپ صرف پہلی علامت کو ہی لے لیں۔ دنیا بھر میں جس قدر اسلام پھیلا تھا، مرزا صاحب کی تشریف آوری سے وہ نیست و نابود ہو گیا۔ سیاست ملکی کے عالمگیر غلبہ کا تو نشان بھی نہیں پایا گیا۔ کوئی باطل دین ہلاک نہیں ہوا۔ لہذا اسلام مٹ گیا۔ مرزا صاحب کے آنے سے سابقہ مسلمان یعنی پوری دنیا کے کروڑوں مسلمان بجز چند لاکھ کے، کافر ہو گئے۔ کیونکہ مرزا صاحب کا فتویٰ ہے:

(97) ”خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا، وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات طبع چہارم ص 519 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 263 پر)

احمدی دوستوں کو غور کرنا چاہیے کہ کونسی نئی دنیا ہے جہاں مرزا صاحب نے اسلام پھیلا یا؟

کوئے باطل دین کو مرزا صاحب نے ہلاک کیا؟ مرزا صاحب، مسیح موعود کی حیثیت سے جو علامت اور جو کام خود بیان کر رہے ہیں، وہ ان میں بالکل نہیں پائی گئی۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ مرزا صاحب کی آمد پر قوموں کا اتحاد و اتفاق کیا ہوتا، خود جماعت احمدیہ میں ایسا اختلاف ہوا کہ بہت تھوڑے عرصہ میں وہ دو تین گروہوں میں بٹ کر رہ گئے اور ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں۔ منافرت اور عداوت علیحدہ ہے۔ (دیکھئے رودادِ مباحثہ راولپنڈی)

مرزا صاحب اپنی کتاب ”انجامِ آتھم“ میں لکھتے ہیں:

(98) ”اگر ان سات سال میں میری طرف سے خدا تعالیٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں

نمایاں اثر ظاہر نہ ہوں اور جیسا کہ مسیح کے ہاتھ سے ادیان باطلہ کا مرجانا ضروری ہے، یہ

موت جھوٹے دینوں پر میرے ذریعہ سے ظہور میں نہ آوے، یعنی خدا تعالیٰ میرے ہاتھ

سے وہ نشان ظاہر نہ کرے جن سے اسلام کا بول بالا ہو اور جس سے ہر ایک طرف سے

اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے اور عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دنیا اور رنگ

نہ پکڑ جائے تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کر لوں گا۔“

(انجامِ آتھم (ضمیمہ) ص 30 تا 35 مندرجہ روحانی خزائن ج 11 ص 314 تا 319 از مرزا غلام احمد صاحب)

(عکس صفحہ 264 پر)

مرزا صاحب کی یہ تحریر غالباً جنوری 1897ء کی ہے، گویا سچا ہونے کی صورت میں مرزا

صاحب کو 1903ء تک یہ سارے کارنامے انجام دینے تھے اور اگر وہ یہ شرط پوری نہ کر سکیں تو انھوں

نے اپنے آپ کو جھوٹا سمجھ لینے کی قسم کھا رکھی تھی۔ سات سال کے عرصے میں مرزا صاحب نے جن

کارناموں کا وعدہ کیا تھا، وہ ان سے ظاہر نہ ہو سکے۔ نتیجہ ان تحریروں سے آپ خود اخذ کر لیں۔ میں

مختصر عرض کیے دیتا ہوں۔

مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں ان کے ذریعہ سے تمام ادیان باطلہ

ہلاک ہو جائیں گے اور دین اسلام کو ایسا غلبہ ہوگا کہ دنیا کی تمام قومیں ایک ہو جائیں گی۔ یعنی سب

مسلمان ہو کر ایک قوم کہلائے گی۔ اس پر خوب نظر رہے کہ ان اقوال میں صرف ایک دین، عیسائیت یا

موسوی کے نیست و نابود کرنے کا دعویٰ نہیں کرتے بلکہ تمام باطل دینوں کے نیست و نابود کرنے کا

دعویٰ ہے اور اس کی ابتدائی حالت یہ بیان کرتے ہیں کہ ہر ایک طرف سے اسلام میں داخل ہونا

شروع ہو جائے گا۔ یعنی اسلام سے کوئی خارج نہ ہوگا بلکہ ہر طرف سے غیر مسلم اس میں داخل ہوں

گئے۔ یہ دعویٰ غالباً 1897ء کا ہے۔ اس کے بعد دس برس سے زیادہ مرزا صاحب زندہ رہے۔ مئی 1908ء میں ان کا انتقال ہے۔ اب انھیں مسیح موعود ماننے والے فرمائیں کہ مرزا صاحب نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ مگر جو کام اس کا بیان کیا تھا یا اس کی ابتدائی حالت لکھی تھی کہ ہر طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے گا، کیا اس کا وجود پایا گیا؟ اس بیان کے بعد خاص دین عیسوی کی نسبت کہتے ہیں کہ ”عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کر لوں گا۔“ اس جملہ سے یہ بھی بخوبی ثابت ہے کہ مذکورہ امور ان کے وقت میں ظاہر ہوں گے۔ پہلے تمام ادیان باطلہ کے فنا ہونے کا لکھا تھا۔ اس میں عیسائی مذہب کا فنا ہونا بھی آ گیا تھا۔ مگر اس کے بعد خاص طور پر اس کا ذکر کرنا اس غرض سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت اکثر دنیا پر اس کا غلبہ ہے۔ اس لیے یہ دعویٰ کیا گیا کہ مسیح موعود کی وہ شان ہے کہ دنیا کے تمام بادشاہ ان کے آگے سرنگوں ہو جائیں گے۔ یعنی اسلام لا کر مسیح موعود کے مطیع ہوں گے۔ آخری جملہ بھی اسی مطلب کا مونسید ہے۔ ”دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے“ کا مطلب یہی ہوگا کہ اس سے پہلے دنیا کفر سے بھری تھی۔ اب مرزا صاحب کی وجہ سے اسلام سے بھر جائے گی۔ اس علانیہ اور روشن دعوے کے بعد قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اگر مسیح موعود کی مذکورہ علامات کا ظہور میرے ذریعہ سے نہ ہو تو میں اپنے آپ کو جھوٹا سمجھ لوں گا۔ اس قسم کے بعد مرزا صاحب گیارہ برس سے زیادہ زندہ رہے اور انھوں نے اپنی آنکھوں سے خوب دیکھا کہ جو علامتیں مسیح موعود کی انھوں نے خود بیان کی تھیں، وہ ان میں نہیں پائی گئیں۔ چنانچہ انھیں اپنے دعوے سے دست بردار ہو جانا چاہیے تھا۔ مگر افسوس کہ انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ آخر تک اپنے دعوے پر قائم رہے۔

احمدی دوستو! ہم جانتے ہیں کہ آپ لوگ مرزا صاحب کو مسیح موعود مانتے ہیں تو اس لیے نہیں کہ کسی دنیاوی بادشاہ کا حکم ہے بلکہ اس لیے ان کو مسیح موعود مانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جس مسیح موعود کے آنے کی پیشگوئی فرمائی تھی، مرزا غلام احمد صاحب اس کے مصداق ہیں، چونکہ آپ محض رسول اللہ ﷺ کے حکم سے مرزا صاحب کو مسیح موعود مانتے ہیں۔ اس لیے ہم آپ دوستوں کو ایک مختصر مگر اہم بات کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ امید ہے آپ دل سے غور فرمائیں گے۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔

(99) ”عن النبی ﷺ قال والذی نفسی بیدہ لیہلن ابن مریم بفتح الروحاء حاجاً او معتمراً او لیشنیہما۔“ (صحیح مسلم ج 1 ص 408) (عکس صفحہ 271 پر)

(ترجمہ) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس پروردگار کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ بلاشبہ ابن مریم مسیح موعود مقام فح الروحاء (مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام) سے حج یا عمرہ یا ایک ساتھ دونوں کا احرام باندھ کر دونوں فعل ادا کریں گے۔

یہ حدیث صاف اور صریح طور پر بتا رہی ہے کہ حضرت مسیح موعود کی بڑی بھاری نشانی حج کرنا ہے۔ حج بھی اس تفصیل سے کہ وہ مقام فح الروحاء سے احرام باندھیں گے۔ مقام مسرت ہے کہ اس حدیث کو مرزا صاحب نے رد نہیں کیا بلکہ اپنے حق میں لیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ ہم حج ضرور کریں گے۔ لیکن کب کریں گے؟ اس کا جواب انھوں نے یہ دیا ہے کہ جب ہم دجال کو مسلمان کر کے فارغ ہوں گے۔ چنانچہ مرزا صاحب کے اپنے الفاظ یہ ہیں۔

(100) ”ہمارا حج تو اس وقت ہوگا جب دجال (پادری لوگ) بھی کفر اور دجل سے باز آ کر طواف بیت اللہ کرے گا کیونکہ بموجب حدیث صحیح کے وہی وقت مسیح موعود کے حج کا ہوگا۔“

(ایام الصلح ص 169 مندرجہ روحانی خزائن ج 14 ص 416، از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 272 پر) اس بیان میں مرزا صاحب نے اس حدیث کے ماتحت تسلیم کیا ہے کہ مسیح موعود کو حج کرنا ضروری ہے۔ مگر بوجہ عدم فرصت فراغت تک اس کو ملتوی رکھا ہے۔ پس حدیث نبوی اور مرزا صاحب کی تحریر سے بالاتفاق ثابت ہوا کہ حسب فرمان رسول ﷺ ضروری ہے کہ مسیح موعود حج ضرور کرے گا۔ اس کے حج میں کوئی چیز رکاوٹ نہ ہوگی۔ دجال مسلمان ہو یا نہ ہو، مسیح موعود حج ضرور کرے گا۔

احمدی دوستو! خدا کے لیے غور کرو کہ اتنی بڑی واضح نشانی جس کو رسول اللہ ﷺ نے قسم کھا کر بیان فرمایا ہے، وہ مرزا صاحب میں نہیں پائی گئی۔ یعنی مرزا غلام احمد صاحب نے فح الروحاء کے مقام سے احرام باندھ کر حج نہیں کیا بلکہ کیا ہی نہیں۔ یہاں تک کہ انتقال کر گئے۔ پھر وہ مسیح موعود کیسے ہوئے؟ ہم جانتے ہیں کہ احمدی مربی حضرات آپ کو اس حدیث کی تاویل میں بہت کچھ سکھائیں گے۔ لیکن ہم اس تاویل کے جواب میں آپ کو مرزا صاحب کی مندرجہ بالا تحریر دوبارہ پڑھنے کی درخواست کریں گے۔ پس احمدی دوستو! میدان محشر کو یاد کر کے ہماری معروضات کو پڑھو اور حق و باطل میں خود تمیز کرو۔

عقیدہ حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سلسلہ میں مرزا صاحب کی مندرجہ بالا تحریروں (دوبارہ ملاحظہ فرمائیں: حوالہ نمبر 89 اور 90) کی موجودگی میں وفات مسیح کے موضوع پر احمدی حضرات کی بحث کی ساری بنیاد ہی منہدم ہو جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں احمدی دوست مختلف

تاویلات کا ہمارا لیتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ یہ باتیں مرزا صاحب نے محض رسمی طور پر تحریر کی ہیں۔ جبکہ یہ بات حق کو تسلیم نہ کرنے کا ایک بہانہ ہے۔ یہ عقیدہ رسمی نہیں بن سکتا، کیونکہ مرزا صاحب نے اس کے ثبوت میں آیات قرآنیہ پیش کی ہیں جس سے ثابت ہوا کہ انہوں نے یہ عقیدہ رسمی طور پر نہیں بلکہ قرآن سے قبول کیا۔ پھر احمدی دوست اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ ”عقیدہ نزول عیسیٰ علیہ السلام“ مرزا صاحب کی ”اجتہادی غلطی“ ہے۔ یہ بات بھی کتمان حق کے زمرے میں آتی ہے۔ ان تحریروں کو مرزا صاحب کی اجتہادی غلطی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ کیونکہ یہ کتاب ”براہین احمدیہ“ جس میں مرزا صاحب نے اپنا مذکورہ عقیدہ (حیات و نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام) بیان کیا ہے۔ بقول مرزا صاحب، حضور نبی کریم ﷺ کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہے۔ آپ ﷺ نے ہی مرزا صاحب کو اس کتاب کا نام ”قطبی“ بتایا۔ یعنی یہ کتاب قطب ستارہ کی طرح مستحکم اور غیر متزلزل ہے جس کے کامل استحکام کو پیش کر کے دس ہزار روپے کا اشتہار دیا گیا۔

(101) (دیکھئے براہین احمدیہ مندرجہ روحانی خزائن ج اول ص 275 از مرزا غلام احمد صاحب)

(عکس صفحہ 273 پر)

اگر احمدیوں کے بقول نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ رسمی ہے تو نہ یہ کتاب قطبی رہے گی اور نہ اس میں ذکر کردہ باتیں مستحکم اور غیر متزلزل قرار پائیں گی۔ خصوصاً یہ کتاب جب حضور نبی کریم ﷺ نے ملاحظہ فرمائی ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ایسی سنگین غلطی (عقیدہ نزول عیسیٰ علیہ السلام) کو آپ نظر انداز فرمادیں جو مرزا صاحب کے نزدیک شرک عظیم ہے۔

(102) (ضمیمہ حقیقت الوحی الاستفتاء ص 39 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 660 از مرزا غلام احمد صاحب)

(عکس صفحہ 274 پر)

اگر یہ عقیدہ رکھنا شرک ہے تو خود مرزا صاحب اس فتویٰ کی زد میں آتے ہیں۔ پھر یہ اقرار کرنا پڑے گا کہ مرزا صاحب 1891ء تک (تقریباً 50 سال) حیات عیسیٰ علیہ السلام اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ رکھنے کی وجہ سے مشرک تھے اور ظاہر ہے کوئی مشرک ”مسح موعود“ نہیں ہو سکتا۔ جبکہ مرزا صاحب اپنے متعلق لکھتے ہیں:

(103) ”اللہ تعالیٰ مجھے غلطی پر ایک لمحہ بھی باقی نہیں رہنے دیتا اور مجھے ہر ایک غلط بات سے محفوظ

رکھتا ہے۔“

(نور الحق ص 86 حصہ دوم مندرجہ روحانی خزائن ج 8 ص 272 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 276 پر)

پھر مزید دعویٰ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

(104) ”میری ہر بات الہامات پر مبنی ہوتی ہے۔ یعنی میں نے جو کچھ کہا، وہ سب کچھ خدا کے امر سے کہا ہے اور اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا۔“

(مواہب الرحمن ص 5 مندرجہ روحانی خزائن ج 19 ص 221 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 278 پر)
پھر ارشاد فرمایا:

(105) ”یعنی خدا جانتا ہے کہ میں جو کچھ کہتا رہا، وہ وہی کہتا ہوں جو خداوند فرماتا ہے اور میں نے کبھی کوئی ایسی بات نہیں کہی جو خلاف خداوندی ہو اور مخالف خداوندی میری قلم سے کبھی سرزد نہیں ہوتی۔“

(حماتہ البشری ص 10 مندرجہ روحانی خزائن ج 7 ص 186 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 279 پر)
ایک جگہ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(106) ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر جانا محض گپ ہے۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم ص 100 مندرجہ روحانی خزائن ص 262 ج 21 از مرزا غلام احمد صاحب)
(عکس صفحہ 281 پر)

معمولی سی عقل سلیم رکھنے والا ہر شخص یہ جانتا ہے کہ گپ کے معنی جھوٹ کے ہیں اور جھوٹا آدمی مسیح موعود نہیں ہو سکتا۔

خود مرزا صاحب کا ارشاد ہے:

(107) ”جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔“

(تحفہ گولڈویہ اضمیمہ ص 20 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 ص 56 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 283 پر)
ایک اور جگہ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(108) ”حضرت عیسیٰ کے دوبارہ آنے کا مسئلہ عیسائیوں نے محض اپنے فائدے کے لیے گھڑا تھا۔“

(حاشیہ حقیقت الوحی ص 29 مندرجہ روحانی خزائن ص 31 ج 22 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 284 پر)
اس فتویٰ کی رو سے ثابت ہوتا ہے کہ خود مرزا صاحب 50 سال تک عیسائی عقائد رکھتے تھے۔

بعض احمدی دوست یہ اعتراض کرتے ہیں کہ شروع شروع میں نبی کریم ﷺ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے لیکن جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی تو بیت اللہ

کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے۔ لہذا مرزا صاحب نے اگر عقیدہ تبدیل کر لیا تو کیا حرج ہے؟ احمدی دوستوں کی خدمت میں عرض ہے کہ اس سلسلہ میں بیت المقدس کی مثال بالکل غلط اور بے محل ہے۔ بیت المقدس کو قبلہ بنانا حسب ہدایت آیت فبہدھم اقتدہ (الانعام: 90) انبیاء سابقین کی سنت پر عمل ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا مسئلہ عقائد و ایمانیات میں سے ہے اور عقائد و ایمانیات میں تنسیخ و تبدیلی نہیں ہو سکتی جبکہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا عملیات میں سے ہے جن میں تبدیلی و تنسیخ ہو سکتی ہے۔ پھر سب سے اہم بات یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ نے جو نمازیں حضور نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے ادا کی تھیں، وہ سب کی سب بارگاہ خداوندی میں مقبول ہیں اور بعد میں کسی نے ان نمازوں کو نہیں لوٹایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بارے میں مرزا صاحب کی کئی تضاد بیانیات ان کی کتابوں میں صراحت کے ساتھ موجود ہیں۔

(109) کبھی فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سری نگر کشمیر کے محلہ خانیاں میں ہے۔

(دافع البلاء ص 19 مندرجہ روحانی خزائن ج 18 ص 235 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 285 پر)
(110) اور کبھی کہتے ہیں کہ ان کی قبر فلسطین کے علاقہ گلگیل میں واقع ہے۔

(ازالہ اوہام ص 473 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 ص 353 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 286 پر)
(111) کبھی کہا کہ ان کی قبر بلدہ قدس (یروشلم) میں ہے۔

(اتمام الحجہ ص 27 روحانی خزائن ج 8 ص 299 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 288 پر)
(112) اور کبھی کہا کہ ان کی قبر بلاد شام میں ہے۔

(اتمام الحجہ ص 24 روحانی خزائن ج 8 ص 296 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 289 پر)
احادیث مبارکہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے بارے میں کئی نشانیاں بیان کی گئی ہیں۔ مرزا صاحب نے ان نشانیوں کی جو تاویلات کی ہیں، وہ بے حد عجیب ہیں اور دلچسپ بھی۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے زمین پر نزول فرمائیں گے تو انہوں نے دوزر درنگ کی چادریں پہنی ہوگی۔ (مسند احمد، بخاری و مسلم)
مرزا صاحب نے اس حدیث کی تاویل یوں کی ہے:

(113) ”دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت ﷺ نے پیش گوئی کی تھی جو اسی طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دوزرہ چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں۔ ایک اوپر کی دھڑکی اور ایک نیچے کی دھڑکی یعنی مرقا اور کثرت بول۔“

(ملفوظات ج 8 ص 445 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 291 پر)
ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو مقام ”لد“ پر قتل کریں گے۔ مقام لد فلسطین اسرائیل میں واقع ہے۔ مرزا صاحب نے اس کی تاویل یہ کی کہ ”لد“ سے مراد ”لدھیانہ“ ہے۔

(114) (الہدی ص 97 حاشیہ مندرجہ روحانی خزائن ج 18 ص 341 از مرزا غلام احمد صاحب)
(عکس صفحہ 292 پر)
لدھیانہ مشرقی پنجاب بھارت میں واقع ہے۔ اس طرح وہ آسمان سے اترنے کے معنی ماں کے پیٹ سے نکلنا مراد لیتے ہیں۔

۔ ناطقہ سربراہ گریباں ہے اسے کیا کہئے

اہل اسلام، قرآن کریم، حدیث نبوی ﷺ اور اجماع امت کی بنا پر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور دوبارہ تشریف آوری کا عقیدہ رکھتے ہیں، جبکہ خود مرزا صاحب کو اعتراف ہے:
(115) ”مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشین گوئی ایک اول درجہ کی پیش گوئی ہے جس کو سب نے باتفاق قبول کر لیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیشین گوئیاں لکھی گئی ہیں، کوئی پیشین گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی۔ تو اتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے۔“

(ازالہ اوہام ص 557 مندرجہ خزائن ج 3 ص 400 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 294 پر)
ظاہر ہے کہ جس عقیدہ کو تو اتر کا درجہ حاصل ہو، کوئی ذی شعور مسلمان اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ صحابہ کرامؓ سمیت گذشتہ تمام صدیوں کے تابعین، تبع تابعین، آئمہ اربعہ، مجددین، محدثین، اولیاء کرام اور اکابرین امت اس عقیدہ کو تو اتر اور تسلسل کے ساتھ نقل کرتے آئے ہیں۔ مرزا صاحب کا ایک دعویٰ یہ بھی ہے کہ وہ چودھویں صدی کے ”مجدد“ ہیں۔ اگر مرزا صاحب واقعی مجدد ہیں تو حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کے سلسلہ میں، ان کا عقیدہ گذشتہ تمام صدیوں کے مجددین اسلام (جن کے ناموں کی فہرست پر مرزا صاحب کو بھی مکمل اتفاق ہے۔) کے عقیدہ سے بالکل الٹ اور مختلف ہے اور

اگر بالفرض مرزا صاحب کا عقیدہ (وفات مسیح) درست مان لیا جائے تو پھر گزشتہ تمام صدیوں کے مجددین کا عقیدہ (حیات مسیح) غلط اور باطل قرار پائے گا۔ اب یہ فیصلہ کرنا آپ کے اختیار میں ہے کہ اس معاملہ میں مرزا صاحب کا موقف درست ہے یا گزشتہ صدیوں کے تمام مجددین وغیرہ کا نکتہ نظر۔ (دیکھئے عمل مصفیٰ از مرزا خدا بخش صاحب ص 117 تا 120) (عکس صفحہ 296 پر)

احمدی حضرات مرزا صاحب کے مہدی ہونے کی ایک دلیل یہ بھی پیش کرتے ہیں کہ حدیث میں ہے کہ پیغمبر ﷺ نے فرمایا: مہدی کی نشانی یہ ہے کہ اس کے زمانہ میں رمضان شریف کے مہینہ میں چاند اور سورج دونوں کو گرہن لگے گا۔ یہ نشان مرزا صاحب پر پورا ہوتا ہے اور اس سے پہلے جب سے زمین و آسمان بنے، یہ کبھی نہیں ہوا۔ اس سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب حدیث نبوی کے مطابق سچے مہدی تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ حدیث رسول نہیں بلکہ ضعیف درجے میں امام محمد باقر کا قول ہے جو دارقطنی نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ لہذا اس کو حدیث بنا کر پیش کرنا حضور نبی کریم ﷺ پر بہتان عظیم اور کذب و افتراء ہے۔ امام باقر کا یہ قول سند کے اعتبار سے انتہائی ساقط اور ناقابل اعتبار ہے۔ ملاحظہ ہو:

(117) ”عن عمرو بن شمر عن جابر عن محمد بن علی قال ان لمہدینا آیتین لم تکنوا منذ خلق اللہ السموات والارض تنکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان و تنکسف الشمس فی النصف منه ولم تکنوا منذ خلق اللہ السموات والارض“

(سنن دارقطنی از امام علی بن عمر الدارقطنی جلد اول ص 188، انصار دہلی) (عکس صفحہ 301 پر)
(مفرد الفاظ کا ترجمہ) ”محمد بن علی کہتے ہیں، ان (بیشک) لمہدینا (ہمارے مہدی کے لیے) آیتیں (دو نشانیاں ہیں) لم تکنوا (نہیں ہوئیں ظاہر) منذ (جب سے) خلق السموات والارض (تحلیق ہوئی آسمان و زمین کی) تنکسف القمر (چاند گرہن ہوگا) لاول لیلۃ (پہلی رات) من رمضان (رمضان کی) و (اور) تنکسف الشمس (سورج گرہن ہوگا) فی النصف منه (اس رمضان کے نصف میں) لم تکنوا (نہیں ہوئی ظاہر) منذ (جب سے) خلق اللہ السموات والارض (پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو)“

اب آئیے مفرد الفاظ کے ترجمہ کی مدد سے پوری روایت کا ترجمہ کرتے ہیں۔

”بیشک ہمارے مہدی کی (کے لیے) دونشانیاں ہیں، نہیں ہوں وہ (نشانیاں) جب سے تخلیق ہوئی آسمان و زمین کی۔ چاند گرہن ہوگا رمضان کی پہلی رات اور سورج گرہن ہوگا اس (رمضان) کے نصف میں، نہیں ہوئی (ظاہر) وہ نشانیاں جب سے پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو۔“

قارئین! دارقطنی کی روایت کے مفرد الفاظ کا ترجمہ اور پھر روایت کے مفرد الفاظ کی مدد سے پوری روایت کا ترجمہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا گیا اور مجھے یقین ہے کہ ہمارے کیے ہوئے اس ترجمہ کے ساتھ عربی جاننے والا کوئی شخص قطعاً اختلاف نہیں کر سکتا البتہ اس روایت کا ترجمہ مرزا صاحب نے کیا ہے، وہ ملاحظہ فرمائیں اور ان کی دیانت پر انھیں داد دیں۔

(118) (ترجمہ بقلم مرزا صاحب) ”یعنی ہمارے مہدی کی تائید اور تصدیق کے لیے دونشان مقرر ہیں اور جب سے کہ زمین و آسمان پیدا کیے گئے وہ دونشان کسی مدعی کے وقت ظہور میں نہیں آئے اور وہ یہ ہیں کہ مہدی کے ادعا کے وقت میں چاند کو اس پہلی رات میں گرہن ہوگا جو اس کے خسوف کی تین راتوں میں سے پہلی رات ہے یعنی تیرہویں رات اور سورج کو اس کے گرہن کے دنوں میں سے اس دن گرہن ہوگا جو درمیان کا دن ہے یعنی اٹھائیس تاریخ کو۔ اور جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کسی مدعی کے لیے یہ اتفاق نہیں ہوا کہ اُس کے دعویٰ کے وقت میں خسوف کسوف رمضان میں ان تاریخوں میں ہوا ہو۔“

(انجام آتھم ضمیمہ ص 46 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 ص 330 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 302 پر)

قارئین! مرزا صاحب کے ترجمہ کو آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ کیا ہم احمدیہ جماعت کے پڑھے لکھے مربی حضرات سے پوچھ سکتے ہیں کہ خط کشیدہ الفاظ ”کسی مدعی کے وقت، مہدی کے ادعا کے وقت، جو اس کے خسوف کی تین راتوں میں سے پہلی رات ہے یعنی تیرہویں رات، اور سورج کو اس کے گرہن کے دنوں میں سے اس دن گرہن ہوگا جو درمیان کا دن ہے یعنی اٹھائیس تاریخ کو“، روایت دارقطنی کے کن الفاظ کا ترجمہ ہے۔

قارئین! دارقطنی کی روایت کا جو ہم نے ترجمہ کیا ہے، اس کو اور مرزا صاحب کے کیے ہوئے ترجمہ کو پڑھیں، کس کا ترجمہ درست ہے اور کس کا غلط۔ اور قابل غور بات یہ ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے پورے علم اور تخیلاتی قوت صرف کر کے یہ ترجمہ کیا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس ترجمہ میں کہیں روایت قطنی کا مفہوم باقی رہ سکتا ہے؟ لا اول لیلۃ من رمضان کا ترجمہ تیرہویں رات کرنا اور فی النصف منہ کا ترجمہ اٹھائیس تاریخ کرنا کیسے ہو سکتا ہے؟ پھر ظلم یہ کہ اس واضح بددیانتی کے باوجود وہ اپنے دعویٰ اور اس پر غلط رنگ میں پیش کی جانے والی دلیل اور تاویل کے نہ ماننے والے کو

”ظالم، رئیس الدجال کے القابات اور ہزار ہزار لعنت“ کا تحفہ پیش کرتے ہیں۔

(انجام آتھم ضمیمہ ص 46 مندرجہ روحانی خزائن 11 ص 330 از مرزا غلام احمد صاحب)

بہر حال اس مندرجہ بالا روایت کے الفاظ سے یہ تین باتیں معلوم ہوتی ہیں:

1- رمضان کے مہینہ میں رمضان کی پہلی تاریخ کو چاند گرہن لگے گا۔

2- رمضان کے نصف میں سورج کو گرہن لگے گا۔

3- جب سے زمین و آسمان پیدا کیے گئے ہیں، ایسے دو نشان کبھی نہیں ہوئے۔

بفرض محال اگر اسے محمد باقر کا قول مان بھی لیا جائے تو تب بھی مرزا صاحب مہدی ثابت نہیں ہوتے کیونکہ مرزا صاحب کے زمانے میں رمضان کی جن تاریخوں میں یہ گرہن لگا تھا، وہ اس قول کے مطابق نہیں ہے۔ مرزا صاحب کے زمانے میں، رمضان کی تیرہ (13) تاریخ کو چاند گرہن اور اٹھائیس (28) تاریخ کو سورج گرہن لگا تھا۔ حالانکہ امام باقر کے مذکورہ بالا قول میں یہ بات واضح ہے کہ چاند گرہن رمضان المبارک کی پہلی تاریخ کو لگے گا۔ اور سورج گرہن پندرہ کو لگے گا اور ایسا پہلے کبھی نہ ہوا ہوگا۔ جبکہ مرزا صاحب تیرہ (13) تاریخ کو یکم اور اٹھائیس (28) تاریخ کو پندرہ قرار دینے پر اصرار کرتے ہیں جو کہ درست نہیں ہے۔

احمدی دوستوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ جب مرزا صاحب نے 1311ھ میں دعویٰ مہدویت کیا تھا، اس وقت کسوف و خسوف کا رمضان المبارک میں اجتماع ہوا تھا اور یہ اجتماع کسوفین صرف اور صرف 1311ھ میں ہی ہوا۔ لہذا یہ بھی مرزا صاحب کی صداقت کی ایک دلیل ہے۔ میرے خیال میں یہ دلیل کم علمی کا نتیجہ یا پھر تجاہل عارفانہ ہے، امام باقر کا قول اسی صورت میں صحیح ہو سکتا ہے کہ جب اسے ظاہری الفاظ کے مطابق رکھا جائے، ”اول لیلۃ“ سے یکم رمضان اور ”نصف منہ“ سے پندرہ رمضان مراد لی جائے، کیونکہ جب سے آسمان و زمین بنے ہیں، ان تاریخوں میں چاند اور سورج کو کبھی گرہن نہیں لگا۔ تیرہ رمضان کو چاند گرہن اور اٹھائیس رمضان کو سورج گرہن مرزا صاحب سے قبل ہزاروں مرتبہ لگ چکا ہے، مرزا صاحب سے قبل 45 سال کے عرصہ میں تین مرتبہ رمضان کی انہی تاریخوں میں چاند اور گرہن لگ چکا ہے۔ ہر پڑھا لکھا احمدی، نجوم کی کسی کتاب یا انٹرنیٹ سے سرچ کر کے با آسانی یہ مسئلہ حل کر سکتا ہے۔ ایران میں مرزا علی محمد باب نے 1260ھ میں مہدویت کا دعویٰ کیا تھا۔ اس کے ساتویں سال رمضان 1267ھ کے مطابق جولائی 1851ء میں 13 اور 28 رمضان کو خسوف و کسوف کا اجتماع ہوا۔

اسی طرح احمدی دوستوں کا یہ دعویٰ بھی تاریخی طور پر ٹھیک نہیں ہے کہ ”1311ھ کا اجتماع خسوف و کسوف صرف مرزا صاحب کے لیے نشان صدق تھا۔“ کیونکہ ٹھیک اسی زمانہ میں محمد احمد مہدی سوڈانی خود ساختہ مسند مہدویت پر ”جلوہ افروز“ تھا۔ اگر اس بے سرو پات سے مرزا صاحب کی مہدویت کا ثبوت لگتا ہے تو احمدی دوستوں کو مہدی سوڈانی کی ”بعثت“ پر بھی ایمان لانا چاہیے۔

حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام کے موضوع پر بحث یا مناظرہ کے دوران میں بعض احمدی حضرات قرآنی آیات اور احادیث نبوی ﷺ کی بڑے رکیک انداز میں تاویلات کرتے ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ محض بحث برائے بحث کے قائل ہیں اور انہوں نے کوئی بھی سچی بات تسلیم نہ کرنے کا مصمم عزم کر رکھا ہے۔ بعض حضرات بحث کے دوران میں پوچھتے ہیں کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں تو انسان ہوتے ہوئے آسمان پر کیسے چلے گئے؟ وہاں وہ کس طرف رخ کر کے نمازیں پڑھتے ہیں؟ روزے کیسے رکھتے ہیں؟ زکوٰۃ کس کو ادا کرتے ہیں؟ وہ کیا کھاتے ہیں؟ پاخانہ کہاں کرتے ہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ حیاتِ دنیوی کے ساتھ مشروط ہیں، وقت آئے تو نماز فرض ہوگی۔ رمضان آئے گا تو روزہ فرض ہوگا، نصاب ہوگا تو زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسی جگہ اٹھائے گئے ہیں جہاں وقت ہی نہیں ہے کیونکہ آسمانی دنیا، زمان سے خالی ہے۔ اور پھر ان سب باتوں کا سب سے اہم اور مدلل جواب یہ ہے کہ خود مرزا صاحب کا عقیدہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں، لہذا جو سوالات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ موجود ہونے سے پیدا ہو سکتے ہیں، وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ موجود ہونے سے پیدا کیوں نہیں ہوتے؟ مرزا غلام احمد صاحب، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر زندہ ہونا اور ان پر ایمان لانا ضروری اور لازمی سمجھتے ہیں۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(119) ”یہ وہی موسیٰ مردِ خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے۔ اور مردوں میں سے نہیں۔“

(نور الحق حصہ اول ص 50 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 ص 68، 69 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 303 پر)

جہاں تک مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کا تعلق ہے۔ احمدی دوستو! ساری بحثوں کو

چھوڑیں۔ اس دنیا میں، میں نے ہمیشہ رہنا ہے نہ سدا کی زندگی آپ کا مقدر ہے۔ وہ گھڑی دور نہیں جب ہم سب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔ ہمیں اس سخت ساعت کی فکر کرنی چاہیے۔ مجھے اچھی طرح خبر ہے کہ آپ میں سلیم العقل اور پڑھے لکھے افراد کی کمی نہیں۔ آپ اپنی فراست کو ایک نکتے پر مرکوز کر کے اور اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر، کیا انبیاء و رسل میں سے کسی ایک ہستی کی مثال پیش کر سکتے ہیں، جسے اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی اطلاع دی ہو کہ تم نبی ہو اور اس نے یہ تاویل کی ہو کہ میں نبی نہیں ہوں؟ صرف آپ کے ”مسح موعود“ مرزا غلام احمد صاحب وہ واحد شخصیت ہیں جنہیں ان کے بقول اللہ تعالیٰ نے 1882ء میں براہین احمدیہ کے زمانہ میں بذریعہ الہام نبی کہا اور وہ 1902ء تک، جی ہاں! دو دہائیاں یعنی برابر بیس برس تاویلات کے رنگا رنگ دھاگوں کا تانا بانا ہی بننے رہے۔ جب خارجی دباؤ بڑھتا تو دو ٹوک الفاظ میں کہہ دیا، میں نبی یا رسول بالکل نہیں ہوں۔ جب صورت حال کو ”قدرے سازگار“ پایا تو اپنی نبوت اور رسالت کا اظہار کر دیا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قریب قریب پچاس برس کی عمر تک وہ اس جمہور عقیدے پر قائم رہے کہ حضرت محمد ﷺ سلسلہ انبیاء و رسل کے آخری فرد ہیں یعنی ختم نبوت کے ان معانی اور مفہیم کے قائل تھے جو امت میں روز اول سے مروج رہے۔ چلئے ایک لمحے کے لئے مان لیا کہ انہیں آسمان سے پھر یہ ”ہدایت“ کا ایک نصیب ہوگئی کہ آخر میں آنا کوئی فضیلت کی بات نہیں، خاتم النبیین، کا مطلب افضل الانبیاء ہونا ہے اور یہ کہ آپ (یعنی مرزا صاحب) اب رسالت کے عہدے پر فائز کئے جاتے ہیں۔ لیکن یہ کیا کہ نبی اپنی وحی کا پہلا مومن ہوتا ہے۔ مگر مرزا صاحب کو غالباً اس ”وحی“ پر یقین ہی نہیں تھا کہ انہوں نے اس پر ایمان لاتے لاتے بیس برس گزار دیئے۔

احمدی دوست اگر برانہ مانیں تو انہیں اپنے نبی کی سنت پر عمل کرتے ہوئے کم از کم بیس برس توقف کرنا چاہیے پھر جا کر مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کو تسلیم کرنا چاہیے..... یہاں ایک اور باریک نکتہ کہ مرزا صاحب کی صداقت کی ایک یہ دلیل آپ لوگوں کی جانب سے اکثر پیش کی جاتی ہے کہ سچے مدعی نبوت کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے دعویٰ کے بعد کم از کم 23 برس ضرور زندہ رہے کیونکہ حضور اقدس حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اعلان نبوت کے بعد تیس برس اس دنیا میں موجود رہے اور مرزا صاحب 1882ء سے 1908ء تک 26 برس زندہ رہے۔ میں یہاں یہ عرض کرنے کی جسارت کروں گا کہ 1882ء سے 1902ء تک جو بیس برس کا عرصہ بنتا ہے اسے تو آپ اصولاً خارج کر دیں کہ اس زمانے میں خود مرزا صاحب اپنی ”نبوت“ کے خود منکر رہے۔ باقی 1902ء سے 1908ء تک 6 سال کا پیریڈ

ضرور بنتا ہے جب وہ اپنی نبوت کے دعویٰ پر قائم دکھائی دیتے ہیں اور معمولی حساب دان بھی جانتا ہے کہ چھ برس 23 برس سے زیادہ نہیں ہوتے۔

اگر مرزا صاحب کے مذکورہ اصول کو تسلیم کر لیا جائے تو کئی سچے نبی (نعوذ باللہ) جھوٹے بن جائیں گے مثلاً حضرت یحییٰ علیہ السلام اور ان کے علاوہ کئی دوسرے اسرائیلی پیغمبر بہت تھوڑی عمر میں اپنے اعلان نبوت کے بعد شہید کر دیئے گئے۔ اس کے برخلاف بہاء اللہ ایرانی (جو صاحب شریعت نبی ہونے کا مدعی تھا) دعویٰ نبوت کے بعد چالیس سال زندہ رہا۔ مرزا صاحب کے اصول کے مطابق وہ سچا ٹھہرے گا۔ حالانکہ احمدی حضرات اسے جھوٹا جانتے ہیں۔

احمدی دوستو! غور کیجیے کیا کسی شخص کے خدا کی طرف سے نہ ہونے کی اس سے بڑھ کر کوئی اور دلیل ہو سکتی ہے کہ اس کا (اپنے دعوے کے تناظر میں) اپنے خدا سے ڈار کٹ تعلق ہو، فرشتہ تقریباً بلا ناغہ آتا ہو اور اس کی وساطت سے وہ اپنی پوزیشن ہی نہ کلیئر کروا سکے کہ میں ہوں کیا؟ اور پھر یہ کوئی ضمنی، ذیلی یا فروغی بات نہیں؟ بنیادی منصب ہے جس کی اساس پر اس نے گمراہ امت کو راہ راست پر لانا ہے اور بڑی ہی معذرت کے ساتھ اسے یہ تک معلوم نہیں کہ وہ واقعی نبی ہے یا نہیں؟ ہے نا عجیب بات! طرفہ تماشا یہ کہ اسے اس کا رب کہتا ہے تم نبی ہو اور وہ یہ تشریح کرتا ہے کہ میں نبی نہیں ہوں۔ کیا یہ قضیہ وضاحت کے ساتھ مرزا صاحب کی نفسیاتی حالت کا پتا نہیں دے رہا کہ وہ مدت العمر تیل اور تیل کی دھار کو دیکھ کر سفر کرنے والے آدمی تھے۔

اور سنو میرے عزیزو! سچے نبی استقامت کا کوہ گراں ہوتے ہیں۔ ایک بار اللہ کی طرف سے جو حکم آ جائے، اس کے ابلاغ کے لیے وہ اپنی جان پر کھیل جاتے ہیں۔ کسی عدالت یا حکومت کی تنبیہ پر ان آیات کو چھپانے کے جرم کے کبھی مرتکب نہیں ہوتے کہ جی میں آئندہ ایسی اندازی پیش گوئیاں نہیں کیا کروں گا۔ اللہ کے شیروں کو رو با ہی بھلا کہاں آتی ہے۔ وہ تو ڈٹ جانے والے لوگ ہوتے ہیں، پیچھے ہٹنا ان کا شیوہ نہیں ہوتا۔ اسی لئے علامہ اقبالؒ کو کہنا پڑا تھا۔

وہ نبوت ہے مسلمان کے لئے برگِ حشیش

جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام

ہو اگر قوتِ فرعون کی در پردہ مرید
قوم کے حق میں ہے لعنت وہ کلیمِ الہی

احمدی دوستو! کبھی فرصت کے لمحات میں، اپنے آپ سے یہ سوال ضرور پوچھئے گا کہ جیسے مصلحت کوش خود مرزا صاحب تھے، ویسی ہی ڈری سہی ان کی امت کیوں ہے؟ شکار زندہ کی لذت سے بے نصیب، قوت بازو سے تہی، مسکینی و محرومی و بے چارگی کی تصویر۔ اس جماعت میں آخر وہ جسور و غیور کردار جنم کیوں نہیں لے سکا جو ضربِ کلیسیا لے کر نکلتا اور کائنات کے پتھر سے اسرارِ حیات کے چشمے جاری کر دیتا ہے۔ ایسا صرف اس لئے انہیں ہوا ہے کہ مرزا صاحب کی وحی میں کوئی انقلاب، کوئی نظام، کوئی پروگرام سرے سے موجود نہیں ہے، اگر ہے تو پیش گوئیاں ہیں، دعائیں ہیں، حسرتیں ہیں، چندے ہیں، مناظرے ہیں، تقدیر کے رسمی و روایتی تصور کی اتباع ہے (یعنی یکسر بے عملی) حکومتِ برطانیہ کی مدح ہے، غلامی کی تلقین ہے، جہاد کے خلاف اک مسلسل قلمی ”جہاد“ ہے۔ اپنے خاندان کی آبیاری کے لئے پیہم تبلیغ و تعلیم ہے اور سب سے بڑھ کر اپنی ذات کی تعریفوں میں عبارتوں کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے۔ آپ خود تدبر کیجیے بھلا ایسی نبوتوں سے عالم میں انقلاب برپا ہوا کرتے ہیں؟ بقول شخصے مرزا صاحب وہ واحد پیغمبر ہیں جن کی پیغمبری ہر قسم کے پیغام سے خالی ہے۔ میں آپ کو دل کی اتھاہ گہرائی سے دعوت دیتا ہوں کہ اپنی صلاحیتوں اور صالحیتوں کو نذر آتش ہونے سے بروقت بچالیں اور ایک بار پھر جمالِ نبوی ﷺ سے وابستہ ہو کر اپنی دنیا کو محفوظ کر لیں اور اپنی عاقبت بھی سنوار لیں۔ اضطراب کا وہ عذاب جو آپ کو شب و روز دیمک کی طرح چاٹ رہا ہے، ایک آن میں آپ کو اس سے نجات مل سکتی ہے، بشرطیکہ خلوص نیت و عمل سے آپ بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہو جائیں۔

احمدی دوستوں کا عجب معاملہ ہے کہ وہ ایک طرف تو مسلمانوں سے یہ تقاضا کرتے ہیں کہ انہیں اپنا حصہ سمجھا جائے، انہیں برابر کے حقوق ملیں اور مسلمان، معاشرتی زندگی میں ان سے مل جل کر رہیں۔ اس کو آپ حقیقت کا نام دیں گے یا اس کے برعکس کہ ان کی یہ جملہ خواہشیں اور کل تقاضے مرزا صاحب اور ان کے خلفاء کی تعلیمات کے سراسر خلاف ہیں۔

جماعت احمدیہ میں شادی بیاہ سے لے کر جنازہ اور تدفین تک جملہ معاملات میں مسلمانوں سے بایکاٹ اور انقطاع کی تعلیم ہے اور اس پر بھرپور زور دیا گیا ہے کہ مسلمانوں سے کسی قسم کا کوئی معاملہ نہ رکھیں حتیٰ کہ ان کے معصوم بچوں کا جنازہ تک نہ پڑھیں۔ مرزا غلام احمد صاحب کے سلسلہ کے تمام لوازم اور مناسبات کو دیکھتے ہوئے اس امر کا فیصلہ کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی

کہ وہ اپنے پیروؤں کو تمام مسلمانوں سے ایک الگ امت بنانے میں کس درجہ ساعی و کوشاں ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جب مرزا غلام احمد صاحب اور ان کے ”خلفاء“ کی تعلیمات یہ ہیں تو پھر وہ مسلمانوں سے باہمی روابط کا کیوں مطالبہ اور تقاضا کرتے ہیں۔ اس دہرے کردار کا اندازہ کرنے کے لیے درج ذیل تحریرات سب سے بڑا ثبوت ہیں۔ حسب ذیل تصریحات ملاحظہ فرمائیں:

(120) ”ہم تو دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریمؐ نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔ غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں، ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں، ایک دینی، دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ و ناطہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لیے حرام قرار دیئے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں کہ نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔ اور اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو سلام کیوں کہا جاتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریمؐ نے یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے۔“

(کلمۃ الفصل ص 169، 170 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 305 پر)

مرزا صاحب کہتے ہیں کہ مجھے الہام ہوا:

(121) ”جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا، وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 280 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 307 پر)

(122) ”اور مجھے بشارت دی ہے کہ جس نے تجھے شناخت کرنے کے بعد تیری دشمنی اور تیری مخالفت اختیار کی، وہ جہنمی ہے۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 130 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 308 پر)

(123) ”جو میرے مخالف تھے، ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔“

(نزول المسیح (حاشیہ) ص 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 382 از مرزا غلام احمد صاحب)

(عکس صفحہ 309 پر)

(124) ”خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا، وہ مسلمان نہیں ہے۔“

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 519 طبع چہارم از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 310 پر)
(125) ”اس الہام کی تشریح میں حضرت مسیح موعودؑ نے الذین کفروا غیر احمدی مسلمانوں کو قرار دیا ہے۔“

(کلمۃ الفصل ص 143 از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 311 پر)
گویا مرزا صاحب نے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو ناقص قرار دے دیا۔
اب یہ کلمہ کسی کو مسلمان نہیں بنا سکتا جب تک کہ وہ مرزا صاحب کی نبوت کا اقرار نہ کرے۔
جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود صاحب تو اس سے بھی زیادہ سخت عقیدہ رکھتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

(126) ”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعودؑ (مرزا غلام احمد صاحب) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ (مرزا غلام احمد صاحب) کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔“

(آئینہ صداقت ص 35 از مرزا بشیر الدین محمود) (عکس صفحہ 313 پر)
یعنی دنیا کے کسی بھی خطہ میں موجود (خواہ افریقہ کے جنگل ہی کیوں نہ ہوں) کسی مسلمان نے اگر مرزا صاحب کا نام نہیں سنا، تو وہ بھی کافر ہے۔
وہ مزید کہتے ہیں:

”حضرت مسیح موعودؑ (مرزا غلام احمد صاحب) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں (مسلمانوں) سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریمؐ، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔“

(خطبہ جمعہ مرزا بشیر الدین محمود صاحب، مندرجہ اخبار ”الفضل“ قادیان، ج 19، نمبر 13، مورخہ 30 جولائی 1931ء)
اسی شوق اختلاف میں احمدیہ قیادت نے اسلامی تقویم کے مقابلہ میں احمدیہ تقویم پیش کی جو مندرجہ ذیل ہے۔

اسلامی تقویم: محرم۔ صفر۔ ربیع الاول۔ ربیع الثانی۔ جمادی الاول۔ جمادی الثانی۔ رجب۔

شعبان۔ رمضان۔ شوال۔ ذیقعد۔ ذوالحج

احمدیہ تقویم: شہادت۔ ہجرت۔ احسان۔ وفا۔ ظہور۔ تبوک۔ اخاء۔ احسان۔ فتح۔ صلح۔ امان۔ تبلیغ
میں کئی ایسے احمدیوں کو ذاتی طور پر جانتا ہوں جو باقاعدہ نماز نہیں پڑھتے بلکہ بعض
ایسے بھی ہیں جو بالکل نہیں پڑھتے۔ لیکن یہ سب لوگ جماعت احمدیہ کے لیے قابل برداشت
ہیں۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ جماعت احمدیہ نے کسی احمدی کو نماز ترک کرنے کی وجہ سے جماعت سے
نکال دیا ہو۔ لیکن اگر کسی کے متعلق یہ اطلاع آجائے کہ اس نے غیر احمدیوں کے ساتھ نماز
پڑھی ہے تو اس شخص کو فوراً جماعت سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ یہی صورت نماز جنازہ کی ہے۔
احمدیوں کے لیے دوسرے مسلمانوں کی نماز جنازہ پڑھنا منع ہے۔ اس ممانعت میں نیک، بد،
موافق، مخالف، حتیٰ کہ مسلمانوں کے معصوم بچے بھی شامل ہیں۔ احمدیہ جماعت کے دوسرے خلیفہ
مرزا بشیر الدین محمود سے جب یہ سوال کیا گیا کہ غیر احمدی کے بچے کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے۔ وہ تو
معصوم ہوتا ہے اور کیا یہ ممکن نہیں، وہ بچہ جوان ہو کر احمدی ہوتا۔ اس کے متعلق مرزا محمود صاحب نے کہا:
(127) ”اب ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی تو حضرت مسیح موعودؑ کے منکر ہوئے اس لیے
ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیے۔ لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ
کیوں نہ پڑھا جائے۔ وہ تو مسیح موعودؑ کا مکلف نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا
ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں
پڑھا جاتا اور کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا
مذہب ہوتا ہے شریعت وہی مذہب ان کے بچے کا قرار دیتی ہے۔ پس غیر احمدی کا بچہ بھی
غیر احمدی ہی ہوا۔ اس لیے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیے۔“

(انوار خلافت ص 38 مندرجہ انوار العلوم ج 3 ص 150 از مرزا بشیر الدین محمود صاحب) (عکس صفحہ 315 پر)
جماعت احمدیہ اس بات پر بھی فخر کرتی ہے کہ بانی پاکستان حضرت قائد اعظم محمد علی جناحؒ
نے احمدیہ جماعت کے ایک بڑے رہنما سر ظفر اللہ خاں صاحب (سابقہ وزیر خارجہ) کو اپنا ”سیاسی بیٹا“
قرار دیا تھا۔ اور بقول جماعت احمدیہ یہ اعزاز کسی اور پاکستانی کو حاصل نہیں۔ لیکن ستم ظریفی دیکھئے
کہ سر ظفر اللہ خاں صاحب نے موقع پر موجود ہوتے ہوئے بھی حضرت قائد اعظمؒ کا جنازہ نہیں پڑھا
بلکہ وہ غیر ملکی سفیروں کے ساتھ ایک طرف بیٹھے رہے۔ اس سلسلہ میں جب ان سے استفسار کیا گیا تو

انہوں نے فرمایا کہ چونکہ قائد اعظم محمد علی جناح احمدی نہ تھے، اس لیے میں نے ان کا جنازہ نہیں پڑھا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ سرظفر اللہ خاں، قائد اعظم محمد علی جناح کو احمدی نہ ہونے کی وجہ سے کافر سمجھتے تھے، اس لیے جنازہ نہ پڑھا۔ دراصل جماعت احمدیہ ہر اس شخص کو جو مرزا غلام احمد صاحب پر ایمان نہیں رکھتا، کافر سمجھتی ہے۔ اس سلسلہ میں مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد ایم اے فرماتے ہیں:

(128) ”ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ علیہ السلام کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتا یا عیسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعودؑ (مرزا صاحب) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔“

(کلمۃ الفصل صفحہ 110 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 316 پر)

جماعت احمدیہ اپنے ماننے والوں کو علمی تاویلات، روحانی تعبیرات اور خود ساختہ الہامات، رویا و کشوف کے دام میں الجھا کر بھٹکانے کا فریضہ، وظیفہ سمجھ کر ادا کر رہی ہے۔ اس کی ایک جھلک احمدی بزرگوں کے ”ارشادات“ اور ”بشارات“ میں بھی مل جاتی ہے۔ اب تو بے شمار احمدی نوجوان ایسے بھی ہیں جو احمدیت کو محض وراثت میں وصول کرنے کے سبب سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔ انہیں سرے سے معلوم نہیں کہ احمدیت کیا ہے؟ نہ انہوں نے کبھی اس پر غور کیا۔ بقول شیعے ”باپ دادا نے کچے انگور کھائے اور اولاد کے دانت کھٹے کیے۔“ میں تمام احمدی دوستوں سے بھدا اخلاص عرض کروں گا کہ تمام تر تعصبات اور نفرتوں کو بھلا کر انتہائی غیر جانبداری سے مرزا غلام احمد صاحب اور ان کے صاحبزادوں کی تمام کتابوں کو نہایت غور و فکر اور عمیق نظر سے پڑھیں۔ ان شاء اللہ وہ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ احمدیت اور اسلام کے درمیان ہمالیہ سے بھی بڑا پہاڑ حائل ہے۔ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ مزید گزارش یہ ہے کہ دوران مطالعہ میں آپ خود ساختہ تاویلات میں ہرگز نہ الجھیں۔ الفاظ کا وہی مفہوم مراد لیں جو بظاہر نظر اور سمجھ آ رہا ہے۔ جیسا کہ مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

(129) ”والقسم يدل على ان الخبر محمول على الظاهر لا تاويل فيه ولا استثناء

والا فاي فائدة كانت في ذكر القسم. ترجمہ: قسم اس امر کی دلیل ہے کہ خبر اپنے ظاہر پر محمول ہے۔ اس میں نہ تاویل ہے نہ استثناء ورنہ قسم سے بیان کرنے کا کیا فائدہ۔“

(حماتہ البشري ص 14 مندرجہ روحانی خزائن ج 7 ص 192 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 317 پر)

احمدی دوستو! اگر آپ ہر بات کی تاویل کریں گے تو حقائق تک کبھی رسائی نہ پاسکیں گے۔ ایک جھوٹ کو چھپانے کے لیے لاکھ جھوٹ بولنا پڑتے ہیں۔ آخر جھوٹ پکڑا جاتا ہے جس پر بجز ندامت و شرمندگی کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ میں اس سلسلہ میں آپ کی خدمت میں ایک دو مثالیں پیش کرتا ہوں۔

مرزا صاحب کا دعویٰ ہے:

(130) ”میں زمین کی باتیں نہیں کہتا کیونکہ میں زمین سے نہیں ہوں، بلکہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا۔“

(پیغام صلح ص 63 مندرجہ روحانی خزائن ج 23 ص 485 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 319 پر)

اب آتے ہیں اصل بات کی طرف: مرزا صاحب اپنی ایک ”وجی“ میں فرماتے ہیں:

(131) ”ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔“

(تذکرہ مجموعہ وجی والہامات ص 503 طبع چہارم از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 320 پر)

یعنی بقول مرزا صاحب حکم الہی ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب مکہ میں فوت ہوں گے یا مدینہ میں۔ لیکن سب جانتے ہیں کہ یہ بات مرزا صاحب کی وجی کے بالکل برعکس ثابت ہوئی۔ مرزا صاحب کا برانڈر تھ روڈ لاہور میں واقع احمدیہ بلڈنگ میں 26 مئی 1908ء کو انتقال ہوا اور ان کی میت بذریعہ ریل گاڑی قادیان بھجوائی گئی۔ اب احمدی دوست اس کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ موت کے معنی فتح کے ہیں اور اس وجی الہی سے مراد ہے کہ مرزا صاحب کی جماعت کو کبھی فتح ہوگی یا مدنی فتح ہوگی۔ اس تاویل پر بے اختیار ہنسی آ جاتی ہے۔ دنیا کے کسی لغت میں موت کے معنی فتح کے نہیں ہے۔ ظاہر ہے اگر مرزا صاحب کی ایسی دیگر تحریروں کی اسی انداز میں تاویل کی جائے گی تو علم و دانش کہاں جا کر پناہ گزین ہوں گے؟

جبکہ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں:

(132) ”جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔“

(چشمہ معرفت ص 222 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 ص 231 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 321 پر)

پھر انہوں نے اپنے متعلق ارشاد فرمایا:

(133) ”سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا، سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم

دین خدا سے ہی حاصل کرے گا اور قرآن و حدیث میں کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوگا۔ سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے۔ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہے۔ پس یہی مہدویت ہے جو نبوت محمدیہ کے منہاج پر مجھے حاصل ہوئی ہے اور اسرار دین بلا واسطہ میرے پر کھولے گئے۔“

(ایام الصلح ص 168 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 ص 394 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 323 پر) مرزا صاحب کا متذکرہ فرمان کتمان حقیقت نہیں تو اور کیا ہے کہ خود مرزا صاحب کا اعتراف موجود ہے کہ انہوں نے عربی، فارسی، قواعد صرف و نحو، حکمت اور منطق وغیرہ کی تعلیم فضل الہی، فضل احمد اور گل علی شاہ نامی استادوں سے حاصل کی۔

(134) دیکھئے! (کتاب البریہ حاشیہ ص 162 تا 163 مندرجہ روحانی خزائن ج 13 ص 180 تا 181 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 325 پر) حالانکہ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں:

(135) ”غلط بیانی اور بہتان طرازی راست بازوں کا کام نہیں بلکہ نہایت شریر اور بد ذات آدمیوں کا کام ہے۔“

(آریہ دھرم ص 10 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 ص 13 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 328 پر) مرزا صاحب ایک اور جگہ پر لکھتے ہیں:

(136) ”صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی بہت خبر دی گئی ہے، خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کی نسبت آواز آئے گی کہ هذا خلیفۃ اللہ المہدی اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتاب بعد کتاب اللہ ہے۔“

(شہادت القرآن ص 41 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 ص 337 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 330 پر)

صحیح بخاری میں یہ حدیث سرے سے موجود نہیں ہے۔ مرزا صاحب نے اس حدیث کے حوالہ سے حقائق کے منافی بات کی ہے۔ جو شخص صحیح بخاری جیسی کتاب کے بارے میں اس درجہ غیر محتاط ہو سکتا ہے، وہ اپنے دعویٰ نبوت کے بارے میں کیا کچھ نہیں کہہ سکتا۔ احمدی دوستوں کو اس نکتہ پر غیر جانبداری سے غور و فکر کرنا چاہیے۔

مرزا صاحب اپنے متعلق لکھتے ہیں:

(137) ”اگر میں صاحب معجزہ نہیں تو جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن سے ابن مریم کی وفات ثابت نہیں تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر حدیث معراج نے ابن مریم کو مردہ روحوں میں نہیں بٹھادیا تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن نے سورہ نور میں نہیں کہا کہ اس امت کے خلیفے اسی امت میں سے ہوں گے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں۔“

(تختہ الندوہ ص 5 مندرجہ روحانی خزائن ج 19 ص 97، 98 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 332 پر) مرزا صاحب کے حالات زندگی پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی والدہ کا نام مریم نہیں بلکہ چراغ بی بی تھا۔ احمدی دوستوں سے سوال ہے کہ وہ قرآن مجید کی اس آیت کی نشاندہی کریں جس میں اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کو ابن مریم کہا ہو۔

مرزا صاحب اپنے متعلق ایک پیش گوئی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(138) ”تخمیناً اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گزرا ہے کہ مجھے کسی تقریب سے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر رسالہ اشاعت السنہ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آج کل کوئی الہام ہوا ہے؟ میں نے اس کو یہ الہام سنایا جس کو میں کئی دفعہ اپنے مخلصوں کو سنا چکا تھا اور وہ یہ ہے کہ بکرو و ثیب جس کے یہ معنی ان کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے، میں نے ظاہر کئے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا پورا ہو گیا اور اس وقت بفضلہ تعالیٰ چار پسر اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے۔“

(تریاق القلوب ص 73 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 201 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 334 پر) پیش گوئی بتا رہی ہے کہ مرزا صاحب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت دی گئی اور ان سے وعدہ کیا گیا ”اللہ تعالیٰ دو عورتیں تیرے نکاح میں لائے گا، ایک کنواری اور دوسری بیوہ۔“ بقول مرزا صاحب کنواری کا الہام پورا ہو گیا۔ بیوہ کے نکاح کا انتظار ہے۔ لیکن مرزا غلام احمد صاحب کا کسی بیوہ سے نکاح نہیں ہوا اور وہ اس کی حسرت لیے دنیا سے کوچ کر گئے۔ یہ پیش گوئی پوری نہ ہوئی۔ نظارت تالیف و تصنیف قادیان نے (جس کے ناظر مرزا صاحب کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے تھے) تذکرہ (مجموعہ مقدس وحی والہامات) میں ”تریاق القلوب“ سے یہ پیش گوئی درج کر کے حاشیہ میں لکھا ہے:

(139) ”یہ الہام الہی اپنے دونوں پہلوؤں سے حضرت ام المومنین کی ذات میں ہی پورا ہوا ہے۔ جو بکری یعنی کنواری آئیں اور شیب یعنی بیوہ رہ گئیں۔ خاکسار مرتب۔“

(تذکرہ مجموعہ مقدس وحی الہامات ص 31 طبع چہارم از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 335 پر)

حالانکہ مرزا صاحب مذکورہ بالا عبارت میں لکھتے ہیں: ”خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو

عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک کنواری ہوگی اور دوسری بیوہ۔“

مرزا صاحب کی سوانح شہادت دیتی ہے کہ ان کا بیوہ عورت سے تمام عمر نکاح نہیں ہوا۔

لہذا یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔

مرزا صاحب نے خود تحریر کیا ہے:

(140) ”ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری بات میں اس پر

اعتبار نہیں رہتا۔“

(”چشمہ معرفت“ ص 222 مندرجہ روحانی خزائن ص 231 ج 23 از مرزا غلام احمد صاحب)

(عکس صفحہ 336 پر)

مرزا صاحب نے مولانا ثناء اللہ امرتسری کے متعلق کہا:

(141) ”مولوی ثناء اللہ صاحب (امرتسری) کے ساتھ آخری فیصلہ

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الهدی۔ مدت سے آپ کے پرچہ

الہمدیث میں میری تکذیب اور تقسین کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود و

کذاب و جال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ

شخص مفتری اور کذاب اور جال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے۔ میں

نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لیے

مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے

ان گالیوں اور ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا۔

اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں

مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ

مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد

دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تا خدا

کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔ اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئی تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیشگوئی نہیں، محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین! مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے رو برو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانوں سے تو بہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین! میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی۔ وہ مجھے اُن چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لیے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انھوں نے ان تہمتوں اور بدزبانوں میں آیت لائق مالیس لک بہ علم پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دوکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انھیں تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تُو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لیے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں پلٹتی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی

زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ آمین۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقم

عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ وایتید

مرقومہ 15 اپریل 1907ء

(مجموعہ اشتہارات جلد سوئم ص 578 تا 580 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 338 پر)

5 نومبر 1907ء کو مرزا صاحب نے اعلان فرمایا:

(142) ”ثناء اللہ کے متعلق جو لکھا گیا ہے، یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔“

(ملفوظات ج 9 ص 268 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 342 پر)

مرزا صاحب کے مولانا ثناء اللہ امرتسری کے متعلق اشتہار اور بیانات سے مندرجہ ذیل

نتائج اخذ ہوتے ہیں:

□ مرزا غلام احمد صاحب اور مولانا ثناء اللہ امرتسری میں سے جو جھوٹا ہے، وہ سچے کی زندگی میں فوت ہو جائے گا۔

□ ان دونوں میں جسے بھی موت آئے، وہ قتل کی رو سے نہیں، بلکہ وہ کسی مہلک بیماری جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ میں ہلاک ہوگا۔

□ یہ دعا خدا کی تحریک پر کی گئی تھی اور اس کی مقبولیت کا مرزا صاحب کو الہام بھی ہو گیا تھا۔

اب صرف یہ دیکھنا باقی ہے کہ:

□ خدا نے کیا فیصلہ کیا؟

□ کسے پہلے موت آئی؟

□ اور کس بیماری سے وہ ہلاک ہوا؟

مرزا غلام احمد صاحب کی تاریخ وفات 26 مئی 1908ء ہے۔ یعنی مرزا صاحب اپنی دعا کے تقریباً 13 ماہ اور بارہ دن بعد ہیضہ کی بیماری سے انتقال کر گئے جبکہ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اس دعا کے تقریباً چالیس سال بعد (پاکستان بننے کے بعد) 15 مارچ 1948ء کو اللہ کو پیارے ہوئے۔

اسلام میں علم کی بہت زیادہ فضیلت آئی ہے۔ قرآن اور حدیث کی رو سے علم اور اہل علم کا درجہ بہت بڑا ہے۔ علم ایک نور ہے اور جہالت تاریکی۔ جس طرح نور اور ظلمت یا روشنی اور تاریکی باہم برابر نہیں ہو سکتے، اسی طرح ایک عالم اور جاہل یکساں نہیں ہو سکتے۔ قرآن مجید کی رو سے ایک اندھا اور ایک آنکھوں والا شخص دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ مرزا غلام احمد صاحب کا دعویٰ تھا کہ وہ بہت بڑے عالم ہیں اور انہیں تمام علوم اللہ تعالیٰ نے سکھائے ہیں۔ وہ اپنی کتب میں بار بار کہتے ہیں کہ میری معلومات خدائی ہیں اور میں نے علم براہ راست اللہ تعالیٰ سے حاصل کیا ہے۔ مرزا صاحب اپنی وحی و الہام میں کہتے ہیں:

(143) ”انک باعیننا سمینک المتوکل و علمنہ من لدنا علماً یعنی تُو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے، ہم نے تیرا نام متوکل رکھا، اپنی طرف سے علم سکھلایا۔“

(ازالہ اوہام ص 698 مندرجہ روحانی خزائن ج 3 ص 476 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 343 پر)

(144) ”وہب لی علوماً مقدسة نقيه ومعارف صافية جليلة و علمنی ما لم یعلم غیری من المعاصرین۔ (ترجمہ) اللہ نے مجھے پاک مقدس علوم نیز صاف و روشن معارف عطا کیے۔ اور وہ کچھ سکھایا جو میرے سوا کسی اور انسان کو اس زمانے میں معلوم نہ تھا۔“

(انجام آختم ص 75 مندرجہ روحانی خزائن ج 11 ص 75 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 344 پر)

اس کے برعکس مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(145) ”تاریخ کو دیکھو کہ آنحضرت ﷺ وہی ایک یتیم لڑکا تھا جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہو گیا۔ اور ماں صرف چند ماہ کا بچہ چھوڑ کر مر گئی تھی۔“

(پیغام صلح ص 28 مندرجہ روحانی خزائن ج 23 ص 465 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 345 پر)

سیرت النبی ﷺ کا ہر طالب علم بخوبی جانتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے والد محترم حضرت عبداللہ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت سے چند ماہ پہلے ایک تجارتی سفر میں انتقال فرما گئے تھے اور آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہؓ کا انتقال آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے 6 سال بعد ہوا تھا۔ مگر مرزا صاحب کو ان تاریخی حقائق کا علم نہیں۔ بقول ڈاکٹر غلام جیلانی برق:

”مت بھولیے کہ یہ مرزا صاحب کی آخری تحریر تھی جو انہتر برس کے علمی مطالعہ کا نچوڑ تھی۔ پھر تحریر بھی اس ہستی کے متعلق جن کا ذکر ہرزبان پر اور چرچا ہر گھر میں ہے۔ اور واقعہ بھی ایسا جسے ہمارے لاکھوں واعظین تیرہ سو برس سے گلی گلی سنا رہے ہیں اور جس سے ہمارے چھوٹے چھوٹے بچے بھی آگاہ ہیں۔ حیرت ہے کہ جناب مرزا صاحب تاریخ نبوی کے اس مشہور ترین واقعہ سے بھی بے خبر نکلے۔“ (حرف محرمانہ از ڈاکٹر غلام جیلانی برق)

(146) ”تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آپ ﷺ کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے اور سب کے سب فوت ہو گئے تھے۔“

(چشمہ معرفت ص 286 مندرجہ روحانی خزائن ج 23 ص 299 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 346 پر)

مذکورہ بات مرزا صاحب کی کم علمی کی بین دلیل ہے۔ حالانکہ سب جانتے ہیں کہ حضور خاتم النبیین ﷺ کے صاحبزادوں کی تعداد 3 تھی۔ (1) حضرت قاسمؑ (2) حضرت عبداللہؑ (3) حضرت ابراہیمؑ۔

مرزا صاحب نے اپنے بیٹے کی پیدائش کے بارے میں لکھا:

(147) ”اور جیسا کہ وہ چوتھا لڑکا تھا۔ اسی مناسبت کے لحاظ سے اس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا یعنی ماہ صفر۔ اور ہفتہ کے دنوں میں سے چوتھا دن لیا یعنی چار شنبہ اور دن کے گھنٹوں میں سے دوپہر کے بعد چوتھا گھنٹہ لیا۔“

(تریاق القلوب ص 41 مندرجہ روحانی خزائن ج 15 ص 218 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 347 پر)

اسلامی سال محرم سے شروع ہوتا ہے جس کا دوسرا مہینہ صفر ہے لیکن مرزا صاحب اسے چوتھا قرار دیتے ہیں۔ پھر اسلامی ہفتہ شنبہ سے شروع ہو کر جمعہ پر ختم ہوتا ہے۔

1 2 3 4 5 6 7

شنبه یک شنبہ دو شنبہ سه شنبہ چهار شنبہ پنج شنبہ جمعہ

چهار شنبہ پانچواں دن ہے لیکن مرزا صاحب اسے چوتھا کہتے ہیں۔

جبکہ مرزا صاحب کا دعویٰ ہے:

(148) ”میں زمین کی باتیں نہیں کہتا کیونکہ میں زمین سے نہیں ہوں بلکہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا

نے میرے منہ میں ڈالا ہے۔“

(پیغام صلح ص 47 مندرجہ روحانی خزائن ج 23 ص 485 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 348 پر)
مرزا صاحب کی علمی و عملی دیانت کا اندازہ ذیل کے واقعہ سے بھی لگایا جاسکتا ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب نے براہین احمدیہ کے نام سے ایک ایسی کتاب لکھنے کا وعدہ کیا تھا جس کے پچاس حصے ہوں گے اور جس میں اسلام کی حقانیت کے تین سو دلائل ہوں گے۔ مرزا صاحب نے پوری کتاب کی رقم پیشگی وصول کر لی، مگر پانچ سو صفحے کی ایک جلد میں چار حصے پورے کر کے لمبے عرصے کے لئے چپ سادھ لی۔ 23 سال بعد نصرة الحق، نامی کتاب لکھی تو اسی کا دوسرا نام براہین احمدیہ حصہ پنجم رکھ دیا، اور پانچ سے پچاس بنانے کی ترکیب یہ ارشاد فرمائی:

(149) ”پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا“ مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا، اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے، اس لیے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔“

(دیباچہ براہین پنجم ص 7 مندرجہ روحانی خزائن ج 21 ص 9 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 349 پر)
خدا کے لیے غور کیجئے کہ مرزا صاحب جو لین دین اور تجارت میں 5 اور 50 میں کوئی فرق محسوس نہیں کرتے اور اس جسارت کا بھی مظاہرہ کرتے ہیں کہ 50 کے نقطہ کو ”صفر“ کہ کر مطالبے کو ٹال دیں۔ جب اس سیرت و کردار کا حامل شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ بعثت ثانیہ میں میرے وجود میں ظاہر ہوئے ہیں تو اس صادق و امین کا کوئی اُمتی اسے کس طرح برداشت کر سکتا ہے؟ جس صادق و امین حضرت محمد ﷺ کی صداقت و امانت کی گواہی مشرکین مکہ سمیت ابو جہل نے بھی دی تھی؟

مرزا صاحب کا قول زیریں ہے:

(150) ”گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے۔“

(ست بچن ص 21 مندرجہ روحانی خزائن ج 10 ص 133 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 351 پر)
ایک جگہ مزید لکھتے ہیں:

(151) ”کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔“

(کشتی نوح ص 11 مندرجہ روحانی خزائن ج 19 ص 11 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 352 پر)
بفرض محال مرزا صاحب مسیح موعود ہوتے تو ان کے لیے لازم تھا کہ وہ اعلیٰ اخلاقیات،

عمدہ تہذیبی روایات، نفیس سماجی اقدار، شیریں کلامی، شائستگی اور شرافت سے آراستہ ہوتے بلکہ اس میدان کے ”فرد فرید اور مرد وحید“ ہوتے، لیکن افسوس سلطان القلم اور نبوت و رسالت کا دعویٰ کرنے والے مرزا صاحب کی سرشت، مزاج اور جبلت میں اخلاق حسنہ کا نمایاں فقدان تھا۔ ان کی بعض تحریریں اس قدر فحش، اخلاقیات سے عاری، شائستگی سے معریٰ، متانت سے گری ہوئی اور بازاری ہیں کہ آپ انہیں اہل خانہ کے سامنے تو درکنار، تنہائی میں بیٹھ کر پڑھتے ہوئے بھی ندامت محسوس کریں گے۔ نمونے کے طور پر چند تحریریں پیش خدمت ہیں۔ دل پر جبر کر کے انہیں پڑھ لیجئے۔

مرزا صاحب ہندوؤں کے خدا کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

(152) ”پر میشر ناف سے دس انگلی نیچے ہے۔ (سمجھنے والے سمجھ لیں)“

(چشمہ معرفت ص 106 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 ص 114 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 353 پر)

پر میشر ہندوؤں کے خدا کو کہتے ہیں۔ مرزا صاحب نے ہندوؤں کے خدا کو اپنی ناف سے دس انگلی نیچے قرار دے کر انہیں بہت بڑی گالی دی۔ اس کے رد عمل میں ہندوؤں نے نہ صرف اپنے جلو سوں میں اسلام اور نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کی توہین کی بلکہ مسلمانوں کی دل آزاری پر مبنی ”ستیا رتھ پرکاش“ نامی کتاب بھی لکھی جس کے پہلے ایڈیشن میں صرف 13 ابواب تھے جب کہ مرزا صاحب کی طرف سے ہندوؤں کی مذہبی شخصیات کو گالیاں دینے کے بعد چودھویں باب کا نیا اضافہ کیا گیا جس میں انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو ناقابل بیان گالیاں دیں۔ (نعوذ باللہ) پھر ایک عرصہ بعد رسوائے زمانہ کتاب ”رنگیلا رسول“ بھی لکھی گئی جس سے برصغیر کے مسلمانوں میں بے حد اضطراب پیدا ہوا۔

اسی طرح میں احمدی دوستوں کو مرزا صاحب کی مندرجہ ذیل کتب کے مذکورہ صفحات پڑھنے کی درخواست کرتا ہوں۔ یہ تحریریں اس قدر سوقیانہ ہیں کہ میں انہیں یہاں نقل کرنے کا حوصلہ نہیں رکھتا۔ صفحات کی کمی کے پیش نظر صرف حوالہ جات پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔

(153) آریہ دھرم ص 34 تا 31 اور 76 تا 75 مندرجہ روحانی خزائن ج 10 ص 31 تا 34، 75 تا 76 (عکس صفحہ 354 تا 359 پر)

(154) ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 192 تا 196 مندرجہ روحانی خزائن ج 21 ص 192، 193، 196 (عکس صفحہ 360 تا 362 پر)

(155) انجام آہٹم ص 311 تا 317 مندرجہ روحانی خزائن ج 11 ص 311، 317 (عکس صفحہ 363 پر)

(156) حقیقت الوحی تترہ ص 444 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 444 (عکس صفحہ 365 پر)

(157) آئینہ کمالات اسلام ص 282 مندرجہ روحانی خزائن ج 5 ص 282 (عکس صفحہ 367 پر)

خدارا اندازہ فرمائیے! ان تحریروں کے بعد جب مرزا صاحب یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ میں محمد رسول اللہ ﷺ ہوں! تو کیا یہ کسی ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کے لیے قابل برداشت ہے؟ احمدیہ جماعت کا ایک مشہور سلوگن ہے ”محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں“ یعنی

LOVE FOR ALL, HATRED FOR NONE دلوں کو مودہ لینے والا یہ انتہائی خوبصورت نعرہ درحقیقت حقائق کے خلاف ہے اور عملی زندگی میں یہ چیز کہیں نظر نہیں آتی۔ خود مرزا صاحب کی تحریریں مسلمانوں سے بے پناہ نفرت اور حقارت سے بھری ہوئی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

(158) ”اور (جو) ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔“

(انوار اسلام ص 30 مندرجہ روحانی خزائن ج 9 ص 31 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 369 پر)

(159) ”تلك كتب ينظر اليها كل مسلم بعين المحبة والمودة و ينتفع من معارفها و يقبلنى و يصدق دعوتى. الا ذرية البغايا الذين ختم الله على قلوبهم فهم لا يقبلون.“

(ترجمہ) ”میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے مگر رنڈیوں (بدکار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص 547، 548 مندرجہ روحانی خزائن ج 5 ص 547، 548 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 370 پر)

سوچنا چاہیے کہ دنیا کی سوا رب آبادی میں سے کتنے لوگ مرزا صاحب کی کتابوں کو محبت و مودت کی نظر سے دیکھتے اور ان کی تصدیق کرتے ہیں؟

خود مرزا صاحب کے پہلے دونوں بیٹوں مرزا فضل احمد اور مرزا سلطان احمد نے ہمیشہ اپنے باپ کی مخالفت کی۔ وہ جانتے تھے کہ ان کا باپ نبوت کا دعویٰ کرنے کے باوجود اپنی پہلی بیوی حرمت بی بی کے شرعی حقوق پورے نہیں کرتا۔ مرزا صاحب اور ان کے بیٹوں کی مخالفت کے بارے میں مرزا

بشیر احمد ایم اے اپنی والدہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

(160) ”بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب محمدی بیگم کی شادی دوسری جگہ ہوگئی اور قادیان کے تمام رشتہ داروں نے حضرت صاحب کی سخت مخالفت کی اور خلاف کوشش کرتے رہے اور سب نے احمد بیگ والد محمدی بیگم کا ساتھ دیا اور خود کوشش کر کے لڑکی کی شادی دوسری جگہ کرادی تو حضرت صاحب نے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد دونوں کو الگ الگ خط لکھا کہ ان سب لوگوں نے میری سخت مخالفت کی ہے۔ اب ان کے ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں رہا۔ اور ان کے ساتھ اب ہماری قبریں بھی اکٹھی نہیں ہو سکتیں لہذا اب تم اپنا آخری فیصلہ کرو۔ اگر تم نے میرے ساتھ تعلق رکھنا ہے تو پھر ان سے قطع تعلق کرنا ہوگا اور اگر ان سے تعلق رکھنا ہے تو پھر میرے ساتھ تمہارا کوئی تعلق نہیں رہ سکتا۔ میں اس صورت میں تم کو عاق کرتا ہوں۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ مرزا سلطان احمد کا جواب آیا کہ مجھ پر تائی صاحبہ کے احسانات ہیں۔ ان سے قطع تعلق نہیں کر سکتا۔ مگر مرزا فضل احمد نے لکھا کہ میرا تو آپ کے ساتھ ہی تعلق ہے، ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ حضرت صاحب نے مرزا فضل احمد کو جواب دیا کہ اگر یہ درست ہے تو اپنی بیوی بنت مرزا علی شیر کو (جو سخت مخالف تھی اور مرزا احمد بیگ کی بھانجی تھی) طلاق دے دو۔ مرزا فضل احمد نے فوراً طلاق نامہ لکھ کر حضرت صاحب کے پاس روانہ کر دیا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ پھر فضل احمد باہر سے آ کر ہمارے پاس ہی ٹھہرتا تھا مگر اپنی دوسری بیوی کی فتنہ پردازی سے آخر پھر آہستہ آہستہ ادھر جا ملا۔“

(سیرت الہدی ج اول ص 28، 29 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 372 پر)
اب مرزا صاحب کا اپنے پہلے دونوں بیٹوں کے بارے میں اشتہار ملاحظہ فرمائیں۔

(161) ”اشتہار نصرت دین و قطع تعلق“

از اقارب مخالف دین

چوں بدندان تو کرے اوقات، آن نہ دندان بکن ای اوستاد

ناظرین کو یاد ہوگا کہ اس عاجز نے ایک دینی خصومت کے پیش آ جانے کی وجہ سے ایک نشان کے مطالبہ کے وقت اپنے ایک قریبی مرزا احمد بیگ ولد مرزا گا ماں بیک ہوشیار پوری کی دختر

کلاں کی نسبت بحکم والہام الہی یہ اشتہار دیا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی مقدر اور قرار یافتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی۔ خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے اور یا خدا تعالیٰ بیوہ کر کے اس کو میری طرف لے آوے۔ چنانچہ تفصیل ان کل امور مذکورہ بالا کی اس اشتہار میں درج ہے۔ اب بامعنی تحریر اشتہار ہذا یہ ہے کہ میرا بیٹا سلطان احمد نام جو نائب تحصیلدار لاہور میں ہے، اور اس کی تائی صاحبہ جنھوں نے اس کو بیٹا بنایا ہوا ہے، وہی اس مخالفت پر آمادہ ہو گئے ہیں، اور یہ سارا کام اپنے ہاتھ میں لے کر اس تجویز میں ہیں کہ عید کے دن یا اس کے بعد اس لڑکی کا کسی سے نکاح کیا جائے۔ اگر یہ اوروں کی طرف سے مخالفانہ کارروائی ہوتی تو ہمیں درمیان میں دخل دینے کی کیا ضرورت اور کیا غرض تھی۔ امر ربی تھا اور وہی اس کو اپنے فضل و کرم سے ظہور میں لاتا۔ مگر اس کام کے مدار الہام وہ لوگ ہو گئے جن پر اس عاجز کی اطاعت فرض تھی اور ہر چند سلطان احمد کو سمجھایا اور بہت تاکید کی خط لکھے کہ تو اور تیری والدہ اس کام سے الگ ہو جائیں ورنہ میں تم سے جدا ہو جاؤں گا، اور تمہارا کوئی حق نہیں رہے گا۔ مگر انھوں نے میرے خط کا جواب تک نہ دیا اور بلکلی مجھ سے بیزاری ظاہر کی۔ اگر ان کی طرف سے ایک تیز تلوار کا بھی مجھے زخم پہنچتا تو بخدا میں اس پر صبر کرتا۔ لیکن انھوں نے دینی مخالفت کر کے اور دینی مقابلہ سے آزار دے کر مجھے بہت ستایا۔ اور اس حد تک میرے دل کو توڑ دیا کہ میں بیان نہیں کر سکتا اور عدا چاہا کہ میں سخت ذلیل کیا جاؤں۔ سلطان احمد ان دو بڑے گناہوں کا مرتکب ہوا۔ اول یہ کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے دین کی مخالفت کرنی چاہی۔ اور یہ چاہا کہ دین اسلام پر تمام مخالفوں کا حملہ ہو اور یہ اپنی طرف سے اس نے ایک بنیاد رکھی ہے اس امید پر کہ یہ جھوٹے ہو جائیں گے اور دین کی ہتک ہوگی اور مخالفوں کی فتح۔ اس نے اپنی طرف سے مخالفانہ تلوار چلانے میں کچھ فرق نہیں کیا اور اس نادان نے نہ سمجھا کہ خداوند قدیر وغیرہ اس دین کا حامی ہے اور اس عاجز کا بھی حامی۔ وہ اپنے بندہ کو کبھی ضائع نہ کرے گا۔ اگر سارا جہان مجھے برباد کرنا چاہے تو وہ اپنی رحمت کے ہاتھ سے مجھ کو تھام لے گا، کیونکہ میں اس کا ہوں اور وہ میرا۔ دوم سلطان احمد نے مجھے جو میں اس کا باپ ہوں سخت ناچیز قرار دیا اور میری مخالفت پر کمر باندھی، اور قوی اور فعلی طور پر اس مخالفت کو کمال تک پہنچایا۔ اور میرے دینی مخالفوں کو مدد دی اور اسلام کی ہتک بدل و جان منظور رکھی۔ سو چونکہ اس نے دونوں طور کے گناہوں کو اپنے اندر جمع کیا۔ اپنے خدا کا تعلق بھی توڑ دیا اور اپنے باپ کا بھی۔ اور ایسا ہی اس کی دونوں والدہ نے کیا۔ سو جبکہ انھوں نے کوئی تعلق مجھ سے باقی نہ رکھا۔ اس لیے میں نہیں چاہتا کہ اب ان کا کسی قسم کا تعلق مجھ سے باقی رہے۔ اور ڈرتا ہوں کہ ایسے

دینی دشمنوں سے پیوند رکھنے میں مصیبت نہ ہو۔ لہذا میں آج کی تاریخ کہ دوسری مئی 91ء ہے۔ عوام اور خواص پر بذریعہ اشتہار ہذا ظاہر کرتا ہوں کہ اگر یہ لوگ اس ارادہ سے باز نہ آئے۔ اور وہ تجویز جو اس لڑکی کے ناطہ اور نکاح کرنے کی اپنے ہاتھ سے یہ لوگ کر رہے ہیں اس کو موقوف نہ کر دیا اور جس شخص کو انھوں نے نکاح کے لیے تجویز کیا ہے اس کو رد نہ کیا بلکہ اسی شخص کے ساتھ نکاح ہو گیا تو اسی نکاح کے دن سے سلطان احمد عاق اور محروم الارث ہوگا اور اسی روز سے اس کی والدہ پر میری طرف سے طلاق ہے۔ اور اگر اس کا بھائی فضل احمد جس کے گھر میں مرزا احمد بیگ والد لڑکی کی بھانجی ہے اپنی اس بیوی کو اسی دن جو اس کو نکاح کی خبر ہو اور طلاق نہ دیوے تو پھر وہ بھی عاق اور محروم الارث ہوگا۔ اور آئندہ ان سب کا کوئی حق میرے پر نہیں رہے گا اور اس نکاح کے بعد تمام تعلقات خویشی و قرابت و ہمدردی دور ہو جائے گی اور کسی نیکی، بدی، رنج، راحت، شادی اور ماتم میں ان سے شراکت نہیں رہے گی کیونکہ انھوں نے آپ تعلق توڑ دیے اور توڑنے پر راضی ہو گئے۔ سو اب ان سے کچھ تعلق رکھنا قطعاً حرام اور ایمانی غیوری کے برخلاف اور ایک دیوثی کا کام ہے۔ مومن دیوث نہیں ہوتا۔“

المستھر مرزا غلام احمد لودیانہ۔ 2 مئی 1891ء۔

(مجموعہ اشتہارات ج اول ص 219 تا 221 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 374 پر)

”احمدیت“ کے معروف تجزیہ نگار جناب ابن فیض لکھتے ہیں:

”اس اشتہار سے یہ باتیں اخذ ہوتی ہیں کہ مرزا فضل احمد صاحب اور مرزا سلطان احمد

صاحب نے

- حضرت مسیح موعود کی مخالفت کی۔
- بلکہ اس نکاح کے مدار الہام بنے۔
- سمجھانے اور تاکیدی خطوط کی پرواہ نہیں کی۔
- حضرت مسیح موعود کی ذات سے بیزاری ظاہر کی۔
- عداوت چاہا کہ حضرت مسیح موعود کی ذلت ہو۔
- حضرت مسیح موعود کو سخت ناچیز قرار دیا۔
- حضرت مسیح موعود نے ان کے ساتھ پیوند کو مصیبت قرار دیا۔
- حضرت مسیح موعود نے انھیں عاق اور محروم الارث کر دیا۔ (باوجود یہ کہ عاق کرنے والے پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی ہے۔ (ابن ماجہ ص 294 باب الوصیت)

□ حضرت مسیح موعود نے ان سے ہر قسم کے تعلقات ختم، نیکی، بدی، شادی، ماتم میں شراکت ختم کر دی۔

□ حضرت مسیح موعود نے آخر میں کہا کہ ”سواب ان سے کچھ تعلق رکھنا قطعاً حرام اور ایمانی غیوری کے برخلاف اور ایک دیوثی کا کام ہے۔ مومن دیوث نہیں ہوتا۔“

اب آپ سوچئے کہ ایک عام آدمی بھی اگر اس قسم کا اعلان کرتا ہے تو اس کے بیٹے، اس کی موت کے بعد بھی اس اعلان کا احترام کرتے ہیں، اور جب ایک نبی نے اپنی زندگی میں ایک انتہائی دکھے ہوئے دل کے ساتھ اس قسم کا اعلان کیا ہے تو کیا اس نبی کے ماننے والوں پر اس اعلان کی حرمت قائم رکھنا فرض نہیں؟؟؟ اور اس شخص پر تو اس اعلان کی پاسداری، عمل اور حفاظت کی بے انتہا ذمہ داری عائد ہوتی ہے، جو نہ صرف بیٹا ہے بلکہ اس نبی کے خلیفہ ہونے کا دعویدار بھی ہے اور ایسا خلیفہ جو کہ اسی نبی کی پیشگوئی کے تحت مصلح موعود ہونے کا دعویدار بھی ہے، مجھے یقین ہے کہ اس بات میں آپ مجھ سے اتفاق کریں گے!!!

میرے سوال یہ ہیں کہ مرزا محمود احمد صاحب نے مرزا سلطان احمد صاحب سے تعلق قائم کر کے۔

□ کیا حضرت مسیح موعود کی مخالفت نہیں کی۔

□ کیا اس طرح حضرت مسیح موعود کی ذات سے بیزاری ظاہر نہیں کی۔

□ کیا ایسا کر کے عدا نہیں چاہا کہ حضرت مسیح موعود کی ذلت ہو؟

□ کیا اس طرح حضرت مسیح موعود کو سخت ناچیز نہیں قرار دیا؟

□ کیا معصیت کا ارتکاب نہیں کیا؟

□ کیا عاق اور محروم الارث ہونے والا کام نہیں کیا؟

□ حضرت مسیح موعود نے جو پابندیاں اور قطع تعلق مرنے تک قائم رکھا اور واپس نہیں لیا اور نہ ہی اس تعلق کو موت کے بعد بھی جوڑنے کی کسی قسم کی خواہش کی، کیا ان کو پس پشت نہیں ڈال دیا؟

□ کیا اس طرح مرزا محمود احمد صاحب نے بقول حضرت مسیح موعود کے قطعاً حرام اور ایمانی

غیوری کے برخلاف کام نہیں کیا؟

□ بقول حضرت مسیح موعود کہ کیا دیوثی کا کام نہیں کیا؟

□ کیا وہ خلیفہ تو درکنار ایک عام مومن بھی رہ گئے ہیں؟ کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں ”مومن دیوث نہیں ہوتا۔“

یہاں یہ بھی یاد رہے کہ مرزا صاحب کے صاحبزادے مرزا فضل احمد صاحب، مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے تھے (اسی لیے مرزا صاحب نے ان کا جنازہ بھی نہیں پڑھا تھا۔ بحوالہ انوار خلافت ص 91 مندرجہ انوار العلوم ج 3 ص 149 از مرزا بشیر الدین محمود صاحب) وہ مرزا صاحب کی کتابوں کو محبت کی نظر سے نہیں دیکھتے تھے اور ان کی دعوت کی تصدیق بھی نہیں کرتے تھے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ بھی مرزا صاحب کے فتویٰ ”ذریۃ البغایا“ کی زد میں آتے ہیں؟ احمدی احباب کو اس پر ضرور غور کرنا چاہیے۔

مشہور روحانی بزرگ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کے بارے میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(162) مجھے ایک کتاب کذاب (پیر مہر علی شاہ) کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن۔ پس میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت، تو ملعون کے سبب سے ملعون ہوگئی پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی۔“

(انجلاز احمدی ص 75 مندرجہ روحانی خزائن ج 19 ص 188 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 377 پر)

عجیب بات ہے کہ مخالفت حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ نے کی اور لعنت گولڑہ کے تمام رہنے والوں پر کی اور وہ بھی قیامت تک۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر گولڑہ کی سرزمین پر کوئی احمدی آباد ہو گیا تو کیا وہ بھی اس ابدی لعنت کا مستحق ہوگا؟

(163) اس کے علاوہ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کو ”عورتوں کی عار“ کہا۔

(انجلاز احمدی ص 92 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 196 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 378 پر)

مولانا محمد حسین بالوئیؒ کے متعلق لکھا:

(164) ”کذاب“ متکبر، سربراہ گمراہان، جاہل، شیخ احمقان، عقل کا دشمن۔

(انجام آقہم ص 241 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 ص 241 از مرزا غلام احمد)

(عکس صفحہ 379 پر)

مولانا نذیر حسین دہلویؒ کے متعلق لکھا:

(165) ”وہ گمراہ اور کذاب ہے۔“

(انجام آقہم ص 251 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 ص 251 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 380 پر)
مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے متعلق لکھا:

(166) ”اندھا شیطان، گمراہ دیو، شقی، ملعون۔“

(انجام آقہم ص 252 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 ص 252 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 381 پر)
مولانا سعد اللہؒ کے بارے میں لکھا:

(167) ”اور لیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون ہے۔ سفیہوں کا نطفہ بدگو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو طمع کر کے دکھانے والا، منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے۔“

(ہقیقۃ الوحی تہ ص 14 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 445 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 382 پر)
مرزا صاحب معلم اخلاقیات کا خصال حمیدہ کے ساتھ متصف ہونا ضروری سمجھتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے:

(168) ”اخلاقی معلم کا فرض یہ ہے کہ پہلے آپ اخلاق کریمہ دکھلاوے۔“

(چشمہ مسیحی ص 12 مندرجہ روحانی خزائن ج 20 ص 346 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 383 پر)
(169) ”میری فطرت اس سے دور ہے کہ کوئی تلخ بات منہ پر لاؤں۔“

(آسمانی فیصلہ ص 10 مندرجہ روحانی خزائن ج 4 ص 320 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 384 پر)
(170) ”خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق..... اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔“

(اربعین نمبر 3 ص 84 مندرجہ روحانی خزائن ج 17 ص 426 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 385 پر)
مرزا صاحب کے بڑے صاحبزادے مرزا بشیر الدین محمود کا کہنا ہے۔

(171) ”جب انسان دلائل سے شکست کھاتا اور ہار جاتا ہے تو گالیاں دینی شروع کر دیتا ہے اور جس قدر کوئی زیادہ گالیاں دیتا ہے اس قدر اپنی شکست کو ثابت کرتا ہے۔“

(انوار خلافت ص 20 مندرجہ انوار العلوم ج 3 ص 80 از مرزا بشیر الدین محمود صاحب) (عکس صفحہ 386 پر)
افسوس! مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں بے شمار جگہ اپنے مخالفین کے بارے میں نہایت

غیر شائستہ اور اخلاق سے گری ہوئی زبان استعمال کی۔ صفحات کی کمی کے پیش نظر صرف چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

- اے مرد اور خور مولویو (انجام آتھم ضمیمہ ص 21 / حاشیہ، مندرجہ روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اندھیرے کے کیزو (انجام آتھم ضمیمہ ص 21، حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے بد ذات (انجام آتھم ضمیمہ ص 45، روحانی خزائن ج 11 ص 329 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے غضبیت (انجام آتھم ضمیمہ ص 45، روحانی خزائن ج 11 ص 329 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے پلید و جال (انجام آتھم ضمیمہ ص 46، روحانی خزائن ج 11 ص 330 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اسلام کے عار مولویو (انجام آتھم ضمیمہ ص 48، روحانی خزائن ج 11 ص 332 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے نابکار (بد کردار) (انجام آتھم ضمیمہ ص 50، روحانی خزائن ج 11 ص 334 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے بد ذات فرقہ مولویاں (انجام آتھم ضمیمہ ص 21 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اَلو (ضمیمہ برائین احمدیہ پنجم ص 165، روحانی خزائن ج 21 ص 332 از مرزا غلام احمد صاحب)
- امام الفتن (اتمام الحجۃ ص 24، روحانی خزائن ج 8 ص 303 از مرزا غلام احمد صاحب)
- انسانوں سے بدتر اور پلیدتر (ایام الصلح ص 166، روحانی خزائن ج 14 ص 413 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے بد بخت مفتریو (انجام آتھم ضمیمہ ص 58، روحانی خزائن ج 11 ص 342 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ایہا الملک یون الفالون (انجام آتھم ص 224، روحانی خزائن ج 11 ص 224، از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے شیخ احمقان (انجام آتھم ص 241، روحانی خزائن ج 11 ص 241 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ایہا الشیخ الضال (انجام آتھم ص 251، روحانی خزائن ج 11 ص 251 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اول درجہ کے کاذب (آئینہ کمالات اسلام ص 601، روحانی خزائن ج 5 ص 601 از مرزا غلام احمد صاحب)
- تنگ اسلام مولویو (آئینہ کمالات اسلام ص (د)، روحانی خزائن ج 5 ص 608 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے کوتاہ نظر مولوی (آئینہ کمالات اسلام ص (د)، روحانی خزائن ج 5 ص 608 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے نفسانی مولویو (ازالہ اوہام ص 105، روحانی خزائن ج 3 ص 105 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے غبی (کم عقل) (مواعب الرحمن ص 131، روحانی خزائن ج 352 ص 19 از مرزا غلام احمد صاحب)
- انسانیت کے بھاریہ (لباس) (نور الحق حصہ 1، روحانی خزائن ج 8 ص 4، 5 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اے بے ایمانو (مجموعہ اشتہارات ج 2 ص 69 از مرزا غلام احمد صاحب)

سے بے بہرہ اور برہنہ

- بد بخت پلید طبع مولوی (ایام الصلح ص 165، روحانی خزائن ج 14 ص 413 از مرزا غلام احمد صاحب)
- بے ایمان اور اندھے (انجام آتھم ضمیمہ ص 22 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 306 از مرزا غلام احمد صاحب)
- بد ذات (انجام آتھم ضمیمہ ص 45، روحانی خزائن ج 11 ص 329 از مرزا غلام احمد صاحب)
- بندروں (انجام آتھم ضمیمہ ص 53، روحانی خزائن ج 11 ص 337 از مرزا غلام احمد صاحب)
- باطل پرست بطلوی (انجام آتھم ص 59، روحانی خزائن ج 11 ص 59 از مرزا غلام احمد صاحب)
- بدکار آدمی (شہادت القرآن ص 84، روحانی خزائن ج 6 ص 380 از مرزا غلام احمد صاحب)
- برہنہ (نور الحق ص 3 حصہ اول، روحانی خزائن ج 8 ص 5 از مرزا غلام احمد صاحب)
- بھیڑیے (اعجاز احمدی ص 39، روحانی خزائن ج 19 ص 150 از مرزا غلام احمد صاحب)
- بچھو (اعجاز احمدی ص 75، روحانی خزائن ج 19 ص 188 از مرزا غلام احمد صاحب)
- بے حیا (تذکرہ ہشہاد تین ص 38، روحانی خزائن ج 20 ص 40 از مرزا غلام احمد صاحب)
- بڑا خبیث (ہقیقۃ الوحی تہ ص 107، روحانی خزائن ج 22 ص 543 از مرزا غلام احمد صاحب)
- پلید ملاؤں (ایام الصلح ص 165، روحانی خزائن ج 14 ص 413 از غلام احمد صاحب)
- پلید جاہلوں (ایام الصلح ص 166، روحانی خزائن ج 14 ص 414 از غلام احمد صاحب)
- پلید تر (ایام الصلح ص 166، روحانی خزائن ج 14 ص 413 از غلام احمد صاحب)
- پلید دل (انجام آتھم ضمیمہ ص 4، روحانی خزائن ج 11 ص 288 از مرزا غلام احمد صاحب)
- پلید و جال (انجام آتھم ضمیمہ ص 46، روحانی خزائن ج 11 ص 330 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ثناء اللہ کو علم اور ہدایت سے (اعجاز احمدی ص 43، روحانی خزائن ج 19 ص 155 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ذرہ مں نہیں
- ثناء اللہ تجھے جھوٹ کا (اعجاز احمدی ص 51، روحانی خزائن ج 19 ص 163 از مرزا غلام احمد صاحب)
- دودھ پلایا گیا
- جاہل سجادہ نشین (انجام آتھم ضمیمہ ص 18 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 302 از مرزا غلام احمد صاحب)
- جنگل کے وحشی (انجام آتھم ضمیمہ ص 49، روحانی خزائن ج 11 ص 333 از مرزا غلام احمد صاحب)
- جانور (نزول المسیح ص 8، روحانی خزائن ج 18 ص 386 از مرزا غلام احمد صاحب)
- جنگلوں کے غول (اعجاز احمدی ص 81، روحانی خزائن ج 19 ص 193 از مرزا غلام احمد صاحب)
- جھوٹ کا گواہ کھایا (انجام آتھم ضمیمہ ص 50، روحانی خزائن ج 11 ص 334 از مرزا غلام احمد صاحب)

- ☐ جھوٹ بولنے کا سرغنہ (نزول المسیح ص 9، روحانی خزائن ج 18 ص 387 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ چار پائے ہیں نہ آدمی (انجام آتھم ضمیمہ ص 10، روحانی خزائن ج 11 ص 294 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ حرامی (شہادۃ القرآن ص 3 ج، روحانی خزائن ج 6 ص 380 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ حرام زادہ (انوار اسلام ص 30، روحانی خزائن ج 9 ص 32 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ حرص کے جنگل کے شیطان (نور الحق ص 89 حصہ 1، روحانی خزائن ج 8 ص 120 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ حلال زادہ نہیں (انوار اسلام ص 30، روحانی خزائن ج 9 ص 31 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ حاطب اللیل (آئینہ کمالات اسلام ص 600، روحانی خزائن ج 5 ص 600 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ خبیث طبع (انجام آتھم ضمیمہ ص 21 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ خنزیر سے زیادہ پلید (انجام آتھم ضمیمہ ص 21 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ خالی گدھے (انجام آتھم ضمیمہ ص 47، روحانی خزائن ج 11 ص 331 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ خبیث نفس (شہادۃ القرآن ص 5، روحانی خزائن ج 8 ص 382 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ خبیث طینت (انجام آتھم ضمیمہ ص 8، روحانی خزائن ج 11 ص 292 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ خبیث فرقہ (انجام آتھم ضمیمہ ص 9 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 293 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ خناسوں (انجام آتھم ص 17 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 17 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ خحسین ابن خحسین (نور الحق ص 64 حصہ 1، روحانی خزائن ج 8 ص 87 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ خراب عورتوں اور دجال (نور الحق ص 123 حصہ 1، روحانی خزائن ج 8 ص 163 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ کی نسل
☐ خبیث النفس (ضیاء الحق ص 9، روحانی خزائن ج 9 ص 259 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ خبیث القلب (انوار اسلام ص 21، روحانی خزائن ج 9 ص 23 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ خشک دماغ (ست یجن ص 9، روحانی خزائن ج 10 ص 121 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ دل کے مجذوم (انجام آتھم ضمیمہ ص 21 / ح، روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ دجال (انجام آتھم ضمیمہ ص 46، روحانی خزائن ج 11 ص 330 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ دنیا کے کیرے (براہین پنجم ص 143، روحانی خزائن ج 21 ص 311 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ دلبۃ الارض (ازالہ اوہام ص 510، روحانی خزائن ج 3 ص 373 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ دنیا کے کتے (استفتاء ص 20، روحانی خزائن ج 12 ص 128 از مرزا غلام احمد صاحب)

- دجال اکبر (انجام آتھم ص 47، روحانی خزائن ج 11 ص 47 از مرزا غلام احمد صاحب)
- دیوثوں (مجموعہ اشتہارات ج 1 ص 125 از مرزا غلام احمد صاحب)
- دیوانے و درندوں (ضیاء الحق ص 35، روحانی خزائن ج 9 ص 296 از مرزا غلام احمد صاحب)
- دجال فربہ (انجام آتھم ص 204، روحانی خزائن ج 11 ص 204 از مرزا غلام احمد صاحب)
- دجال کمینہ (انجام آتھم ص 206، روحانی خزائن ج 11 ص 206 از مرزا غلام احمد صاحب)
- دجال کے ہمراہیو (مجموعہ اشتہارات ج 2 ص 69 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ذلیل (ایام الصلح ص 166، روحانی خزائن ج 14 ص 413 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ذلت کے سیاہ داغ (انجام آتھم ضمیمہ ص 53، روحانی خزائن ج 11 ص 337 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ذریت شیطان (انجام آتھم ضمیمہ ص 24/ج، روحانی خزائن ج 11 ص 308 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ذلت کے روسیاهی کے (انجام آتھم ضمیمہ ص 59، روحانی خزائن ج 11 ص 343 از مرزا غلام احمد صاحب)
- اند غرق
- رئیس الدجالین (انجام آتھم ضمیمہ ص 46، روحانی خزائن ج 11 ص 330 از مرزا غلام احمد صاحب)
- رئیس المحدثین (انجام آتھم ص 241، روحانی خزائن ج 11 ص 241 از مرزا غلام احمد صاحب)
- راس الغاوین (انجام آتھم ص 241، روحانی خزائن ج 11 ص 241 از مرزا غلام احمد صاحب)
- رئیس المتصلفین (انجام آتھم ص 251، روحانی خزائن ج 11 ص 251 از مرزا غلام احمد صاحب)
- رنڈیوں کی اولاد (آئینہ کمالات اسلام ص 548، روحانی خزائن ج 5 ص 548 از مرزا غلام احمد صاحب)
- رئیس المتکبرین (آئینہ کمالات اسلام ص 599، روحانی خزائن ج 5 ص 599 از مرزا غلام احمد صاحب)
- سوروں (انجام آتھم ضمیمہ ص 53، روحانی خزائن ج 11 ص 337 از مرزا غلام احمد صاحب)
- سیاہ داغ (انجام آتھم ضمیمہ ص 53، روحانی خزائن ج 11 ص 337 از مرزا غلام احمد صاحب)
- سگان قبیلہ (انجام آتھم ضمیمہ ص 229، روحانی خزائن ج 11 ص 229 از مرزا غلام احمد صاحب)
- سلطان المتکبرین (انجام آتھم ضمیمہ ص 251، روحانی خزائن ج 11 ص 251 از مرزا غلام احمد صاحب)
- سفہاء (انجام آتھم ضمیمہ ص 253، روحانی خزائن ج 11 ص 253 از مرزا غلام احمد صاحب)
- سفیہوں کا نطفہ (تمتہ ہدیۃ الوحی ص 14، روحانی خزائن ج 22 ص 445 از مرزا غلام احمد صاحب)
- سانپوں (نور الحق ص 23 حصہ 1، روحانی خزائن ج 8 ص 32 از مرزا غلام احمد صاحب)
- سڑے گلے مردہ (انجام آتھم ضمیمہ ص 62، روحانی خزائن ج 11 ص 346 از مرزا غلام احمد صاحب)

- ☐ شیطان (انجام آتھم ضمیرہ ص 4، روحانی خزائن ج 11 ص 288 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ شیاطین الانس (انجام آتھم ضمیرہ ص 18 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 302 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ شیخ نجدی (انجام آتھم ضمیرہ ص 198، روحانی خزائن ج 11 ص 198 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ شیخ احمقان (انجام آتھم ضمیرہ ص 241، روحانی خزائن ج 11 ص 241 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ شیخ الفضال (انجام آتھم ضمیرہ ص 251، روحانی خزائن ج 11 ص 251 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ شقی (انجام آتھم ضمیرہ ص 252، روحانی خزائن ج 11 ص 252 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ شغال (آئینہ کمالات اسلام ص 604، روحانی خزائن ج 5 ص 295 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ شیطنیت کی بدبو (آئینہ کمالات اسلام ص 301، روحانی خزائن ج 5 ص 301 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ شیخ نامہ سیاہ (آئینہ کمالات اسلام ص 306، روحانی خزائن ج 5 ص 306 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ شیخ مضل (کرامات الصادقین ص 27، روحانی خزائن ج 7 ص 69 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ شریہ بھیڑیے (انجام آتھم ص 9، روحانی خزائن ج 11 ص 9 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ شیخ ضال بطلوی (انجام آتھم ص 241، روحانی خزائن ج 11 ص 241 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ شیخ الضالہ (اعجاز احمدی ص 76، روحانی خزائن ج 19 ص 188 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ شیخ چالباز (کرامات الصادقین ص 22، روحانی خزائن ج 7 ص 65 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ شیاطین (نزول المسح ص 11، روحانی خزائن ج 18 ص 389 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ شریر النفس (آریہ دھرم ص 31، روحانی خزائن ج 10 ص 31 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ ضال بطلوی (انجام آتھم ص 241، روحانی خزائن ج 11 ص 241 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ ضلالت پیشہ (حقیقۃ الوحی ص 311، روحانی خزائن ج 22 ص 324 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ طوائف (انجام آتھم ضمیرہ ص 23 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 307 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ ظالم طبع (دافع البلاء ص 18، روحانی خزائن ج 18 ص 238 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ علیہم نعال لعن اللہ الف (انجام آتھم ضمیرہ ص 46، روحانی خزائن ج 11 ص 330 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ الف مرۃ
☐ عبدالشیطان (انجام آتھم ضمیرہ ص 58، روحانی خزائن ج 11 ص 342 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ عورتوں کے عار (اعجاز احمدی ص 83، روحانی خزائن ج 19 ص 196 از مرزا غلام احمد صاحب)
☐ عبدالحق کا منہ کالا (انجام آتھم ضمیرہ ص 58، روحانی خزائن ج 11 ص 342 از مرزا غلام احمد صاحب)

- غالون (انجام آتھم ص 224، روحانی خزائن ج 11 ص 224 از مرزا غلام احمد صاحب)
- غوی فی البطالہ (انجام آتھم ص 230، روحانی خزائن ج 11 ص 230 از مرزا غلام احمد صاحب)
- غاوین (انجام آتھم ص 254، روحانی خزائن ج 11 ص 254 از مرزا غلام احمد صاحب)
- غول (انجام آتھم ص 252، روحانی خزائن ج 11 ص 252 از مرزا غلام احمد صاحب)
- غبی (انجام آتھم ضمیمہ ص 33، روحانی خزائن ج 11 ص 317 از مرزا غلام احمد صاحب)
- غدار زمانہ (اعجاز احمدی ص 77، روحانی خزائن ج 19 ص 190 از مرزا غلام احمد صاحب)
- غول البراری (کرامات الصادقین ص (د)، روحانی خزائن ج 7 ص 152 از مرزا غلام احمد صاحب)
- غزنویوں کی جماعت پر (انجام آتھم ضمیمہ ص 58، 59، روحانی خزائن ج 11 ص 342، 343 از مرزا غلام احمد صاحب)
- لعت
- فرعون سے مراد شیخ محمد (انجام آتھم ضمیمہ ص 56، روحانی خزائن ج 11 ص 340 از مرزا غلام احمد صاحب)
- حسین بطلوی
- فمت یا عبد الشیطان (انجام آتھم ضمیمہ ص 58، روحانی خزائن ج 11 ص 342 از مرزا غلام احمد صاحب)
- فاسق آدمی (تتمہ حقیقۃ الوحی ص 14، روحانی خزائن ج 22 ص 445 از مرزا غلام احمد صاحب)
- قوم کے خناسوں (انجام آتھم ص 17 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 17 از مرزا غلام احمد صاحب)
- کتے (استفتاء ص 20، روحانی خزائن ج 12 ص 128 از مرزا غلام احمد صاحب)
- کج طبع (آئینہ کمالات اسلام ص 301، روحانی خزائن ج 5 ص 301 از مرزا غلام احمد صاحب)
- کوئہ نظر مولوی (آئینہ کمالات اسلام ص (د)، روحانی خزائن ج 5 ص 608 از مرزا غلام احمد صاحب)
- کوڑ مغزی (نزول المسح ص 66، روحانی خزائن ج 18 ص 444 از مرزا غلام احمد صاحب)
- کذاب (تتمہ حقیقۃ الوحی ص 128 / ح، روحانی خزائن ج 22 ص 565 از مرزا غلام احمد صاحب)
- کپڑا (ضمیمہ برائین احمدیہ پنجم ص 165، روحانی خزائن ج 21 ص 332 از مرزا غلام احمد صاحب)
- کینہ ور (چشمہ معرفت ص 131 ج 2، روحانی خزائن ج 23 ص 336 از مرزا غلام احمد صاحب)
- کمیٹنگی (مواہب الرحمن ص 13، روحانی خزائن ج 19 ص 352 از مرزا غلام احمد صاحب)
- کرگس (اعجاز احمدی ص 43، روحانی خزائن ج 19 ص 155 از مرزا غلام احمد صاحب)
- کج دل (کرامات الصادقین ص 6، روحانی خزائن ج 7 ص 48 از مرزا غلام احمد صاحب)
- کمینوں (الہدی ص 18، روحانی خزائن ج 18 ص 262 از مرزا غلام احمد صاحب)

- مکینہ (انجام آتھم ص 206، روحانی خزائن ج 11 ص 206 از مرزا غلام احمد صاحب)
- کتوں (انجام آتھم ضمیمہ ص 25، روحانی خزائن ج 11 ص 309 از مرزا غلام احمد صاحب)
- کلانعام (انجام آتھم ص 265، روحانی خزائن ج 11 ص 265 از مرزا غلام احمد صاحب)
- گندی روحو (انجام آتھم ضمیمہ ص 21 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا غلام احمد صاحب)
- گدھے (انجام آتھم ضمیمہ ص 47، روحانی خزائن ج 11 ص 331 از مرزا غلام احمد صاحب)
- گمراہ (تترہ ہیتہ الوحی ص 115، روحانی خزائن ج 21 ص 320 از مرزا غلام احمد صاحب)
- گرگ (مواہب الرحمن ص 13، روحانی خزائن ج 19 ص 352 از مرزا غلام احمد صاحب)
- گمراہی اور حرص جنگل کے (نورالحق ص 89 ج 1، روحانی خزائن ج 8 ص 120 از مرزا غلام احمد صاحب)
- شیطان
- لیمسوں (تترہ ہیتہ الوحی ص 14-15 ج، روحانی خزائن ج 22 ص 445 از مرزا غلام احمد صاحب)
- لاف و کراف کے بیٹے (براہین احمدیہ ج 1 ص 149، روحانی خزائن ج 21 ص 317 از مرزا غلام احمد صاحب)
- مردار خور (انجام آتھم ضمیمہ ص 21 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا غلام احمد صاحب)
- منحوس چہرہ (انجام آتھم ضمیمہ ص 53، روحانی خزائن ج 11 ص 337 از مرزا غلام احمد صاحب)
- مفتریو (انجام آتھم ضمیمہ ص 58، روحانی خزائن ج 11 ص 342 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ملعونین (انجام آتھم ص 252، روحانی خزائن ج 11 ص 252 از مرزا غلام احمد صاحب)
- مخنثوں (آئینہ کمالات اسلام ص 402، روحانی خزائن ج 5 ص 402 از مرزا غلام احمد صاحب)
- مردار (نزل اسحٰ ص 224، روحانی خزائن ج 18 ص 602 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ملعون (تترہ ہیتہ الوحی ص 14-15 ج، روحانی خزائن ج 22 ص 445 از مرزا غلام احمد صاحب)
- مفسد (تترہ ہیتہ الوحی ص 14-15 ج، روحانی خزائن ج 22 ص 445 از مرزا غلام احمد صاحب)
- گس طینت مولویوں (آسانی فیصلہ ص 32، روحانی خزائن ج 4 ص 342 از مرزا غلام احمد صاحب)
- خبط الحواس (استفتاء ص 20، روحانی خزائن ج 12 ص 128 از مرزا غلام احمد صاحب)
- مخالفوں کی ذلت (انجام آتھم ضمیمہ ص 28 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 312 از مرزا غلام احمد صاحب)
- مولویوں کی ذلت (انجام آتھم ص 24 / ج، روحانی خزائن ج 11 ص 24 از مرزا غلام احمد صاحب)
- مولوی سخت ذلیل (انجام آتھم ص 24 / ج، روحانی خزائن ج 11 ص 24 از مرزا غلام احمد صاحب)
- مکذوبوں (انجام آتھم ص 224، روحانی خزائن ج 11 ص 224 از مرزا غلام احمد صاحب)

- منحوس (تترہ حقیقۃ الوحی ص 14، روحانی خزائن ج 22 ص 445 از مرزا غلام احمد صاحب)
- مغرور (تترہ حقیقۃ الوحی ص 115، روحانی خزائن ج 22 ص 551 از مرزا غلام احمد صاحب)
- مجنون درندہ (آسمانی فیصلہ ص 14، روحانی خزائن ج 4 ص 324 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ناپاک طبع (ایام الصلح ص 165، روحانی خزائن ج 14 ص 413 از مرزا غلام احمد صاحب)
- نادان بطلوی (انجام آتھم ص 20 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 20 از مرزا غلام احمد صاحب)
- نفاق زدہ (انجام آتھم ص 24 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 24 از مرزا غلام احمد صاحب)
- نیم عیسائیو (مجموعہ اشتہارات ج 2 ص 69 از مرزا غلام احمد صاحب)
- نالائق نذیر حسین (انجام آتھم ص 45، روحانی خزائن ج 11 ص 45 از مرزا غلام احمد صاحب)
- نجاست خور جانور (نزول المسح ص 8، روحانی خزائن ج 18 ص 386 از مرزا غلام احمد صاحب)
- نابکاروں (انجام آتھم ضمیمہ ص 24 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 308 از مرزا غلام احمد صاحب)
- نادان صحابی (برایں احمدیہ پنجم ص 120، روحانی خزائن ج 21 ص 285 از مرزا غلام احمد صاحب)
- نالائق چیلوں (ضیاء الحق ص 27، روحانی خزائن ج 9 ص 285 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ناپاک فرقہ (انجام آتھم ضمیمہ ص 23 / ج، روحانی خزائن ج 11 ص 308 از مرزا غلام احمد صاحب)
- وہ گدھا ہے نہ انسان (انجام آتھم ضمیمہ ص 47، روحانی خزائن ج 11 ص 331 از مرزا غلام احمد صاحب)
- جنگل کے وحشی (انجام آتھم ضمیمہ ص 49، روحانی خزائن ج 11 ص 333 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ولد الحرام (انوار اسلام ص 30، روحانی خزائن ج 9 ص 31 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ولد الحلال نہیں (انوار اسلام ص 29، روحانی خزائن ج 9 ص 31 از مرزا غلام احمد صاحب)
- واہ رے شیخ چلی کے (انوار اسلام ص 30، روحانی خزائن ج 9 ص 40 از مرزا غلام احمد صاحب)
- بڑے بھائی
- والد جال البطل (انجام آتھم ص 251، روحانی خزائن ج 11 ص 251 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ہامان (انجام آتھم ضمیمہ ص 56، روحانی خزائن ج 11 ص 340 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ہندو زادہ (انجام آتھم ص 59 حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 59 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ہوا و ہوس کا بیٹا (اعجاز احمدی ص 43، روحانی خزائن ج 19 ص 154 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ہزار لعنت کا رسہ (مجموعہ اشتہارات ج 2 ص 77 از مرزا غلام احمد صاحب)
- ہچکو گرگ (مواہب الرحمن ص 131، روحانی خزائن ج 19 ص 352 از مرزا غلام احمد صاحب)

ہمجو جنین	□	(مواہب الرحمن ص 138، روحانی خزائن ج 19 ص 359 از مرزا غلام احمد صاحب)
یہودی صفت	□	(انجام آتھم ضمیرہ ص 3، روحانی خزائن ج 11 ص 287 از مرزا غلام احمد صاحب)
یادہ گوہ	□	(انجام آتھم ضمیرہ ص 19 / ج، روحانی خزائن ج 11 ص 303 از مرزا غلام احمد صاحب)
یہودی سیرت	□	(انجام آتھم ضمیرہ ص 24 / ج، روحانی خزائن ج 11 ص 24 از مرزا غلام احمد صاحب)
یہودی	□	(انجام آتھم ضمیرہ ص 45، روحانی خزائن ج 11 ص 329 از مرزا غلام احمد صاحب)
یا شیخ الصلالتہ	□	(اعجاز احمدی ص 76، روحانی خزائن ج 19 ص 188 از مرزا غلام احمد صاحب)
یک چشم	□	(انجام آتھم ضمیرہ ص 24 / ج، روحانی خزائن ج 11 ص 308 از مرزا غلام احمد صاحب)
یہودیت کا ضمیر	□	(انجام آتھم ضمیرہ ص 21 / ج، روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا غلام احمد صاحب)
یہ غول البراری	□	(کرامات الصادقین ص 4)، روحانی خزائن ج 7 ص 152 از مرزا غلام احمد صاحب)

احمدی دوستو! اس قسم کی سینکڑوں گالیاں ہیں جو مرزا صاحب نے اپنے مخالفین کو دیں، یہاں محض نمونہ بیان کی گئی ہیں۔ کتاب کی ضخامت بڑھ جانے کے خدشہ سے ان گالیوں کے ٹکسی ثبوت اس کتاب میں نہیں دیے جا رہے، خواہش مند حضرات اسے ہماری درج ذیل ویب سائٹ پر ملاحظہ فرمائیں۔ www.endofprophethood.com

احمدی دوستو! آپ نے مرزا صاحب کی مندرجہ بالا مغلطیات ملاحظہ کر لی ہیں۔ اس کے باوجود ان کا دعویٰ ہے:

(172) ”ناحق گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے۔“

(ست بچن ص 21 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 ص 133 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 387 پر) مزید کہتے ہیں:

(173) ”بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بد زبان ہے جس دل میں یہ نجاست بیت الخلاء یہی ہے“

(قادیان کے آریہ اور ہم، از مرزا غلام احمد ص 42 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 ص 458) (عکس صفحہ 389 پر)

(174) مرزا صاحب کی خوش اخلاقی کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ انہوں نے کسی پر لعنت ڈالی تو بجائے یہ کہنے کے کہ تجھ پر ہزار بار لعنت ہو یا تحریری طور پر اسے اس طرح لکھ دیتے مگر

انہوں نے باقاعدہ لعنت نمبر 1 لعنت نمبر 2، لعنت نمبر 3..... لعنت نمبر 1000 تک لکھ دیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ جماعت احمدیہ انہیں ”سلطان القلم“ کہتی ہے۔
(نور الحق ص 118 تا 122 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 ص 158 تا 162 از مرزا غلام احمد)
(عکس صفحہ 390 تا 394 پر)

جبکہ مرزا صاحب کا دعویٰ ہے:

(175) ”لعنت بازی صدیقیوں کا کام نہیں۔ مومن لعان نہیں ہوتا۔“

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص 660 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 ص 456 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 395 پر)
مرزا صاحب کا اپنی جماعت کے اراکین کے بارے میں ارشاد ہے:

(176) ”مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں نہیں بلکہ بعض میں ایسی بے تہذیبی ہے کہ اگر ایک بھائی ضد سے اس کی چار پائی پر بیٹھا ہے تو وہ سختی سے اس کو اٹھانا چاہتا ہے اور اگر نہیں اٹھتا تو چار پائی کو الٹا دیتا ہے اور اس کو نیچے گرا دیتا ہے۔ پھر دوسرا بھی فرق نہیں کرتا اور اس کو گندی گالیاں دیتا ہے اور تمام بخارات نکالتا ہے۔ یہ حالات ہیں جو اس مجمع میں مشاہدہ کرتا ہوں تب دل کباب ہوتا اور جلتا ہے اور بے اختیار دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اگر میں درندوں میں رہوں تو ان بنی آدم سے اچھا ہے۔ پھر میں کس خوشی کی امید سے لوگوں کو جلسہ کے لیے اکٹھے کروں۔“

(شہادت القرآن ص 100) (آخر) مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 ص 396 از مرزا غلام احمد)
(عکس صفحہ 396 پر)

قادیان کے متعلق ارشاد فرمایا:

(177) ”قادیان کی نسبت مجھے یہ الہام ہوا:

”اخرج منه اليزيد يون“

یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کیے گئے ہیں۔

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات ص 141 طبع چہارم از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 397 پر)

مرزا صاحب اپنی آخری تصنیف میں اپنی جماعت کی اخلاقی حالت کے بارے میں لکھتے ہیں:
(178) ”ابھی تک ظاہری بیعت کرنے والے بہت سارے ایسے ہیں کہ نیک ظنی کا مادہ بھی ہنوز ان میں کامل نہیں اور ایک کمزور بچہ کی طرح ہر ایک ابتلا کے وقت ٹھوکر کھاتے ہیں اور بعض بد

قسمت ایسے ہیں کہ شریر لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں اور بدگمانی کی طرف ڈورتے ہیں، جیسے کتابدار کی طرف۔“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 87 مندرجہ روحانی خزائن ج 21 ص 114 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 398 پر) مزید لکھتے ہیں:

(179) ”بعض حضرات جماعت میں داخل ہو کر اور اس عاجز سے بیعت کر کے اور عہد تو بہ نصوح کر کے پھر بھی ویسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھٹیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں۔ وہ مارے تکبر کے سیدھے منہ سے السلام علیک نہیں کر سکتے چہ جائیکہ خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آویں اور انہیں سفلہ اور خود غرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ خود غرضی کی بناء پر لڑتے اور ایک دوسرے سے دست بدامن ہوتے ہیں اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کر لیتے ہیں اور کھانے پینے کی قسموں پر نفسانی بحثیں ہوتی ہیں۔“

(شہادت القرآن صفحہ ”ر“ مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 399 پر) مرزا صاحب کے ذاتی کردار کے بارے میں بعض مصدقہ باتیں اس قدر مضحکہ خیز اور ہوش ربا ہیں کہ میں انہیں یہاں درج کرنے سے محض اس لیے قاصر ہوں کہ کہیں آپ ناراض نہ ہو جائیں۔ اس سلسلہ میں، میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ مرزا صاحب کی سوانح عمری ”سیرت المہدی“ از مرزا بشیر احمد ایم اے اور ”ذکر حبیب“ از مفتی محمد صادق کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔ آپ خود حیران ہو جائیں گے کہ نبوت و رسالت کا دعویٰ کرنے والے مرزا صاحب کی ذاتی زندگی اور کردار کس معیار کا تھا؟ لاہوری جماعت کے ایک ذمہ دار شخص نے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پر رنگ رلیوں کے الزامات لگائے اور ایک اہم خط لکھا۔ لاہوری جماعت کے لوگ مرزا بشیر الدین محمود صاحب کے تو خلاف ہیں مگر مرزا صاحب کو مہدی اور مسیح موعود مانتے ہیں۔ ایک ایسے ہی عقیدت مند کے دلی جذبات اور سچ گوئی ملاحظہ فرمائیں:

(180) ”حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) ولی اللہ تھے۔ اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کر لیا کرتے ہیں۔ اگر انہوں نے کبھی کبھار زنا کر لیا تو اس میں حرج کیا ہوا۔ پھر لکھا ہے ہمیں حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) پر اعتراض نہیں، کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے۔ ہمیں اعتراض

موجودہ خلیفہ پر ہے، کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے۔“

(روزنامہ الفضل قادیان دارالامان مورخہ 3 اگست 1938ء) (عکس صفحہ 400 پر)

ایسے ہی دوسرے ”عقیدت مندوں“ کی کتابیں مثلاً تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق، شہر سدوم، ڈھلتے سائے، ربوہ کا مذہبی آمر، خلیفہ ربوہ کے مظالم، ربوہ کا پوپ اور روحانی شکار گاہ وغیرہ پڑھنے کے لائق ہیں۔ ان کتب میں درج چشم کشا انکشافات ہر احمدی کی آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہیں۔

”وفات مسیح“ اور ”اجرائے نبوت“ ہر احمدی کا پسندیدہ موضوع ہے۔ یہ ایک ایسا ٹیکنیکل موضوع ہے کہ ایک عام اور سادہ لوح مسلمان قرآن و حدیث سے لاعلمی اور ناقص مطالعہ کی بنا پر مدلل گفتگو نہیں کر سکتا۔ جبکہ ایک عام احمدی کی اس خاص موضوع پر بھرپور تیاری ہوتی ہے اور یوں وہ ایک عام مسلمان پر نفسیاتی فتح بزع خود حاصل کر لیتا ہے۔ اس کے برعکس کسی بھی احمدی دوست یا مربی سے گفتگو، بحث یا مناظرہ کے شروع میں اگر یہ کہہ دیا جائے ”آج مرزا غلام احمد صاحب کی شخصیت و کردار“ پر بات ہوگی تو یقین جانیے، احمدی دوستوں کے اوسان خطا اور ہاتھ پاؤں پھول جاتے ہیں بلکہ بعض تو اس قدر طیش میں آ جاتے ہیں کہ گویا گالی سے ان کی تواضع کی گئی ہے۔ احمدی دوست یا جماعت کے مربی صاحبان کبھی اس موضوع پر بات کرنے کے لیے رضا مند نہیں ہوتے بلکہ صاف انکار کر دیتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ ”کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔“ احمدی دوستوں کو تنہائی میں بیٹھ کر اس اہم نکتہ پر ضرور غور کرنا چاہیے۔

خود احمدیہ قیادت کے نزدیک کسی مدعی نبوت و رسالت کے دعویٰ کو جانچنے کا پہلا معیار یہ ہے کہ اس کا کردار دیکھیں کہ آیا وہ صادق ہے یا کاذب۔ اس سلسلہ میں مرزا ابیہر احمد ایم اے لکھتے ہیں:

(181) ”خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اول فرماتے تھے کہ جب فتح اسلام، توضیح مرام شائع ہوئیں تو ابھی میرے پاس نہ پہنچی تھیں اور ایک مخالف شخص کے پاس پہنچ گئی تھیں۔

اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا: دیکھو اب میں مولوی صاحب کو یعنی مجھے مرزا غلام احمد سے علیحدہ کیے دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مولوی صاحب! کیا نبی کریم ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو پھر؟ میں نے کہا تو پھر ہم یہ دیکھیں گے کہ کیا وہ صادق اور استباز ہے یا

نہیں۔ اگر صادق ہے تو بہر حال اس کی بات کو قبول کریں گے۔“

(سیرت المہدی ج ۱ ص ۹۸ از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ ۴۰۱ پر)

اس طرح احمدیہ جماعت کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود اس کی تصدیق کرتے

ہوئے لکھتے ہیں:

(182) ”جب یہ ثابت ہو جائے کہ ایک شخص فی الواقع مامور من اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف

سے بھیجا ہوا ہے تو پھر اجمالاً اس کے تمام دعاوی پر ایمان لانا واجب ہو جاتا ہے..... غرض

اصل سوال یہ ہوتا ہے کہ مدعی ماموریت فی الواقع سچا ہے یا نہیں؟ اگر اس کی صداقت ثابت

ہو جائے تو اس کے تمام دعاوی کی صداقت بھی ساتھ ہی ثابت ہو جاتی ہے۔ اور اگر اس کی

سچائی ہی ثابت نہ ہو تو اس کے متعلق تفصیلات میں پڑنا وقت کو ضائع کرنا ہوتا ہے۔“

(دعوة الامیر ص ۴۹، ۵۰ مندرجہ انوار العلوم ج ۷ ص ۳۷۶، ۳۷۷ از مرزا بشیر الدین محمود)

(عکس صفحہ ۴۰۳ پر)

احمدیہ عقائد کے مطابق اگر مرزا غلام احمد صاحب نبی اور رسول ہیں تو احمدی دوستوں

اور مربی صاحبان کو مرزا صاحب کے کردار پر بات کرتے ہوئے ہرگز نہیں کترانا چاہیے۔ کیونکہ نبی

اور رسول تو سب سے پہلے لوگوں کے سامنے اپنا کردار پیش کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں، میں آپ

کے سامنے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ایک مثال پیش کرتا ہوں۔

ایک روز حضور نبی کریم ﷺ نے کوہ صفا پر چڑھ کے لوگوں کو بلانا شروع کیا جب سب

جمع ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم مجھے بتاؤ کہ تم مجھے سچا سمجھتے ہو یا جھوٹا جانتے ہو؟

سب نے ایک آواز سے کہا: ہم نے کوئی بات غلط یا بیہودہ آپ کے منہ سے نہیں سنی، ہم

یقین کرتے ہیں کہ آپ صادق دامن ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ دیکھو! میں پہاڑی کی چوٹی پر کھڑا ہوں اور تم اس کے نیچے

ہو۔ میں پہاڑ کے ادھر بھی دیکھ رہا ہوں اور ادھر بھی نظر کر رہا ہوں، اچھا اگر میں یہ کہوں کہ رہزنوں

کا ایک مسلح گروہ دور سے نظر آ رہا ہے جو مکہ پر حملہ آور ہوگا۔ کیا تم اس بات کا یقین کر لو گے؟

لوگوں نے کہا: ”بے شک! کیونکہ ہمارے پاس آپ جیسے راست باز آدمی کے جھٹلانے کی

کوئی وجہ نہیں، خصوصاً جبکہ وہ ایسے بلند مقام پر کھڑا ہے کہ دونوں طرف دیکھ رہا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”یہ سب کچھ سمجھانے کے لیے ایک مثال تھی۔ اب یہ یقین کر لو کہ موت تمہارے سر پر آرہی ہے اور تمہیں اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے اور میں عالم آخرت کو بھی ایسا ہی دیکھ رہا ہوں، جیسے دنیا پر تمہاری نظر ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے شرک کے خرافات و بطلان کا پردہ چاک کرنا اور بتوں کی حقیقت اور حیثیت کو واشگاف کرنا شروع کر دیا۔ آپ مثالیں دے دے کر سمجھاتے کہ یہ کس قدر عاجز و ناکارہ ہیں اور دلائل سے واضح فرماتے کہ جو شخص انہیں پوجتا ہے، وہ کس قدر کھلی ہوئی گمراہی میں ہے۔ قریش یہ سب کچھ سمجھ رہے تھے، لیکن مشکل یہ آن پڑی تھی کہ ان کے سامنے ایک ایسا شخص تھا جو صادق و امین تھا۔ انسانی اقدار اور مکارم اخلاق کا اعلیٰ نمونہ تھا اور ایک طویل عرصے سے انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کی تاریخ میں اس کے کردار کی نظیر نہ دیکھی تھی اور نہ سنی تھی۔ آخر اس کے بالمقابل کریں تو کیا کریں؟ قریش حیران تھے اور انہیں واقعی حیران ہونا چاہیے تھا۔

مرزا صاحب اور ان کے جانشینوں کی مستند تحریروں سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ انہیں امت مسلمہ کے ماضی سے کوئی عقیدت ہے نہ اس کے حال سے کوئی دلچسپی۔ مستقبل کی تو بات ہی نہ کیجئے۔ ہماری اور ان کی امنگوں میں کوئی یکسانیت ہے نہ یکجہتی۔ ملت اسلامیہ کے دشمنوں کو وہ اپنا مربی اور سرپرست سمجھتے رہے۔ جس انگریز نے برصغیر میں اسلامی اقتدار کا چراغ گل کیا، ہماری تہذیبی قدروں کو روندنا لاکھوں بے گناہ مسلمانوں اور علماء کرام کو قتل کیا، کیا کسی مسلمان کے دل میں ان دشمنان اسلام کے لیے خیر سگالی کے جذبات پائے جاسکتے ہیں؟ لیکن افسوس ہے کہ مرزا صاحب ان کے تعلق، مدح سرائی، دعائیں، خیر سگالی کے جذبات اور ان کے پنچہ استبداد کو مضبوط کرنے کے لیے مسلسل تقریری اور تحریری کاوشیں کرتے رہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُمْ فَاِنَّهُ مِنكُم ۖ فَإِنَّهُ يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ (المائدہ: 51)

”ترجمہ: اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ تم میں سے جو شخص انہیں اپنا دوست بنائے گا تو وہ انہی میں سے ہوگا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا“

اس قرآنی تعلیم کے برعکس یہود و نصاریٰ سے دوستی کے سلسلہ میں مرزا صاحب کی بے شمار تحریروں میں سے صرف چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں اور غور کریں کہ وہ کس طرح اپنے جذبات اور خدمات کے لیے ان کی ایک نگاہ التفات کے لیے بے تاب ہیں۔

(183) ”سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفا دار جان نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیاں دی ہیں کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے بکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں، اس خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد سوئم ص 21 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 405 پر)

(184) ”میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد میرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا، جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ ریسان پنجاب میں ہے اور 1857ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی۔ یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ عذر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔“

(کتاب البریہ ص 3، 4، 5، 15، 18، 19، 20 ستمبر 1897ء مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 ص 4، 5، 6)

از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 406، 408 پر)

مرزا صاحب نے 100 کے قریب کتابیں لکھی ہیں، ان سب کو اکٹھا کیا جائے تو بمشکل ایک الماری بھرے گی مگر مرزا صاحب سلطنت برطانیہ کی تعریف و توصیف میں اس قدر مبالغہ گوئی کرتے ہیں کہ حیرانی ہوتی ہے۔ ذیل کا اقتباس نہایت قابل توجہ ہے:

(185) ”میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس

الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں، ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔“

(تریاق القلوب ص 27، 28 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 155، 156 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 409 پر)

حالانکہ ارشاد خداوندی ہے۔

وَقَتِّلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةً وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ. (البقرہ: 193)

ترجمہ: ”اور ان سے جنگ کرتے رہو حتیٰ کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے اور دین (یعنی زندگی اور

بندگی کا نظام عملاً) اللہ ہی کے تابع ہو جائے۔“

حضور نبی اکرم ﷺ نے واضح طور پر ارشاد فرمایا:

لَنْ يَبْرَحَ هَذَا الدِّينُ قَائِمًا يُقَاتِلُ عَلَيْهِ عَصَابَةُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ. (اصح مسلم)

”دین ہمیشہ قائم رہے گا اور مسلمانوں کی ایک جماعت قیامت تک جہاد کرتی رہے گی۔“

(186) ”میں بیس برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا، اور اپنے مریدوں

میں یہی ہدایتیں جاری کرتا رہا تو کیونکر ممکن تھا کہ ان تمام ہدایتوں کے برخلاف کسی بغاوت کے منصوبے کی میں تعلیم کروں۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن کہ معظمہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں، اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔“

(تریاق القلوب ص 28 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 156 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 411 پر)

اور غور کیجئے کہ چودہ سو سال سے جس مسیح کی آمد کی خوش خبری مسلمانوں کے کانوں میں گونج رہی ہے، معاذ اللہ، کیا وہ ایسا ہی مسیح ہے کہ جو صلیب پرستوں اور اسلامی حکومتوں کے دشمنوں کا

مداح و ثنا خواں ہو اور ان کے شکر اور دعا میں مع اپنی تمام امت کے رطب اللسان ہو اور اسلامی حکومتوں کے زوال پر چراغاں کرنے والا ہو، اور مسلمانوں کے قاتلوں کو مبارک باد کے تار دینے والا ہو۔ مسیح کا کام تو کفر کی حکومت کو ختم کرنا ہے، نہ کہ دشمنان اسلام کی تائید اور حمایت کرنا اور ان کی بقاء اور ترقی کے لیے دل و جان سے دعا کرنا اور ان کے سایہ کو سایہ رحمت سمجھنا۔

(187) ”میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے، ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے

معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد سوئم ص 19 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 412 پر)

(188) ”بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں،

سویا در ہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین

فرض اور واجب ہے، اس سے جہاد کیسا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک

حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔“

(شہادت القرآن ص 84 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 ص 380 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 413 پر)

دنیا کی سب سے بڑی مکار، ظالم، اسلام دشمن، حضرت محمد ﷺ کی عزت و ناموس پر ہر

روز نیا حملہ کرنے والی اور مسلمانوں کے خون سے صدیوں ہولی کھیلنے والی انگریزی حکومت کو، ٹھیک اس

وقت جب اس کے ہاتھ ہندوستان کے ہزاروں علماء اور مجاہدین حریت کے خون سے رنگین تھے اور

اس لمحے جب یہ حکومت اسلام کو صفحہ ہستی سے نابود اور ملت اسلامیہ کے وجود کو ختم کرنے کے لیے

پوری مسلم دنیا پر حملہ آور تھی، مرزا صاحب یہ یقین دلاتے ہیں:

(189) ”سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں، یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔

ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں، دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن

قائم کیا ہو، جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت

حکومت برطانیہ ہے۔“

(شہادت القرآن ص 84 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 ص 380 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 413 پر)

(190) ”اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال

دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اب آ گیا مسیح جو دیں کا امام ہے

دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے
 اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
 دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
 منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(تحدہ گولڈویہ ضمیمہ ص 42 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 ص 77، 78 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 414 پر)
 قرآن مجید میں مسلمانوں کو ارشاد ہے:

”أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ.“ (نساء: 59)

(ترجمہ): ”اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی، اور اطاعت کرو رسول (ﷺ) کی اور حاکموں کی جو تم میں سے ہوں۔“

اس آیت میں جو لفظ اولیٰ الامر آیا ہے، اس کی بابت مرزا صاحب فرماتے ہیں:
 (191) ”میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولیٰ الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں۔“

(ضرورۃ الامام ص 23 مندرجہ روحانی خزائن ج 13 ص 493 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 416 پر)
 یہ عبارت صاف بتا رہی ہے کہ مرزا صاحب انگریزوں کی رعیت تھے اور رعیت ہونے پر قانع بلکہ خوش تھے اور اپنے پیروکاروں کو انگریزی رعیت رہنے کی تاکید کرتے تھے۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ جنگ عظیم میں جب ترکوں کی اسلامی حکومت بغداد سے ختم ہوئی اور انگریزی حکومت غالب آئی تو احمدیہ اخبار نے مندرجہ ذیل نوٹ لکھا:

”میں اپنے احمدی بھائیوں کو جو ہر بات میں غور اور فکر کرنے کے عادی ہیں، ایک مژدہ سنا تا ہوں کہ بصرہ اور بغداد کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے ہماری محسن گورنمنٹ کے لیے فتوحات کا دروازہ کھول دیا ہے، اس سے ہم احمدیوں کو معمولی خوشی حاصل نہیں ہوئی بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں برسوں کی خوشخبریاں جو الہامی کتابوں میں چھپی ہوئی تھیں، آج 1335ھ میں وہ ظاہر ہو کر ہمارے سامنے آ گئیں۔ اس بات سے میرے غیر احمدی بھائی ناراض ہوں گے لیکن اگر غور کریں تو اس میں ناراضگی کی کوئی بات نہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) جب دنیا میں تشریف لائے تو اس وقت دجلہ فرات خشک ہو چکے تھے۔ یعنی وہ حقیقی اسلام کا پانی جس نے آسمان سے اتر کر ان ملکوں کو سیراب کیا تھا، آسمان پر اٹھایا گیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آیت ”وَأَنَّا عَلَىٰ ذَهَابٍ بِهِ لَقَادِرُونَ“ میں

اشارہ فرمایا۔ اور حضرت اقدس اس کے متعلق ازالہ اوہام ص 338 پر تحریر فرماتے ہیں۔

”اور آیت ”وَإِنَّا عَلَىٰ ذَهَابٍ بِهٖ لَفَادِرُونَ“ جس کے بحساب جمل ۱۲۷۴ عدد ہیں۔ اسلامی چاند کی سلخ کی راتوں کی طرف اشارہ کرتی ہے، جس میں نئے چاند کے نکلنے کی اشارت چھپی ہوئی ہے جو غلام احمد قادیانی کے عددوں میں بحساب جمل پائی جاتی ہے۔“ الغرض مدت کی پیشگوئیاں آج پوری ہو رہی ہیں۔ ہمارے بھائیوں کو چاہیے کہ ان پر غور کریں۔ فاشکر اللہ کل الشکر علی ما امننا من کل خوف تحت ظل هذه الدولة البريطانية المباركة للضعفاء و كہف اللہ للفقراء والغربا وسوط اللہ علی کل عبد ذی الخیلا..... اللہم فاجز ذالک الملک مناحیر جزائک وانصرہ علی اعدائہ اعدائک وادخلہ من کل شر فی ذراک و ارزقہ من نعمائک و اهل قبلہ و ذراریہ الی دینک دین الاسلام۔“

(اخبار ”الفضل“ قادیان مورخہ 13/10 اپریل 1917ء ص 4,3)

ناظرین کرام! مرزا صاحب کی خدمات خادمانہ متعلقہ حکومت برطانیہ پڑھ کر ان کا دعویٰ ایک بار پھر پڑھیں جس کے الفاظ یہ ہیں:

(192) ”جبکہ مجھ (مرزا صاحب) کو تمام دنیا کی اصلاح کے لیے ایک خدمت سپرد کی گئی ہے، اس وجہ سے کہ ہمارا آقا مخدوم (یعنی آنحضرت ﷺ) تمام دنیا کے لیے آیا تھا تو اس عظیم الشان خدمت کے لحاظ سے مجھے وہ قوتیں اور طاقتیں بھی دی گئی ہیں جو اس بوجھ (اصلاح دنیا) کے اٹھانے کے لیے ضروری تھیں۔“

(حقیقۃ الوحی ص 151 مندرجہ روحانی خزائن ج 22 ص 155 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 417 پر) اس عبارت کو پڑھنے کے بعد انصاف کی ضرورت ہے۔ کیا مرزا صاحب اتنے بڑے دعاوی کو ثابت کر گئے؟ میں اس کا فیصلہ احمدی دوستوں پر چھوڑتا ہوں۔

(193) ”میں اس (اللہ تعالیٰ) کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایہ رحمت کے نیچے جگہ دی، جس کے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے، مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصر ہند کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے، اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی۔“

اب میں حضورِ ملکہ معظمہ میں زیادہ مصدرع اوقات ہوتا نہیں چاہتا اور اس دعا پر یہ عریفہ ختم کرتا ہوں کہ اے قادر و کریم اپنے فضل و کرم سے ہماری ملکہ معظمہ کو خوش رکھ جیسا کہ ہم اس کے سایہ عاطفت کے نیچے خوش ہیں۔ اور اس سے نیکی کر جیسا کہ ہم اس کی نیکیوں اور احسانوں کے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں اور ان معروضات پر کریمانہ توجہ کرنے کے لیے اس کے دل میں آپ الہام کر کہ ہر ایک قدرت اور طاقت تجھی کو ہے۔“ آمین ثم آمین **الملتئم**

خاکسار: میرزا غلام احمد از قادیان“

(تحفہ قیصریہ ص 31، 32 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 ص 283، 284 از مرزا غلام احمد)
(عکس صفحہ 418 پر)

(194) ”گورنمنٹ انگلشیہ خدا کی نعمتوں سے ایک نعمت ہے۔ یہ ایک عظیم الشان رحمت ہے۔ یہ سلطنت مسلمانوں کے لیے آسمانی برکت کا حکم رکھتی ہے۔ خداوند رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لیے ایک بارانِ رحمت بھیجا، ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا قطعی حرام ہے۔ اسلام کا ہر گز یہ اصول نہیں کہ مسلمانوں کی قوم جس سلطنت کے ماتحت رہ کر اس کا احسان اٹھاوے۔ اس کے ظلِ حمایت میں باطن و آسائش رہ کر اپنا مقسوم دکھاوے، اس کے انعامات متواترہ سے پرورش پاوے۔ پھر اسی پر عقرب کی طرح نیش چلاوے اور دعا سے بھی انھوں نے اس گورنمنٹ کو بہت دفعہ یاد کیا ہے۔ ان کی آخری دعا ان کے اشتہار مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر میں جس کی بیس ہزار کاپی چھپوا کر ہند اور انگلینڈ میں انھوں نے شائع کرنی چاہی ہے، یہ کلمات دعائیہ مرقوم ہیں۔ انگریز جن کی شائستہ اور مہذب اور با رحم گورنمنٹ نے ہم کو اپنے احسانات اور دوستانہ معاملات سے ممنون کر کے اس بات کے لیے دلی جوش بخشا ہے کہ ہم ان کے دین و دنیا کے لیے دلی جوش سے بہبودی اور سلامتی چاہیں تا ان کے گورے و سپید منہ جس طرح دنیا میں خوبصورت ہیں آخرت میں بھی نورانی و منور ہوں۔“

(شہادت القرآن ص 92 تا 97 مندرجہ روحانی خزائن ج 6 ص 388 تا 393 از مرزا غلام احمد صاحب)
(عکس صفحہ 420 تا 425 پر)

(195) اس کے علاوہ مرزا صاحب کی کتاب ستارہ قیصرہ (مندرجہ روحانی خزائن ج 15 ص

109 تا 126) (عکس صفحہ 426 تا 440 پر) جو دراصل مرزا صاحب کا ایک تفصیلی خود نوشتہ ہے جو انہوں نے برطانوی ملکہ وکٹوریہ کے نام تحریر کیا۔ مرزا صاحب نے اس خط میں ایک کافرہ عورت کی بارگاہ میں تعریف و تحسین کے جو ”پھول“ پیش کئے ہیں، وہ مرزا صاحب کی ”اصلیت“ کی بھرپور ترجمانی کرتے ہیں۔ انہوں نے اخلاقیات کی تمام حدود پھلانگ کر ملکہ وکٹوریہ کی جس انداز میں خوشامد کی، اسے درج کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ احمدی دوستوں سے گزارش ہے کہ وہ اس خط کا حرف بحرف بغور مطالعہ فرمائیں۔

جماعت احمدیہ اپنی تعداد کے بارے میں ہمیشہ عمداً مبالغہ آرائی سے کام لیتی رہی ہے۔ میرے نزدیک یہ احساس کمتری کی علامت ہے۔ پاکستان یا کسی اور ملک میں جب بھی قومی مردم شماری ہوتی ہے تو جماعت احمدیہ کے ارکان فارم پر خود کو احمدی لکھوانے سے کتراتے ہیں جس سے ان کی اصل تعداد کا تعین مشکل ہوتا ہے۔ مردم شماری کے وقت احمدی دوست اگر اپنا تعلق جماعت احمدیہ سے ظاہر کریں تو ان کی اصل تعداد باقاعدہ ریکارڈ پر آ جائے جس سے انہیں اپنے قانونی، آئینی اور معاشی حقوق حاصل کرنے میں سہولت ہو۔ اس طرح ان لوگوں کا اعتراض (جو حقیقت پر مبنی ہے) بھی خود بخود ختم ہو جائے گا جو یہ کہتے ہیں کہ احمدی اپنی عددی حیثیت سے کہیں بڑھ کر پاکستان کے تمام شعبہ جات میں بہت زیادہ سرکاری و غیر سرکاری وسائل اور مناصب پر قابض ہیں جس سے مسلمانوں کی حق تلفی ہوتی ہے۔

1908ء میں مرزا صاحب کی وفات کے وقت برطانیہ کے فارن آفس کے مطابق احمدیوں کی تعداد 19 ہزار تھی۔ پھر 1921ء کی مردم شماری میں یہ تعداد 30 ہزار ہو گئی اور 1930-31ء کی مردم شماری میں احمدیوں کی کل تعداد 56 ہزار تھی۔ یہ تعداد مرزا محمود صاحب نے روزنامہ الفضل قادیان کی اشاعت 5 اگست 1934ء میں تسلیم کی ہے۔ 1954ء میں جنس منیر اپنی الگوری رپورٹ میں احمدیوں کی تعداد 2 لاکھ بتاتے ہیں۔ جبکہ 1981ء کی آخری مردم شماری کے مطابق پاکستان میں احمدیوں کی تعداد ایک لاکھ تین ہزار ہے۔ جماعت احمدیہ کے چوتھے خلیفہ مرزا طاہر احمد صاحب کے دور میں احمدیت میں داخل ہونے والوں کی تعداد کا اعلان اس قدر مبالغہ آمیز ہے کہ خدا کی پناہ! جماعت احمدیہ کا دعویٰ ہے کہ

1993ء میں 2 لاکھ 4 ہزار 3 سو آٹھ نئے افراد جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے۔ □

- 1994ء میں 4 لاکھ 21 ہزار 7 سو 53 افراد
- 1995ء میں 8 لاکھ 47 ہزار 7 سو پچیس افراد
- 1996ء میں 16 لاکھ 2 ہزار 7 سو 21 افراد
- 1997ء میں 30 لاکھ 4 ہزار 5 سو 85 افراد
- 1998ء میں 50 لاکھ 4 ہزار 5 سو 91 افراد
- 1999ء میں ایک کروڑ 8 لاکھ 20 ہزار 2 سو 26 افراد
- 2000ء میں 4 کروڑ 13 لاکھ 8 ہزار 9 سو 75 افراد
- 2001ء میں 8 کروڑ 10 لاکھ 6 ہزار سات سو اکیس افراد
- 2002ء میں 2 کروڑ 6 لاکھ 54 ہزار
- 2003ء میں (زبردست کم ہو کر) 8 لاکھ 92 ہزار 4 سو تین افراد
- 2004ء میں 3 لاکھ 4 ہزار نو سو دس افراد
- 2005ء میں 2 لاکھ 9 ہزار 7 سو ننانوے افراد
- 2006ء میں 2 لاکھ 93 ہزار 8 سو اکیاسی افراد
- 2007ء میں 2 لاکھ 61 ہزار 9 سو انہتر افراد
- جبکہ 2008ء میں 3 لاکھ 54 ہزار 6 سو اڑتیس افراد

جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے۔ اس طرح گذشتہ سولہ سالوں میں 16 کروڑ 71 لاکھ 93 ہزار 2 سو پانچ (16,71,93,205) نئے افراد جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 3 اگست 2005ء، 2 اگست 2006ء، یکم اگست 2007ء، 29 جولائی 2008ء)

جماعت احمدیہ کے ذمہ داران اگر جماعت کی تعداد کے حوالے سے اسی طرح غلو سے کام لیتے رہے تو یہ تعداد آئندہ چند سالوں میں شاید دنیا کی اصل تعداد سے بڑھ جائے۔ جماعت احمدیہ کا اپنی تعداد کے حوالے سے مبالغہ آرائی سے کام لینے کا مقصد صرف اور صرف اپنے اراکین کو جھوٹی تسلیاں دینا اور سبز باغ دکھانا ہے تاکہ وہ اس خوش فہمی میں مبتلا رہیں کہ جماعت روز بروز بڑھتی رہی ہے جبکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ محض کاغذی گھوڑے دوڑائے جا رہے ہیں۔ میں پورے دعویٰ اور وثوق سے کہتا ہوں کہ جماعت احمدیہ ہر سال اپنی تعداد کے حوالہ سے جھوٹ بولتی ہے اور اس سلسلہ میں ان کے پاس کوئی ریکارڈ یا ثبوت نہیں ہے جبکہ جماعت احمدیہ کے پاس ایک

ایک احمدی کا مکمل ریکارڈ موجود ہے۔

جماعت احمدیہ کی آبادی میں اضافہ کا اعلان اس عہد کا بدترین جھوٹ ہے۔ ہر جلسہ سالانہ (لندن) کے موقع پر بغیر تحقیق اور غور و فکر کے ستائشی نعروں کی گونج میں کروڑوں کی تعداد کا اعلان پر اعلان کر کے آخر کس کو بیوقوف بنایا جا رہا ہے؟ مبالغے اور جھوٹ کی کوئی حد ہوتی ہے۔ مرزا صاحب نے بھی لکھا تھا کہ میں نے انگریز کی حمایت اور جہاد کی ممانعت میں اتنا لکھا کہ ان کتابوں سے پچاس الماریاں بھر جائیں یا پھر لکھا کہ میرے نشانوں (یعنی معجزات) کی تعداد دس لاکھ ہے۔ یہ سی شہرت، خود ستائی، مدح سرائی اور مبالغہ گوئی کی انتہا ہے۔ جماعت احمدیہ کے ذمہ داران نے بھی شائد یہی راستہ اختیار کر لیا ہے۔

ہر سال سالانہ جلسہ لندن کے موقع پر اپنے اخبارات و جرائد، اپنے ٹی وی چینل یا انٹرنیٹ ویب سائٹ پر ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت جماعت احمدیہ میں نئے داخل ہونے والے افراد کی مبالغہ آمیز فرضی تعداد درج کر دینا دراصل حقائق سے آنکھیں چرانے کے مترادف ہے۔ اس کے لیے ثبوت درکار ہیں کہ کس ملک کے، کس شہر کے، کس علاقہ کے، کون سے لوگ، کس بنا پر احمدیت میں داخل ہوئے ہیں۔ آخر کروڑوں کی تعداد میں شامل ہونے والوں میں سے کسی ایک نے بھی اپنا انٹرویو، حالات، تاثرات یا کوئی پیغام کیوں نہیں دیا؟ آخر کیوں؟ بقول جماعت احمدیہ 2001ء میں 8 کروڑ 10 لاکھ 6 ہزار 7 سو اکیس نئے افراد ”احمدیت“ میں داخل ہوئے ہیں۔ اس سال تو جماعت احمدیہ کو پوری دنیا میں عظیم الشان جشن منانا چاہیے تھا اور مرزا غلام احمد صاحب کی ”پیش گوئیوں“ میں سے کوئی پیش گوئی تلاش کر کے اس اہم واقعہ پر چسپاں کرنی چاہیے تھی۔ مشاہدہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ میں اگر ایک بھی نیا شخص داخل ہو جائے تو ان کے اخبارات و رسائل، ٹی وی چینل اور ویب سائٹ وغیرہ آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں لیکن یہاں کروڑوں کی تعداد میں نئے داخل ہونے والوں کی کسی کو خبر ہی نہیں۔ مکمل سکوت اور خاموشی ہے۔ آخر کیوں؟ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان سمیت پوری دنیا میں جماعت احمدیہ کی بڑھتی ہوئی تعداد کو تقریباً روکا جا چکا ہے۔ احمدیہ عقائد کی اصل حقیقت واضح ہو جانے کے بعد جماعت احمدیہ کے سرکردہ عہدیداران اور عام احمدی اپنے اپنے اہل خانہ اور دوستوں سمیت دائرہ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں، اس سلسلہ میں آپ مکمل تفصیلات انٹرنیٹ پر سابق احمدی حضرات کی تیار کردہ مندرجہ ذیل ویب سائٹ پر ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ درج ذیل ویب سائٹ بھی قابل توجہ ہے۔

www.endofprophethood.com

احمدی حضرات اکثر و بیشتر مسلمانوں پر یہ پھبتی بھی کتے ہیں کہ 1953ء کی منیر انکوائری میں ان کے علماء ”مسلمان کی تعریف“ پر متفق نہ تھے۔ یہ انتہائی دور از کار لغویات میں سے ہے۔ حقیقت بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے تمام راہنما اور اکابرین ”مسلمان کی تعریف“ پر متفق تھے۔ ہر شخص کا انداز بیان مختلف اور منفرد تھا مگر روح اور مفہوم ایک ہی تھا۔ یہ کوئی حساب یا الجبرا کا سوال نہ تھا کہ ہر آدمی کے الفاظ اور جملے ایک جیسے ہوتے۔ آپ دنیا کے تمام جید اور معروف دانشوروں اور سکالروں کو جمع کر لیں اور انہیں خوشبو یا سچائی کی تعریف کے لیے کہیں۔ ہر شخص کی تعریف ایک دوسرے سے مختلف ہوگی۔ کیا ہم اس سے یہ اخذ کر سکتے ہیں کہ چونکہ یہ لوگ ایک تعریف پر متفق نہ تھے، اس لیے خوشبو یا سچائی متنازعہ ہے۔ اور اس خود ساختہ دلیل پر ہم ان دانشوروں کو مطعون ٹھہرائیں۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اپنے ہاں مختلف پڑھے لکھے دوستوں بالخصوص مربی حضرات سے ”احمدی“ کی تعریف پوچھیں، میں آپ کو چیلنج سے کہتا ہوں کہ آپ ان سب کو ایک دوسرے سے مختلف پائیں گے۔

اوپر جسٹس منیر کا ذکر آیا تو اس کا تعارف بھی ضروری ہے۔ اس کا کردار عدلیہ کے ماتھے پر کلنگ کا ٹیکا ہے۔ ایک حوالہ پڑھیے اور سوچئے کہ کس قماش کے لوگ احمدیت کی سرپرستی کرتے رہے۔ معروف دانشور جناب پروفیسر محمد سلیمان دانش اپنے مضمون ”پاکستان کی اسلامی اساس پر حملہ“ میں ”جسٹس منیر“ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

(196) ”جسٹس منیر کس عقیدے کے آدمی تھے؟ اس کا کچھ حال جناب الطاف گوہر کی زبانی سنئے۔ ”مجھے خبر ملی کہ جسٹس منیر بیمار ہیں اور ان کے صحت یاب ہونے کا کوئی امکان نہیں۔ میں عیادت کے لیے ان کے گھر گیا۔ انھوں نے مجھے اپنے ساتھ چار پائی پر بیٹھا لیا۔ باتیں کرتے کرتے انھوں نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا الطاف گوہر! تمہیں معلوم ہے کہ خدا کے وجود کے بارے میں میرے دل میں کئی سوال ہیں۔ موت کے بعد اگر میرا اللہ تعالیٰ سے سامنا ہوا تو میں کیا کروں گا؟ میں نے عرض کیا کہ آپ عمر بھر تو ہیں عدالت کے مقدمات سنتے رہے۔ تو ہیں عدالت کے مقدمہ کی سماعت اس وقت تک شروع نہیں ہوتی جب تک ملزم اپنے جرم کا اعتراف نہ کرے اور اپنے آپ کو عدالت کے رحم و کرم پر نہ چھوڑ دے۔ آپ یہی کیجئے۔ خداوند کریم کے سامنے پیش ہوتے ہی اپنے جرم کا

اعتراف کر لیجئے اور اپنے آپ کو خالق دو جہاں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیجئے۔ وہ بڑا تواب الرحیم ہے۔“ منیر صاحب کے چہرے پر اطمینان کی لہر دوڑ گئی۔ آپ نے میرا کندھا تھپ تھپایا اور آنکھیں بند کر لیں۔ چند روز بعد آپ وفات پا گئے۔ میں نے بڑے خلوص سے ان کے لیے رحمت خداوندی کی دعا کی۔“

جو شخص ساری عمر مسلمان کہلاتا رہا، مسلمان معاشرے میں رہ کر جملہ حقوق اور مراعات حاصل کرتا رہا، حتیٰ کہ چیف جسٹس آف پاکستان کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہوا، وہ اندر سے وجود باری تعالیٰ کے بارے میں مذذب تھا۔ ایسے نچ کو ”قرار داد مقاصد“ کیسے ہضم ہوتی۔ اسے تو سیکولر ہی ہونا چاہیے تھا۔ ویسے الطاف گوہر، جسٹس منیر صاحب کی دلجوئی میں دور کی کوڑی لائے، ورنہ موت کے بعد توبہ قبول نہیں ہوتی۔ ایمان بالغیب مطلوب ہے۔ جب غیب، غیب نہ رہا تو پھر ایمان کس پر۔ میدان حشر میں تو سب غلط کار پچھتا کیں گے اور طرح طرح کے بہانے تراشیں گے۔ پچھتاوا مبارک ہے، مگر اس زندگی میں۔“

(روزنامہ نوائے وقت لاہور 7 جولائی 2000ء) (عکس صفحہ 441 پر)

جہاں تک مسلمانوں میں فرقہ بندی کا تعلق ہے، یہ سب فردی اختلافات ہیں۔ ضروریات دین پر سب مسالک ایمان رکھتے ہیں اور پوری طرح متفق ہیں۔ خود جماعت احمدیہ میں بھی فرقہ بندی ہے۔ جماعت احمدیہ کے ربوہ گروپ اور لاہوری گروپ میں نہ صرف بنیادی اور اعتقادی اختلافات ہیں بلکہ وہ ”نظریہ ضرورت“ کے تحت ایک دوسرے کے خلاف کفر کے فتوے بھی جاری کرتے رہتے ہیں۔ دونوں فریقوں نے ایک دوسرے پر (جو سب کے سب مرزا غلام احمد صاحب کے بہترین ساتھی اور صحبت یافتہ تھے) سنگین الزامات کی جو بوچھاڑ کی، وہ نہایت چشم کشا اور ہوش ربا ہیں۔ ان میں اخلاقی اعتبار سے زنا، لواطت، چوری، بدکاری، قتل و غارت، تغلی و تکبر، حرام خوری، خود غرضی، فریب کاری، مغالطہ اندازی اور بددیانتی کے الزامات اور دینی لحاظ سے کفر و شرک، ارتداد و نفاق اور تحریف و تلبیس وغیرہ کے الزامات سرفہرست ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ ”مباحثہ راولپنڈی“ ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ اس دستاویز میں دونوں گروپوں کے بنیادی اختلافات پوری طرح کھل کر سامنے آ گئے ہیں۔

جماعت احمدیہ میں ”چندے“ کو بنیادی اہمیت اور حیثیت حاصل ہے۔ ایک شخص جماعت کے ساتھ خواہ کتنا ہی مخلص اور فدا کی کیوں نہ ہو، اگر وہ غربت یا کسی اور وجہ سے چندہ ادا کرنے سے قاصر ہے تو جماعت کے لیے ہرگز قابل قبول نہیں ہے۔ ایک عام احمدی سے جتنے اصرار سے چندے

کا تقاضا کیا جاتا ہے، کسی اور اہم پہلو پر اصرار شاید اس کے عشرِ عشر بھی نہیں۔

جماعت احمدیہ کے مبلغوں اور کارکنان کی اکثریت معاشی احتیاج کی وجہ سے جماعت میں شامل رہنے پر مجبور ہے۔ معاش کے لحاظ سے بھی ان کی حالت کچھ بہتر نہیں ہے۔ تنخواہیں بہت تھوڑی ہوتی ہیں۔ اس میں سے بھی کئی قسم کے چندوں کی کٹوتی ہو جاتی ہے۔ آخر میں صرف اتنا بچتا ہے کہ بمشکل ان کا گزارا ہوتا ہے۔ کچھ لوگ ان چندوں سے مستثنیٰ ہیں۔ لیکن یہ خوش قسمت لوگ زیادہ تر مرزا صاحب کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔

مجھے ایک دلچسپ بات یاد آگئی کہ جماعت احمدیہ میں ہر سال ”چندہ سالانہ جلسہ“ کے نام سے ایک مخصوص چندہ حاصل کیا جاتا ہے۔ حالانکہ 1983ء کے بعد ربوہ میں جماعت احمدیہ کا کوئی سالانہ جلسہ منعقد نہیں ہوا۔ اس کے باوجود ہر سال جماعت احمدیہ کے افراد سے یہ چندہ حاصل کیا جاتا ہے۔ مزید برآں آپ لوگوں سے جنت کا وعدہ اس کام کے ساتھ مشروط کر دیا گیا ہے کہ اپنی جائیداد کا دس فیصد جماعت احمدیہ کے نام وقف کر دو۔

جماعت احمدیہ میں اس وقت 50 سے زائد قسم کے چندے رائج ہیں جن کی ادائیگی کے لیے وقتاً فوقتاً کید کی جاتی ہے۔ میں ان سب چندوں کے نام اور ان کی مختصر تفصیل دینا چاہتا تھا مگر مضمون کے طویل ہو جانے کے خوف سے ایسا نہیں کر پا رہا۔ میری کتاب ”قادیانیت سے اسلام تک“ میں جرمی کے معروف سابق احمدی جناب شیخ راجیل احمد صاحب کے قبول اسلام کے مضمون میں ان سب چندوں کی تفصیل آگئی ہے۔ اگر کوئی احمدی دوست اس مضمون کو پڑھنے میں دلچسپی رکھتے ہوں تو براہ کرم مجھے خط لکھ دیں۔ میں انہیں یہ کتاب تھکے پیش کرتے ہوئے خوشی محسوس کروں گا۔

آخر میں، میں احمدی دوستوں سے ایک نہایت ضروری بات کرنا چاہتا ہوں:

مرزا صاحب اپنی کتاب میں ایک حدیث نقل کرتے ہیں:

(197) ”قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله يبعث لهذه الامة على رأس كل مائة سنة من يجدد لها دينها.“ (رواه ابو داود) یعنی خدا ہر ایک صدی کے سر پر اس امت کے لیے ایک شخص مبعوث فرمائے گا جو اس کے لیے دین کو تازہ کرے گا۔“

(حقیقۃ الوحی ص 193 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 200 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 442 پر)

مرزا غلام احمد صاحب کا دعویٰ تھا کہ میں چودھویں صدی کا مجدد ہوں۔ اور چونکہ آخری زمانہ جس میں آخری مجدد کو آنا تھا، یہی صدی ہے، اس لیے میں مسیح موعود بھی ہوں۔ لیکن اب چودھویں صدی

ختم ہو کر پندرہویں صدی شروع ہو گئی ہے۔ اس لیے ارشاد نبوی کے مطابق اس صدی میں بھی کسی مجدد کا آنا ضروری ہے اور مرزا غلام احمد صاحب کا یہ دعویٰ کہ چونکہ وہ چودھویں صدی کے مجدد ہیں اس لیے مسیح موعود بھی ہیں، غلط ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ مسیح موعود تو آخری مجدد ہوگا جو آخری زمانے میں ظاہر ہوگا۔

راقم السطور ان تمام احباب سے گزارش کرتا ہے جنہوں نے غلط فہمی سے مرزا صاحب کو مسیح موعود مان لیا ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کے مندرجہ بالا ارشاد کی روشنی میں غور فرمائیں:

□ آیا نئی صدی کے لیے کوئی مجدد آئے گا یا نہیں؟

□ اگر آئے گا اور ضرور آئے گا تو مرزا صاحب آخری مجدد نہ ہوئے؟

اور جب زمانے نے ثابت کر دیا کہ وہ آخری مجدد نہیں تو مسیح موعود بھی نہ ہوئے کیونکہ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(198) ”یہ بھی اہل سنت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔“

(ہیئتہ الوحی ص 193 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 201 از مرزا غلام احمد) (عکس صفحہ 443 پر)

اور جب مسیح موعود نہ ہوئے تو نبی بھی نہ ہوئے۔

احمدی دوستو!

میں نے بڑے اخلاص اور درد دل کے ساتھ آپ کے سامنے چند گزارشات پیش کی ہیں۔ ان کا ماننا یا نہ ماننا آپ کی مرضی پر منحصر ہے۔ خدا کے لیے سوچیے! اگر آپ سب احمدی حضرات، مرزا صاحب تو کیا بلکہ اس سے بھی کہیں ادنیٰ شخص کو نبی، رسول یا خدا تسلیم کر لیں تو اس سے ہمارا کیا نقصان ہے؟ کروڑوں لوگ دنیا میں اس سے زیادہ اسلام کو نقصان پہنچانے اور اس کی مقدس شخصیات کی توہین کرنے والے موجود ہیں۔ ان میں چند لاکھ کا اور اضافہ سہی۔ سو جس کا جی چاہے مان لے، جو چاہے نہ مانے، جو مان لے گا تو اس میں اس کا اپنا فائدہ ہے اور جو نہیں مانے گا، اُس کے انکار سے اللہ کا کوئی نقصان نہ ہوگا، ہاں اس کا اپنا ہی نقصان ہوگا اور اس کا علم اسے اس روز ہوگا جس دن وہ ندامت سے کف افسوس ملے گا اور حق کا انکار کرنے والا کہے گا ”اے کاش میں مٹی ہوتا“ (تاکہ عذاب سے بچ جاتا) یاد رکھیے! ہر شخص کو جلد ہی اپنی قبر میں جانا اور اپنے اعمال کا نتیجہ بھگتنا ہے۔ خدا کی قسم! ہم خون کے آنسو روتے ہیں جب ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا بھائی یا دوست شخص دنیاوی مفاد کی خاطر ہم سے کٹ کر الگ ہو گیا ہے۔ خدا کے لیے اپنی جانوں اور ایمانوں پر رحم کریں اور اس تحریر

بالخصوص حوالہ جات کو ہر قسم کے تعصب، ضد یا خود غرضی سے علیحدہ ہو کر دیکھیں، پڑھیں، سوچیں اور پھر اپنے ضمیر سے پوچھیں کہ کہیں آپ صراطِ مستقیم سے ہٹ تو نہیں گئے؟ اس کتاب میں موجود مختلف حوالہ جات کی عکسی نقول من و عن اصل کتب سے پیش خدمت ہیں۔ احمدی دوستوں سے گزارش ہے کہ وہ مذکورہ بالا حوالہ جات کی تصدیق کے لیے مرزا صاحب کی اصل کتب تک خود رسائی حاصل کریں اور سیاق و سباق کے ساتھ ان حوالہ جات کا مطالعہ کریں تاکہ آپ کسی بہتر نتیجہ پر پہنچ سکیں۔

ارشاد خداوندی ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ. (الرعد: 11)

مولانا ظفر علی خاںؒ نے اس آیت کا کیا خوب منظوم ترجمہ فرمایا ہے۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی

نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

اولاً تو آپ کو محسوس ہونا چاہیے کہ آپ کے عقائد و نظریات ملت اسلامیہ کے سوا ارب مسلمانوں کے عقائد و نظریات سے یکسر مختلف ہیں، وہ بقول مفکر پاکستان علامہ اقبالؒ کے، آپ کے وجود کو اپنی ملی اجتماعیت کے لیے ایک چیلنج خیال کرتے ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ آپ ان حدود تک محدود رہیں جو بین الاقوامی حیثیت سے متعین ہیں کہ کسی بھی اقلیت کو اکثریت کی اجتماعی حیثیت کے لیے چیلنج نہیں بننا چاہیے اور اس کے اساسی معتقدات کے خلاف توہین آمیز جسارت نہیں کرنا چاہیے۔

آپ کے اپنے جذبات بھی یہی ہیں کہ آپ اپنے مقدسین کے خلاف کسی ایسی بات کو گوارا نہیں کرتے جو آپ کے نزدیک ان کی توہین کا باعث ہو۔ چنانچہ آپ نے ماضی قریب میں کئی ایک کتابیں مثلاً ”قاویانی راسپوٹینوں کے عبرتناک انجام، ”شہرِ سدوم“ اور ”تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق“ کو حکومت پاکستان سے ضبط کروایا ہے جس میں خود احمدیوں کے بہت سے افراد نے موکد بعد اب حلف اٹھا کر آپ کے خلیفہ صاحبان اور دیگر اہم شخصیات کے بارے میں بعض ناقابل ذکر باتیں کہی ہیں۔ اگر آپ مرزا صاحب یا اپنے خلیفہ صاحب کی شان کے خلاف کسی کتاب کو برداشت نہیں کر سکتے اور اسے ضبط کروائے بغیر آپ چین کی زندگی بسر نہیں کر سکتے تو مسلمانوں کے بارے میں آپ کیوں یہ رائے قائم رکھے ہوئے ہیں کہ وہ اپنی جانوں اور اولادوں سے ارب ہا گنا (بلکہ اُن گنت گنا زیادہ) محبوب و محترم، ذاتِ بابرکات کے خلاف کسی ناپاک جسارت کو برداشت کر سکتے ہیں۔

میری احمدی دوستوں سے مخلصانہ گزارش ہے کہ وہ پاکستان میں رہتے ہوئے کم از کم اتنا تو کریں کہ مسلمانوں کی غیرت کو چیلنج نہ دیں اور ایسے اشتعال انگیز حالات از خود پیدا نہ کریں کہ ان کے خلاف نفرت انگیزی عام ہو۔ ہم کسی بھی ایسی تحریک یا کوشش کو جائز نہیں خیال کرتے جو قانون شکنی پر منتج ہو لیکن اس میں ہماری (بحیثیت اکثریت کے) ذمہ داری کے ساتھ ساتھ احمدیوں پر بھی کچھ پابندیاں اور ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور انھیں ان سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

آخر میں احمدی دوست پوچھ سکتے ہیں کہ اب انہیں کیا کرنا چاہیے؟ میں ان کی خدمت میں بڑے احترام کے ساتھ عرض کروں گا کہ ان کے پاس دوراستے ہیں۔

آپ حضرات صرف اسی نکتہ پر سوچنے پر اکتفا نہ کیجئے کہ مرزا غلام احمد صاحب آپ کے نبی یا مجدد ہیں۔ اس لئے ان کا لکھا ہوا ایک ایک لفظ حرف مقدس ہے بلکہ آپ انتہائی غیر جانبداری، خالی ذہن، ٹھنڈے دل اور انصاف کی نظر سے مرزا غلام احمد صاحب کی تعلیمات اور عقائد پر از سر نو غور کریں اور بغیر کسی دباؤ، لالچ، ترغیب اور خوف کے صرف اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق صراطِ مستقیم اختیار کریں۔ خدا نے عقل و شعور اس لیے دیا ہے کہ اسے استعمال کر کے سچ اور جھوٹ کو پہچاننے کی کوشش کریں۔ اسلام کہتا ہے: ”العقل اصل دینی“ عقل دین کی جڑ ہے۔ حضور خاتم النبیین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”حکمت کو اخذ کر لو تو کچھ حرج نہیں، خواہ وہ کسی بھی ذہن کی پیداوار ہو۔“ مزید ارشاد فرمایا: ”عقل سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں اور گھمنڈ سے بڑھ کر کوئی وحشت نہیں۔“ قرآن مجید میں ہے: ”یقیناً خدا کے نزدیک بدترین قسم کے جانور وہ گوشتے بہرے لوگ ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے۔“ اور جو کسی نے ایمان کی روشنی پر چلنے سے انکار کیا، اس کا سارا کارنامہ زندگی ضائع ہو جائے گا اور آخرت میں وہ دیوالیہ ہوگا۔“ براہِ کرم جماعت احمدیہ کے عقائد سے صدق نیت کے ساتھ کنارہ کش ہو کر حضور رحمۃ اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دامن شفاعت میں پناہ کے طلب گار بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ شانِ کرمی آپ کے آنسو موتی سمجھ کر چن لے گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: الحق احق ان یتبع (یونس: 35) مطلب یہ کہ حق ہی اس لائق ہے کہ اس کی اتباع کی جائے، باطل تو ترک کر دینے ہی کے لائق ہے۔ اسلام ہی وہ سچا دین ہے جس میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ آپ مسلمانوں کی متاعِ گم شدہ ہیں۔ صبح کا بھولا ہوا اگر شام کو گھر واپس آ جائے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔ آپ بد قسمتی سے بھٹک گئے۔ آپ احمدیت کو ”اسلام“ سمجھ کر اس کے دامِ فریب میں آ گئے۔ لیکن ابھی مہلت ہے اور رحمتِ خداوندی کا دروازہ بھی کھلا ہے۔ دیکھئے! یہ

دنیاوی زندگی نہایت مختصر اور فانی ہے۔ نجانے زندگی کا سفینہ کب ڈوب جائے، موت کا فرشتہ پروانہ لے کر آجائے اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے۔ آخرت میں اعمال کی کمی بیشی پر شاید معافی ہو سکتی ہو لیکن غلط عقیدہ کی معافی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بقول شخصے ”جو شخص سچائی کی حفاظت کے لیے قدم نہیں اٹھاتا، وہ سچائی کا انکار کرتا ہے۔“ انسان تمام دنیا کو حاصل کر لے مگر وہ اپنا ایمان ضائع کر دے تو کیا فائدہ؟ ایمان دونوں جہاں میں فلاح و کامرانی کی ضمانت ہے۔ اپنے ایمان کی حفاظت کریں اور باطل عقائد نظریات کی بناء پر اپنی عاقبت خراب نہ کریں۔ اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ آپ صدق دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑ گڑا کر اپنی ہدایت کی دعا مانگیں۔ اس کے عفو و کرم کا سمندر غیر محدود ہے۔ ان شاء اللہ اس کی رحمت آپ کو اپنی آغوش میں لے لے گی۔ بشرطیکہ آپ اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کریں۔ طلب اگر صادق ہو تو انسان منزل پر پہنچ ہی جاتا ہے۔

دوسری بات جیسا کہ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ احمدیت، اسلام کے متوازی ایک نیا خود ساختہ مذہب، نبوت محمدیہ کے متوازی ایک نئی جعلی نبوت، قرآن کریم کے متوازی نئی جھوٹی وحی، اسلامی شعائر کے متوازی بے اساس احمدی شعائر، امت محمدیہ کے متوازی ایک نئی مصنوعی امت، مکہ مکرمہ کے مقابلہ میں سیلف میڈ (Self-Made) مکہ المسیح، مدینہ منورہ کے مقابلہ میں مدینہ المسیح، حقیقی اسلامی حج کے مقابلہ میں ظلی حج، اسلامی خلافت کے مقابلہ میں خانہ ساز خلافت، امہات المومنینؓ کے مقابلہ میں احمدیہ ام المومنین، صحابہ کرامؓ کے مقابلہ میں مرزا صاحب کے ساتھی صحابہ کرام، جنت البقیع کے مقابلہ میں بہشتی مقبرہ، اہل بیتؑ کے مقابلہ میں مرزا صاحب کا خاندان اہل بیت ہے۔ خدارا! اپنی حالت زار پر رحم کیجیے! جہاں ایک نئی نبوت کھڑی کرنے کا اتنا زبردست اور منظم اہتمام کیا ہے، وہاں تھوڑی سی زحمت مزید گوارا کیجیے اور اسلامی مروجہ اصطلاحات کے بجائے نئی اصطلاحات بھی تراش لیجیے۔ مسلمانوں پر ترس کھاتے ہوئے ان کی دل آزاری نہ کریں۔ اسلامی مقدس شخصیات اور شعائر اسلامی کو پامال نہ کریں اور نہ اس کا حصہ بنیں۔

بعض احمدی دوستوں کو یہ شکایت ہے کہ مسلمان ان کے ساتھ سخت رویہ رکھتے ہیں۔ ان کا سماجی بائیکاٹ کیا جاتا ہے۔ انہیں مسلمانوں کے شادی بیاہ اور جنازوں میں شریک نہیں ہونے دیا جاتا۔ بعض دفعہ معاملہ لڑائی جھگڑے تک پہنچ جاتا ہے۔ اس بنا پر احمدی دوست خود کو مظلوم اور ستم رسیدہ قرار دینے کی کوششوں میں لگے رہتے ہیں۔ ہمارے جدید تعلیم یافتہ طبقے کو خاص طور پر مخاطب بنا کر رواداری، روشن خیالی اور برداشت کے نام پر ان کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہیں۔

ہیومن رائٹس کمیشن، ایمنسٹی انٹرنیشنل، یورپی ممالک اور بالخصوص امریکہ کی طرف سے اکثر یہ ہدایات اور سفارشات آتی رہتی ہیں کہ احمدیوں کے تمام رویوں اور جملہ سرگرمیوں کو برداشت کیا جائے اور ان پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہ لگائی جائے کیونکہ یہ آزادی اظہار کے خلاف ہے۔

میں بڑے احترام کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ یہ مسئلہ خود احمدیوں کا پیدا کردہ ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بسنے والے احمدیوں کی جان، مال اور عزت کا اخلاقی اور سماجی تحفظ، آئین پاکستان کی شقوں کے مطابق ہونا چاہیے۔ پاکستان کے ہر شہری اور بالخصوص حکومت کا فرض منصبی ہے کہ وہ ختم نبوت کے حوالے سے منظور شدہ پارلیمانی ترامیم، آرڈیننسوں اور اعلیٰ عدالتی فیصلوں کا احترام کرے اور کروائے۔ آئین اور عدالتی فیصلوں کی اعتباریت کو برقرار رکھنا، آئین کی بالا دستی اور قانون کی عملداری پر یقین رکھنے والے ہر مہذب شہری کا فرض ہے۔ کوئی مسلمان ہو یا ”احمدی“ کسی بھی شہری کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں دی جاسکتی اور نہ ہی کسی شہری کو جمہوری تقاضوں اور پارلیمانی روایات کے مطابق مسلمہ اور منظور شدہ شقوں کا تمسخر اڑانے کا حق حاصل ہے۔ وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں 7 ستمبر 1974ء کو ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے (مسلمانوں اور احمدیوں کا تفصیلی موقف سننے کے بعد) احمدیوں کو ان کے عقائد کی بنا پر متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ احمدی حضرات آئین پاکستان کی اس شق کو تسلیم کرنے سے انکاری ہیں بلکہ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ مسلمان ہیں اور باقی لوگ (اہل اسلام) غیر مسلم ہیں کیونکہ وہ ایک نئے نبی (مرزا غلام احمد صاحب) کی نبوت کے منکر ہیں۔ دراصل ان کا یہ دعویٰ ہی فساد کا باعث بنا اور فتنے کے دروازے کھولتا ہے۔ جو شخص پاکستان کے آئین کو تسلیم نہیں کرتا، اس کے تحت متعین کی گئی اپنی حیثیت کو نہیں مانتا، اصولی طور پر وہ آئین کے اندر دیئے گئے اپنے حقوق کا مطالبہ بھی نہیں کر سکتا۔ یہ بات ہر احمدی دوست کو اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ مسلمان، احمدیوں سے جو اختلاف رکھتے ہیں، وہ ان کے خلاف تعصب، تنگ نظری، عناد یا کسی اور بنیاد پر نہیں بلکہ محض اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب مكرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت، عقیدت اور آخری آسمانی کتاب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعین کردہ مقام محمدیت ﷺ کے نتیجہ میں ہے۔

ہزار بار بشوئم دہن بہ مشک و گلاب

ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

حضور خاتم النبیین علیہ التحیہ و التثانیہ سے لامحدود اور غیر مشروط محبت و احترام ہر مسلمان

کے ایمان کی بنیاد ہے۔ وہ جب تک نبی کریم ﷺ کو اپنے والدین، اولاد، عزیز رشتہ دار، دولت و کاروبار حتیٰ کہ خود اپنی جان سے زیادہ عزیز ترین نہ جانے، مسلمان نہیں کہلوا سکتا۔ اس سے ذرہ برابر روگردانی، رتی بھر انحراف، معمولی لاپرواہی اور ادنیٰ سی بے توجہی بھی ایک مسلمان کو احسن تقویم کی چوٹیوں سے اٹھا کر اسفل السافلین کی اتھاہ گہرائیوں میں گرا دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کوئی کج فہم، کج نظر اور کج فکر مسلمانوں کے مرکز نگاہ اور محبوب ترین شخصیت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان میں ادنیٰ سی بھی توہین کرتا ہے تو غیرت و حمیت سے سرشار مسلمان کا تو تذکرہ ہی کیا بلکہ ایک عام مسلمان کا بھی خون کھول اٹھتا اور اس کے رگ و پے میں لاوا سا دوڑنے لگتا ہے۔ دیکھتی آنکھوں اس کا وجود غیظ و غضب کی کڑکتی بجلیوں کا روپ دھار لیتا ہے اور اسے اس وقت تک کسی پہلو قرار نہیں آتا جب تک وہ شاتم رسول کے ناپاک اور غلیظ وجود سے اس دھرتی کو پاک نہیں کر لیتا۔ اس ہدف تک رسائی کے لیے وہ رات دن بے تاب رہتا ہے۔ اس جاں گسل مہم کو سر کرنے کے لیے چاہے اسے لاکھ چٹائیں اور خون کے ان گنت سمندر ہی کیوں نہ عبور کرنا پڑیں، اس کے بے قابو جذبوں، ناقابل تسخیر جنوں اور کھسار صفت اخلاص و وفا کے سامنے کفر کی ہر طاقت گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ راہِ محبت کا یہ راہی اور لشکرِ عشق کا یہ سپاہی جانتا ہے کہ اس کی یہ جدوجہد ہی حاصلِ زندگی ہے، اسی میں اس کی بقا ہے اور یہ کہ یہ رہگور شفاعتِ محمدی ﷺ کی طرف اور یہ راستہ اللہ کی خوشنودی کی طرف جاتا ہے۔

خود سپریم کورٹ آف پاکستان کے فل بچ نے اپنے نافذ العمل فیصلہ میں لکھا:

(199) ”ہر مسلمان کے لیے جس کا ایمان پختہ ہو، لازم ہے کہ رسول اکرمؐ کے ساتھ اپنے بچوں،

خاندان، والدین اور دنیا کی ہر محبوب ترین شے سے بڑھ کر پیار کرے۔“ (”صحیح بخاری“

”کتاب الایمان“، ”باب حب الرسول من الایمان“) کیا ایسی صورت میں کوئی کسی

مسلمان کو مورد الزام ٹھہرا سکتا ہے۔ اگر وہ ایسا دل آزار مواد جیسا کہ مرزا صاحب نے

تخلیق کیا ہے سننے، پڑھنے یا دیکھنے کے بعد اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے؟

”ہمیں اس پس منظر میں احمدیوں کے صد سالہ جشن کی تقریبات کے موقع پر احمدیوں کے

علانیہ رویہ کا تصور کرنا چاہیے اور اس رد عمل کے بارے میں سوچنا چاہیے، جس کا اظہار

مسلمانوں کی طرف سے ہو سکتا تھا۔ اس لیے اگر کسی احمدی کو انتظامیہ کی طرف سے یا

قانوناً شعائر اسلام کا علانیہ اظہار کرنے یا انہیں پڑھنے کی اجازت دے دی جائے تو یہ

اقدام اس کی شکل میں ایک اور ”رشدی“ (یعنی گستاخ رسول ملعون سلمان رشدی) تخلیق

کرنے کے مترادف ہوگا۔ کیا اس صورت میں انتظامیہ اس کی جان، مال اور آزادی کے تحفظ کی ضمانت دے سکتی ہے اور اگر دے سکتی ہے تو کس قیمت پر؟ رد عمل یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی احمدی سرعام کسی پلے کارڈ، بیج یا پوسٹر پر کلمہ کی نمائش کرتا ہے یا دیوار یا نمائشی دروازوں یا جھنڈیوں پر لکھتا ہے یا دوسرے شعائر اسلامی کا استعمال کرتا یا انہیں پڑھتا ہے تو یہ علانیہ رسول اکرمؐ کے نام نامی کی بے حرمتی اور دوسرے انبیائے کرام کے اسمائے گرامی کی توہین کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب کا مرتبہ اونچا کرنے کے مترادف ہے جس سے مسلمانوں کا مشغول ہونا اور طیش میں آنا ایک فطری بات ہے اور یہ چیز نقض امن عامہ کا موجب بن سکتی ہے، جس کے نتیجہ میں جان و مال کا نقصان ہو سکتا ہے۔“

(ظہیر الدین بنام سرکار 1718 SCMR 1993ء) (عکس صفحہ 445 پر)

سپریم کورٹ نے اپنے فیصلہ میں مزید لکھا:

(200) ”ہم یہ بھی نہیں سمجھتے کہ احمدیوں کو اپنی شخصیات، مقامات اور معمولات کے لیے نئے خطاب، القاب یا نام وضع کرنے میں کسی دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آخر کار ہندوؤں، عیسائیوں، سکھوں اور دیگر برادریوں نے بھی تو اپنے بزرگوں کے لیے القاب و خطاب بنا رکھے ہیں۔“

(ظہیر الدین بنام سرکار 1718 SCMR 1993ء) (عکس صفحہ 447 پر)

احمدی دوستو!

آخر میں، میں آپ کا تہہ دل سے ممنون ہوں کہ آپ نے میری درد مندانه، ہمدردانه اور مخلصانہ گزارشات نہایت توجہ سے ملاحظہ فرمائیں۔ امید ہے آپ مذکورہ بالا تمام حقائق و واقعات پر غور و فکر فرمائیں گے۔ اس تحریر میں موجود کسی بھی حوالہ کی مزید تصدیق کے لیے آپ مجھے براہ راست خط لکھ کر اصل عکس منگوا سکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ کی مکمل تسلی و توفی کے لیے ہر ممکن کوشش کروں گا۔ مزید آپ سے درخواست ہے کہ آپ کسی دن چناب نگر (ربوہ) کی مرکزی خلافت لائبریری میں جا کر اس کتاب میں موجود تمام حوالہ جات کو سیاق و سباق کے ساتھ چیک کریں اور پھر اس تحریر کے غلط یا درست ہونے کا فیصلہ بغیر کسی تعصب کے اپنے ضمیر سے لیں۔ کیونکہ بقول مرزا صاحب ”تعصب ایک ایسی بلا ہے جو غور کرنے نہیں دیتا“ (چشمہ معرفت ص 68 مندرجہ روحانی خزائن

ج 23 ص 436) ان شاء اللہ آپ صحیح فیصلہ پر پہنچیں گے۔ لہذا جان بوجھ کر اپنی عاقبت تباہ نہ کریں اور اس کتاب میں موجود حوالہ جات کو غور سے دیکھیں، جہاں آپ کو کوئی شبہ پیش آئے، اسے دریافت کریں، جواب دینے کے لیے میں حاضر ہوں، جو حضرات آپ کو ان حوالہ جات کے دیکھنے سے منع کریں، انہیں اپنا دشمن سمجھیں اور یقین کر لیں کہ وہ آپ کو راہ حق دیکھنے سے روکتے ہیں اور اندھا بنا کر جہنم میں گرانا چاہتے ہیں، جبکہ ہم خلوص دل سے آپ کے ایمان کی خیر خواہی چاہتے ہیں۔ یہاں ایک بات خوب ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ وہ بدنصیب جس کا خاتمہ کفر پر ہوتا ہے، اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا اٹل فیصلہ ہے کہ اس کی مغفرت نہیں ہوگی۔ لیکن ایک صاحب ایمان خواہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو، توبہ سے اس کی مغفرت یقینی ہے۔ دوران مطالعہ اگر کسی لفظ سے آپ کی کوئی دل آزاری ہوئی ہو تو معذرت خواہ ہوں۔ میں آپ کے لیے دل کی گہرائیوں سے دعا گو ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صراط مستقیم پر چلنے اور حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دامن اقدس سے وابستہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آخر میں قبول حق کے سلسلہ میں مرزا صاحب کی ایک اہم تحریر ملاحظہ فرمائیں۔

(201) ”یہودی لوگ جو مورد لعنت ہو کر بندر اور سور ہو گئے تھے۔ ان کی نسبت بھی تو بعض تفسیروں میں یہی لکھا ہے کہ بظاہر وہ انسان ہی تھے لیکن ان کی باطنی حالت بندروں اور سوروں کی طرح ہو گئی تھی اور حق کے قبول کرنے کی توفیق بالکل اُن سے سلب ہو گئی تھی اور مسخ شدہ لوگوں کی یہی تو علامت ہے کہ اگر حق کھل بھی جائے تو اس کو قبول نہیں کر سکتے۔“

(مجموعہ اشتہارات ج اول ص 397 از مرزا غلام احمد صاحب) (عکس صفحہ 448 پر)

جب کھل گئی بطالت پھر اس کو چھوڑ دینا
نیکوں کی ہے یہ سیرت، راہ ہدیٰ یہی ہے



حوالہ جات کے عکسی ثبوت

نقل بائبل باراول

حصہ اول

ازالہ اوہام

تجدید باطنی و شریعتی و فاضل

الحمد والثناء کہ ماہ مبارک ذی الحجہ ۱۳۰۰ کتاب

جلع معارف قرآنی و شایع اسرار کلام ربانی از

تالیفات مرسل یزدانی و مامور رحمانی

جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی

مطبعہ امیر سید محمد علی شاہ نور مآل مطبعہ

مطبعہ امیر سید محمد علی شاہ نور مآل مطبعہ

تجدید باطنی و شریعتی و فاضل

مترجم دوم

۳۳۱

ازالہ اوہام

(۱۹) انیسویں آیت یہ ہے وما ارسلنا قبلك من المرسلين الا انهم ياكلون الطعام ويمشون في الاسواق (البقرہ نمبر ۱۷) سورة الفرقان یعنی ہم نے تجھ سے پہلے جس قدر رسول بھیجے ہیں وہ سب کھانا کھایا کرتے تھے اور بازاروں میں پھرتے تھے۔ اور پہلے ہم نبی قرآنی ثابت کر چکے ہیں کہ نبوی حیات کے لوازم میں سے طعام کا کھانا ہے سو چونکہ وہ اب تمام نبی طعام نہیں کھاتے لہذا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بوقت ہو چکے ہیں جن میں بوجہ کہ جس طرح بھی داخل ہے۔

(۲۰) بیسویں آیت یہ ہے والذین يدعون من دون الله لا يخلقون شيئا وهم يخلقون اموات غير احياء وما يشعرون ايما يبعثون (سورة البقرہ نمبر ۱۷) یعنی جو لوگ بغیر اللہ کے پرستش کئے جاتے اور پکارے جلتے ہیں وہ کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے بلکہ آپ پیدا شدہ ہیں۔ مرچکے ہیں زندہ بھی تو نہیں ہیں اور نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔ دیکھو یہ آیتیں کس قدر صراحت کے معراج اور ان سب انسانوں کی وفات پر دلالت کر رہی ہیں جن کو یہود اور نصاریٰ اور بعض فرقے عرب کے اپنا معبود ٹھہراتے تھے اور ان سے دعائیں مانگتے تھے۔ اگر اب بھی آپ لوگ معراج ابن مریم کی وفات کے قائل نہیں ہوتے تو سپردے یہ کیوں نہیں کہہ دیتے کہ ہمیں قسطنطنیہ کے ملنے میں کام ہے۔ قرآن کریم کی آیتیں سنکر یہ عرویں ٹھہر نہ جانا کیا ایسا انداز دل کا کام ہے۔

(۲۱) اکیسویں آیت یہ ہے ما كان محمد اباً احداً من رجالكم ولكن الله وحده المتبعين یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا۔ یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔ پس اس سے بھی بختم و صاف ثابت ہے کہ معراج ابن مریم رسول اللہ دنیا میں آئیں گے۔ کیونکہ

۱۷ الفرقان: ۲۱ مآء البقرہ: ۱۷۱ مآء احزاب: ۴۱

حمايتنا تطير بولش شوق وفي منقارها تحف السلام
الى وطن النبي حبيب وسيد رسله خير الانام

الرسالة

اللطيفة المشتملة على معارف القرآن ودقائقه المسماة

حماة البشري

الى
اهل مكة وصالحاء أم القرى

لحضرة احمد المسيح الموعود والمهدي المعهود

عليه وعلى مطاعه الصلوة والسلام

الطبعة الاولى في رجب سنة ١٣١١ الهجرية

فی حدیث ذکر رفع المسیح حیاً بجسده العنصری بل نجد ذکر وفاة
المسیح فی البخاری والطبرانی وغیرهما من کتب الحدیث، فلیرجع الی
تلك الکتاب من کان من المرتابین۔

واما ذکر نزول عیسیٰ ابن مریم فما کان مؤمن ان یحمل هذا الاسم
المذکور فی الأحادیث علی ظاهر معناه، لانه یخالف قول الله عز وجل،
ما کان محمد اباً احدهم من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبیین، أو تعلم
ان الرب الرحیم المتفضل سعى نبیاً صلی الله علیه وسلم خاتم الانبیاء
بغير استثناء، وفسره نبیاً فی قوله لا نبی بعدی ببيان واضح للطاکلین،
ولو جوزنا ظهور نبی بعد نبی صلی الله علیه وسلم لجوزنا انفتاح باب وحی النبوة
بعد تخلیقها وهذا الخلف کما لا یخفى علی المسلمین۔ وکیف یجئ نبی بعد رسولنا
صلی الله علیه وسلم وقد انقطع الوحی بعد وفاته وختم الله به النبیین، انعتقد
کثیر من الجاهلین۔

واما الاختلافات التي توجد فی هذه الأحادیث فلا یخفى علی مهرة الفکر تفصیلها،
وقد ذکرنا شطراً منها فی رسالتنا "الازالة" فلیرجع الطالب الیها۔ وقد جاء فی حدیث
ان المسیح والمهدی یجئان فی زمن واحد، وجاء فی حدیث آخر انه لا مهدی
الا عیسی، وجاء فی حدیث ان المسیح والمهدی یتلاقیان یشاکران المهدی یسبح
فی مهمات الخلافة ویكون زمانهما زماناً واحداً، وفی حدیث آخر ان المهدی یبعث
فی وسط قرون هذه الأمة والمسیح یزل فی آخرها، وفی حدیث من البخاری ان
المسیح یجئ حکماً عدلاً فیکسر الصلیب، یعنی یجئ فی وقت غلبة عبدة الصلیب
فیکسر شوكة الصلیب ویقتل خنازیر النصارى، وفی حدیث آخر انه یجئ فی وقت
غلبة الدجال علی وجه الارض فیقتله بحر بنه۔ ناعلم ان هذا المقام مقام حیرة
وتعجب للناظرین۔ تفصیله ان یجئ المسیح نکسر صلیب النصارى وقتل
خنازیرهم یشهد بصوت عال علی ان المسیح الموعود لا یجئ الا فی وقت غلبة النصارى

ان هذا الكتاب يدفع وساوس الخناس - وفيه
شفاء للناس - وهو يهب السكينة
ويجلب الكروب - وسميته -

ترياق القلوب

تصنيف

امام رباني حضرت ميرزا غلام احمد صاحب قادياني
مسيح موعود ومهدي مسعود عليه الصلوة والسلام -

۴۷۹

جسپر بحال و تمام دورہ حقیقت آدمیہ ختم ہو۔ وہ خاتم الاولاد ہو۔ یعنی اس کی موت کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے۔ اب یاد رہے کہ اس بندہ حضرت احدیت کی پیدائش جسمانی اس پیشگوئی کے مطابق بھی ہوئی۔ یعنی میں تو ام پیدا ہوا تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کا نام جنت تھا۔ اور یہ الہام کہ یا آدم اسکن انت و زوجک الجنة جو آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے۔ اس میں جو جنت کا لفظ ہے اس میں یہ ایک لطیف اشارہ ہے کہ وہ لڑکی جو میرے ساتھ پیدا ہوئی اس کا نام جنت تھا۔ اور یہ لڑکی صرف سات ماہ تک زندہ رہ کر فوت ہو گئی تھی۔ غرض چونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام اور الہام میں مجھے آدم صفی اللہ سے مشابہت دی تو یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا۔ کہ اس قانون قدرت کے مطابق جو مراتب وجود دوریہ میں حکیم مطلق کی طرف سے چلا آتا ہے۔ مجھے آدم کی خواہ طبیعت اور واقعات کے مناسب حال پیدا کیا گیا ہو۔ چنانچہ وہ واقعات جو حضرت آدم پر گذرے۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش زوج کے طور پر تھی۔ یعنی ایک مرد اور ایک عورت ساتھ تھی۔ اور اسی طرح پر میری پیدائش ہوئی۔ یعنی جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا۔ اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا۔ اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں آمد کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا۔ اور میں اُن کیلئے خاتم الاولاد تھا۔ اور یہ میری پیدائش کی وہ طرز ہے جس کو بعض اہل کشف نے مہدی خاتم الولایت کی علامتوں میں سے لکھا ہے اور بیان کیا ہے کہ وہ آخری مہدی جس کی وفات کے بعد اور کوئی مہدی پیدا نہیں ہوگا۔ خدا سے براہ راست

۳۵۱

مجموعہ اشہارات
حضرت سیح موعود علیہ السلام
جلد اول

از ۱۸۷۸ء تا ۱۸۹۳ء

النشۃ
الشکرۃ الاسلامیۃ ربوہ

(۶۰)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی رَسُوْلِكَ الْکَرِیْمِ

بِنَا اَنْتَ حَبِیْبُنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا اَلْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِیْنَ

ایک عاجز مسافر کا اشتہار قابل توجہ جمیع مسلمانان انصاف شعرا و حضرات علیٰ نامدار

اے خوانِ مومنین اے برادرانِ مکتلے دلی و متوطنانِ ایم نہ زمین !!! بعد سلام
مسمون و سائے درویشانِ آپ سب و اجیوں پر واضح ہو کہ اس وقت یہ حقیر غریب الوطن
چند مہے کے لئے آپ کے اس شہر میں مقیم ہے اور اس عاجز نے سنا ہے کہ اس شہر کے
بعض اکابر علیٰ امیری نسبت یہ الزام مشہور کرتے ہیں کہ یہ شخص نبوت کا مدعی طائف کا سر
پرست و دوزخ کا اٹھارہ اور ایسا زاریہ و جبریل اور یقیناً ملقدر اور معجزات اور معجزات
توی سے بگلی منکر ہے۔ ہذا میں اظہار الحق عام و خاص اور تمام بندگوں کی خدمت میں گندش
کرتا ہوں کہ یہ الزام سراسر افتراء ہے۔ میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور
طاوٹ اور یقیناً القدر وغیرہ سے منکر۔ بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد
میں داخل ہیں۔ اور جیسا کہ اہلسنت جماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانا ہوں۔
چنانچہ اوس حدیث کی رو سے مسلم التوہ ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم نعم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کلام

مجموعہ اشہارات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام
جلد دوم

از ۱۸۹۴ء تا ۱۸۹۷ء

النشء
الشرك بئلا سلامية ربوة

سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی میعاد اثر مباہلہ کی ایک برس رکھا ہے۔ اُن یہ سکا ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ سے وحی پا کر اپنے مباہلہ کا اثر بہت جلد مباہلین پر وارد ہونے والا بیان فرمایا ہے۔ سو اس سے برس کی میعاد منسوخ نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حدیث میں جو ایک برس کی قید ہے اس سے بھی یہ مراد نہیں ہے کہ برس کا پورا گزر جانا ضروری ہے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ برس کے اندر عذاب نازل ہو۔ گو دو غنٹ کے بعد نازل ہو جائے۔ سوئیں بھی اس بات پر منہ نہیں کرتا کہ ضرور برس پورا ہو جائے۔ شاید خدا تعالیٰ بہت جلد اس تکفیر اور تکذیب کی پاداش میں آسمانی عذاب نازل کرے۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ برس کے کس حصہ میں یہ عذاب نازل ہوگا۔ آیا ابتدا میں یا درمیان میں یا اخیر میں۔ اور میں مامور ہوں کہ مباہلہ کے لئے برس کی میعاد پیش کروں۔ اور مولوی صاحب موصوف اور ہر ایک شخص خوب جانتا ہے کہ برس کی میعاد مسنون ہے۔ کیونکہ لما حاذل الحول کا وہ لفظ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلا ہے۔ اگر مباہلہ کے لئے فداً عذاب نازل ہوتا مشروط ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حَوْل کا لفظ مونہہ سے نہ نکالتے کیونکہ اس صورت میں کلام میں تناقض پیدا ہو جاتا ہے۔

اُن یہ بات صحیح اور درست ہے کہ اگر مولوی غلام دستگیر صاحب مباہلہ میں کاذب اور کافر اور بختری پر مقابلہ مومن اور راستباز کے فوری عذاب نازل ہو نا ضروری سمجھتے ہیں تو بہت خوب ہے۔ وہ اپنا فوری عذاب ہم پر نازل کر کے دکھا دیں۔ ان کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ ”نیں تو نبوت کا مدعی نہیں کہ تا فوری عذاب نازل کروں“ ان پر واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لَکْرَاللّٰہِ اَللّٰہُمَّ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور باتبع

تذکرہ

مجموعہ

الہامات ، کشوف و رویا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جن کے آنکھ، کان، فہم وغیرہ سب جالتے رہتے ہیں اور حصارہ میں داخل ہیں۔ وہ بھی جہنم میں داخل ہوں گے جو کہ سمجھے ہوئے تو ہیں مگر بعض تعلقات دنیاوی کی وجہ سے وہ قبول نہیں کرتے معلوم ہوتا ہے اس میں کوئی توجیز ہے اور اس کو ابھی مخفی رکھا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ترقی ہونے والی ہے اور اللہ کریم کچھ چشم نہائی کر نیا لے ہیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جو کچھ ہمارے ارادہ میں ہے وہ ہو چکا اب مل نہیں سکتا۔
(البدر جلد ۲ نمبر ۲ مورخہ ۲ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۱۰۱)

۱۹۰۲ء "طاہون کا تذکرہ ہو پڑا فرمایا ایک بار مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ
خدا قادیان میں نازل ہوگا، اپنے وعدہ کے موافق
اور پھر یہ بھی تھا:-

إِنَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
(البدر جلد ۲ مورخہ ۲ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۱-الحکم جلد ۴ نمبر ۴ مورخہ ۲ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ اول)

۳۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء (الف) "نتیجہ خلافت مراد ہو یا نیکلا
آخر کا لفظ ٹھیک یاد نہیں اور یہ بھی پختہ پتہ نہیں کہ یہ الہام کس امر کے متعلق ہے؟
(البدر جلد ۲ نمبر ۲ مورخہ ۲ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۶)
(ب) "نتیجہ خلافت آئید ہے"
(الحکم جلد ۴ نمبر ۴ مورخہ ۲ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۱)

۶ نومبر ۱۹۰۲ء "۶ نومبر ۱۹۰۲ء کی شام کو میسرول میں ڈالایا کہ ایک قصیدہ مقام تہ کے مباحثہ کے
متعلق بناؤں"
(اعجاز احمدی صفحہ ۸۹-روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۲۰۳)

۱۹۰۲ء "فَقَدْ سَوَّيْتُ فِي هَذِهِ الصُّورَةِ
لِيَذْقَعَ رَبِّي كُلَّمَا كَانَ يَحْشُرُ"

۱۵ (ترجمہ از مرتب) سوائے مومنوں اور نیک عمل کرنے والوں کے۔
۱۵ "هَذَا الشَّعْرُ مِنْ وَحْيِ اللَّهِ تَعَالَى جَلَّ شَأْنُهُ" (اعجاز احمدی صفحہ ۳۴۳ ماشیہ-روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۱۵)
(ترجمہ از مرتب) یہ شعر اللہ تعالیٰ کی وحی ہے۔

طبع اول

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ
الْفَاتِحِينَ

الحمد للہ کہ زمانہ کی ضرورت کے موافق بہتوں کو طاعون سے نجات
دینے کے لئے یہ رسالہ تالیف کیا گیا اور اس کا نام

۴

دَافِعُ الْبَلَاءِ وَمُعَيِّرُ أَهْلِ الْأَصْطِفَاءِ

بمقام

قادیان دارالامان

باہتمام حکیم فضل دین صاحب مطبع ضیاء الاسلام

میں چھپا

اپریل ۱۹۰۲ء

تعداد جلد ۵۰۰

تو کچھ تعجب نہیں کہ اس معجزہ نما جانور کی گورنمنٹ جان بخشی کر دے۔ اسی طرح عیسائیوں کو چاہیے کہ کلکتہ کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ اس میں طاعون نہیں پڑیگی۔ کیونکہ بڑا بشپ برٹش انڈیا کا کلکتہ میں رہتا ہے۔ اسی طرح میاں شمس الدین اور انکی انجمن حمایت اسلام کے ممبروں کو چاہیے کہ لاہور کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گا۔ اور منشی الہی بخش اکو غنٹ جو الہام کا دعویٰ کرتے ہیں اُنکے لئے بھی یہی موقع ہے کہ اپنے الہام سے لاہور کی نسبت پیشگوئی کر کے انجمن حمایت اسلام کو مدد دیں۔ اور مناسب ہے کہ عبدالجبار اور عبدالحق شہزاد قسریٰ کی نسبت پیشگوئی کر دیں۔ اور چونکہ فرقہ وہاب کی اصل جڑ وئی ہے۔ اسلئے مناسب ہے کہ نذیر حسین اور محمد حسین وئی کی نسبت پیشگوئی کریں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گی۔ پس اس طرح سے گویا تمام پنجاب اس فہلک مرض سے محفوظ ہو جائے گا۔ اور گورنمنٹ کو بھی صفت میں تسکند دہی ہو جائیگی۔ اور اگر ان لوگوں نے ایسا نہ کیا تو پھر یہی سمجھا جائے گا کہ سچی خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔

اور بالآخر یاد ہے کہ اگر یہ تمام لوگ جن میں مسلمانوں کے فہم اور آپول کے پندت اور عیسائیوں کے پادری داخل ہیں چپ رہے تو ثابت ہو جائے گا کہ یہ سب لوگ جھوٹے ہیں اور ایک دن آنے والا ہے جو قادیان سورج کی طرح چمک کر دکھلا دیگی کہ وہ ایک سچے کا مقام ہے۔ بالآخر میاں شمس الدین صاحب کو یاد ہے کہ آپ نے جو اپنے اشتہار میں آیت امن یحبیب المضطر لکھی ہے اور اس سے قبولیت دعا کی امید کی ہے۔ یہ امید صحیح نہیں ہے کیونکہ کلام الہی میں لفظ مضطر سے وہ ضرر یافتہ مراد ہیں جو محض ابتلا کے طور پر ضرر یافتہ ہوں نہ سزا کے طور پر۔ لیکن جو لوگ سزا کے طور پر کسی ضرر کے تختہ مشق ہوں وہ اس آیت کے مصداق نہیں ہیں ورنہ لازم آتا ہے کہ قوم نوح اور قوم لوط اور قوم فرعون وغیرہ کی دعائیں اس اضطراب کے وقت میں قبول کی جاتیں مگر ایسا نہیں ہوا اور خدا کے ہاتھ نے اُن قوموں کو ہلاک کر دیا۔ اور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 (رحمہ وفضل علی رسولہ اکرم)
 قاری تاج الدین صاحب
 تالیف و تہاشیر
 قاری تاج الدین صاحب
 تالیف و تہاشیر
 قاری تاج الدین صاحب
 تالیف و تہاشیر
اسلامی مشنری

مجلد (۳۳) (۱)

مؤلف

قاضی یار محمد، صاحب بی۔ او۔ ایل پلیس

نویسہ

ضلع کانگرہ

دسمبر ۱۹۲۰ء

ریاض ہند پلیس امرتسر میں بہاؤ شاہ نور احمد پٹنہ

اوسا

قاضی یار محمد پٹنہ دہلی ضلع کانگرہ سے شائع کیا۔

ظاہر ہے کہ یہ الجمل فی سم الحیاط اشارے کے طور پر ہے۔ اور دعوت میں سے ایک درجے کی سلامت کنایہ مقرر فرمائی گئی ہیں۔ جیسا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کثافت کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عذت میں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ربوبیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا بچنے والے کے لئے اشارہ کافی بہت پس جن لوگوں کو میرا وہ رفقہ جو میں نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی حالت میں مکتھا تھا اور اس میں اپنی کثیفی حالت ظاہر کی تھی میرے جنوں کی دلیل نظر آتا ہے وہ اپنے ایمان کی فکر کریں اور قرآن کے الفاظ ولین حکات مقام دیہ جنتن ومن دہ لعلنا حننہ۔ اس کی کسوٹی پر اپنے ایمان پر جانیں۔ ان اللہ تعالیٰ ڈرنے والے کو دو جنت عطا فرمائے گا وعدہ فرماتا ہے پس کی تعریف درمیان فقرات ہیں۔ بینہ اون میں چٹے ہوئے۔ نوو اور مہمان ہوئے سرے ہوئے دیگر و نیزہ اخیر میں فرماتا ہے کہ اون دو جنتوں سے دوسرے دو جنت۔ درجہ ہیں بینہ جیسے سرے کے بعد اون کو دو جنت میں گئے۔ ایسے ہی اسی دینی زندگی میں ہی جنت نہیں گئے اور الفاظ من کان فی حدہ اعنی اعدو فی الاخرة علی۔ اس کی تشریح ہے۔

اب یہاں صاحب اور مولوی محمد مسلی صاحب نہرانی فرماتے ہیں کہ کہیں کہ ان کو دو جنت کون سے حاصل ہیں۔ پہلی اعتراض کر دینا تو بڑا آسان ہے خود کسی صنعت کے موصوفہ بتکر بنا دیں۔ اب میں مختصر طور پر اون خوابوں اور کشتوں کو ظاہر کرتا ہوں جو بطور پیشگوئی ظاہر ہوئے اور پورے والے ہیں ایک سال سے زیادہ عرصہ گذرا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ پشاور کے گرد کسی سلطان بادشاہ کی چہرہ چھاڑ ہو رہی ہے۔ انجام کچھ معلوم نہ ہوا تھا۔ مگر تاہم میں نے

ایک غلطی کا ازالہ

از:-
حضرت مسیح موعود علیہ السلام

پبلشر:- ناظر الیف و تصنیف
ربوہ منلع جھنگ

دومہزار

تعداد طبع

عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔ پھر اسکے بعد اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے۔
جرى الله في حلال الانبياء یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلال میں (دیکھو براہین احمدیہ
صفحہ ۵۰۲) پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے محمد رسول اللہ
والذین معه اشداء على الكفار سچاؤ بینہم اس وحی الہی میں میرا نام محمد رکھا گیا
اور رسول بھی۔ پھر یہ وحی اللہ ہے جو صفحہ ۵۵ براہین میں درج ہے۔ "دنیا میں ایک نذیر
آیا۔" اس کی دوسری قرأت یہ ہے کہ دنیا میں ایک نبی آیا۔ اسی طرح براہین احمدیہ میں
اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا۔ سو اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرتؐ تو
خاتم النبیین ہیں۔ پھر آپ کے بعد اور نبی کس طرح آسکتا ہے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ
بیشک اس طرح سے تو کوئی نبی نیا ہو یا پُرانا نہیں آسکتا۔ جس طرح سے آپ لوگ
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آخری زمانہ میں آتا رہتے ہیں اور پھر اس حالت میں انکو نبی بھی
مانتے ہیں۔ بلکہ چالیس برس تک سلسلہ وحی نبوت کا جاری رہنا اور زمانہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ جانا آپ لوگوں کا عقیدہ ہے۔ بیشک ایسا عقیدہ تو
معصیت ہے اور آیت وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ اور حدیث لا نبی
بعدی اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے۔ لیکن ہم اس قسم کے
عقائد کے سخت مخالف ہیں۔ اور ہم اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں جو فرمایا کہ
وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ اور اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے جس کی
ہمارے مخالفوں کو خبر نہیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے۔
اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو
اپنی نسبت ثابت کر سکے۔ نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی میرہ صدیقی
کی کھلی ہے یعنی فنا فی الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہو

میرے مخالف حضرت عیسیٰ بن مریم کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ ہمارے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرا
 دنیا میں آئے گی۔ اور چونکہ وہ بنی میں اس لئے آئے کہ انہیں پر بھی وہی اعتراض ہوگا جو مجھ پر کیا جاتا ہے یعنی
 یہ کہ خاتم النبیین کی شہرت ختم ہو جائے گی۔ مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
 جو در حقیقت خاتم النبیین تھے مجھے رسول اور بنی کے لفظ سے بلا سے جانا کوئی اعتراض کی بات
 نہیں اور نہ اس سے شہرت ختم ہوتی ہے۔ کیونکہ میں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لایا ہے اور
 میں اللہ تعالیٰ کے حقوق پر پوری طور پر ایمان لایا ہے۔ خاتم الانبیاء ہوں۔ اور خدا نے آج سے میں پر اس
 پہلے براہین کا میرے میں پرانا نام محمد اور احمد رکھا ہے۔ اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود قرار دیا
 ہے۔ پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے
 کوئی تضاد نہیں آیا۔ کیونکہ ظن اپنے اصل سے غلط نہیں ہوتا۔ اور چونکہ میں ظنی طور پر محمد ہوں
 صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی۔ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمد
 تک ہی محدود رہی۔ یعنی ہر حال کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی پر ہے نہ اور کوئی۔ یعنی جب کہ میں برفہر حال
 میرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور ہر روزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے
 انجینہ خلقت میں منکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔
 بھلا اگر مجھے قبول نہیں کرتے تو یوں سمجھ لو کہ ہمدی مودود خلق اور خلق میں ہم رنگ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا اور اُس کا اسم آنجناب کے اسم سے مطابقت ہوگا۔ یعنی اس کا نام بھی محمد اور
 احمد ہوگا اور اُن کے اہلیت میں سے ہوگا۔ اور بعض حدیثوں میں ہے کہ محمد میں سے ہوگا۔ یہی حق
 اللہ اس بات کی طرف ہے کہ وہ روحانیت کے دوسرے اسی بنی میں سے نکلا ہوگا اور اسی کی طرح کا
 رعب ہوگا۔ اس پر نہایت قوی قرینہ یہ ہے کہ جن الفاظ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلق میں
 کیا۔ یہاں تک کہ بعض کے نام ایک کر دینے ان الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم اس موعود کو اپنا ہر زبان فرمانا چاہتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ کا شیشو ما بفرماتا۔ اور ہر روز

﴿سبحانہ﴾۔ یہ بات میرے اہلاد کی تاریخ سے ثابت ہو کہ ایک دادی ہماری شریف خاندان سادات اور

بنی فاطمہ میں سے تھی۔ اسکی تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کی اور خطاب میں مجھے فرمایا کہ
 سلمان متا اهل البيت علیٰ مشرب الحسن میرا نام سلمان رکھا ہے تو سلم۔ اور
 سلم عربی میں صلح کو کہتے ہیں یعنی مقدر ہے کہ وہ صلح میرے ہاتھ پر ہوگی۔ ایک اندر ولی بنو ہاشم رضی اللہ عنہ
 اور رضاد کہہ دو کہ لگی۔ دوسری یہی کہ جو میری عداوت کے وجود کو پامال کرے اور اسلام کی حاکمیت

لے الجمعۃ : ۲

رٹائیل بیج باران

تقاریر کے کاروبار نمودار ہو گئے۔ - کافرجو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے

وَلَقَدْ سَبَقَتْ لَكُمْ آيَاتُنَا آيَاتُنَا الْعِزَّةُ الْأُولَى ۚ إِنَّ جُندَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ (سورة صافات) ۝
وَكَفَىٰ مِمَّا أُوحِيَ إِلَيَّ هَذَا الْوَحْيُ الْمُبَشِّرُ
قَالَ رَبِّكَ أَنَّهُ نَازِلٌ مِنَ السَّمَاءِ مَا يُوْضِعُكَ وَمَا تَسْتَرْجِلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ
مَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا خَرِيًّا بِهَدًى وَبُشْرَىٰ ۖ قَوْمًا لَا يُؤْمِنُونَ ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا
وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ حَسَنَاتِهِمْ خَفَوْنَ ۚ وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا بِأَنَّهُمْ الْفَتْحُ ۖ وَاللَّهُ مَعَهُمْ
نُورٌ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۚ كَتَبَ اللَّهُ لَأَعْلَيْنِ أَنَّ أَوْسَلَ لَا تَخَفُ إِلَّا لِحَا
— (لَدَى الْمُرْسَلُونَ) —

حقیقۃ الوحی

نعمتِ اعلیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ یہ کتاب جامع جہیں ہر ایک قسم کے
ستائش اور معارف اور بہت سے آسمانی نشان و سچ ہیں محض اسی کے
فضل اور کرم اور خاص اسکی توفیق اور تائید سے مرتب تالیف ہو کر

مطبع میگزین قادیان میں باہتمام مینجور مطبع کے چھپی

اسکے نور کو نابود نہ کر سکی۔ سو خدا نے جو ہر ایک کام نرمی سے کرتا ہے اس زمانہ کے لئے سب سے پہلے میرا نام عیسیٰ ابن مریم رکھا کیونکہ ضرور تھا کہ میں اپنے ابتدائی زمانہ میں ابن مریم کی طرح قوم کے ہاتھ سے دکھ اٹھاؤں اور کافراؤں ملعون اور دجال کہلاؤں اور عدالتوں میں کھینچا جاؤں سو میرے لئے ابن مریم ہونا پہلا زمین تھا مگر میں خدا کے دفتر میں صرف عیسیٰ ابن مریم کے نام سے موسوم نہیں بلکہ اور بھی میرے نام ہیں جو آج سے چھبیس برس پہلے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرے ہاتھ سے لکھا دیئے ہیں اور دنیا میں کوئی نبی نہیں گذرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے۔ میں آدم ہوں۔ میں نوح ہوں۔ میں ابراہیم ہوں۔ میں اسحاق ہوں۔ میں یعقوب ہوں۔ میں اسماعیل ہوں۔ میں موسیٰ ہوں۔ میں داؤد ہوں۔

۸۵

میں عیسیٰ ابن مریم ہوں۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں یعنی یہ ورنہ ہی طور پر جیسا کہ خدا نے اسی کتاب میں یہ سب نام مجھے دیئے اور میری نسبت جدی اللہ فی حلال الانبیاء فرمایا یعنی خدا کا رسول نبیوں کے پیرایوں میں۔ سو ضرور ہو کہ ہر ایک نبی کی شان محمد میں پائی جاوے اور ہر ایک نبی کی ایک صفت کا میرے ذریعے سے ظہور ہو۔ مگر خدا نے یہی پسند کیا کہ سب سے پہلے ابن مریم کے صفات مجھ میں ظاہر کرے۔ سو میں نے اپنی قوم سے وہ سب دکھ اٹھائے جو ابن مریم نے یہود سے اٹھائے بلکہ تمام قوموں سے اٹھائے۔ یہ سب کچھ ہوا مگر پھر خدا نے کہ صلیب کے لئے میرا نام مسیح قائم رکھنا جس صلیب مسیح کو لوڑا تھا اور اسکو زخمی کیا تھا دوسرے وقت میں مسیح اسکو توڑے مگر آسمانی نشانوں کے ساتھ نہ انسانی ہاتھوں کے ساتھ۔ کیونکہ خدا کے نبی مغلوب نہیں رہ سکتے۔ سو سنہ عیسوی کی بیستویں صدی میں پھر خدا نے ارادہ فرمایا کہ صلیب کے مسیح کے ہاتھ سے مغلوب کرے۔ لیکن جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں مجھے اور نام بھی دیئے گئے ہیں اور ہر ایک نبی کا مجھے نام دیا گیا ہے چنانچہ جو ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گذرا ہے جس کو رُدر گوپال بھی کہتے ہیں (یعنی فنا کر نیوالا اور پرورش کر نیوالا) اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا بان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن میں ہی ہوں

بدین خطاب مرا ہرگز التفات نہ ہو
بتاج و تخت زمیں آرزو نہ دارم
مرا بس است کہ ملک کا بدست آید
حوالتم بفکک کردہ اندر و ز نخست
مکہ کہ جنت علیا است مسکن و ماوا
اگر جہاں ہمہ تحقیق من کند چہ غمے ؟
منم مہج ز مان و منم کلیم خدا
نہ بلعم است کہ بدتر ز بلعم کن نادان
از ان قلوس پریدم بروں کہ دنیا نام
مرا بگلشن رضوان حق شدست گذر
کمال باکی و صدق و صفاکہ گم شدہ بود
مرغ از منم ایکہ سخت بے خبری
کسیکہ گم شدہ از خود و خویش پیوست
نیادم ز پے جنگ کارزار و جہاد
بجاک و ذلت و لعن کسان رضا دادیم
در دن من ہمہ پُر از محبت نورست
بجز اسیری عشق رخس رہائی نیست
عنایت و کرشم پرورد مرا ہر دم
بکارخانہ قدرت ہزار ہا نقش اند
بیادم کہ رو صدق را درختانم
بیادم کہ در علم و دانش بحث ایم

چہ بزم من چہ نین حکم از خدا باشد
نہ شوق افسر شاہی بل مرا باشد
کہ ملک و ملک زمیں را بقا کجا باشد
کنوں نظر بتاج زمیں چرا باشد
چرا بجز بلہ این نشیب جا باشد
کہ با من ست قدیر کہ ذو العلی باشد
منم محمد و احمد کہ محبتی باشد
کہ جنگ او بکلم حق از جہا باشد
کنوں بکنگرہ عرش جلے ما باشد
مقام من چہن قدس و صفا باشد
دو بارہ از سخن و وعظ من بپا باشد
کہ اینکہ گفتہ ام از وحی کبریا باشد
ہر آنچہ از دہنش بشنوی بجا باشد
غرض ز آدمم درس اتقا باشد
بدین غرض کہ برہستی بقا باشد
کہ در زمان ضلالت از وضیا باشد
بدر و او ہمہ امراض را دوا باشد
برہنیش اش اگر تہ چشم خویش و ا باشد
مگر تجلی رحمان ز نقش ما باشد
بدستان برم آنرا کہ پارسا باشد
بجاک نیز نمایم کہ در سما باشد

آؤ لوگو کہ میں نور خدا پاؤں گے ۔ تو تمہیں طورتی سی کا بتایا ہم نے

کتاب الفکر

یعنی

دنیکہ مذاہب پر

جلد ۱۴ بابت ماہ مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء نمبر ۳ و ۴

مطابق جمادی الاول و جمادی الثانی ۱۳۳۳ھ

سید محمد طاہر

نور اللغات

فہرست مضامین

کامفیصل ۹۱ - ۱۸۴

کا نام پورا کرے اور ہوالذی ارسل رسولہ بالہدیٰ و دین الحق لیظہر علی الدین کلہ کے زمان کے مطابق تمام ادیان باطلہ پر اتمام حجت کر کے اسلام کو دنیا کے کونوں تک پہنچا دے تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد صلعم کو اتارا تا اپنے وعدہ کو پورا کرے جو اس نے آخرین منہمکلاً بلحقوا بہم میں فرمایا تھا یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ سید موعودؑ نے خود خطبہ النابیہ صفحہ ۱۸۰ میں آیت آخرین منہمک کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ در کس طی منہمک کے لفظ کا مفہوم متحقق ہو اگر رسول کریم آخرین میں موجود نہ ہوں جیسا پہلوں میں موجود تھے؟ پس وہ جس نے سید موعودؑ اور نبی کریمؐ کو دو وجودوں کے رنگ میں دیا اس نے سید موعودؑ کی مخالفت کی کیونکہ سید موعودؑ کہتا ہے صادر وجودی وجہی اور جس نے سید موعودؑ اور نبی کریمؐ میں تفریق کی اس نے بھی سید موعودؑ کی تعلیم کے خلاف قدم مارا کیونکہ سید موعودؑ صاف فرماتا ہے کہ من فرق بینی و بین المصطفیٰ و عارفی و ماملائی (میں کو خطبہ النابیہ صفحہ ۱۸۱)۔ جس نے سید موعودؑ کی شکست نبی کریمؐ کی جنت ثانی نہ ملنا اس نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا کیونکہ قرآن بکار بکار کر رہا ہے کہ محمد رسول اللہ ایک دفعہ پھر دنیا میں آئیگا۔ پس ان سب باتوں کے سمجھ لینے کے بعد اس بات میں کوئی شک باقی نہیں رہتا کہ وہ جس نے سید موعودؑ کا انکار کیا اس نے سید موعودؑ کا انکار نہیں کیا بلکہ اس نے اسکا انکار کیا جسکی جنت ثانی کے وعدہ کو پورا کرنے کے لئے سید موعودؑ ہوش کی گئی اور اس نے اسکا انکار کیا جس نے آخرین میں آنا تھا اور پھر اس نے اس کا انکار کیا جس نے اپنی قبر سے اٹھ کر حسب وعدہ پھر اپنی قبر میں جانا تھا پس اسے نامان باتوں سید موعودؑ کے انکار کو کوئی معمولی بات نہ جان کیونکہ محمدؐ نے اپنے ہاتھوں سے اپنی نبوت کی چادر اسپر طعناں ہے اور اگر تیرا دل فیروں کے پنجے میں گرفتار ہے اور انکی محبت تجھے چین نہیں لینے دیتی تو جا پہلے آخرین منہمک کی آیت قرآن سے نکال پھینک اور پھر جو تیرے دل میں آئے کہ۔ کیونکہ جب تک یہ آیت قرآن کریم میں موجود ہے اسوقت تک تو مجبور ہے کہ سید موعودؑ کو محمدؐ کی شان میں قبول کرے اور یا سید موعودؑ سے ارتداد کی

کلمۃ الفصل

جلد ۱۴

۱۳۶

ہی الجماعۃ۔ یعنی میری امت بہتر فرقوں پر منقسم ہو جائیگی وہ سب فرقے دوزخ میں جائیں گے سوائے ایک کے۔ اور معاویہ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ بہتر فرقے دوزخ میں پڑ گئے اور ایک جنت میں جائیگا اور وہ جنت میں جانے والا جماعت کا فرقہ ہوگا۔ اب کہاں ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ مسیح موعودؑ کا ماننا جڑ و ایمان نہیں ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیوں مسیح موعودؑ کی جماعت جنت میں جائیگی اور مسیح موعودؑ کے منکر بقول نبی کریمؐ فی النار ہونگے۔ یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ ہر ایک وہ بات جس پر نجات کا مدار ہے جڑ و ایمان ہوتی ہے کیونکہ نجات کا پہلا ذریعہ ایمان ہے پس اگر مسیح موعودؑ پر ایمان لا ناجز و ایمان نہیں تو کیا وجہ ہے کہ مسیح موعودؑ کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہے اور کیوں مسلمانوں کے بہتر فرقے آگ میں ڈالے جا دیں گے؟ اور یہ حدیث میں آیا ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (إمبار رجل مسلم أكفر رجلاً فان كان كافراً أو كافراً كان هو الكافر) (ابوداؤد) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان نے کسی مسلمان کو کافر کہا پس اگر وہ کافر نہیں تو وہ خود کافر ہو جائیگا۔ اس حدیث سے پتہ لگتا ہے کہ ایک سچے مسلمان کو کافر قرار دینے سے انسان خود کافر ہو جاتا ہے۔ اب جن لوگوں نے مسیح موعودؑ پر کفر کا فتویٰ لکھا ہے ہم انکو کس طرح مومن جان سکتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ہر ایک وہ شخص جو مسیح موعودؑ کو سچا نہیں جانتا وہ آپکو کافر قرار دیتا ہے کیونکہ اگر مسیح موعودؑ سچا نہیں ہے تو نعوذ باللہ مغتری علی اللہ ہے اور مغتری علی اللہ قرآن شریف کی رد سے کافر ہوتا ہے پس اس حدیث سے پتہ لگا کہ نہ صرف وہ لوگ کافر ہیں جو صاف طور پر مسیح موعودؑ پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں، بلکہ ہر ایک شخص جو مسیح موعودؑ کو نہیں مانتا وہ آپ کو کافر قرار دیکر بموجب حدیث صیح خود کافر ہو جاتا ہے۔ فقہاء ہر ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ مسیح موعودؑ میری قبر میں دفن ہوگا جسکے یہ معنی ہیں کہ مسیح موعودؑ کو کوئی الگ چیز نہیں ہے بلکہ وہ میں ہی ہوں جو بروز ی طور پر دنیا میں آؤں گا اور حدیث مذکورہ کے یہ معنی ہیں اپنی طرف سے نہیں کیئے بلکہ خود حضرت مسیح موعودؑ نے سبکی یہی تشریح فرمائی ہے ملاحظہ ہو کشتی نوح صفحہ ۱۵۰۔ اب معاملہ صاف ہے اگر نبی کریمؐ کا انکار کفر ہے تو مسیح موعودؑ کا انکار بھی کفر ہونا چاہیے کیونکہ مسیح موعودؑ نبی کریمؐ سے الگ کوئی چیز نہیں

بلکہ وہی ہے اور اگر سچ موعود کا منکر کا فرمیں تو نمودار اللہ ہی کریم کا منکر بھی کا فرمیں کہ
یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت میں جس میں رسول
حضرت سچ موعود آپ کی روحانیت اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے آپ کا انکار کفر ہو۔

باب پنجم

اس باب میں حضرت خلیفہ اول کے فتاویٰ در بارہ مسئلہ کفر و اسلام درج کئے جائیں گے
تاس بات کا پتہ لگے کہ مدعی علیہ السلام پر ایمان لانے کے دعویٰ میں کون سچ ہے اور کس کا دعویٰ
غفاق اور صحت و قوت پر مبنی ہے۔

سو واضح ہو کہ ایک دفعہ حضرت خلیفہ اول کے سوال پیش ہوا کہ جو غیر احمدی مسلمان ہم سے
پوچھے کہ ہماری ایت تمہارا کیا خیال ہے اسے کیا جواب دیا جاوے۔ فرمایا "لا الہ الا اللہ کے
ماننے کے نیچے خدا کے سارے ماموروں کے ماننے کا حکم آجاتا ہے۔ اللہ کو ماننے کا یہی حکم ہے کہ
انکے سارے حکموں کو۔" انا جاوے۔ اب سارے ماموروں کو ماننا لا الہ الا اللہ کے معنوں
میں داخل ہے حضرت آدمؑ۔ حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰؑ حضرت مسیحؑ ان سب کا ماننا ہی
لا الہ الا اللہ کے ماتحت ہے حالانکہ انکا ذکر اس کلمہ میں نہیں ہے۔ قرآن مجید کا ماننا سیدنا
حضرت محمدؐ قائم البینین پر ایمان لانا۔ قیامت کا ماننا سب مسلمان جانتے ہیں کہ اس کلمہ کے مفہوم
میں داخل ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ ہم مرزا صاحب کو نیک مانتے ہیں لیکن وہ
اپنے دعویٰ میں جھوٹے تھے یہ لوگ بڑے جھوٹے ہیں خدا تعالیٰ فرماتا ہے
ومن اعظم من افتری علی اللہ کذباً او کذب بالحق لمتاجاوا۔ دیا
میں سب بڑھ کر عالم دوہی ہیں ایک وہ جو اللہ پر افترا کرے۔ دوم جن کی تکذیب کرے پس
یہ کہنا کہ مرزا نیک حکم اور دعاوی میں جھوٹا گو یا نور و ظلمت کو جمع کرنا ہی
جونا ممکن ہے۔ یہ مضمرن چھپ چکا ہے (دیکھو بر نمبر ۱۹ جلد ۱۰ مورخہ ۹۰)۔ انجیل مشرق
پھر ایک دفعہ اور ایک دوست کا خط حضرت کی خدمت میں پیش ہوا کہ بعض غیر احمدی

مستقل اور حقیقی نبوتوں کا دروازہ بند ہو گیا اور ظلی نبوت کا دروازہ کھولا گیا پس اب جو ظلی نبی ہو تب وہ نبوت کی نمر کو توڑنے والا نہیں کیونکہ اسکی نبوت اپنی ذات میں کچھ چیز نہیں بلکہ وہ محمد کی نبوت کا ظل ہے۔ نہ مستقل نبوت۔ اور یہ جو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ظلی یا بروزی نبوت گھٹیا قسم کی نبوت ہے یہ محض ایک نفس کا دھوکہ ہے جس کی کوئی بھی حقیقت نہیں کیونکہ ظلی نبوت کے لینے یا فردی ہے کہ انسان نبی کریم مسلم کی ابتداء میں اسقدر فرق ہو جاوے کہ من تو شدم تو سن شدی کے درجہ کو پہلے ایسی صورت میں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جیسے کمالات کو عکس کے رنگ میں اپنے اندر ترمایا گیا مگر اسی کی ان دونوں میں قرب و آنا بیگانگی کہ نبی کریم مسلم کی نبوت کی چادر بھی اس پر چڑھائی جائیگی تب جا کر وہ ظلی نبی کمالیگا پس جب ظل کا یہ تقاضا ہے کہ اپنے اصل کی پوری تصویر ہو اور اسی پر تمام انبیاء کا اتفاق ہے تو وہ ناداں جو مسیح موعود کی ظلی نبوت کو ایک گھٹیا قسم کی نبوت سمجھتا یا اس کے معنی ناقص نبوت کے کرتا ہے وہ ہوش میں آوے اور اپنے اسلام کی فکر کرے کیونکہ اس نے خدا کی نبوت کی شان پر حملہ کیا ہے جو تمام نبوتوں کی سر تاج ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ لوگوں کو کیوں حضرت مسیح موعود کی نبوت پر ٹھوکر لگتی ہے اور کیوں بعض لوگ آپ کی نبوت کو ناقص نبوت سمجھتے ہیں کیونکہ میں تو یہ دیکھتا ہوں کہ آپ آنحضرت مسلم کے بروز ہونے کی وجہ سے ظلی نبی تھے اور میں ظلی نبوت کا پایہ بہت بلند ہے۔ یہ ظاہر بات ہے کہ پہلے زمانوں میں جو نبی ہوتے تھے ان کے لینے بروزی نہ تھا کہ ان میں وہ تمام کمالات رکھے جاویں جو نبی کریم مسلم میں رکھے گئے بلکہ ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے تھے کسی کو بہت کسی کو کم۔ مگر مسیح موعود کو تو جب نبوت ملی جب اس نے نبوت عظمیٰ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی نبی کھائے پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو نیچے نہیں بٹایا بلکہ آگے بڑھا یا اور استعداد ان کے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو پہلو لکھنا لیا۔ اس بات سے کون انکار کر سکتا ہے کہ میں نے لینے بروزی نہ تھا کہ وہ نبی کریم کے تمام کمالات حاصل کر لینے کے بعد نبی بنایا جاتا۔ دلو تو مہربان کھینچے بروزی نہ تھا کہ انکو نبی کا خطاب تب دیا جاتا جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات سے پورا حصہ لے لیتے اور پھر میں تو یہ بھی کہوں گا کہ موسیٰ کے لینے بھی یہ بروزی نہ تھا

کلمۃ نفیصل

جلد ۱۲

۱۵۸

مستقر میں کا یہ خیال ہے کہ کلمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک اس فرض سے رکھا گیا ہے کہ وہ آخری نبی ہیں جسے تو یہ اعتراض کرتا ہے کہ اگر محمد رسول اللہ کے بعد کوئی اور نبی ہو تو اس کا کلمہ بناؤ ناوان انہیں سوچتا کہ محمد رسول اللہ کا نام کلمہ میں تو اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ نبیوں کے سر تاج اور خاتم النبیین ہیں اور آپ کا نام لینے سے باقی سب نبی خود اندر آجاتے ہیں ہر ایک کا علیحدہ نام لینے کی ضرورت نہیں ہے ہاں حضرت مسیح موعودؑ کے آنے سے ایک فرق ضرور پیدا ہو گیا ہے اور وہ یہ کہ مسیح موعودؑ کی بعثت سے پہلے تو محمد رسول اللہ کے مفہوم میں صرف آپؐ کے پہلے گزرے ہوئے انبیاء شامل تھے مگر مسیح موعودؑ کی بعثت کے بعد محمد رسول اللہ کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہر گزئی لہذا مسیح موعودؑ کے آنے سے نوزاد اللہ کا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا کلمہ باطل نہیں ہوا بلکہ وہ بھی زیادہ شان سے چمکنے لگ جاتا ہے۔ فرض اب بھی اسلام میں داخل ہونے کے لیے یہی کلمہ ہے صرف فرق اتنا ہے کہ مسیح موعودؑ کی آمد نے محمد رسول اللہ کے مفہوم میں ایک رسول کی زیادتی کر دی ہے اور بس۔ علاوہ اسکے اگر ہم بغرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریمؐ کا اسم مبارک اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپؐ آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اور ہم کو بتے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعودؑ نبی کریمؐ سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے صاسر وجوی وجود کا نیز من فراق بینی و بین المصطفیٰ فماعر فنی و ماسرائی اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ آیت آخرین منهم سے ظاہر ہے جس میں مسیح موعودؑ خود محمد رسول اللہؐ ہے جو اشد اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں ہاں اگر محمد رسول اللہؐ کی جگہ کوئی اور آیا تو ضرورت پیش آتی۔ قدر واد

چھٹا اعتراض یہ ہے کہ لافراق بین احد من سلسلہ کے لفظ رسول کے مفہوم میں صرف وہی رسول شامل ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گئے تھے ہیں اور اس کا ثبوت یہ دیا جاتا ہے کہ صمدہ بقر کے پہلے روع میں ختی کی شان میں

۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء

شعرو سخن نظم (از اکمل آف گوئیے)

غلام احمد جو دارالامان میں	امام اپنا عزیز اس زمان میں
مکان اس کامے گویا لامکان میں	غلام احمد ہے عرش رب اکرم
شرقت پایا ہے نوع انس و جان میں	غلام احمد رسول اللہ ہے برحق
بروز مصطفیٰ ہو کر جہان میں	غلام احمد میٹھا ہے افضل
بلا شک جائیگا باغ جنان میں	غلام احمد کا خادم ہے جودل سے
یہ ہے اعجاز احمد کی زبان میں	تسلی دل کو ہو جاتی ہے حاصل
خدا اک قوم کا مارا - جہان میں	بھلا اس مجزے سے بڑھکے کیا ہو
کہاں طاقت تھی یہ سین و سنان میں	قلم سے کام جو کر کے دکھایا
اور آگے سے ہیں بڑھکر اپنی شان میں	محمد پھر اتر آئے ہیں - ہم میں
غلام احمد کو دیکھتے تو دیان میں	محمد دیکھتے ہوں جس نے اکمل
یہ رتبہ تو نے پایا ہے جہان میں	غلام احمد مختار ہو کر -
کہ سب کچھ لکھ دیا راز ہنسان میں	تری مدحت سرائی مجھ سے کیا ہو

نہا ہے تو - خدا جہم سے ہی و اللہ

ترا رتبہ نہیں آتا بیان میں

انصار بدر

عظیم فضیلین صاحب قادیان حال دارہ جبرہ - بدر اخبار کے مال پر پیشہ جہانی کی نظر
کھاتے تھے، اور ان کے واسطے نئے دارہ دارا کرنا سمجھا کہ ان کے اس - راجہ کے اس

انہاء العصر قادیان دارالامان سرگودھا جولائی 1922ء

جلد ۱

۵

حضرت ظیفہ السیاح کی ڈائری

(۳۳۳ صفحہ)

زادہ کراچی دوایہ میری کی ڈائری ہے۔ ایک شہر دینا چاہتا ہوں۔ اس کی نسبت کسی شخص کی ڈائری کے متعلق جلی میں ہے، اس کی نسبتیں، بلکہ اس کے

۳۴ صفحہ ہے۔ جو میری زبان پر جاری تھا۔ لایا بیوز پر میں ہر جگہ کے لوگ خود بیان کر کے لکھتے ہیں۔ اس کی نسبتیں، بلکہ اس کے

دوری شہادت کے درمیان ایک صاحب نے (سکرکر) زوایا بات تو ابھی ہے، ہر جگہ کے متعلق وہ کہتا ہے، اس کی نسبتیں، بلکہ اس کے

زادہ کراچی دوایہ میری کی ڈائری ہے۔ ایک شہر دینا چاہتا ہوں۔ اس کی نسبتیں، بلکہ اس کے

زادہ کراچی دوایہ میری کی ڈائری ہے۔ ایک شہر دینا چاہتا ہوں۔ اس کی نسبتیں، بلکہ اس کے

زادہ کراچی دوایہ میری کی ڈائری ہے۔ ایک شہر دینا چاہتا ہوں۔ اس کی نسبتیں، بلکہ اس کے

زادہ کراچی دوایہ میری کی ڈائری ہے۔ ایک شہر دینا چاہتا ہوں۔ اس کی نسبتیں، بلکہ اس کے

زادہ کراچی دوایہ میری کی ڈائری ہے۔ ایک شہر دینا چاہتا ہوں۔ اس کی نسبتیں، بلکہ اس کے

زادہ کراچی دوایہ میری کی ڈائری ہے۔ ایک شہر دینا چاہتا ہوں۔ اس کی نسبتیں، بلکہ اس کے

زادہ کراچی دوایہ میری کی ڈائری ہے۔ ایک شہر دینا چاہتا ہوں۔ اس کی نسبتیں، بلکہ اس کے

زادہ کراچی دوایہ میری کی ڈائری ہے۔ ایک شہر دینا چاہتا ہوں۔ اس کی نسبتیں، بلکہ اس کے

زادہ کراچی دوایہ میری کی ڈائری ہے۔ ایک شہر دینا چاہتا ہوں۔ اس کی نسبتیں، بلکہ اس کے

زادہ کراچی دوایہ میری کی ڈائری ہے۔ ایک شہر دینا چاہتا ہوں۔ اس کی نسبتیں، بلکہ اس کے

زادہ کراچی دوایہ میری کی ڈائری ہے۔ ایک شہر دینا چاہتا ہوں۔ اس کی نسبتیں، بلکہ اس کے

زادہ کراچی دوایہ میری کی ڈائری ہے۔ ایک شہر دینا چاہتا ہوں۔ اس کی نسبتیں، بلکہ اس کے

زادہ کراچی دوایہ میری کی ڈائری ہے۔ ایک شہر دینا چاہتا ہوں۔ اس کی نسبتیں، بلکہ اس کے

زادہ کراچی دوایہ میری کی ڈائری ہے۔ ایک شہر دینا چاہتا ہوں۔ اس کی نسبتیں، بلکہ اس کے

زادہ کراچی دوایہ میری کی ڈائری ہے۔ ایک شہر دینا چاہتا ہوں۔ اس کی نسبتیں، بلکہ اس کے

زادہ کراچی دوایہ میری کی ڈائری ہے۔ ایک شہر دینا چاہتا ہوں۔ اس کی نسبتیں، بلکہ اس کے

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاَتَّبِعُوْنِیْ یُحِبِّہُ اللّٰهُ

شیر المہدی

(حصہ دوم)

تالیف لطیف حضرت صبا جزا وہ میرا بشیر احمد صاحب ایم

جسے

مینجر مہاراجے تالیف اشاعت دیان درالامان

نے

ماہ دسمبر ۱۹۲۷ء میں شائع کیا

پڑاں قدم نامناسب زور دیا ہے اور اتنا مبالغہ سے کام لیا ہے کہ شریعت کی اصل روح سے وہ باتیں باہر ہو گئی ہیں۔ اب اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ نمازیوں کے درمیان بونہی فالتو جگہ نہیں پڑی جتنی چاہئے بلکہ نمازیوں کو مل کر کھڑا ہونا چاہئے تاکہ اول تو بے فائدہ جگہ ضائع نہ جاوے اور بے ترقبی واقع نہ ہو تیسرے بڑے آدمیوں کو یہ بہانہ نہ ملے کہ وہ بڑائی کی وجہ سے اپنے سے کم درجہ کے لوگوں سے ذرا ہٹ کر الگ کھڑے ہو سکیں وغیرہ ذلک۔ مگر اس پر اہل حدیث نے اتنا زور دیا تو اس قدر مبالغہ سے کام لیا ہے کہ یہ مسئلہ ایک مضحکہ خیز بات بن گئی۔ اب گویا ایک اہل حدیث کی نماز ہو نہیں سکتی جب تک وہ اپنے ساتھ والے نمازی کے کندھے سے کندھا اور ٹخنہ سے ٹخنہ اور پاؤں سے پاؤں رگڑاتے ہوئے نماز ادا کرے حالانکہ اس قدر قرب جائے مفید ہونے کے نمازیں فواہ خواہ پریشانی کا موجب ہوتا ہے۔

(۳۴۳) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ حافظ محمد ابراہیم صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ سنی علماء کا واقعہ ہے کہ میں ایک دن مسجد مبارک کے پاس والے کمرہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم تشریف لائے اور اندر سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی تشریف لے آئے اور حضور ہی میں مولوی محمد احسن صاحب امروہی بھی آگئے۔ اور آتے ہی حضرت مسیح موعود سے حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول کے خلاف بعض باتیں بطور شکایت بیان کرنے لگے۔ اس پر مولوی عبد الکریم صاحب کو جوش آگیا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ ہردو کی ایک دوسرے کے فحش آوازیں بلند ہو گئیں اور آواز کمرے سے باہر جانے لگے۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی۔ (یعنی اسے مومنو! اپنی آوازوں کو نبی کی آواز کے سامنے بلند نہ کیا کرو) اس حکم کے سنتے ہی مولوی عبد الکریم صاحب تو فوراً خاموش ہو گئے اور مولوی محمد احسن صاحب حضور ہی دیر تک آہستہ آہستہ اپنا جوش کالتھہر ہے اور حضرت اقدس وہاں سے آنکھ پر تھپکے کی نماز کے واسطے مسجد مبارک میں تشریف لے آئے۔

(۳۴۴) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ بیان غلام نبی صاحب سیٹھی نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جبکہ میں قادیان میں تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام آئینہ مکالمات اسلام تصنیف فرما رہے تھے۔ حضرت صاحب نے جماعت کے ساتھ مشغول فرمایا کہ علماء اور گدی نشینوں میں تسلی

لٹریچر باراوی

الحمد لله والمنة
کہ تمام مخالفوں پر الہی حجت پوری کرنے کیلئے

یہ رسالہ

جس کا نام ہے

البعین

للتمام الحجۃ علی المخالفین

بمقام قادیان مطبع ضیاء الاسلام میں باہتمام حکیم فضل دین صاحب

مالک مطبع چمپکر

شائع ہوا

قیمت ۱۵

جلد ۰۰ ۷

۱۵- دسمبر ۱۹۰۰ء

جو ہرٹی گورڈی نے میرے مقابل پر کی۔ کیا میں نے اس کو اس لئے بلایا تھا کہ میں اس سے ایک منقولی بحث کر کے بیعت کر لوں۔ جس حالت میں میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے مسیح موعود مکرر کے بھیجا ہے اور مجھے بتا دیا ہے کہ فلاں حدیث سچی ہے اور فلاں جھوٹی ہے اور قرآن کے صحیح معنوں سے مجھے اطلاع بخشی ہے تو پھر میں کس بات میں اور کس غرض کے لئے ان لوگوں سے منقولی بحث کروں جبکہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر تو کیا انہیں مجھ سے یہ توقع ہو سکتی ہے کہ میں ان کے ظنیات بلکہ موضوعات کے ذخیرہ کو سُنکر اپنے یقین کو چھوڑ دوں جس کی حق الیقین پر بنا ہے اور وہ لوگ بھی اپنی ضد کو چھوڑ نہیں سکتے کیونکہ میرے مقابل پر جھوٹی کتابیں شائع کر چکے ہیں اور اب انکو رجوع اشد من الموت ہے تو پھر ایسی حالت میں بحث سے کونسا فائدہ مترتب ہو سکتا تھا اور جس حالت میں میں نے اشتہار دے دیا کہ آئندہ کسی مولوی وغیرہ سے منقولی بحث نہیں کر دنگا تو انصاف اور نیک نیتی کا تقاضا یہ تھا کہ ان منقولی بحثوں کا میرے سامنے نام بھی

کہ پہلے آپ اسلام سے مرتد ہو جائیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد بھی حدیث مذہب دہلی کے دوسرے خطا نکلا۔ لہذا اس غلطی کی وجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ کے اصول کے رو سے کاذب ٹھہرے۔ پہلے اس سوال کا جواب دے پھر میرے پراعراض کرد۔ اسی طرح احمدیہ کے داماد کے متعلق بھی شرطی پیشگوئی ہے اگر کچھ ایمان باقی ہے تو کیوں شرط کی انتظار نہیں کرتے اور یہ کسی دیانت منہ کی مداری کتاب میں لکھرام کے متعلق کی پیشگوئی کا ذکر بھی نہیں کیا۔ کیا وہ پیشگوئی پوری ہوئی یا نہیں، کیا احمدیہ پیشگوئی کے مطابق عباد کے اندر مرگیا نہیں۔ ابھی کل کی بات کہ آپ کے معزز دوست ڈپٹی فوج علیشاہ صاحب نے میرے استفسار پر بڑے یقین سے گواہی دی تھی کہ نہایت معافی سے لکھرام کے متعلق پیشگوئی پوری ہو گئی۔ اب اسی جماعت میں ہو کر آپ تکذیب کرنے لگے۔ منہ

هَذِهِ اَنْذَانِي مَعَكَ اللهُ قَدْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ اِلَيَّ اَنْمَارُ اَلَمْ نَكُنْ اَنْزِلًا
وَالْخُبْرُ كُلُّهُ فِي الْقُرْآنِ وَ لَقَدْ كُنْتُ فِيكُمْ مُمْتَحِنًا مِّنْ قَبْلِهِ اَفَلَا تَعْقِلُونَ وَ لَقَدْ اَنزَلْنَا
هَذَا اَنْزِلًا لِّتُذَكَّرَ اَنْ هُدًى اَللّٰهُ هُوَ الْهُدٰى اَلَا اِنَّ جِبْرٰتَ اَللّٰهِ هُمُ الْعَالَمُونَ
اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِتُخْرِجَ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنَاكَ اَلْكِتٰبَ وَ مَا تَاَخَّرُ اَلَيْسَ اِنَّهُ بِكَافٍ
عِنْدَكَ فَتْرًا اِنَّهُ مَعًا ذٰلِكَ اَوْ كَانَ عِنْدَ اَللّٰهِ وَجْهًا وَ اَللّٰهُ مُؤْمِنٌ كَرِيْمٌ اَلَا اِنَّ اِيَّاهُ
وَلْيَعْبُدُوْهُ اِنَّهُ لَكَنَّا سِرٌّ وَ رَحْمَةٌ مَّتَّ وَ كَانَ اَمْرًا مُّقْضٰی قَوْلَ الْحَقِّ اَلَّذِيْ فِيْهِ تُمْتَرُوْنَ
يَا اَحْمَدُ نَاضِبِ اِلٰى رَحْمَةِ عَلٰى شَفَعَتِكَ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ اَلْكِتٰبَ اَلَّذِيْ فِيْهِ اَرْسَالُكَ وَ اَلْعَزْ
رُ اِنَّ شَيْئَكَ هُوَ اَلْاَسْرَ اَلَّذِيْ قَسَمَ اَلَا يُبَيِّنُكَ وَ اَصْرَكَ يَتَقٰى يَوْمَ يَجِيْءُ الْحَقُّ وَ

یہاں کہشت نہایت کیا جاؤں۔ زمین و آسمان بندھے ہوئے تھے سو ہم نے دونوں کو کھول دیا۔ دیکھتے انہوں نے
ایک منہ کی جگہ بنا رکھا ہے۔ کی یہی ہے جو خدا کی طرف سے بھیجا گیا۔ کہ میں ایک آدمی ہوں تو میرا مجھے خدا
سے الگ نہ ہونا ہے کہ تم خدا ایک خدا ہے۔ اور تمام جہاں قرآن میں ہے۔ اور میں اس سے پہلے ایک مدت
سے تم میں ہی رہتا تھا۔ کیا تمہیں میرے حالات معلوم نہیں۔ اور انہوں نے کہا کہ یہ باتیں افتراء ہیں۔ نہ حقیقی ہدایت
جس میں غلطی نہ ہو خدا کی ہدایت ہے۔ اور خبردار ہو کہ خدا کا گروہ ہی آخر کا رعب ہوتا ہے۔ بہشت نے تجھے کھلی
کھلی فتح دی ہے تیرے اگلے و پچھلے گناہ معاف کئے جائیں۔ کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے۔
سو خدا نے ان کے الزاموں سے اس کو بری کیا۔ اور وہ خدا کے نزدیک وجہ ہے۔ اور خدا کا فروں کے مکر
کو شہادت کر دے گا۔ اور جو اس کو لوگوں کے لئے نشان بنائیں گے۔ اور رحمت کا نمونہ ہو گا۔ اور یہی مقتدر
تھا۔ یہ وہ سچا قول ہے جس میں لوگ شک کرتے ہیں۔ اے احمد! رحمت تیرے لبوں پہ جاری ہو رہی ہے۔ ہم نے
تجھے جنت سے حقائق اور حادثات اور بذات بخشے ہیں۔ اور زوریت نیک عطا کی ہے۔ سو خدا کے لئے نماز پڑھ
اور قربانی کر۔ تیرا جو بے خبر ہے یہی خدا اسے بے نشان کر دے گا۔ اور وہ نامراد ہوے گا۔ نبیوں کا چاند آئے گا

۱۔ یہ الہام کہ اِن شَیْئِكَ هُوَ اَلْاَسْرَ اَلَّذِيْ قَسَمَ اس وقت اس عاجز پر خدا تعالیٰ کی طرف سے اُتھا ہوا کہ جب ایک شخص
کو مسلم سعد اللہ نام نے ایک لفظ گالیوں سے بھری ہوئی اس عاجز کی طرف بھیجی تھی اور اس میں اس عاجز کی نسبت
اس ہندو زادہ نے وہ الفاظ استعمال کئے تھے کہ جب تک ایک شخص درحقیقت شقی نہایت طینت، فاسد القلب
نہ ہو ایسے الفاظ استعمال نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔ سو یہ الہام اس کے اشتہار اور رسالہ کے پڑھنے کے وقت ہوا کہ اِن
شَیْئِكَ هُوَ اَلْاَسْرَ۔ سو اگر اس ہندو زادہ بد لغت کی نسبت ایسا وقوع میں نہ آیا اور وہ نامراد اور ذلیل اور سوا
نہرا تو سمجھو کہ یہ خدا کی طرف سے نہیں ۱۱۔ انجیل آتھم ما شیہ صفحہ ۵۸، ۵۹۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۵۸، ۵۹

يُكْتَفَى بِهَذِهِ وَيَخْتَارُ الْعَادِي سُرُوتَ آتَمِهِ اَمَلُوهُ لِذِي كَرَمٍ اَنْتَ مَعِي وَتَعَدُّ
 سِرِّكَ سِرِّي وَصُغْنَا عَنْكَ وَذَرَكْ اَسْوَى نَقْصَ ظَهْرِكَ وَوَرَعْنَا لَكَ وَكَرَّكَ بِحُكْمِكَ
 مِنْ دُونِهِ اَيْتَمَهُ الْكَفَرُ لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلَى عَزَّسْتَ لَكَ يَدِي اَحْمَدِي
 وَقَدْ رَوَى لَنْ يَخْلَعَ اللَّهُ بِلَاغِي عَنِ الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا يَنْصُرُكَ اللَّهُ فِي مَا مِنْ
 نَكَبٍ اللَّهُ لَا يَخْلُقُ اَنَا وَرَسُوهُ لَا مُبْدِلَ لِكَلِمَاتِهِ اِنَّهُ اَسَدِي جَعَلَكَ لَعِينَهُ
 بَنٍ مَزِيْمٍ قُلْ هَذَا فَضْلُ رَبِّي وَرَبِّي اَجِدُ تَفْصِي مِنْ مُدْرِبٍ الْحَطَّابِ
 يَا عَلِيُّ رَبِّي مُتَوَكِّلٌ وَرَفَعْتُ اِلَيْكَ وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ لَعَنُوا
 اِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ نَظَرًا لِلَّهِ اِنَّكَ مُعْطَا وَقَالُوا اتَّجَعْنَا مِنْهَا مِنْ نَفْسِهِ فِيهَا
 قَاتَ رَبِّي اَعْلَمَ مَا لَا تَعْلَمُونَ وَقَالُوا كِتَابٌ مُبِينٌ اَمِنْ الشُّعْرَى وَالْكَذِبِ قُلْ
 اَعَدُّوا سَاعَةَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ وَابْنَاءُكُمْ وَابْنَاءُكُمْ وَرَسُوْلُكُمْ اَنْفُسًا وَاَنْفُسُكُمْ سَمِعَ
 لَنْفَسِهِمْ فَتَجْعَلُ اَفْتَةً اَللَّهُ عَلَى الْكَافِرِيْنَ سَلَامٌ عَلَى رُسُلِهِمْ مَا قِيلَ لَهُ وَ
 تَجِيئُهُ مِنْ اَفْتِهِ تَقَرُّ اَنْتُمْ اِيْلَهُ يَا اَدُوْا غَايِلٌ بِاللَّيْلِ رَفَقًا وَابْنًا ثَمَرًا
 وَاَنَا مِنْ يَنْتَكُ وَاَللَّهُ يَعِصُكَ مِنَ النَّاسِ كَذَبًا يَا قِي وَكَأَنَّهُ اِيْهَا يَسْتَهْزِئُ وَاَنْ

اور تیرا کام تجھے حاصل ہو جائے گا۔ اس دن حق آئے گا اور سچ کھول جائے گا اور جو شخص ان میں ہیں ان کا افسوس ظاہر ہو جائے گا۔ یہ سچی باتوں کو نہ کو تو تم کو کہ کوئی تم سے ساتھ اور میں تیرے ساتھ ہوں۔ تیرا عہد میرا عہد ہے۔ تم نے تیرا وہ بوجھ اتار دیا جس نے تیری کمر توڑ دی۔ اور تیرے دلوں کو ہم نے بلند کیا۔ تجھے خدا کے سوا اوروں سے ڈراتے ہیں۔ یہ کفر کے پیشوا ہیں۔ مٹ ڈر۔ غلبہ تم کو ہے۔ میں نے اپنی رحمت و قدرت کے درخت تیرے کٹ اپنے ہاتھ سے لگائے۔ خدا ہرگز ایسے نہیں کرے گا کہ کافروں کا مومنوں پر کچھ لازم ہو۔ خدا تجھے کئی میدانوں میں فتح دے گا۔ خدا کا یہ تسلیم نوشتہ ہے کہ میں اور میرے رسول غاب رہیں گے۔ اس کے کلموں کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ وہ خدا جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا۔ کہ یہ خدا کا فضل ہے اور میں تو کسی خطاب کو نہیں جانتا۔ اُنٹے میس ایسے تجھے وفات دلوں گا اور اپنی حرمت اٹھاؤں گا۔ اور تیرے بعد اوروں کو تیرے مخالفوں پر قیامت تک غلبہ بخشوں گا۔ خدا نے تیرے پر خوشنودا نظر کیا۔ اور لوگوں نے دلوں میں کہا کہ اسے خدا کیا تو۔ یہ شخصہ کو اپنا خلیفہ بنائے گا۔ خدا نے کہا کہ جو کچھ میں جانتا ہوں تمہیں معلوم نہیں۔ اور لوگوں نے کہا کہ یہ کتاب کفر اور کذب سے بھری ہوئی ہے۔ ان کو کہہ دے کہ آؤ ہم اور تم اپنے بیٹوں اور عورتوں اور عزیزوں سمیت ایک جگہ اکٹھے ہوں پھر مبالغہ کریں اور جھوٹوں پر لعنت بھیجیں۔ اگر ہم یعنی اسی عجز پر سلام ہم نے اس سے دلی دوستی کی اور غم سے نجات دی۔ یہ ہم راہی کام تھا جو ہم نے کیا۔ اُسے داؤد اور لوگوں سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاملہ کر۔ کوئی حالت میں سرے لگا کر نہیں تجھ سے راضی ہوں گا۔ اور خدا تجھ کو لوگوں کے

۱۰ جولائی ۱۹۰۶ء "دیکھیں آسمان سے تیس کھڑے برسوں کا، و زمین سے نکلوں کا پرہیز جس سے

نیا عہد میں چڑھے جائیں گے۔"

پروردگار نمبر ۳۳ مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۰، حکم جلد ۱، نمبر ۵۴ مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۰

۹۰۰

يَا اَحْمَدُ رَبِّكَ اللَّهُ يَبْلُغُ مَا اَمَرْتُ اِذَا اَمَرْتُ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَفُوعٌ

اے احمد خدا نے تمہیں برکت رکھ دی ہے جو کچھ کہنے چاہی وہ کہنے میں پہنچ جائیگا، جس سے

"لَا يَخْفَىٰ عَنْكُمْ الْغُيُوبُ" اِسْمٰذِلْ قَوْمًا مَّا اَسْلَمُوْا اَبَآكُمْ وَبَنَاتِكُمْ

نہانے والے غیبی امور میں سے کچھ تمہارے باپوں کو اور ان کے بیٹوں کو اور ان کے بیٹوں کے

سپاہیوں کے مجاہدین میں سے کس ایک کو میری وصیت ہوگی اِسْمٰذِلْ اَلْمُؤْمِنِيْنَ

مومنوں کی راہ میں جو کچھ میں نے تمہیں وصیت کیا ہے تمہیں وصیت ہوگی اِسْمٰذِلْ اَلْمُؤْمِنِيْنَ

فَسَجَدَ الْحَقُّ وَرَفَعَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوًّا كُلُّ بَرٍّ لَّهِ مِنْ مُحَمَّدٍ

حق تعالیٰ اور باطل بھاگ گیا۔ اور باطل بھاگنے والا ہی تھا۔ ہر ایک برکت محمد

صَلَّىٰ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَادَرَوْا مِنْ عِلْمِهِ وَتَوَلَّوْا اِنْ هَذَا

اسی اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے ہے۔ پس بڑا مبارک وہ ہے جس نے تعلیم دی اور جس نے تعلیم پائی، جو کچھ میں نے

اِنْ اَخْتَلَفْتُمْ فَاِنَّكُمْ لَمِنْ اُولٰٓئِكَ اِنْ اَخْتَلَفْتُمْ فَاِنَّكُمْ لَمِنْ اُولٰٓئِكَ

وہ نہیں ہیں جو اختلاف کرتے ہیں، اگر تم میں اختلاف ہوگا تو تم میں سے کچھ ایسے ہیں جو

اِنْ اَخْتَلَفْتُمْ فَاِنَّكُمْ لَمِنْ اُولٰٓئِكَ اِنْ اَخْتَلَفْتُمْ فَاِنَّكُمْ لَمِنْ اُولٰٓئِكَ

اگر تم میں اختلاف ہوگا تو تم میں سے کچھ ایسے ہیں جو اختلاف کرتے ہیں، اگر تم میں

عَلَى اللّٰهِ كَيْدُكُمْ هُوَ الَّذِي اَرْسَلْنَا رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ

جس نے تم پر افترا کیا اور تمہیں راہ خدا و حق کی راہ پر بھیجا اور میں نے تم کو

بِطُّغْيَانٍ اَعْمٰى الدِّيْنِ كَلِمَةً لَا مَسْدِلَ اِلَيْهَا لَكُمْ لَوْ كُنْتُمْ

تو اس دین کو گمراہی کے دین پر غلبہ سے خدا کی باتیں پوری ہو کر رہتی ہیں کوئی تم کو بدل نہیں سکتا، اور لوگ بھی

لے احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الاستغناء صفحہ ۵۴ مشمولہ حقیقۃ الوحی - روحانی خزائن جلد ۲، صفحہ ۵۴،

میں اس انداز میں تحریر فرماتے ہوئے اس کی تاریخ "۱۰ جولائی ۱۹۰۶ء" تحریر فرمائی ہے اس لئے اسے یہاں

درج کیا گیا۔ (مرتب)

چنانچہ راستہ میں شیخ حامد علی کی ایک چادر اور ہمارا ایک رومال گر ہو گیا۔ اس وقت حامد علی کے پاس وہی چادر تھی۔“ (نزول المسیح صفحہ ۲۲۹، ۲۳۰۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹)

۱۸۸۶ء "بیجا تھ برہمن ولد بھگت رام کو کشفی طور پر اطلاع دی گئی تھی کہ ایک برس کے عرصہ تک تجھ پر مصیبت نازل ہونے والی ہے اور کوئی خوشی کی تقریب بھی ہوگی۔ چنانچہ اس پیشگوئی پر اس کے دستخط کرنے لگے جو اب تک موجود ہیں۔ پھر بعد ازاں ایک برس کے عرصہ میں اس کا باپ جوانی کی عمر میں ہی فوت ہو گیا اور اسی دن ان کی شادی کی تقریب بھی پیش تھی یعنی کسی کامیابہ تھا۔“ (شخص حق صفحہ ۲۴۱، ۲۵۱۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۳۸۳)

۱۱ جولائی ۱۸۸۶ء "میں نے آج خواب میں دیکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے مکان پر موجود ہیں۔ دل میں خیال آیا کہ ان کو کیا کھلائیں؟ تم تو خواب ہو گئے ہیں تب اور آرم خیب سے موجود ہو گئے۔ واللہ اعلم! اس کی کتبیر ہے۔“ (مکتوب ۱۱ جولائی ۱۸۸۶ء بنام چودھری رستم علی صاحب مکتوبات جلد پنجم نمبر ۲ صفحہ ۳۲)

۷ اگست ۱۸۸۶ء اِنَّا ارْسَلْنَاهُ شَاهِدًا وَبَشِيرًا وَنَذِيرًا كَمُتِّبٍ مِنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ كُلُّ مَثْنٍ يَدْ تَحْتَكَ قَدَمَيْهِ۔

یعنی ہم نے اس بچہ کو شاہد اور بشارت اور نذیر ہونے کی حالت میں بھیجا ہے اور یہ اس بڑے سینہ کی مانند ہے جس میں طرح طرح کی تاریکیاں ہوں اور درد اور برق بھی ہو۔ یہ سب چیزیں اس کے دونوں قدموں کے نیچے ہیں۔ (سبز اشتہار مورخہ یکم دسمبر ۱۸۸۶ء صفحہ ۱۶، تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۱۳۶، مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۸۰)

۷ "اسی عبارت میں جیسا کہ ظلمت کے بعد رعد اور روشنی کا ذکر ہے یعنی جیسا کہ اس عبارت کی ترتیب بانی سے ظاہر ہوتا ہے کہ پہر متوفی کے قدم اُٹھانے کے بعد پہلے ظلمت آئے گی اور پھر رعد اور برق۔ اسی ترتیب کے رُوسے اس پیشگوئی کا پورا ہونا شروع ہوا یعنی پہلے بشری موت کی وجہ سے ابتلا کی ظلمت وارد ہوئی اور پھر اس کے بعد رعد اور روشنی ظاہر ہونے والی ہے اور جس طرح ظلمت ظہور میں آگئی اسی طرح یقیناً جانا چاہیے کہ کسی دن وہ رعد اور روشنی بھی ظہور میں آجائے گی جس کا وعدہ دیا گیا ہے جب وہ روشنی آئے گی تو ظلمت کے خیالات کو بالکل سینوں اور دلوں سے مٹا دے گی اور جو اعتراضات خافلوں اور مردہ دلوں کے منہ سے نکلتے ہیں ان کو نابود اور ناپید کر دے گی..... سو اسے دے لوگو! جنہوں نے ظلمت کو دیکھ لیا ہجراتی میں مت پڑو بلکہ خوش ہو اور خوشی سے اُچھلو کر اس کے بعد آب و روشنی آئے گی۔“

(سبز اشتہار ص ۱۶، ۱۷، تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۱۳۶، ۱۴۰، مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۷۹، ۱۸۰)

وَإِذْ تَسْكُرُكَ إِذْ عَمِي كَقَرَّةٍ أَوْ قَذَلِي يَا هَامَانَ لَعَلِّي أَهْلِعُ عَلَى
 پرہے اور یاد کرو وہ وقت جب تم سے دشمنی نہ کرنے لگا جس کی تمخیر اور تجھے کافر ٹھہرا اور کہنے لگا یہ سچے انسان ہیں اور کہیں
 إِلَهُ مُوسَى؟ وَإِنِّي لَا أَظُنُّهُ مِنَ الْكَاذِبِينَ ط تَبَّتْ يَدَايَ إِنِّي لِغَيِبِ
 موسیٰ کے خدا پر اطلاع پاؤں اور میں اس کو ٹھوٹا سمجھتا ہوں۔ ہلاک ہو گئے دونوں ہاتھ ابی لمب کے
 وَتَبَّتْ يَدَايَ لَنَ أَن يَدْخُلَ فِيهَا إِلَّا خَائِفًا وَمَا مَصَابِكُ فَمِنَ اللَّهِ
 اور وہ آپ بھی ہلاک ہو گیا اُس کو نہیں چاہیے تھا کہ اس معاملہ میں دخل دیتا مگر ڈرتے ڈرتے اور جو کچھ تجھے ہی پہنچے گا وہ تو خدا کی
 الْفِتْنَةُ هَلْهُنَا قَاصِيَةٌ كَمَا صَبَرْنَا وَلَوْ الْعَذْرَاءُ إِلَّا إِنَّمَا فَتْنَةُ مَنَ اللَّهُ
 طرت ہے اس بلک ایک فتنہ برپا ہو گا پس میری کہہ کہ اولوالعزم نبیوں نے صبر کیا۔ وہ فتنہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو گا۔
 لِيُحَيِّتَ حَيَاتًا جَدًّا مَنَ اللَّهُ الْغَيْرِ إِلَّا كَذْرَاءُ شَاتَانِ كَذْبَانِ ط وَكُلُّ مَنَ
 تا وہ تجھ سے محبت کرے۔ وہ اس خدا کی محبت سے جو بہت غالب اور بہت بزرگ ہے۔ دو کج زبانیں ذبح کجا ہیں اور ایک
 عَلَيْهِمَا قَيْنَ ط وَلَا تَهَيَّؤُوا وَلَا تَحْزَنُوا أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ دَا لَمْ تَقْلَقْ
 جو زمین پر ہے آخر وہ فنا ہو گا۔ تم کچھ غم نہ کرو اور اندوہ نہیں مت ہو۔ کیا خدا اپنے بندے کیلئے کافی نہیں؟ کیا تو نہیں جانتا
 أَنَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَإِن يَتَخَذْ وَتَكَ إِلَّا هَزْوَ دَا هَذَا الَّذِي
 کہ خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ اور تجھے انہوں نے ٹھٹھے کی جگہ بنا رکھا ہے۔ وہ ہنسی کی راہ سے کہتے ہیں کیا یہی ہے
 بَعَثَ اللَّهُ دَا قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُ الْكَوْكَبُ وَاحِدٌ
 جس کو خدا نے بعث فرمایا؟ ان کو کہہ کہ میں تو ایک انسان ہوں میری طرف یہ وحی ہوئی ہے کہ خدا واحد ایک خدا ہے
 وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي الْقُرْآنِ دَا لَا يَسْتَفْهِنُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ ط قُلْ إِن هُدَىٰ اللَّهُ
 اور تمام بھلائی، اور نیک قرآن میں ہے کسی دوسری کتاب میں نہیں۔ اس کے سوا کوئی بھی پیچھے نہیں جو پاک لایں کہ ہدایت

لے سکفر سے مراد مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی ہے۔ کیونکہ اس نے استفتاء لکھ کر نذیر حسین کے
 سامنے پیش کیا اور اس ملک میں تمخیر کی آگ بھڑکانے والا نذیر حسین ہی تھا۔ عَلَيْنَا مَا
 يَسْتَحِقُّهُ۔ منہ

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۱ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۸۳)

لے اس جگہ ابولیب مراد ایک دلوی مولوی ہے جو فوت ہو چکا ہے اور پریشانی ۲۵ برس کی ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے اور
 یہ اسی زمانہ میں شائع ہو چکی ہے جب میری نسبت تمخیر کا فتویٰ بھی ان مولویوں کی طرف سے نکلا تھا جنہوں نے فتویٰ کا بانی بھی وہی تھا اور
 تھا جس کا نام خدا تعالیٰ نے ابولیب رکھا اور تکفیر سے ایک مدت دراز پہلے یہ خبر سوسے دی جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔ منہ

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۱ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۸۳)

هَذَا الْهُدَى وَ قَاتِلُوا الْوَلَا تَزِلَّ عَلَى رَجُلٍ مِّنْ قُرَيْشَتَيْنِ عَظِيمَةٍ
 دراصل خدا کی ہدایت ہی ہے۔ اور کسی کے کریم یا انہی کی برکت آری پریموں میں سے جو وہ دوسروں میں سے ایک سے زیادہ
 وَقَاتِلُوا آتَى لَكُمْ هَذَا اِنَّ هَذَا الْمَكْرَ مَكْرُكُمْ فِي الْمَدِينَةِ مِثْلَ مِثْلِهِمْ
 ہے۔ اور کہیں کے کچھ یہ تیرے کام میں ہو گیا یہ لوگ تمہارے جو تم لوگوں کے لئے کرنا یا یہ لوگ تیری طرف دیکھنے ہیں
 بِرَبِّكَ وَ هُمْ لَا يُبْصِرُونَ وَ كُنْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِ يَحْبِبْكُمُ اللّٰهُ
 مگر تو انہیں دیکھائی نہیں دیتا۔ ان کو کہہ کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو۔ خدا بھی تم سے محبت کرے۔
 عَسَىٰ رَبُّكُمْ اَنْ يَّزَحِّمَكُمْ وَ اِنْ عَسَا عَسَا وَ وَجَعْنَا جَهَنَّمَ مِثْلَ فِرْعَوْنَ
 خدا آیا ہے تاکہ تم پر رحم کرے۔ اور اگر تم پھر شرارت کی طرف ہو کر دے تو ہم بھی تمہیں اپنے حق کو دیکھ گئے اور تمہیں جہنم
 حَصِيْرًا وَ مَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ وَ قِيلَ اَعْمَلُوا سَلٰى مَكَانِكُمْ
 کافروں کیلئے قید خانہ نہیں ہے۔ اور ہم نے تجھے قید خانہ پر رحمت کرنے کیلئے بھیجا ہے تاکہ تم اپنے مکانوں پر اپنے طور پر چل کر دو
 اِنِّىْ عَامِلٌ وَ فَسَوَفَ تَفْجَرُونَ وَ لَا يُغْنِيْ عَنْكُمْ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ وَ كُنْ
 اور میں اپنے طور پر چل کر دو۔ میں ہر قسم کی برکت کے بعد تمہیں دیکھ لوں گے کہ کس کی غذا ہو کر رہے کوئی عمل بغیر تقویٰ کے یا کدو
 غَيْرِ التَّقْوٰى وَ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَ الَّذِيْنَ هُمْ مُخْشَوْنَ
 قبول نہیں ہو سکتا۔ خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور ان کے ساتھ جو ایک کاموں میں مشغول ہیں
 كُنْ اِنْ فَتَرْتَهُ فَتَلٰى اَجْرًا مِّنْ وَ لَقَدْ يَلْقٰى فَيْلَكُمْ عُمْرًا مِّنْ
 کہ اگر تم نے اپنا کیا ہے تو میری گردن پر میرا گناہ ہے۔ اور میں اپنے اس سے ایک مدت تک تمہیں ہی رحمت
 قَبْلَهُ اَفَلَا تَتَّقُونَ وَ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدًا وَ وَ لَيَجْعَلَنَّ اٰيَةً
 تمہارا تم کو سمجھ نہیں دیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے۔ اور ہم اس کو لوگوں کے لئے
 لَتَأْتِيَ اَفَلَا تَتَّقُونَ وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضٰی قَوْلِ الْحَقِّ الَّذِىْ فِيْهِ
 ایک نشان اور ایک نمود رحمت بنائیں گے۔ اور یہ ابتداء سے مقدم تھا۔ یہ وہی امر ہے جس میں تم
 كُنْتُمْ وَاَنْتُمْ عَلٰىكَ وَ جُعِلْتَ مُبَارَكًا اَنْتَ مُبَارَكٌ فِى الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
 شک کرتے تھے تیرے پر سلام۔ تو مبارک کی گیا۔ تو مبارک اور آخرت میں مبارک ہے

۱۔ یعنی ہر شخص کو مہدی کا نمود ہونے کا دعویٰ ہے جو پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں قادیان کا رہنے والا ہے۔ کیوں مہدی کا نمود
 مکر یا دین میں معوضہ نہ ہو اگرچہ زمین اسلام ہے۔ حقیقتہً الوجودی صنوم، حاشیہ، رومانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۸۵
 ۲۔ امام کے علاوہ فی التنبیہ کا ترجمہ "شیر میں حقیقت" ہوتی ہے۔ پتہ ایضاً میں میں مائیکروسکوپ کے (محب)

وَبَنِيَّ كُمْ فِي الصَّبَوحِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ - إِذَا غَضِبْتُ غَضِبْتُ - وَكُلَّمَا أَحْبَبْتُ
تسارے متوئی اور متعلق دنیا اور آخرت میں ہیں جس پر تو غضبناک ہو کر غضبناک ہوتا ہوں اور جس کو محبت کے
أَحْبَبْتُ - مَنْ عَادَى وَلِيَّائِي فَقَدْ أَذِنَتْهُ لِلْحَرْبِ - رَافِيَ مَعَ الزُّمُولِ أَقْوَامُ
میں بھی محبت کرتا ہوں اور جن شخص میرے دشمنی کے لئے اس کو تہیہ کرتا ہوں میں اس بول کے ساتھ کہ ہوں
وَالْأَوَّلُ مَنْ يَلُومُهُ وَأَعْطَيْكَ مَا يَدُومُهُ يَا نَبِيَّكَ الْفَرَجُ - سَلَامٌ عَلَى
اور اس شخص کو طاعت کروں گا تو اس کو طاعت کرے، اور تجھے وہ چیز دوں گا جو ہمیشہ سب کے کٹھن ہے تجھے ملے گی۔ اس
إِبْرَاهِيمَ صَافِيَنَاهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْقَمَةِ تَعَزَّوْا بِذَلِكَ فَاتَّخِذُوا مِنْ
ابراہیم پر سلام ہم نے اس سے صاف دکھائی اور غم سے نجات دی۔ ہم اس امر میں کہتے ہیں کہ تم اس ابراہیم
مَعَاذَ إِبْرَاهِيمَ مَصْلَى - إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا مِنْ الْقَادِرِينَ - وَبِالْحَقِّ
کے ساتھ عبارت کے بلکہ بناؤ یعنی اس نمونہ پر چلو۔ ہم نے اُس کو قادیان کے قریب آنا ہے اور عین ضرورت وقت
أَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَّلَ - صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ - وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا
آنا ہے اور ضرورت کے وقت اترے خدا اور اس کے بول کا پیغمبر پوری ہوئی۔ اور خدا کا ارادہ پورا ہونا ہی تھا۔
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَكَ الْيَسِيرَ ابْنَ مَرْيَمَ لَا يَسْتَلْ عَمَّا يَفْعَلُ وَ
اس حمد کی تعریف ہے جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا ہے۔ وہ اپنے کاموں سے پوچھا نہیں جاتا اور
هُمُ يَسْتَلُونَ - أَشْرَفَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ - آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا
لوگ پوچھے جاتے ہیں حمد اُنے تجھے ہر ایک چیز میں سے چُن لیا۔ دُنیا میں کئی تخت اترے پر تیرے
تخت سب سے اُوپر پھنچا گیا۔ يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ - أَلَا إِنَّ جِزْبَ اللَّهِ
تخت سب سے اُوپر پھنچا گیا۔ ارادہ کریں گے کہ خدا کے نور کو بجھا دیں۔ خبردار ہو کہ انجام کار خدا کی جماعت ہی
هُمُ الْغَالِبُونَ - لَا تَحْتَفِ بِأَنَّكَ أَنْتَ الرَّأْسُ عَلَى - لَا تَحْتَفِ - إِنِّي لَا يَخَافُ لَدُنِّي
غالب ہوگی۔ کچھ خوف مت کر تو ہی غالب ہوگا۔ کچھ خوف مت کر کہ میرے رسول میرے قریب میں کسی
الْمُرْسَلُونَ - يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ - بِأَفْوَاهِهِمْ - وَاللَّهُ مَتَمِّمُ نُورِهِ
سے نہیں ڈرتے۔ دشمن ارادہ کریں گے کہ اپنے من کی چھوٹوں سے خدا کے نور کو بجھا دیں اور خدا اپنے نور کو پُر کرے گا

بقیہ حاشیہ :-

عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا ٹھہرا رکھا ہے اس لئے مصلحت الہی نے یہ چاہا کہ اس سے بڑھ کر الفاظ کس عاجز
کے لئے استعمال کرے تا عیسائیوں کی آنکھیں کھلیں اور وہ سمجھیں کہ وہ الفاظ جن سے عیسائی کو وہ خدا بناتے ہیں اس اُمت
میں بھی ایک ہے جس کی نسبت اُس سے بڑھ کر ایسے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ منہ

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۶ حاشیہ - روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۸۹)

۳ مئی ۱۹۰۶ء "إِنِّي مَعَكُمْ أَوْ لَكُمَا خَلَقْتُ الْإِنْسَانَ"

(بدرد جلد ۲ نمبر ۱۹ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۲، الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۶ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۵ مئی ۱۹۰۶ء

روایا: ایک شخص نے ایک دوائی کو لاواں کی ایک بوتل دی جو سرخ رنگ کی دوائی ہے اور بوتل بند کی ہوئی ہے اور اس پر رستیاں لپٹی ہوئی ہیں۔ ظاہر دیکھنے میں تو بوتل ہی نظر آتی ہے مگر جس شخص نے دی ہے وہ کتلب ہے کہ یہ کتاب دیتا ہوں۔ دیکھنے میں تو بوتل ہی نظر آتی تھی لیکن کہنے میں وہ شخص اس کا نام کتاب رکھتا ہے۔ اس وقت میں کتابوں کو اس کا وقت آگیا ہے۔ اس کو نوکر رکھا جائے۔ وہ میں نے اس کتاب پر دستخط کر دیئے ہیں۔ پھر امام ہو!۔

یہ میری کتاب ہے اس کو کوئی ہاتھ نہ لگاوے مگر وہی جو میرے خاص خدمت گار ہیں۔ پھر امام ہو!۔

اللَّهُ يُعَلِّمُنَا وَلَا نَعْلَمُ

فرمایا: اس سے مطلب یہ ہے کہ ہم دشمنوں پر غالب ہوں گے اور دشمن سے مغلوب نہ ہوں گے! (بدرد جلد ۲ نمبر ۱۹ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۲، الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۶ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۵ مئی ۱۹۰۶ء

"پھر بہار آئی، تو آئے شعلے کے آنے کے دن

شعلے کا لفظ عربی ہے۔ اس کے ایک تو یہ معنی ہیں کہ وہ برف جو آسمان سے پڑتی ہے اور شدت سردی کا موجب ہو جاتی ہے اور بارش اس کے لوازم سے ہوتی ہے اس کو عربی میں شعلے کہتے ہیں۔

ان معنوں کی بناء پر اس پر پیش گوئی کے یہ معنی معلوم ہوتے ہیں کہ بہار کے دنوں میں آسمان سے ہمارے ملک میں خدا تعالیٰ غیر معمولی طور پر آفتیں نازل کرے گا اور برف اور اس کے لوازم سے شدت سردی اور کثرت بارش ظہور میں آئے گی اور دوسرے معنی اس کے عربی میں اطمینان قلب حاصل کرنا ہے، یعنی انسان کو کسی امر پر ایسے دلائل اور شواہد میسر آجائیں جس سے اس کا دل مطمئن ہو جائے۔ اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ فلاں تو میرے موجب شعلے قلب ہو گئی، یعنی ایسے دلائل قاطع بیان کئے گئے جس سے کئی اطمینان ہو گئی۔ اور یہ لفظ کبھی خوشی اور راحت پر بھی استعمال کیا جاتا ہے جو اطمینان قلب کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جب انسان کا دل کسی

۱۰ (ترجمہ) حقیقت میں بزرگوں کے ساتھ ہوں اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔

۱۱ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ ہمیں آؤ چاکرے کا ہمہ نیچے نہیں کئے جائیں گے۔

وَعَلَىٰ رَحْمَةِ الرَّحْمَنِ

شیر المہدی

حصہ سوم

«مترتب فرمود»

حضرت مرزا بشیر احمد رضا ایم

جسے

خا

لکھنؤ میں محمد معین مولوی فاضل و منشی فاضل نے قادیان دارالاحکام

شائع کیا

سیرۃ المہدی ص ۸۸

ملک میں نے ابھی ہیبت نہ کی تھی۔

خاکسار عزم کرتا ہے۔ کہ مولوی عبدالکبیر صاحب مرحوم کے حضرت صاحب سے قریب تعلقات تھے جو غالباً حضرت خلیفہ اولیٰ کے واسطے سے قائم ہوئے تھے۔ مگر مولوی صاحب موصوف نے بیت کچھ عرصہ بعد کی تھی۔ نیز خاکسار عزم کرتا ہے کہ حضرت مولوی عبدالکبیر صاحب جماعت کے بہترین مقررین میں سے تھے۔ اور آواز کی غیر معمولی بلندی اور خوش آہنگی کے علاوہ ان کی زبان میں غیر معمولی فصاحت اور طاقت تھی جو سامعین کو مسحور کر لیتی تھی۔

۶۷۲ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حج نہیں کیا۔ احکام نہیں کیا۔ زکوٰۃ نہیں دی۔ تسبیح نہیں رکھی۔ میرے سامنے منب سے گویا کھانے سے انکار کیا۔ صدقہ نہیں کھایا۔ زکوٰۃ نہیں کھائی۔ صرف نذرانہ اور ہدیہ قبول فرماتے تھے۔ پیروں کی طرح مصلیٰ اور خرقہ نہیں رکھا۔ رائج الوقت درود و وظائف مثلاً پنجسورہ و دعا گنج طہرش۔ درود و تاج۔ حزب البحر۔ دوائے سریانی وغیرہ نہیں پڑھتے تھے۔

خاکسار عزم کرتا ہے کہ نہ کرنے کی تو خاص وجوہات تھیں کہ شروع میں آپ کے لئے مالی لحاظ سے انتظام نہیں تھا۔ کیونکہ ساری جائیداد و فیرواد اہل میں ہمارے دادا صاحب کے ہاتھ میں تھی اور بعد میں تایا صاحب کا انتظام رہا۔ اور اس کے بعد حالات ایسے پیدا ہو گئے۔ کہ ایک تہا پہ جہاد کے کام میں نہنگ رہے دوسرے آپ کے لئے حج کا راستہ ہی محدود تھا۔ تاہم آپ کی خواہش رہتی تھی۔ کہ حج کریں۔ چنانچہ حضرت والدہ صاحبہ نے آپ کے بعد آپ کی طرف سے حج بدل کر دیا۔ احکامات ماموریت کے زمانہ سے قبل غالباً بیٹھے ہوئے مگر ماموریت کے بعد جو قلمی جہاد اور دیگر مصروفیت کے نہیں بیٹھے سکے۔ کیونکہ یہ نیکیاں احکامات سے مقدم ہیں۔ اور زکوٰۃ اس لئے نہیں دی۔ کہ آپ کبھی صاحب نصاب نہیں ہوئے۔ البتہ حضرت والدہ صاحبہ زیور پر زکوٰۃ دیتی رہی ہیں۔ اور تسبیح اور رسمی وظائف وغیرہ کے آپ قائل ہی نہیں تھے۔

۶۷۳ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت صاحب کی آنکھوں میں مائی اویسا تھا۔ اسی وجہ سے پہلی رات کا چاند نہ دیکھ سکتے تھے۔ مگر نزدیک سے آخر تک بالیک حدت ہی پڑھ لیتے تھے۔ اور سینک کی حاجت محسوس نہیں کی۔ اور دائرۃ آنکھوں کی یہ حالت

شادی میں تجھے کچھ فکر نہیں کرنا چاہیئے۔ ان تمام ضروریات کا رفع کرنا میرے ذمہ رہے گا۔ سو قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُس نے اپنے وعدہ کے موافق اس شادی کے بعد ہر ایک بار شادی سے مجھے سبکدوش رکھا اور مجھے بہت آرام پہنچایا۔ کوئی باپ دنیا میں کسی بیٹے کی پرورش نہیں کرتا جیسا کہ اُس نے میری کی۔ اور کوئی والدہ پوری ہوشیاری سے دن رات اپنے بچہ کی ایسی خبر نہیں کھتی جیسا کہ اُس نے میری رکھی۔ اور جیسا کہ اُس نے بہت عرصہ پہلے براہین احمدیہ میں یہ وعدہ کیا تھا کہ یا احمد! اسکن انت و زوجك الجنة۔ ایسا ہی وہ بجالایا۔ معاش کا غم کرنے کے لئے کوئی گھڑی اُس نے میرے لئے خالی نہ رکھی۔ اور خانہ داری کے جہمات کے لئے کوئی اضطراب اُس نے میرے نزدیک آنے نہ دیا۔ ایک ابتلا مجھ کو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا۔ اور دو مرضیں یعنی ذیابیطس اور دردِ سمع دورانِ سر قدیم سے میرے شامل حال تھیں جن کے ساتھ بعض اوقات تشنجِ قلب بھی تھا۔ اس لئے میری حالت مرثیٰ کا لعدم تھی۔ اور پیرائے سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ اس لئے میری اس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا۔ اور ایک خط جس کو میں نے اپنی جماعت کے بہت سے معزز لوگوں کو دکھلادیا ہے۔ جیسے اخویم مولوی نور الدین صاحب اور اخویم مولوی برہان الدین وغیرہ۔ مولوی محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعت السنۃ نے ہمدردی کی راہ سے میرے پاس بھیجا کہ اپنے شادی کی ہے اور مجھے حکیم محمد شریف کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ آپ بباعث سخت کمزوری کے اس لائق نہ تھے۔ اگر یہ امر آپ کی روحانی قوت سے تعلق رکھتا ہے تو میں اعتراض نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میں اولیاء اللہ کے خوارق اور روحانی قوتوں کا مُنکر نہیں ورنہ ایک بڑے فکر کی بات ہے ایسا نہ ہو کہ

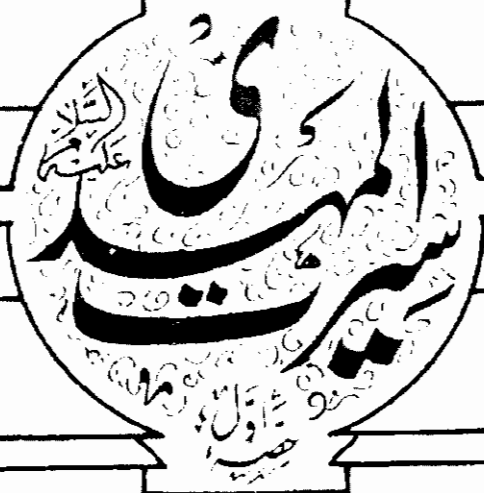
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَلَقَدْ كُنْتُمْ مِنْ أَفْوَاجٍ أَتَتْكُمْ أَمْثَلٌ مِمَّا كُنْتُمْ فِيهَا

الْحَمْدُ لِلَّهِ



مُتَوَاتِرَةً

حضرت صاحبزادہ میر البشیر احمد صاحب ایم اے سلمہ اللہ تعالیٰ

حسب ما یستحق

مولانا المکرم معظم مولوی محمد اعلیٰ صاحب مولوی فاضل منشی فاضل اول درس مدرسہ احمدیہ - قادیان

مدفون فی مقابر المدینۃ المنورۃ کاشانہ کربلا فخریہ

تحریر مولانا محمد نور

قیمت فی جلد چھ روپے

۱۳۳۵ھ

فرمایا کہ میری طبیعت بہت خراب ہو گئی تھی۔ لیکن اب افادہ ہے۔ میں نماز پڑھا رہا تھا۔ کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اُٹھی ہے اور آسمان تک چلی گئی ہے۔ پھر میں حیخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہو گئی والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ اسکے بعد سے آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہو گئے خاکسار نے پوچھا۔ دورہ میں کیا ہوتا تھا۔ والدہ صاحبہ نے کہا ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے اور بدن کے پٹے کچھ جاتے تھے۔ خصوصاً گردن کے پٹے۔ اور سر میں جکڑ ہوتا تھا۔ اور اس حالت میں آپ اپنے بدن کو سہا رہیں سکتے تھے۔ شروع شروع میں یہ دورے بہت سخت ہوتے تھے۔ پھر اسکے بعد کچھ تو دوروں کی ایسی سختی نہیں رہی۔ اور کچھ طبیعت عادی ہو گئی۔ خاکسار نے پوچھا اس سے پہلے تو سر کی کوئی تکلیف نہیں تھی؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا پہلے معمولی سردی کے دورے ہوا کرتے تھے۔ خاکسار نے پوچھا کیا پہلے حضرت صاحب خود نماز پڑھتے تھے والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہاں مگر پھر دوروں کے بعد چھوڑ دی۔ خاکسار عرض کرتا ہوں کہ یہ سیمت کے دعویٰ سے پہلے کی بات ہے۔

(اس روایت میں جو حضرت سیح موعود کے دوران سر کے دوروں کے متعلق حضرت والدہ صاحبہ نے ہسٹیریا کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس کو وہ بیماری مراد نہیں ہے۔ جو علم طب کی رو سے ہسٹیریا کہلاتی ہے۔ بلکہ یہ لفظ اس جگہ ایک غیر طبی رنگ میں فقدان سر اور ہسٹیریا کی جزوی مشابہت کی وجہ سے استعمال کیا گیا ہے۔ ورنہ جیسے کہ حصہ دوم کی روایت نمبر ۳۲۵ و ۳۶۹ میں تشریح کی جا چکی ہے۔ حضرت سیح موعود کو حقیقتاً ہسٹیریا نہیں تھا چنانچہ خود حضرت سیح موعود نے جہاں کہیں بھی اپنی تحریرات میں اپنی اس بیماری کا ذکر کیا ہے۔ وہاں اسکے متعلق کبھی بھی ہسٹیریا وغیرہ کا لفظ استعمال نہیں کیا اور نہ ہی علم طب کی رو سے دوران سر کی بیماری کسی صورت میں ہسٹیریا یا مراق کہلا سکتی ہے۔ بلکہ دوران سر کی بیماری کے لئے انگریزی میں غالباً ڈیگیو

سیرۃ المہدی ص ۴۴

سمجھتا ہوں گذشتہ محمد بن ہمت محمدیہ میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تیرے عبدالقادر صاحب جیلانی کے ساتھ سب سے زیادہ محبت تھی۔ اور فرماتے تھے کہ میری روح کو ان کی کبھی سو خاص جوڑ ہے۔

۵۶۴ **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ**۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو غالباً ۱۸۹۵ء میں ایک دفعہ خارش کی تکلیف پڑی تھی۔ اس واقعہ کے بہت عرصہ بعد ایک دفعہ ہنس کر فرماتے تھے کہ خارش دانے کو کھانے سے اتنا لطف آتا ہے کہ بعض لوگوں نے کھلے کہہ بیاری کا اجر انسان کو آخرت میں ملے گا۔ سوائے خارش کے۔ کیونکہ خارش کا بیمار دنیا میں ہی اس سے لذت حاصل کر لیتا ہے، خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خارش کی تکلیف مرزا عزیز احمد صاحب کی پیدائش پر ہوئی تھی۔ جو غالباً ۱۸۹۷ء کا واقعہ ہے۔ اس کا ذکر ولایت ۲۶۲ میں بھی ہو چکا ہے۔

۵۶۵ **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ**۔ محرم منشی نذیر احمد صاحب کیورق تھلوی نے مجھ سے بذریعہ تقریر بیان کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ رزق کی تسلی مساوات ایمان کی کمزوری کا موجب ہو جاتی ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ دنیا میں مصائب اور مشکلات سے کوئی خالی نہیں رہتا کہ امید علیہم السلام اور خدا کے اولیاء گرام بھی اس سے خالی نہیں رہتے۔ مگر انبیاء اور اولیاء کی تکالیف کا سلسلہ روحانی ترقیات کا باعث ہوتا ہے۔ اور دنیا داروں پر جو مصائب اور مشکلات کا سلسلہ آتا ہے وہ ان کی شامت اعمال کی وجہ سے ہوتا ہے نیز فرمایا کہ جب تک مصائب و آلام عبودیت انعام نظر نہ آنے لگیں۔ اور ان سے ایک لذت اور سرور حاصل نہ ہو۔ اس وقت تک کوئی شخص حقیقی مومن نہیں کہلا سکتا۔

۵۶۶ **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ**۔ میلان خیر الدین صاحب سیکیوٹائی نے مجھ سے بذریعہ تحریر ذکر کیا کہ ایک دفعہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تھرمناز کے متعلق سوال کیا حضور نے فرمایا جس کو تھرمنازی میں دانڈا کھاتے ہو۔ بس اس میں تھرم ہوتا چلا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ کیا کوئی سیلوں کی بھی شرٹ پہنے آپ نے فرمایا نہیں۔ بس جس کو تم دانڈا کھاتے ہو۔ وہی سفر ہے جس میں تھرمناز ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں سیکیوٹائی سے قادیان آتا ہوں کیا اس وقت نماز تھرم کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ اہل۔ بلکہ سرے نزدیک اگر ایک صحت قادیان سے نکل جائے تو وہ بھی تھرم کر سکتی ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ سیکیوٹائی قادیان سے غالباً چار میل کے فاصلہ پر ہے اور نکل تو شاید ایک میل سے بھی کم ہے۔ نکل کے متعلق جو حضور نے تھرم کی بجائے فرمائی ہے۔ اس سے یہ مراد معلوم ہوتی ہے کہ

ایک شریف خاندان میں وہ میری شادی کر لیا اور وہ قوم کے سید ہو گئے۔ اور اس بیوی کو خدا مبارک کر لیا۔ اور اس سے اولاد ہو گئی۔ اور یہ خواب اُن آیام میں آئی تھی کہ جب میں بعض اعراض اور امراض کی وجہ سے بہت ہی ضعیف اور کمزور تھا بلکہ قریب ہی وہ زمانہ گزر چکا تھا جبکہ مجھے دق کی بیماری ہو گئی تھی اور باعث گوشہ گزینی اور ترک دنیا کے ہستامات تاہل سے دل سخت کارہ تھا اور عیال داری کے بوجھ سے طبیعت متنفر تھی۔ تو اس حالت پر ملائکہ تصور کے وقت یہ الہام ہوا تھا۔ ہر چہ باید تو عروسے را ہمہ ساماں کنم۔ یعنی اس

چند نوٹ :- ہمارا خاندان جو ایک ریاست کا خاندان تھا۔ اس میں عادتہ اللہ اس طرح پر واقع ہوئی ہے کہ بعض بزرگ دایاں ہماری شریف سادات کی لڑکیاں تھیں چنانچہ خدا تعالیٰ کے بعض الہامات میں بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس عاجز کے خون کی بنی فاطمہ کے حق سے آمیزش ہے۔ اور درحقیقت دو کشف براہین اسدیہ صفحہ ۵۰۲ کا جس میں لکھا ہے کہ میں نے دیکھا کہ میرا سر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مادرِ جربان کی طرح اپنی دان پر رکھا ہوا ہے۔ اس سے بھی یہ اشارہ نکلتا ہے۔ الہام مندرجہ برابین صفحہ ۹۰ میں یہ بشارت دی تھی۔ سبحان اللہ تبارک و تعالیٰ زاد مجدک۔ ینقطع آبلوک و یسداء منک۔ یعنی سب پاکیاں خدا کے لئے ہیں جو نہایت برکت والا اور عالی ذات ہے۔ اس نے تیری بزرگی کو زیادہ کیا۔ آج سے تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع ہوگا اور ابتدا خاندان کا ختم کیا جائیگا۔ یعنی جس طرح ابراہیم علیہ السلام اپنے نئے خاندان کا بانی ہوا۔ ایسا ہی تو بھی ہوگا۔ کیونکہ الہام میں بار بار اس عاجز کا نام ابراہیم رکھا گیا ہے جیسا کہ براہین صفحہ ۵۶ میں یہ الہام ہے۔ سلام علی ابراہیم صافینا و نجینا من النعم۔ تفردنا بذالک فاتخذنا دامن مقام ابراہیم مصطل۔ یعنی اے ابراہیم تجھ پر سلام ہم نے ابراہیم سے صافی حجت کی اور اس کو ہم سے نجات دی۔ ہم ہی اس بات سے خاص ہیں۔ پس اگر تم مقام مصطلہ چاہتے ہو۔ تو تم اس مقام پر اپنا قدم جو دیت رکھو جو ابراہیم یعنی اس عاجز کا مقام ہے۔ منک

تھے تو ناک سے بہت رطوبت بہتی تھی۔ حضرت صاحب اُسٹے اور چاہا کہ ان کو گلے لگا لیں۔ تاکہ ان کا شک دُور ہو مگر وہ اس وجہ سے کہ ناک بہ رہا تھا۔ پرے پرے کھینچتے تھے۔ حضرت صاحب کھینچتے تھے۔ کہ شاید اسے تکلیف ہے اسیلئے دُور ہوتا ہے چنانچہ کافی دیر تک یہی ہوتا رہا کہ حضرت صاحب ان کو اپنی طرف کھینچتے تھے اندر دہ پرے پرے کھینچتے تھے اور چونکہ میں معلوم تھا کہ اصل بات کیا ہے اسیلئے ہم پاس کھڑے بنے جانے

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب ہم بچے تھے تو حضرت شیخ موعود علیہ السلام خواہ کام کر رہے ہوں۔ یا کسی اور حالت میں ہوں ہم آپ کے پاس چلے جاتے تھے۔ کہ آبا پیسہ دو اور آپ اپنے رومال سے پیسہ کھول کر دے دیتے تھے۔ اگر وہ کسی وقت کسی بات پر زیادہ صبر کرتے تھے۔ تو آپ فرماتے تھے کہ میاں میں اس وقت کام کر رہا ہوں۔ زیادہ تنگ نہ کرو۔ خاکسار عرض کرتا ہوں کہ آپ معمولی نقدی وغیرہ اپنے رومال میں جو بڑے سائز کا مٹل کا بند ہوا ہوتا تھا باندھ لیا کرتے تھے اور رومال کا دوسرا کٹاواہ واسکٹ کے ساتھ سلوا لیتے یا کالج میں بندھوا لیتے تھے۔ اور چاہیاں اٹا رہند کے ساتھ باندھتے تھے۔ جو جو کسی بعض اوقات تنگ آتا تھا۔ اور والدہ صاحبہ بیان فرماتی ہیں۔ کہ حضرت شیخ موعود عموماً ریشمی ازار بند استعمال فرماتے تھے۔ کیونکہ آپ کو پیشاب جلدی جلدی آتا تھا اسیلئے ریشمی ازار بند رکھتے تھے تاکہ کھینے میں آسانی ہو اور اگر وہ بھی پڑ جائے تو کھولنے میں دقت نہ ہو۔ سولی ازار بند میں آپ سے بعض وقت گرہ پڑ جاتی تھی۔ تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ تمہارے دادا کی زندگی میں حضرت صاحب کو سہل ہو گئی اور چھ ماہ تک بیمار رہے۔ اور بڑی نازک حالت ہو گئی۔ حتیٰ کہ زندگی سی ماہ سیدی ہو گئی۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت صاحب کے چچا آپ کے پاس آکر بیٹھے۔ اندر کھینے لگے کہ دنیا میں یہی حال ہے۔ سبھی نے مرنا ہے۔ کوئی آگے نہ گزر جاتا ہے۔ کوئی پیچھے جاتا ہے اس لیے

(۳۶۹) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ سینے کئی دفعہ حضرت سیح موعود علیہ السلام سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹیریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراقبھی فرمایا کرتے تھے۔ لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی صحت اور شاندار روزِ تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہو جایا کرتی تھیں جو ہسٹیریا کے مریضوں میں بھی عموماً دیکھی جاتی ہیں۔ مثلاً کام کرنے کرتے یکدم ضعف ہو جانا۔ چکروں کا آنا۔ ہاتھ پاؤں کا ٹھنڈا ہو جانا۔ گھبراہٹ کا دورہ ہو جانا یا ایسا معلوم ہونا کہ ابھی دم نکلتا ہے یا کسی تنگ جگہ یا بعض اوقات زیادہ مادیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگنا وغیرہ لگ۔ یہ عصبانیت کی علامات جس یا تنگ کی علامات ہیں اور ہسٹیریا کے مریضوں کو بھی ہوتی ہیں اور انہی منوں میں حضرت صاحب کو ہسٹیریا یا مراقبھی تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ دوسری جگہ جو مولوی شیر علی مٹا کی روایت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ یہ جو بعض انبیاء کے متعلق لوگوں کا خیال ہے کہ ان کو ہسٹیریا تھا یہ ان کی غلطی ہے بلکہ حق یہ ہے کہ جس کی تیزی کی وجہ سے ان کے اندر بعض علامات پیدا ہو جاتی ہیں جو ہسٹیریا کی علامات سے ملتی جلتی ہیں اس لئے لوگ غلطی سے اسے ہسٹیریا سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب کو بھی کبھی یہ خفاؤ تھا۔ تھے کہ مجھے ہسٹیریا ہے یہ اسی عام محاورہ کے مطابق تھا ورنہ آپ علی طور پر یہ سمجھتے تھے کہ یہ ہسٹیریا نہیں بلکہ اس سے ملتی جلتی علامات ہیں جو ذکاوت حس یا شدتِ کار کی وجہ سے پیدا ہو گئی ہیں۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب ایک بہت قابل اور لائق ڈاکٹر ہیں چنانچہ پھر زمانہ طالب علمی میں بھی وہ ہمیشہ اعلیٰ نمبروں میں کامیاب ہوتے تھے اور ڈاکٹری کے آخری مہینے میں تمام صوبہ پنجاب میں اول نمبر پر رہے تھے اور ایامِ ملازمت میں بھی ان کی لیاقت و قابلیت مستند ہی ہے۔ اور چونکہ جو حضرت سیح موعود علیہ السلام کے بہت قوی مرشد و مدد ہونے کے ان کو حضرت صاحب کی صحبت اور آپ کے علاج معالجہ کا بھی بہت کافی موقع ملتا رہتا تھا اس لئے ان کو اسے اس معاملہ میں ایک خاص وزن دینا چاہیے کہ جو دوسری کسی رائے کو کم حاصل ہے؟

(۳۷۰) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت سیح موعود علیہ السلام کے نانا میں گھر کے بچے کبھی شب بات وغیرہ کے موقع پر بونہی کھیل تفریح کے

(۳۵) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قادیان سے گورداسپور جاتے ہوئے بٹالہ ٹھہرے وہاں کوئی جہان جو آپ کی تلاش میں قادیان سے ہوتا ہوا بٹالہ واپس آیا تھا آپ کے پاس کچھ چل بطور تحفہ لایا۔ پھلوں میں انگور بھی تھے۔ آپ نے انگور کھائے۔ اور فرمایا انگور میں ترشی ہوتی ہے۔ مگر یہ ترشی نزلہ کے لیے مضر نہیں ہوتی۔ چہرہ آپ نے فرمایا ابھی میرا دل انگور کو چاہتا تھا۔ سو خدا نے بھیج دیئے۔ فرمایا۔ کئی دفعہ میں نے تجربہ کیا ہے۔ کہ جس چیز کو دل چاہتا ہے۔ اللہ اسے نبیا کر دیتا ہے۔ چہر ایک واقعہ سنایا۔ کہ میں ایک سفر میں جا رہا تھا کہ میرے دل میں پونڈے گھٹنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ مگر وہاں راستہ میں کوئی گنا میسر نہیں تھا۔ مگر اللہ کی قدرت کہ عورتی دیر کے بعد ایک شخص ہم کو مل گیا جس کے پاس پونڈے تھے۔ اس سے ہم کو پونڈے مل گئے۔

(۳۶) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ اوائل میں ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بہت دور دیرا کسی نے مرزا سلطان احمد درمزا افضل احمد کو بھی طلب کیا۔ یہی اور پونڈے آئے۔ پیرانے کے سامنے بھی حضرت صاحبہ کو دور دیرا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ اس وقت میں نے دیکھا۔ کہ مرزا سلطان احمد تو آپہلی چار پائی کے پاس غاوشی کے ساتھ بیٹھے رہے۔ مگر مرزا افضل احمد کے چہرہ پر ایک رنگ آتا تھا۔ اور ایک جاتا تھا اور وہ کبھی ادھر بھاگتا تھا۔ اور کبھی ادھر کبھی اپنی بچڑی اتار کر حضرت صاحبہ کی ٹانگوں کو باندھتا تھا۔ اور کبھی پاؤں دبائے لگ جاتا تھا۔ اور گھبراہٹ میں اس کے ہاتھ کاٹتے تھے۔

(۳۷) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب محمدی بیگم کی شادی دوسری جگہ ہو گئی اور قادیان کے تمام رشتہ وادوں نے حضرت صاحبہ کی سخت مخالفت کی اور خلاف کوشش کرتے رہے اور سب نے

فرمایا کہ میری طبیعت بہت خراب ہوگئی تھی۔ لیکن اب افاقہ ہے۔ میں نماز پڑھا رہا تھا۔ کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اُٹھی ہے اور آسمان تک چلی گئی ہے۔ پھر میں جیخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہوگئی والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ اسکے بعد سے آپ کو باقاعدہ دوسرے بڑے شروع ہو گئے خاکسار نے پوچھا۔ دورہ میں کیا ہوتا تھا۔ والدہ صاحبہ نے کہا ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے اور بدن کے پٹے کچھ جاتے تھے۔ خصوصاً گردن کے پٹے۔ اور سر میں جکڑ ہوتا تھا۔ اور اس حالت میں آپ اپنے بدن کو سہارا نہیں سکتے تھے۔ شروع شروع میں یہ دورہ بہت سخت ہوتے تھے۔ پھر اسکے بعد کچھ تو دوروں کی ایسی سختی نہیں رہی۔ اور کچھ طبیعت عادی ہوگئی۔ خاکسار نے پوچھا اس سے پہلے تو سر کی کوئی تکلیف نہیں تھی؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا پہلے معمولی سردی کے دورے ہوا کرتے تھے۔ خاکسار نے پوچھا کیا پہلے حضرت صاحب خود نماز پڑھتے تھے والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہاں مگر پھر دوروں کے بعد چھوڑ دی۔ خاکسار عرض کرتا ہوں کہ یہ سبیت کے دعویٰ سے پہلے کی بات ہے۔

(اس روایت میں جو حضرت سیح موعود کے دوران سر کے دوروں کے متعلق حضرت والدہ صاحبہ نے ہسٹیریا کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس کو وہ بیماری مراد نہیں ہے۔ جو علم طب کی رُود سے ہسٹیریا کہلاتی ہے۔ بلکہ یہ لفظ اس جگہ ایک غیر طبی رنگ میں فقدان سر اور ہسٹیریا کی جزوی مشابہت کی وجہ سے استعمال کیا گیا ہے۔ ورنہ جیسے کہ حصہ دوم کی روایت نمبر ۳۲۵ و ۳۶۹ میں تشریح کی جا چکی ہے۔ حضرت سیح موعود کو حقیقتاً ہسٹیریا نہیں تھا چنانچہ خود حضرت سیح موعود نے جہاں کہیں بھی اپنی تحریرات میں اپنی اس بیماری کا ذکر کیا ہے۔ وہاں اسکے متعلق کبھی بھی ہسٹیریا وغیرہ کا لفظ استعمال نہیں کیا اور نہ ہی علم طب کی رُود سے دوران سر کی بیماری کسی صورت میں ہسٹیریا یا مراق کہلا سکتی ہے۔ بلکہ دوران سر کی بیماری کے لئے انگریزی میں غالباً ڈیٹیکو

اربعین نمبر ۴

دورانِ سر اور کئی خواب اور تشنچ دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے۔ اور دوسری چلو جو میرے نیچے کے حصہ بدن میں ہے وہ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دانگیر ہے اور بس اوقات تسوتو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے مثالِ حلی رہتے ہیں۔ بسا اوقات میرا یہ حال ہوتا ہے کہ نماز کے لئے جب زمین چڑھکر اوپر جاتا ہوں تو مجھے اپنے ظاہر حالت پر ابید نہیں ہوتی کہ زمین کی ایک سیڑھی سے دوسری سیڑھی پر پاؤں رکھتے تک میں زندہ ہوں گا۔ اب جس شخص کی زندگی کا یہ حال ہے کہ ہر روز موت کا سامنا اس کے لئے موجود ہوتا ہے اور ایسے مریضوں کے انجام کی نظر میں بھی موجود ہیں تو وہ ایسی خطرناک حالت کے ساتھ کیونکہ اکثر اہر جرأت کر سکتا ہے اور وہ کس صحت کے بھروسے پر کہتا ہے کہ میری اتنی برس کی عمر ہوگی۔ حالانکہ ڈاکٹری تجارب تو اس کو موت کے پنجہ میں ہر وقت پھنسا ہوا خیال کرتے ہیں۔ ایسی مریضوں والے مدقوق کی طرح گداز ہو کہ جلد مر جاتے ہیں یا کابینکل یعنی سرطان سے اُن کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ تو پھر جس زور سے میں ایسی حالت پر خطر میں تبلیغ میں مشغول ہوں کیا کسی مفتری کا کام ہے۔ جب میں بدن کے اوپر کے حصہ میں ایک بیماری۔ اور بدن کے نیچے کے حصہ میں ایک دوسری بیماری دیکھتا ہوں تو میرا دل محسوس کرتا ہے کہ یہ وہی دو چادریں ہیں جن کی خبر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔

میں محض نصیحتاً اللہ مخالف علماء اور ان کے ہم خیال لوگوں کو کہتا ہوں کہ گالیاں دینا اور بد زبانی کرنا طریقِ شرافت نہیں ہے۔ اگر آپ لوگوں کی یہی طہنت ہے تو خیر آپ کی مرضی۔ لیکن اگر مجھے آپ لوگ کاذب سمجھتے ہیں تو آپ کو یہ بھی تو اختیار ہے کہ مساجد میں آٹھٹھے ہو کر یا الگ الگ میرے پر بد دعائیں کریں

(بائش بار اقل)

وہ خدا جس نے تمام رُوحیں اور ذرہ ذرہ عالم علوی اور غلی کا پیدا کیا اُسی نے اپنے فضل و کرم سے اس رسالہ کا مضمون ہمارے دل میں پیدا کیا۔

اور

اس کا نام

ہے

نسیم دعوت

آریوں کے لئے یہ رحمت ہے
طالبوں کا یہ یارِ خلوت ہے
ہر ورق اس کا جامِ صحت ہے
یہ خدا کے لئے نصیحت ہے
نہ تو سختی نہ کوئی شدت ہے
آخر اس کی طرف ہی رحلت ہے
سر پہ طاعون ہے پھر بھی غفلت ہے
پھر بھی تو بہ نہیں یہ حالت ہے

نام اس کا نسیم دعوت ہے
دل بیمار کا یہ درماں ہے
کفر کے زہر کو یہ ہے تریاق
غور کر کے اسے پڑھو پیارو
خاکساری سے ہم نے لکھا ہے
قوم سے مت ڈرو خدا سے ڈرو
سخت دل کیسے ہو گئے ہیں لوگ
ایک دُنیا ہے مچکی اب تک

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم فضل الدین صاحب بھیروی
بتاریخ ۲۸ فروری ۱۹۰۳ء چھپ کر شائع ہوا

لکھتے ہیں ان کی مثال تھوڑوں کی سی ہے کہ سخت - نرم - سیاہ - سفید پتھر چھ کر کے اکٹھے رکھ دیو جائیں
تو ہماری کتاب ایک لذیذ اور شیریں چیز ہوگی جس میں حقائق اور معارف قرآنی کے اجزاء ترکیب و تخیل
کے ساتھ ہیں۔ جو بات روح القدس کی تائید سے لکھی جائے اور جو الفاظ اس کے القاد سے ظہر ہوتے ہیں۔
وہ اپنے ساتھ ایک صلاحت رکھتے ہیں اور اس صلاحت میں ملی ہوئی شکت اور قوت ہوتی ہے۔ جو
دوسروں کو اس پر قیود نہیں ہونے دیتی مگر یہ کتاب بہت بڑا نشان ہوگا۔

حضرت مسیح مکے بارہ میں جو ہم یہودیوں اور غری تھکروں کی کئی جہنمیں کے جوابات دینا چاہتے ہیں
اس طرز کے اختیار کرنے سے ہمارا مدعا یہ ہے کہ حضرت مسیح کی فہم الٰہی باطل کی جگہ نہ۔ مسیح کی فہم الٰہی کا خلیفہ
ایک ظلم عظیم ہے۔ اور امتعال کی تدبیر ہے۔ کہ شروع سے ہی جیکے ایک طالب علم تھا۔ اس
عقیدہ کی ازبہ کا ایک جوش مجھے ضائع کرنے سے رکھا تھا۔ گویا میری شہرت میں ہی یہ بات
رکھی گئی تھی۔ چنانچہ پادری فنڈ صاحب نے اپنی کتاب میں رد اسلام میں شاخ کیں تو
۱۸۹۹ء میں اس مسئلہ کا ذکر ہے۔ کہ مولوی گل علی شاہ صاحب کے پاس جو ہمارے والد صاحب نے
خاص ہمارے لئے اتنا لکھ ہوئے تھے پڑا کرتا تھا۔ اور اس وقت میری عمر سولہ سترہ برس کی ہوگی
جب یضاس کی کتاب بیعتان الحق و یحییٰ ایک منہ لانے جو میرا ہم مکتب تھا اس کی فارسی کو دیکھ کر
اس کی بڑی توفیق کی مگر یہ اس کو بہت لڑم کیا۔ اور بتایا۔ کہ اس کتاب میں بجز نجاست کے کچھ نہیں
ہے۔ تو زری زبان پر چلتا ہے۔ اس وقت سے خدا تعالیٰ نے اس جوش میں ترقی دی ہے۔ اور میرے
رنگ بد میں یہ بات پڑی ہوئی ہے کہ اس فقرے کے کو تباہ کیا جائے۔ اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ
اجکل جو نہیں جہ کر کے پڑی جاتی ہیں وہ بھی میری سخت مصروفیت دینی کے باعث سے ہیں۔ اور
چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سے ہی فرمایا ہوا تھا۔ کہ مسیح موعود کے لئے غازیں مجھ
کی جائیں گی۔ اس لئے اس طرح یہ عظیم الشان پیش گوئی پوری ہو رہی ہے۔ میرا تو یہ حال ہے کہ باوجود اسکے
کہ وہ بیاریوں میں ہمیشہ سے غلام رہتا ہوں نہ ہم آجکل کی مصروفیت کا یہ حال ہے کہ رات کو مکان کے
دروازے بند کر کے بڑی بڑی رات تک بیٹھا اس کام کو کرتا رہتا ہوں۔ حالانکہ زیادہ جتنے بھی مراقب
کی پیادری ترقی کرتی ہے اور دوران سرکا دورہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ تاہم میں اس بات کی پرواہ نہیں
کرتا اور اس کام کو کرتے جاتا ہوں چونکہ دن چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔ مجھے علم بھی نہیں ہوتا۔
کہ دن کہہ رہا ہے۔ اسی وقت خبر ہوتی ہے۔ جب شام کی نماز کے وضو کے لئے پانی کا لوانا کھدیا
ہوتا ہے۔ تو اس وقت مجھے افسوس ہوتا ہے کہ کاش اتنا لبان اور ہو جاتا۔ باوجود یہ مجھے اسباب

کی جیاری ہے اور ہر روز کئی کئی دست آستیں۔ مگر صوفت پانچا نہ کی بھی حاجت ہوتی ہے۔ تو مجھے
الہام ہی ہوتا ہے کہ ابھی کیوں حاجت ہوتی۔ اسی طرح جب روٹی کھانے کے لئے کئی مرتبہ کھڑی ہوں
تو بڑا جبر کے جلد جلد چنٹے کھا لیتا ہوں۔ بظاہر تو میں روٹی کھتا ہوں اور کھاتی دیتا ہوں۔ مگر میں
پتہ کہتا ہوں۔ کہ مجھے پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کہاں جاتی ہے اور کیا کھا رہا ہوں۔ میری تو وہ اہم خیالی اسی
طرح لگتا ہوا ہوتا ہے۔

پس یہ تصنیف جو میں کر رہا ہوں بڑی ضروری چیز ہے۔ اور خدا نے چاہا تو یہ ایک نشان ہو گا جسکی
منظر لانے پر کوئی تاویر ہو گا۔ اگرچہ یہ کتاب بظاہر کوئی عجیب اور اعلیٰ از نظر نہ آتی ہو۔ مگر اسکی اشاعت
پر دنیا کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ وہ کسی لاجواب و حیدر عالم نے ہوتو اس کے لئے مسنون لکھا شروع کیا۔ تو
ہم نے ایک دو سنہ نے اپنے خیالی کے موافق کچھ خوشی ظاہر نہ کی۔ مگر خدا تعالیٰ نے الہاماً خوشخبری
دی کہ وہ مصنفوں بالارک۔ چنانچہ یہ اشتہار طبع سے پہلے ہی شائع کر دیا گیا۔ آخر جب وہ طبع
میں پڑ گیا تو اسکی عظمت اور اس کے خالق کو سب سے تسلیم کیا۔ یہاں تک کہ لاہور کے انگریزی اردو
اجنلات نے اس کے بارے میں کچھ اعتراف کیا۔ اسی طرح پر جب یہ کتاب شائع ہو کر باہر نکلی گی تب
پتہ لگے گا کہ اس نے ایک بار ایک شخص کو بھی سے اٹھانے کے لئے کہا۔ وہ کہنے لگا۔ کہ جب میں عطار کی
دکان پر گیا۔ تو جو عطرہ دکھاتا تھا میں اس سے سی واپس کر دیتا تھا۔ آخر عطار نے کہا۔ کہ میں تم یہاں
دکان میں بیٹھے ہو سو نہیں پتہ نہیں لگتا۔ جب دکان سے باہر نکل جاؤ گے تب اس عطر کی قیمت
معلوم ہوگی۔ چنانچہ جب وہ عطر لکھا یا۔ تو اس نے بیان کیا کہ جو گائیڈاں سے پیچھے آتی ہیں اس کے
سوا کہتے تھے۔ کہ اس کے پاس عطر ہے۔ گویا اسکی اتنی خوشبو تھی کہ حکم جلد ۵ منکے۔

۳۱۔ اکتوبر ۱۹۱۷ء۔ صبح کی سیر میں فرنگراف کی ایجاد اور اس میں اپنی ایک تقریر عربی
ہند کرنے کی تجویز کی گئی جس کے ذریعہ سے عربی مالک میں تبلیغ ہو سکے۔ میرے والسی پر قاضی
پروف علی صاحب نعمانی کی بیار پرسی کی اور اندیشہ تشریف لے گئے۔ ہمارے وقت ہا ہر تشریف لا کر
خازنہ و خضر حج کر کے امارت میں آج حکیم محمد اہل خاں صاحب دہلی کا خطبہ کا خطبات متعلقہ
حافظ ملک سید علی فندہ آپکو ملا۔ جس پر آپ نے ایک تبلیغی خط بطور جواب کے روانہ کر دیا اور غلام
(مابا دالحکم جلد ۵ منکے)۔

۳۲۔ نومبر ۱۹۱۷ء۔ بوجہ عہدہ مبارک آپ صبح کی سیر کے لئے تشریف نہ لے سکے۔ بعد از مغرب
آپ کے سختہ دن کے سلسلہ تقریریں فرمادیں۔ کہ صبح ہر کی شان میں جس قدر اظہار کیا گیا ہے۔ اور پھر

آدمی تھا۔ اور کچھ پڑھا ہوا بھی تھا۔ اسکے لڑکے میاں دین محمد مرحوم عرف میاں بچا کو
ہمارے اکثر دوست جانتے ہو گئے۔ قوم کا کشمیری تھا۔

(۱۹۸) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی
رحیم بخش صاحب ایم اے کہ ہمارے ساتھ والد صاحب کے بہت کم تعلقات تھے یعنی بیل
جول کہ تھا۔ وہ ہم سے دُست تھے۔ اور ہم اُن سے دُست تھے (یعنی وہ ہم سے الگ
الگ رہتے تھے۔ اور ہم اُن سے الگ الگ رہتے تھے کیونکہ ہر دو کا طریقہ اور مسلک
جداتنام اور چونکہ تایا صاحب مجھے بیٹوں کی طرح رکھتے تھے اور جائیداد وغیرہ بھی سب
انہی کے انتظام میں تھی۔ والد صاحب کا کچھ دخل نہ تھا۔ اسیلئے میں بھی اپنی ضرورتوں
کے لیے تایا صاحب کے ساتھ تعلق رکھنا پڑتا تھا۔

(۱۹۹) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی
رحیم بخش صاحب ایم اے کہ والد صاحب کی ایک بہن ہوتی تھیں اُن کو بہت خواب اور
کشف ہوتے تھے۔ مگر دادا صاحب کی اونکے متعلق یہ رائے تھی کہ اُنکے دماغ میں عجبی
نقص ہو لیکن آفرانہوں نے بعض ایسی خرابیاں دیکھیں کہ دادا صاحب کو یہ خیال بدلنا
پڑا۔ چنانچہ انہوں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ کوئی سفید ریش بڑھا شخص اُنکو
ایک کاغذ جس پر کچھ لکھا ہوا ہے۔ بطور تعویذ کے دے گیا ہے۔ جب اُنکے کھل تو ایک
بحوث پتر کا ٹکڑا ہاتھ میں تھا۔ جس پر قرآن شریف کی بعض آیات لکھی ہوئی تھیں۔ پھر
انہوں نے ایک اور خواب دیکھا کہ وہ کسی دریا میں چل رہی ہیں جس پر انہوں نے ٹوکرا پانی
پانی کی آواز نکالی اور پھر اُنکے کھل گئی۔ دیکھا تو اُن کی پینڈلیاں تر تھیں اور تازہ رویت
کے نشان لگے ہوئے تھے۔ دادا صاحب کہتے تھے کہ ان باتوں سے فعل دماغ کو کوئی
تعلق نہیں۔

(۲۰۰) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی
رحیم بخش صاحب ایم اے کہ ایک دفعہ والد صاحب سخت بیمار ہو گئے۔ اور حالت نازک ہو گئی
اور حکیموں نے ناامیدی کا اظہار کر دیا اور بعض بھی ہندو گئی۔ مگر زبان جاری رہی والد

صاحب نے کہا کہ مجھ کو میرے اوپر اور نیچے رکھو۔ چنانچہ ایسا کیا گیا۔ اور اس سے حالت رو باصلاح ہو گئی۔ خاکست اعرض کر لے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا ہے۔ کہ یہ مرض قریح زجری کا تھا۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دکھایا تھا کہ پانی اور ریت ننگوا کر بدن پر ملی جاوے۔ سو ایسا کیا گیا تو حالت اچھی ہو گئی۔ مرزا سلطان احمد صاحب کو ریت کے متعلق ذہل ہو گیا ہے۔

بسم اسد الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ حضرت صاحب ایک دفعہ غیر معمولی طہر برف کی طرف سیر کو گئے۔ تو راستہ سے بہت کرمید گاہ کا قبرستان میں تشریف لے گئے اور پھر آپ نے قبرستان کے جنوب کی طرف کھڑے ہو کر دیر تک دعا فرمائی۔ خاکست نے دریافت کیا کہ کیا آپ نے کوئی خاص قبر یا منور رکھی تھی؟ مولوی صاحب نے کہا میں ایسا نہیں خیال کیا۔ اور میں اس وقت دلیق سمجھا تھا کہ چونکہ اس قبرستان میں حضرت صاحب کے رشتہ داروں کی قبریں ہیں اس لیے حضرت صاحب نے دعا کی جو خاکست اعرض کرتا ہو۔ کہ شیخ یعقوب علی صاحب نے لکھا ہے کہ وہاں ایک دفعہ حضرت صاحب نے اپنی والدہ صاحبہ کی قبر پر دعا کی تھی۔ مولوی صاحب نے یہ بھی بیان کیا کہ جب حضرت صاحب کی لڑکی امۃ النصیر فوت ہوئی تو حضرت صاحب اُسے اسی قبرستان میں دفنانے کے لیے لے گئے تھے اور آپ خود اُسے اٹھا کر قبر کے پاس لے گئے کسی نے آگے بڑھ کر حضور سے لڑکی کو لینا چاہا۔ مگر آپ نے فرمایا کہ میں خود لیجاؤں گا۔ اور غافلہ شعلی صاحب بیان کرتے ہیں کہ اُس وقت حضرت صاحب نے وہاں اپنے کسی بزرگ کی قبر بھی دکھائی تھی۔

بسم اسد الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ میرے چچا مولوی شیر محمد صاحب مرحوم بیان کرتے تھے کہ اہل بیاض اوقات حضرت مسیح موعودؑ کی قبر پر مولوی محمد الدین صاحب کے درس میں چلے جایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مولوی صاحب نے درس میں بدر کی جنگ کے موقع پر فرشتے نظر آنے کا واقعہ بیان کیا اور پھر اس کی کچھ تاویل کرنے لگے تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ نہیں ایسا ہو سکتا جو کفر شتوں کے دیکھنے میں نبی

ہوا تھا۔

(۳۳۵) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاور سی نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان میں کسی قدر لکنت تھی اور آپ پر ناسے کو چٹا فرمایا کرتے تھے اور کلام کے دوران میں کبھی کبھی جوش کی حالت میں اپنی نائنگ پر ہاتھ بھی مارا کرتے تھے۔ خاکسار عمل کرتا ہے کہ قاضی صاحب کی یہ روایت درست ہے مگر یہ لکنت صرف کبھی کبھی کسی خاص لفظ کے تلفظ میں ظاہر ہوتی تھی ورنہ ویسے عام طور پر آپ کی زبان بہت صاف چلتی تھی۔ اور نائنگ پر ہاتھ مارنے کے صرف یہ سبب ہیں کہ کبھی کبھی جوش تقریر میں آپ کا ہاتھ اٹھ کر آپ کی ران پر گرتا تھا۔

(۳۳۶) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاور سی نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ ایک دفعہ میں اور عبد الرحیم خان صاحب پسر مولوی غلام حسن خان صاحب پشاور سی مسجد مبارک میں کھانا کھا رہے تھے جو حضرت کے گھر سے آیا تھا۔ ناگاہ میری نظر کھانے میں ایک کھمی پر پڑی چونکہ مجھے کھمی سے ملنا نفرت ہے مینے کھانا ترک کر دیا۔ اس پر حضرت کے گھر کی ایک خادمہ کھانا اٹھا کر واپس لے گئی۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اس وقت حضرت اقدس اندرون خانہ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ خادمہ حضرت کے پاس سے گزری تو اس نے حضرت سے یہ ناجائز عمل کر دیا۔ حضرت نے فوراً اپنے سامنے کا کھانا اٹھا کر اس خادمہ کے حوالہ کر دیا کہ یہ لے جاؤ۔ وہ اپنے ہاتھ کاوا ل بھی برتن میں ہی چھوڑ دیا۔ وہ خادمہ خوشی خوشی ہمارے پاس وہ کھانا لائی اور کہا کہ حضرت صاحب نے اپنا ترک دیدیا ہے۔ اس وقت مسجد میں مسید عبد الجبار صاحب بھی جو گزشتہ ایام میں کچھ عرصہ بادشاہ سوات بھی رہے ہیں، موجود تھے۔ چنانچہ وہ بھی ہمارے ساتھ شریک ہو گئے۔

(۳۳۷) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاور سی نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ سبقت میں جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مقدمہ کی بیروی کے لئے گورہ سپاہ میں قیام فرماتے تھے ایک دفعہ رات کو بارش ہونی شروع ہو گئی۔ اس وقت حضرت اقدس مکان کی چھت پر تھے جہاں پر کہ ایک برساتی بھی تھی۔ بارش کے آنے پر حضور اس برساتی میں داخل ہونے لگے۔ مگر اس کے عین دوران میں مولوی عبداللہ صاحب متوطن صفرو ضلع کبیل پور

مگر چوڑوں مانتے کی تنگ ہوتی ہے۔ آپ میں یہ تینوں خوبیاں جمع تھیں۔ اور پھر یہ خوبی کہ میں جس بہت کم پڑتی تھی۔ سر اچکا بڑا تھا۔ خوبصورت بڑا تھا۔ اور علم تھا تو ان کی رو سے ہر سمت سے پورا تھا۔ یعنی لمبا بھی تھا۔ چوڑا بھی تھا۔ اونچا بھی اور سطح اوپر کی۔ اکثر عرصہ ہوا اور بھیجے سے بھی گولائی درست تھی۔ آپ کی کپٹی کشادہ تھی اور آپ کی مکمل عقل پر دولت کوئی تھی۔

لب مبارک | آپ کے لب مبارک پستلے نہ تھے۔ مگر تاہم ایسے موٹے بھی نہ تھے کہ بڑے لگیں۔ وہ انہی کا متوسط تھا۔ اور جب بات ذکر کرتے ہوں تو منہ کھلا نہ رہتا تھا بعض اوقات مجلس میں جب خاموش بیٹھے ہوں تو آپ منہ کے شکوے سے وہ ان مبارک وٹھک نیا کرتے تھے۔ دندان مبارک آپ کے آخر عرس کچھ خراب ہو گئے تھے یعنی کبیر بعض ڈاڑھوں کو لگ گیا تھا جس سے کبھی کبھی تکلف ہوا ماتی تھی۔ جتنا بچہ ایک دفعہ ایک ڈاڑھ کا سراپا لگا تو کہہ دیا تھا کہ ایک سے زبلیں میں زخم پڑ گیا تو ریتی کے ساتھ اس کو کھسکا کر برابر بھی کر دیا تھا۔ مگر کبھی کوئی دانت ٹھکرایا نہیں۔ بسواک آپ اکثر فرمایا کرتے تھے :

پیر کی ایڑیاں پکی بعض دفعہ گرمیوں کے موسم میں چھٹ جا لیتی تھیں۔ مگر گرم کپڑے سردی گرمی برابر پہنتے تھے۔ تاہم گرمیوں میں پسینہ بھی خوب آجاتا تھا لہذا آپ کے پسینے میں کبھی بو نہیں آتی تھی خواہ کتنے ہی دن بعد کرتا ہوں۔ اور کیسا ہی موسم ہو۔

گردن مبارک | آپ کی گردن متوسط لمبائی اور موٹائی میں تھی آپ اپنے مطاع بن کریم منور کی طرح من کے اجراع میں ایک مد تک جھلملی زینت کا خیاں غرور کرتے تھے خشن ہوا۔ حجامت حنا مسواک روغن اور خوشبو کنگھی اور آئینہ بکاستان برابر مسنون لائق پر آپ فرمایا کرتے تھے۔ مگر ان باتوں میں انہماک آپ کی شغل سے بہت دور تھا :

لباس | سب سے اول یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ آپ کو کسی شکم خاص لباس ملوث نہ تھا آخری قیام کے کچھ سالوں میں آپ کے پاس کپڑے سائے اور سلیے سلائے بلبو غنہ کے بہت آتے تھے خاص کر کوٹ صدری اور پانچامہ قمیض و فوج اکثر شیخ رحمت اللہ صاحب لہوری ہر عید بقرعہ کے وقت پہنے ہمارا نذر لاتے تھے دن آپ ہستمال فرمایا کرتے تھے۔ مگر علاوہ ان کے کبھی کبھی آپ خود بھی بڑا لیا کرتے تھے۔ عبادہ و اکثر خود ہی خرید کر باندھتے تھے جس طرح

اور ماسٹر عبد الرقص صاحب اور ماسٹر شیر علی صاحب بی اے اور حافظ عبد العلی صاحب
 اور بہت سے دوستوں کو اطلاع دی گئی۔ تب میں عید کی نماز کے بعد عید کا خطبہ عربی زبان
 میں پڑھنے کیلئے کھڑا ہو گیا اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ غیب سے مجھے ایک قوت دی گئی۔ اور
 وہ فصیح تقریر عربی میں فی الہیہ یہ میرے منہ سے نکل رہی تھی کہ میری طاقت سے بالکل باہر
 تھی اور میں نہیں جانتا کہ ایسی تقریر جسکی ضخامت کئی جزو تک تھی ایسی فصاحت
 اور بلاغت کے ساتھ یہ اس کے کہ اول کسی کاغذ میں تعبیر کیا جائے کوئی شخص نہیاں بغیر
 خاص الہام الہی کے بیان کر سکے جس وقت یہ عربی تقریر جس کا نام خطبہ الہامیہ رکھا گیا
 لوگوں میں شہرت پائی اس وقت حاضرین کی تعداد شاید دو سو کے قریب ہوئی سبحان اللہ
 اس وقت ایک غیبی چشمہ کھل رہا تھا مجھے معلوم نہیں کہ میں بول رہا تھا یا میری زبان سے
 کوئی فرشتہ کلام کر رہا تھا کیونکہ میں جانتا تھا کہ اس کلام میں میرا دخل نہ تھا خود بخود بنے بنا
 فقرے میرے منہ سے نکلتے جاتے تھے اور ہر ایک فقرہ میرے لئے ایک نشان تھا۔ چنانچہ
 تمام فقرات چھپے ہوئے موجود ہیں جن کا نام خطبہ الہامیہ ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے سے
 معلوم ہو گا کہ کیا کسی انسان کی طاقت میں ہو کہ اتنی لمبی تقریر بغیر سوچے اور فکر کے عربی زبان
 میں کھڑے ہو کر محض زبانی طور پر فی البدیہہ بیان کر سکے۔ یہ ایک علمی معجزہ ہے جو
 خدا نے دکھلایا اور کوئی اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔

۳۷۳

۱۶۶۔ نشان۔ مجھے دو بیماریاں مدت دراز سے تھیں۔ ایک شدید درد سر جس سے میں
 نہایت بیتاب ہو جاتا تھا اور ہولناک عوارض پیدا ہو جاتے تھے اور یہ مرض قریباً پچیس
 برس تک دامگیر رہی اور اس کے ساتھ دورانِ سر بھی ناحق ہو گیا اور طبیوں نے لکھا کہ
 ان عوارض کا آخر نتیجہ مرگ جاتی ہے۔ چنانچہ میرے بڑے بھائی مرزا غلام قادر قسریہ
 دو ماہ تک ایسی مرض میں مبتلا ہو کر آخر مرض صرع میں مبتلا ہو گئے اور اسی سے اُنکا
 انتقال ہو گیا۔ لہذا میں دعا کرتا رہا کہ خدا تعالیٰ ان امراض سے مجھے محفوظ رکھے۔ ایک دفعہ

(حق محفوظ)

حضرت سیح لود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برائی قریبوں کا سلسلہ نمبر (۴۱)
 المکتوب نصف سلاکت

مکتوبات ماحتمیہ

جلد پنجم نمبر (۳)

حضرت سیح لود علیہ السلام کے مکتوبات بنام حضرت چودھری اہم علی خاں علی اہم
 جکو

حضرت سیح لود علیہ السلام کے کترین خادم یعقوب علی خاں علی اہم و غیرہ نے
 جمع کیا

الذی فیہ خود را حکم خاں علی اہم مصری نے رد ہوا اور ایک کس پر میں برسر میں چھوڑا جمع کیا

رسالہ سراج منیر طبع ہوگا۔ آٹھ سو روپیہ جمع تھا۔ وہ سب رسالہ سرمہ چشم آدمی پر خرچ ہو گیا۔ اس رسالہ میں کچھ تو بوجہ علالت طبع اس عاجز اور کچھ دیگر مواقع سے مطبع وغیرہ سے توقف ہوئی۔ اب یہ رسالہ سرمہ چشم آدمی امید قوی ہے کہ پندرہ روز تک من کل الوجوہ تیار ہو کر میرے پاس پہنچ جائے گا۔ چونکہ یہ رسالہ ضخامت میں بہت بڑا ہو گیا ہے اور خرچ بھی اس پر بہت ہوا ہے اور ابھی دو سو روپیہ دینا ہے اس لئے قیمت اس کی غیر مقرر ہوئی ہے جس نام میں یونہی تخمینہ سے ہر قیمت مقرر کی گئی تھی اس زمانہ میں آپ نے ڈیڑھ سو رسالہ کا فروخت کرنا اپنے ذمہ لیا تھا۔ پس اس حساب سے معیہ کارما آپ کے ذمہ فروخت کرنا ہے۔ لیکن اس سے قطع نظر کر کے اگر آپ محض لاش پوری پوری کوشش کریں اور جہاں تک ممکن ہو رقم کثیر جمع کرنے میں سعی مبذول فرما دیں۔ تو نہایت ثواب کی بات ہے۔ بیچارے کے پانسو روپیہ پیشی عبدالحی صاحب اکونٹنٹ شکہ کا ہے جو بطور قرضہ طبع رسالہ کے لئے لیا گیا اور تین سو روپیہ چندہ کا ہے۔ اس میں بہت کوشش کرنی چاہیے۔ تاہم سراج منیر کی طبع میں توقف نہ ہو۔ امید ہے کہ یہ کوشش موجب خوشنودی رحمن ہو آپ کے رفیق ہند کو اس رسالہ کا پڑھنا مفید ہے اگر وہ غور سے پڑھے اور نہایت طبع رکھتا ہو۔ اور سعادت اذلی مقدر ہو تو ہدایت پانے کے لئے کافی ہے۔ انشاء اللہ القدر دعا بھی کروں گا۔ کبھی کبھی یاد دلاتے رہیں۔ میرا حافظہ بہت خراب ہے۔ اگر کئی دفعہ کسی کی ملاقات ہو تب بھی بھول جاتا ہوں یا دو ہائی عمدہ طریقہ ہے۔ حافظ کی یہ بہتری ہے کہ بیان نہیں کر سکتا۔ واللہ فصل فعل حکمتہ۔ والسلام۔

دعا کسار غلام احمد از صدر انبیاہ حاطہ ناگ پٹنی،

خروج الله من

تحریر مولیٰ علیہ السلام

مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲

مکتوب نمبر (۱)

نحمدہ و نصلی علی سید سولہ الکریم

سم الله الرحمن الرحيم

لَهُ. رَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

۱۔ بلا میں احمدیہ حضرت بل جلالہ کی طرف سے ماسور ہوا ہے کہ بنی
 ۲۔ شیخ کی طرز پر کمال میکنی۔ اور قدرتی۔ اور غربت اور تذلل
 ۳۔ اصلاح خلق کیلئے کوشش کرے اور ان لوگوں کو جو راہ
 ۴۔ سے بے خبر ہیں۔ جہلاط مستقیم (جہ پلنے سے حقیقی نجات حاصل ہوتی
 ۵۔ عام میں بہشتی زندگی کے آثار اور قبولیت اور محبوبیت کے انوار کھائی
 ۶۔ خاکسار غلام احمد، رابع عشر۔

نوٹ:۔ یہ پہلا خط ہے جو حضرت حکیم الامتہ کے نام بھیجے گیا ہے قیاس پامناظرہ کر اس سے

اُن مخدوم سے کچھ فائدہ محسوس نہ ہوا۔ شاید کہ یہ وہی قول درست ہو کہ ادویہ کو ابدان سے مناسبت ہے۔ بعض ادویہ بعض ابدان کے مناسب علاج ہوتی ہیں۔ اور بعض دیگر کے نہیں۔ مجھے یہ دوا بہت ہی فائدہ مند معلوم ہوئی ہے کہ چند امراض کا اپنی روستی در طبوباتِ عمدہ اس سے دور ہو گئے ہیں۔ ایک مرض مجھے نہایت خوفناک تھی۔ کہ صحبت کی وقت لیٹنے کی حالت میں نہ ذہن بکلی جاگ رہتا تھا۔ شاید قلتِ حرارت غریزی اسکا موجب تھی۔ وہ عارضہ بالکل جانا رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوا حرارت غریزی کو بھی مفید ہے۔ اور مٹی کو بھی غلیظ کرتی ہے۔ غرض میں نے تو اس میں آثار نمایاں پائے ہیں۔ واللہ اعلم وعلمہ الحکم۔ اگر دوا موجود ہو اور آپ دودھ اور ملائی کے ساتھ کچھ زیادہ شربت کر کے استعمال کریں۔ تو میں خاشعہ ہوں کہ آپ کے بدن میں ان فوائد کی بشارت ستون کہیں کہیں دوا کی چھپی چھپی تاثیر بھی ہوتی ہے کہ جو ہفتہ عشرہ کے ابتدائوس ہوتی ہے۔ چونکہ دوا ختم ہو چکی ہے۔ اور میں نے زیادہ زیادہ کھانی ہے۔ اسے آرام ہے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہے۔ تو دوبارہ تیار کیجائے۔ لیکن چونکہ گھر میں ایام امید ہونے کا کچھ گمان ہے۔ جس کا میں نے ذکر بھی کیا تھا۔ ابھی تک وہ گمان بخیر ہوتا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ اسکو راست کرے۔ اس جہت سے عجلت تیار کرنے کی چنداں ضرورت میں نہیں دیکھتا مگر

میں شکر گزار ہوں کہ خدا تعالیٰ نے دوا کا بہانہ کر کے بعض

خطرناک عوارض سے مجھ کو غلصی عطا کی۔ فالحمد للہ علی احسانہ

مجھے اس بات کے سنے سے افسوس ہوا کہ رسالہ امرت سر سے واپس منگوا یا گیا۔ فیروز پور کو وہ خاص ترجیح کوئی تھی۔ بلکہ میری دانستیں حال کے زمانہ میں دنیوی واقف کاروں کے

ۛ غیر دستخط بہتم نہ جانے کہ کس نے اس پر دستخط کیا ۛ
 ۛ اس میں سے کوئی ۛ

قد فرغنا من الرد علی قوم یستون آریہ فالحمد لله رب العالمین
 انا اذا انزلنا ساحة قوم فساء صباح المنذرين

ہم آپ کی روئے کھنے سے فراغت کر چکے سو اس خدا کو سب تعریف ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے
 ہم جب ایک قوم پر چڑھا لی کرتے ہیں اور ان کے صحن میں اترتے ہیں تو وہ صبح ان کی ایک ٹہنی
 صبح ہوتی ہے جو تباہی کی خبر دیتی ہے

یہ کتب آریہ صاحبوں کے اس معقول جواب میں ہو چکے انہوں نے اپنے مذہبی جلسہ میں دیکر ۱۹۰۸ء میں
 ہوا جب چار سو معزز ہماری جماعت کے مسلمانوں کے خود انکو اپنے گھر میں بلا کر سنایا تھا جو ہمارے سید مولانا
 نبی علیہ السلام کی قوم میں اور دشنام دہی سے پر تھا جس میں دین اسلام پر جا بجا توہین اور
 ہنسی اور شتم کیا گیا تھا اور نہایت شوخی سے گندی کالیاں دے کر اور بے عیا ہمتی ہمارے
 مقدس ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لگا کر صد ہا مسلمانوں کو خود مدعو کر کے نہایت دکھ
 دیا تھا اور اس کتاب کا نام ہے



از مولفات حضرت مرزا غلام احمد صاحب صحیح مؤرخہ

جو ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء کو

طبع الوار احمدیہ پریس قادیان ضلع گورداسپور میں طبع ہوئی

باہتمام شیخ یعقوب علی تراب منیر

کچھ نہ کچھ صحت نیت دل میں رکھ لیتے ہے کیونکہ اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے اور سب پر ایمان لانا فرض ہے۔ پس مسلمانوں کو بڑی مشکلات پیش آتی ہیں کہ دونوں طرف ان کے پیارے جوتے ہیں۔ بہر حال جاہلوں کے مقابل پر صبر کرنا بہتر ہے کیونکہ کسی نبی کی اشارہ سے بھی تحقیر کرنا سخت معصیت ہے اور موجب نازل غضب الہی۔

مگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اسلام میں کافروں کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم ہے تو چکر کیونکر اسلام صلح کاری کا مذہب ٹھہر سکتا ہے پس واضح ہو کہ قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ تہمت ہے اور یہ بات سراسر جھوٹ ہے کہ دین اسلام میں جبراً دین پھیلانے کے لئے ٹھکم دیا گیا تھا کسی پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ میں تیسرا برس تک سخت دل کافروں کے ہاتھ سے وہ عیبتیں اٹھائیں اور وہ دکھ دیکھے کہ بجز ان برگزیدہ لوگوں کے جن کا خدا پر نہایت درجہ بھروسہ ہوتا ہے کوئی شخص ان دکھوں کی برداشت نہیں کر سکتا اور اس مدت میں کئی عزیز صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت بے رحمی سے قتل کئے گئے اور بعض کو بار بار زرد کو بکے موت کے قریب کر دیا اور بعض دفعہ ظالموں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس قدر چھڑ چلائے کہ آپ سر سے ہیر تک خون آلودہ ہو گئے اور آخر کار کافروں نے یہ منصوبہ سوچا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر کے اس مذہب کا فیصلہ ہی کر دیں تب اس نیت سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کیا اور خدا نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ اب وقت آگیا ہے کہ تم اس شہر سے نکل جاؤ تب آپ اپنے ایک رفیق کے ساتھ جس کا نام ابو بکرؓ تھا نکل آئے اور خدا کا یہ معجزہ تھا کہ باوجودیکہ عسکروں نے محاصرہ کیا تھا مگر ایک شخص نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا اور آپ شہر سے باہر آ گئے اور ایک چھپر پر کھڑے ہو کر کہ کو مخاطب کر کے کہا کہ "اے مکہ تو میرا پیارا شہر اور پیلا وطن

۱۹

مائیل پیج باراقل

بِأَنَّا بَلَّغْنَاكَ

بِأَنَّا بَلَّغْنَاكَ

بفضلہ تعالیٰ

یہ رسائل البجہ جن کے نام یہ تفصیل ذیل میں

انجامِ اہم

خدائی فیصلہ . دعوتِ قوم

مکتوبِ عربی بنام علماء

مطبع ضیاء الاسلام میں طبع ہو کر عام فائدہ
کے لئے شائع کئے گئے

قاریان

قیمت فی جلد چھ

بمقام

ہزار ہا آدمی کے انعام کے ساتھ علماء اسلام اور عیسائیوں کے ماسخ کشی کی گئیں مگر کسی نے نہ اٹھایا اور کوئی مقابل پر نہ آیا۔ کیا یہ خدا کا نشان ہے یا انسان کا بنیان ہے۔

پھر ایک اور مشکوک نشان الہی ہے جو براہین کے صفحہ ۲۳۸ میں درج ہے۔ اور وہ یہ ہے **الْحَرْنِ عَلَمُ الْقُرْآنِ**۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے علم قرآن کا وعدہ دیا تھا۔ سو اس وعدہ کو ایسے طور

کی بولڈ نہیں آپ کا یہ کہنا کہ میرے پیروں نے کھائیں گے اور ان کو کچھ اثر نہیں ہو گا۔ یہ بالکل جھوٹ سا کلام ہے۔ کیونکہ اگرچہ ذلیل سے یورپ میں بہت خود کشی ہو رہی ہے۔ ہزار ہا مرتے ہیں۔ ایک پادری کو کیسا ہی مٹا ہو تب رقی اس کو کھانے سے دو گھنٹے تک ہسانی کر سکتا ہے۔ پھر یہ معجزہ کہا گیا۔ ایسا ہی آپ فرماتے ہیں کہ میرے پیروں نے کھائیں گے کہ یہاں سے اٹھ اور وہ اٹھ جانے گا یہ کس قدر جھوٹ ہے بھلا ایک پادری مرتے سے ایک الٹی جوتی کو سیدھا کر کے تو دکھلائے۔

مکمل ہے کہ آپ نے حموی تدبیر کے ساتھ کسی شب کو رومی کو اچھا کیا ہو۔ یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بد قسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے خیال ہو سکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوئے اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے۔ ادا آپ کے ہاتھ میں سوا کر اور فریکے اور کچے نہیں تھا پھر فرسوس کہ نائن عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور طہر ہے۔ تین دایاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسی عورتیں تھیں جن کے **تولون** سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرا ہو گئی۔ آپ کا کنوئیں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا۔ کہ وہ اس کے سر پہنے لپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کی کمانی کا طبلہ اس کے سر پہنے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے سمجھنے والے سمجھیں کہ ایسا انسان کس ملین کا آدمی ہو سکتا ہے۔

مکمل ہے

یہ کسی خباثت تھی کہ آتھم کی موت کو تو بعین الہام کے موافق بیباکی کے بعد بلا توقف ظہور میں آئی کسی اس کو نشان الہی قرار نہ دیا۔ وہ گندے اخبار نویس جو آتھم کے موبہ تھے بیشکوئی کی حقیقت کھلنے کے بعد ایسے تجاہل سے چُپ ہوئے کہ گویا مر گئے۔ اب آنکھیں کھولو اور اٹھو اور جاگو اور تلاش کرو۔ کہ آتھم کہاں ہے۔ کیا خدا کے حکم نے اس کو قبر میں نہ پہنچا دیا۔ ہر ایک منصف اس بیشکوئی کو تسلیم کرے گا

جانے گا دیکھو یسوع کو کسی بھی اندسی پیش مندی کی۔ اب کوئی حرام کار اور بکار بنے تو اس سے معجزہ مانگے۔ یہ تو یہی بات ہوئی کہ جیسا کہ نیک شریر نکار نے جس میں سرسریسوع کی روح متقی لوگوں میں شیعہ ہوا کیا کہ میں ایک ایسا اور دہسکتا ہوں جس کے پڑھنے سے پہلی ہی رات میں خدا نظر آجائے گا بشکریہ پڑھنے والا حرام کی اولاد نہ ہو۔ اب جھٹکون حرام کی اولاد بنے اور کچھ کچھے ڈھیر پڑھنے سے خدا نظر نہیں آیا۔ آخر ہر ایک نے بھی کہہ ہی کہنا پڑا تھا کہ ہاں صاحب نظر آگیا۔ یسوع کی بندشوں اور تدبیروں پر قربانی عاقل بننا چھوڑنے کے لئے کیسا اذکیلا یہی آپ کا طریق تھا۔ کہ ایک مرتبہ کسی یہودی نے آپ کی قوت شجاعت آنانے کے لئے سوال کیا کہ اے اُستاد قیصر کو فراج دینا رو اسے یہاں نہیں آپ کو یہ سوال سنتے ہی اپنی جان کی فکر پڑ گئی کہ کہیں باغی کہلا کر پکڑا نہ جائوں۔ سو جیسا کہ معجزہ مانگنے والوں کی لطفہ مناکر معجزہ مانگنے سے روک دیا تھا۔ اس جگہ بھی وہی کارروائی کی اور کہا کہ قیصر کا قیصر کو دو اور خدا کا خدا کوں حالانکہ حضرت کا پناہ عقیدہ یہ تھا کہ یہودیوں کے لئے یہودی بادشاہ چاہیے نہ کہ عجمی۔ اسی سلسلہ پر مبنی تھا بعضی خریدے شہزادہ بھی کہلا یا مگر تقدیر نے یاوری نہ کی۔

متقی کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی قتل بہت موٹی تھی۔ آپ جاہل عورتوں اور عوام الناس کی طرح مر گئے کہ جیسا کہ نہیں سمجھتے تھے بلکہ جن کہ آمید بخیال کرتے تھے۔ ہاں آپ کو گالیاں دینی اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جملے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی اٹھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔

یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدم جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی جن میں بیشکوئی پر بھی اپنی ذات کی نسبت توہینت میں پایا جاتا آپ نے فرمایا ہے۔ ان کتابوں میں ان کا نام و نشان نہیں پایا جاتا

ملفوظات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی
 مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام

جلد ۳

ہے کہ قد لہشت ذیکر سحرانہ۔

استغفار کے اصل معنی تو یہ ہیں کہ یہ خواہش کرنا کہ مجھ سے کوئی گناہ نہ ہو یعنی میں معصوم رہوں اور دوسرے معنی جو اس سے نیچے درجے پر ہیں کہ میرے گناہ کے بدستار ہو مجھے ملنے میں میں اُن سے محفوظ رہوں۔

مسیح تو خود کنجریوں سے تیل ملواتا رہا۔ اگر استغفار کرتے تو یہ حالت نہ ہوتی۔

(بعد از نماز مغرب)

پھر اس کے بعد اذان ہو کر نماز مغرب ہوئی اور حضرت اقدس سب معمول شیش پر جلوہ گر ہوئے اور فرمایا کہ

مفتی محمد صادق صاحب جو کتاب لکھتے ہیں جس میں مشیمہ عورت کا اور مشیمہ یہودی عاشق سلمیٰ کا ذکر ہے کہ وہ عورت سلمیٰ شیمع کو چھوڑ کر ایسوع کے شاگردوں میں جا ملی۔ اس لئے اُس مشیمہ نے یہ سارا منصوبہ صلیب کا بنایا اور ایک عورت کے واقعہ نے اُن کی صلیب تک نوبت پہنچائی۔

جس طرح بد نظمیاں ان لوگوں نے نکالی ہیں ویسے ہی ہمارا بھی حق ہے۔ اُن کے نزدیک زیادہ شادیاں کرنا گناہ ہے مگر ایک بازاری عورت مطلقاً بن تیل بالوں کو لگاتی ہے۔ بالوں میں لنگسی کرتی ہے اور یہ ہنست کی طرح بیٹھے ہوئے مڑے سے سب گرداٹے جاتے ہیں۔ یہ بھی پوچھو کہ گناہ ہے یا نہیں۔ ان کو لازم تھا کہ اعتراض نہ کرتے۔ جو واقعات اُن کے ہاتھوں کے کھے ہیں۔ وہی پیش کرنے پڑتے ہیں۔ اور کیا جواب دیں۔ یہ کوئی چھوٹا اعتراض نہیں ہے کہ اُن کو کنجریوں سے کیا تعلق تھا۔ اور اگر کہو کہ اس کنجری نے توبہ کی تھی تو کنجری کی توبہ کا اعتبار کیا۔ ایک طرف توبہ کرتی ہیں۔ ایک طرف پھر موڑے پر بازار میں جا بیٹھتی ہیں۔

شراب کا نشہ اور یسوع مسیح

پھر شراب کو دیکھو کہ تم گناہوں کی جڑ ہے۔ اس کی تم ریزی مسیح نے کی۔ شراب کے بڑے

لے الہد جہد انجیل ص ۱۹ مورخ ۱۹۰۲ء

کیلئے عادت کر لیا جاتا ہے۔ وہ دماغ کو خراب کرتا اور آخر ہلاک کرتا ہے۔ سو تم اس سے بچو۔
 ہم نہیں سمجھ سکتے کہ تم کیوں ان چیزیں کھاتے ہو جن کی شام سے ہر ایک سال ہزار ہا
 قہار سے جیسے نشہ کے عالمی اس دنیا سے کوچ کھیلے جاتے ہیں۔ اور آخرت کا عذاب الگ ہے۔
 پر سب گار انسان بن جاؤ تا تمہاری عمریں زیادہ ہوں اور تم خدا سے برکت پاؤ۔ حد سے زیادہ
 قیامتی میں بسر کرنا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ بدخلق اور سیم ہر ہونا لعنتی زندگی ہے۔
 حد سے زیادہ خدا یا اس کے بندوں کی بھڑ دی سے لاپرواہ ہونا لعنتی زندگی ہے۔ ہر ایک میر خدا
 کے حقوق اور انسانوں کے حقوق کو ایسا ہی پوچھا جائیگا جیسا کہ ایک فقیر بلکہ ایک مسکین زیادہ پس کا بھی
 قسمت وہ شخص ہو جو اس مختصر زندگی پر بھروسہ کر کے کبھی خدا سے منہ پھیر دیتا ہو اور خدا کے حرام
 کو اتنی مباحی سے استعمال کرتا ہے کہ گویا وہ حرام اس کیلئے حلال ہو غصہ کی حالت میں دیوانہ کی طرح
 کسی کو گالی کسی کو زخمی اور کسی کو قتل کرنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے۔ اور شہوات کے جوش میں بیانی کے
 طریقوں کو انتہائی پہنچا دیتا ہے۔ سو وہ اپنی خوشحالی کو نہیں پائیگا یہاں تک کہ مر جائے۔ اسے عربوں
 تم فقور سے دفن کیلئے دنیا میں آئے ہو۔ اور وہ بھی بیت کچھ گزر چکے۔ سو اپنے مولیٰ کو ناراض مت کرو۔
 ایک انسانی گورنٹ جو تم سے زبردست ہو۔ اگر تم سے ناراض ہو تو وہ تمہیں تباہ کر سکتی ہے۔ پس تم
 سوچ لو کہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے کیونکر تم بچ سکتے ہو۔ اگر تم خدا کی آنکھوں کے اگے حق تعالیٰ ٹھہر جاؤ
 تو تمہیں کوئی بھی تباہ نہیں کر سکتا اور وہ خود تمہاری حفاظت کر لے گا۔ اور دشمن جو تمہاری جان کے
 درپے ہے تم پر قابو نہیں پائیگا۔ ورنہ تمہاری جان کا کوئی حافظ نہیں۔ اور تم دشمنوں سے ڈر کر
 یا اور آفات میں مبتلا ہو کر بیرہاری سے زندگی بسر کرو گے۔ اور تمہاری عمر کے آخری دن بڑے غم

ہو۔ یہ کوئی عجز قدس شرابیہ نقصان پہنچاتا ہے۔ اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔
 شاید کسی بیباکی کی وجہ یا پرانی عادت کی وجہ سے مسلمانوں نے تمہیں علیہ السلام تو ہر ایک شے سے پاک اور
 معصوم تھے جیسا کہ وہ فی الحقیقت معصوم ہیں سو تم مسلمان کہو کہ کسی کی پیروی کرتے ہو۔ قرآن انجیل کی طرح
 شراب کو حلال نہیں ٹھہرتا۔ یہ فرق کس ہوتا ہے شراب کو حلال ٹھہراتے ہو کیا تمنا نہیں ہے؟ منہ

(نمائش طبع اول)

سراج الدین

عینائی

کے چار سوالوں کا

جواب

س ۱۸۹۷
۲۲ جون

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم فضل دین صاحب

کے چھپا

تعداد ۷۰۰

قیمت ۲۰

غیر عورتوں کے دیکھنے سے اپنے تنیں بچانا پڑتا ہے۔ شراب اور ہر ایک نشے سے اپنے تنیں دھو رکھنا پڑتا ہے۔ خدا کے مواخذہ سے خوف کر کے حقوق عباد کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے۔ اور ہر ایک سال میں برابر تیس یا اسی روز خدا تعالیٰ کے حکم سے روزہ رکھنا پڑتا ہے اور تمام مالی و بدنی و جانی عبادت کو بجالانا پڑتا ہے۔ پھر جب ایک بد بخت جو پہلے مسلمان تھا عیسائی ہو گیا تو ساتھ ہی یہ تمام بوجھ اپنے سر پر سے اتار لیتا ہے۔ اور سونا اور کھانا اور شراب پینا اور اپنے بدن کو آرام میں رکھنا اس کا کام ہوتا ہے اور یک دفعہ تمام اعمال شاقہ سے دستکش ہو جاتا ہے اور حیوانوں کی طرح بجز اکل و شرب اور ناپاک عیاشی کے اور کوئی کام اُس کا نہیں ہوتا۔ پس اگر یسوع کے گزشتہ بلا فقر کے یہی معنی ہیں کہ میں تمہیں ابدی آرام و نجات کا پیشک ہم قبول کرتے ہیں کہ حقیقت عیسائیوں کو اس چند روزہ سفلی زندگی میں بوجھ اپنی بے قیدی کے بہت ہی آرام ہے۔ یہاں تک کہ ان کی دنیا میں نظیر نہیں۔ وہ مکھی کی طرح ہر ایک چیز پر بیٹھ سکتے ہیں۔ اور وہ خنزیر کی طرح ہر ایک چیز کھا سکتے ہیں۔ ہندو گائے سے پرہیز کرتے ہیں اور مسلمان سور سے۔ مگر یہ بلا نوش دونوں مضمم کر جاتے ہیں۔ سچ ہے ”عیسائی باش ہر چہ خواہی یکن“ سور کو حرام ٹھہرانے میں تو ریت میں کیا کیا تاکیدیں تھیں یہاں تک کہ اُس کا چھونا بھی حرام تھا اور صاف لکھا تھا کہ اسکی حرمت ابدی ہے۔ مگر ان لوگوں نے اُس سور کو بھی نہیں چھوڑا جو تمام نبیوں کی نظر میں نفرتی تھا۔ یسوع کا شرابی کبابی ہونا تو خیر ہم نے مان لیا۔ مگر کیا اُس نے کبھی سور بھی کھایا تھا؟ وہ تو ایک مثال میں بیان کرتا ہے کہ تم اپنے موقی سوروں کے آگے مت پھینکو۔ پس اگر موتیوں سے مراد پاک کلمے ہیں تو سوروں سے مراد پلید آدمی ہیں۔ اس مثال میں یسوع صاف گواہی دیتا ہے کہ سور پلید ہے کیونکہ مشتبہ اور مشتبہ پر میں مناسبت شرط ہے۔

عرض عیسائیوں کا آرام جو اُنکو ملا ہے وہ بے قیدی اور اہانت کا آرام ہے۔

(پیش طبع ہوں)

الحمد لله والمنته

کہ یہ رسالہ مبارکہ جس میں انھوں نے اذہم علماء
کابل اور شیخ اجل افغانستان اور رئیس اعظم
مولوی محمد عبداللطیف صاحب مرحوم کی شہادت کا
تذکرہ اور نیز ان کے شاگرد رشید میاں عبدالرحمن کے
شہید ہونے کے حالات مذکور ہیں تالیف ہو کر

نام اس کا مندرجہ ذیل رکھا گیا یعنی

تذکرۃ الشہادتین

مع رسالہ عربی و علامات المقرین

اور یہ رسالہ مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام
حکیم مولوی فضل الدین صاحب مالک مطبع
اکتوبر کے مہینہ میں چھاپ کر شائع کیا گیا۔

زمانہ میں براہ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اس آسمانی مادہ کو نئے سہسے انسانوں کے آگے پیش کر کے والا تقدیر الہی میں مقرر کیا گیا تھا۔ جس کی بشارت آج سے تیرہ سو سال پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ وہ میں ہی ہوں۔ اور مکالمات البتہ اور مخطبات رحمانیہ اس صفائی اور تواتر سے اس بارے میں ہوئے کہ شک شبہ کی جگہ نہ رہی۔ ہر ایک وحی جو ہوتی ایک فولادی مسج کی طرح دل میں دھنستی تھی اور یہ تمام مکالمات البتہ الہی عظیم الشان پیشگوئیوں سے بھرے ہوئے تھے کہ روز روشن کی طرح وہ پوری ہوتی تھیں۔ اور ان کے تواتر اور کثرت اور اعجازی طاقتوں کے کثرت نے مجھے اس بات کے اقرار کیلئے مجبور کیا کہ یہ اسی وحدۃ الشریک خدا کا کلام ہے جس کا کلام قرآن شریف ہے۔ اور میں اس جگہ تورات اور انجیل کا نام نہیں لیتا۔ کیونکہ تورات اور انجیل تحریف کرنے والوں کے ہاتھوں سے اس قدر محرف و تبدیل ہو گئی ہیں کہ اب ان کتابوں کو خدا کا کلام نہیں کہہ سکتے۔ غرض وہ خدا کی وحی جو میرے پر نازل ہوئی ایسی یقینی اور قطعی ہے کہ جس کے ذریعے میں نے اپنے خدا کو پایا۔ اور وہ وحی نہ صرف آسمانی نشانوں کے ذریعہ مرتبہ یقین تک پہنچی۔ بلکہ ہر ایک جگہ اس کا جب خدا تعالیٰ کے کلام قرآن شریف پر پیش کیا گیا۔ تو اس کے مطابق ثابت ہوا۔ اور اس کی تصدیق کے لئے بارش کی طرح نشان آسمانی برسے۔ انہیں دنوں میں رمضان کے مہینہ میں سورج اور چاند کا گرہن بھی ہوا جیسا کہ لکھا تھا کہ اس مہدی کے وقت میں ماہ رمضان میں سورج اور چاند کا گرہن ہوگا۔ اور انہیں آیام میں طاعون بھی کثرت سے پنجاب میں ہوئی۔ جیسا کہ قرآن شریف میں یہ خبر موجود ہے۔ اور پہلے نبیوں نے بھی یہ خبر دی ہے کہ ان دنوں میں مری بہت چڑگی۔ اور ایسا ہوگا کہ کوئی گاؤں اور شہر اس مری سے باہر نہیں رہیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ہو رہا ہے۔ اور خدا نے اس وقت کہ اس ملک میں طاعون کا نام و نشان نہ تھا۔ قریباً بائیس برس طاعون کے پھوٹنے سے پہلے مجھے اس کے پیدا ہونے کی خبر دی۔ پھر اس بارہ میں الہامات بارش کی طرح ہوتے اور تکرار ان فقرات کا مختلف پیرایوں میں ہوا۔ چنانچہ مندرجہ ذیل وحی میں اس طرح پر مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔

اِنِّیْ اِمْرَآۃٌ فَلَا تَسْتَعْلُوْہٖ بِشَارَۃٍ تَلْقَآہَا النَّبِیُّوْنَ۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا

۵۲

چشمہ معرفت

ادب

آیا ہے اور اس وقت آیا ہے جب کہ دنیا خدا کے راہ کو بھول چکی تھی اور جن بیماروں کیلئے آیا۔
 اُن کو اُس نے چنگا کر کے دکھلا دیا اور نہ تورات اور نہ انجیل وہ مساجد کرکلی جو قرآن شریف
 نے کی۔ کیونکہ تورات کی تعلیم پر چلنے والے یعنی یہودی ہمیشہ بار بار بت پرستی میں پڑتے
 رہے چنانچہ تاریخ جاننے والے اس پر گواہ ہیں اور وہ کتابیں کیا باعتبار علمی تعلیم کے اور کیا
 باعتبار علمی تعلیم کے سراسر ناقص تھیں اس لئے اُن پر چلنے والے بہت جلد گمراہی میں پھنس
 گئے۔ انجیل پر ابھی تیس برس بھی نہیں گزرے تھے کہ بجائے خدا کی پرستش کے ایک عاجز
 انسان کی پرستش نے جگہ لے لی یعنی حضرت عیسیٰ خدا بنائے گئے اور قائم تک اہل کو
 چھوڑ کر ذریعہ معافی گناہ یہ ٹھہرا دیا کہ اُن کے مصلوب ہونے اور خدا کا بیٹا ہونے پر ایمان
 لایا جائے پس کیا یہی کتابیں تھیں جن کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نعل کی بلد چ تو یہ بایں
 کہ وہ کتابیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک رذی کی طرح ہو چکی تھیں اور بہت جلد
 اُن میں طائے گئے تھے جیسا کہ کسی جگہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے کہ وہ کتابیں محرف تبدیل
 ہیں اور اپنی اصلیت پر قائم نہیں رہیں چنانچہ اس واقعہ پر اس زمانہ میں بُرے بُرے محقق
 انگریزوں نے بھی شہادت دی ہے۔ پس جب کہ بائبل محرف تبدیل ہو چکی تھی اور یوحنا بپس
 کے حامی تھے وہ بقول پادری فنڈل اور دوسرے محقق عیسائیوں کے اس زمانہ میں نہایت
 درجہ بد چلی ہو چکے تھے اور زمینِ باپ اور گناہ سے بھر گئی تھی اور آسمان سے کہ نیچے جو۔
 معصیت اور مخلوق پرستی کے اند کوئی عمل نہ تھا اس طرف آید درست ہم حوالہ نمبر
 تھا اس کے لئے پنڈت دیانند کی گواہی سنیاتھ میں کافی ہے اور قرآن شریف نے
 خود اپنے آسنے کی ضرورت پیش کی ہے کہ اس زمانہ میں ہر ایک قسم کی بد چلی اور بد اعتقادی
 اور بد کاری زمین کے رہنے والوں پر محیط ہو گئی تھی تو اب خدا کا خوف کر کے سوچنا چاہئے
 کہ کیا باوجود جمیع ہمنے اتنی ضرورتوں کے پھر بھی خدا نے نہ چاہا کہ اپنے تازہ اور زندہ کلام سے

۲۵۵

مائیں بارئول

الحمد لله والمنة

یہ رسالہ ایک عیسائی کی کتاب ینایح الاسلام کے
جواب میں تالیف ہو کر اس کا نام مندرجہ ذیل رکھا گیا

یعنے

چشمہ مسیحی

اور یہ

مطبع میگزین قادیان میں باہرستہم چوہدری
اللہ داد صاحب ۹ مارچ ۱۹۰۶ء کو طبع ہو کر

شائع ہوا

تعداد جلد (۱۰۰)

چشمہ مسیحی

مقدمہ

مجھ کو خط پہنچا ہے۔ اور وہ اپنے خط میں کتاب ینایح الاسلام کی نسبت جو ایک عیسائی کی کتاب ہے ایک خوفناک ضرر کا اظہار کرتے ہیں۔ افسوس کہ اکثر مسلمان اپنی غفلت کی وجہ سے ہماری کتابوں کو نہیں دیکھتے۔ اور وہ برکات جو خدا تعالیٰ نے ہم پر نازل کئے یہ لوگ بالکل اس سے بے خبر ہیں۔ اور نادان مولویوں نے ہمیں کافر کافر کہنے سے ہم میں اور عام مسلمانوں میں ایک دیوار کھینچ دی ہے۔ ان لوگوں کو سلام نہیں کہ اب وہ زمانہ جاتا رہا کہ جس میں عیسائیت کے گرد فریب کچھ کام کرتے تھے۔ اور اب جیسا ہزار آدم کی پیدائش سے آخر پر ہے جس میں خدا کے سلسلہ کو ختم ہو گیا۔ اور بدشتی اور تاریکی میں یہ آخری جنگ ہے جس میں بدشتی مظفر اور منصور ہو جائیگی۔ اور تاریکی کا خاتمہ ہے۔ اور کچھ ضرور نہ تھا کہ پادری صاحبوں کے ان بوسیدہ خیالات پر کچھ لکھا جاتا لیکن ایک شخص کے اصرار سے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے یہ مختصر رسالہ لکھنا پڑا۔ خدا تعالیٰ اس میں برکت ڈالے اور لوگوں کی ہدایت کا موجب کرے۔ آمین اور یاد رہے کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عزت کرتے ہیں اور ان کو خدا کا نبی سمجھتے ہیں

وج

اس جنگ کے نقطہ سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ تواریا بندوق سے یہ جنگ ہو گا ورنہ یہ کہ اب اس قسم کے جہاد خدا تعالیٰ نے منسوخ کر دیئے ہیں کیونکہ ضرر تھا کہ مسیح موعود کے وقت میں اس قسم کے جہاد منسوخ کر دیئے جاتے جیسا کہ قرآن شریف نے پہلے سے یہ خبر دی ہے اور مسیح بخدا میں بھی مسیح موعود کی نسبت یہ حدیث ہے کہ یدفع الحرب - منہ

مگر یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو کچھ خلافت شیعہ کے نگاہ سے وہ الزامی جواب کے رنگ میں ہے۔ اور وہ اصل یہودیوں کے الفاظ ہم نے نقل کیے ہیں۔ افسوس مگر معذرت پادری صاحبان تہذیب اور خدا ترسی کے کام میں اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہ دیں تو دوسری طرف مسلمانوں کی طرف سے بھی ان کے میں جتنے زیادہ ادب کا خیال رہے۔ منہ

(ٹائٹل طبع اول حصہ اول)

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا
بفضل عظیم حضرت ہادی عالم و عالمین و رحمت عظیم رہنما گمشدگان کتاب الجوامع سوم بہ

براہین احمدیہ

ملقب بہ
البرہین الاحمدیہ علی حقیقت نبی الشد القرآن و النبوة المحمدیہ

جس کو فخر اہل اسلام پنجاب جناب میرزا غلام احمد ضاریس عظیم قادیان
ضلع گورداسپور پنجاب دام قباہم نے مکمل تحقیق و تدقیق سے تالیف کی ہے
مکرین اسلام پر حجت اسلام پوری کرنے کیلئے بوعذا العام دس ہزار روپیہ پیش کیا

امیر سر پنجاب

سفیر ہند پریس میں دہلی ۱۸۸۰ء طبع ہوئی

امیر علی دولہ پرنٹر

کتاب خانہ امیر سر پنجاب جناب

۱۲۹۶
تاریخ کی بنا پر
از بس کہ یہ حضرت کی کتاب ہے

پہلی فصل

۵۳۵

برائین احمدیہ

تحمید ہشتم۔ جو امر خارقِ عادت کسی دلی سے صادر ہوتا ہے۔ وہ حقیقت میں اس تبوع کا معجزہ ہے جس کی وہ آیت ہے اور یہ بدیہی اور

کو تو درمطلق کہ جس کے علم قدیم ہے ایک ذرہ مخفی نہیں اور جس کی طرف کوئی نقصان اور حرجان
غاید نہیں ہو سکتا۔ اور جو ہر ایک قسم کے جہل اور اکودگی اور ناتوانی اور علم اور حرجان اور
درود اور رنج اور گرفتاری سے پاک ہے وہ کیوں کر اس چیز تاہین ہو سکتا ہے کہ جو

ہر ربطِ یقین کامل پہنچ کر پہنچ کر فرمایا۔ اَنَا اَنْزَلْتَهُ فَرِيقًا مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ
وَبِاٰتِیْهِ اَنْزَلْتَهُ وَبِاٰتِیْهِ اَنْزَلْتَهُ وَبِاٰتِیْهِ اَنْزَلْتَهُ وَبِاٰتِیْهِ اَنْزَلْتَهُ
مَنْحُوْلًا۔ یعنی ہم نے ان شانوں اور عجائبات کو اور نیز اس الہام پر از معارف و حقانی کو

قد بیان کے قریب، اتار دیا اور ضرورتِ حقہ کے ساتھ اتار دیا ہے اور ضرورتِ حقہ اتار ہے۔
خدا اور اُس کے رسول نے خیر دی تھی کہ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے چاہا تھا
وہ ہونا ہی تھا۔ یہ آخری فقرات اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس شخص کے ظہور کیلئے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث متذکرہ بار میں اشارہ فرمایا کہ میں اور خدا نے تعالٰی
اپنے کلامِ مقدس میں اشارہ فرمایا ہے چنانچہ وہ اشارہ حصہ سوم کے الہامات میں بھی ہو چکا
ہے اور فرمائی اشارہ اس آیت میں ہے۔ هٰذَا الَّذِیْ اَرْسَلْتُكَ بِاٰتِیْهِ اَنْزَلْتَهُ فَرِيقًا مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ
اَلِیْطِیْرُوْهُ عَلٰی الدِّیْنِ کَلِمَہ۔ یہ آیت جسمانی اور سیاسی مملکت کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں

پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کا لہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے
ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو
اُن کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا لیکن اس عاجز نے

ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور اشارات اور آیات اور انوار کے
رُوسے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت
ہن مشتاقہ واقع ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں
اور یکدیگر اتحاد ہے کہ نظرِ شفیعی میں نہایت ہی بزرگ و اعیانہ ہے درمیان ظاہر کی طرح ہے

۱۰ : اوصاف

(ٹائٹل پیج بار اول)

۲۵۱

الہدیۃ المبارکہ

یعنی کتاب

تحفہ قصیدہ

بمقام قادیان

مطبع ضیاء الاسلام میں چھپا

۲۵ مئی ۱۸۹۷ء

۲۱

رکھتا ہے۔ لیکن جیسا کہ گمان کیا گیا ہے خدا نہیں ہے۔ ہاں خدا سے واسطہ ہے اور ان کاملوں میں سے ہے جو تھوڑے ہیں۔

اور خدا کی عجیب باتوں میں سے جو مجھے ملی ہیں۔ ایک یہ بھی ہے جو میں نے عین بیداری میں جو کشفی بیداری کہلاتی ہے۔ یسوع مسیح سے کئی دفعہ ملاقات کی ہے۔ اور اس سے باتیں کر کے اس کے اصل دعوے اور تعلیم کا حال دریافت کیا ہے۔ یہ ایک بڑی بات ہے۔ جو توجہ کے لائق ہے۔ کہ حضرت یسوع مسیح ان چند عقائد سے جو کفارہ اور تثلیث اور ابنیت ہے۔ ایسے متفقہ پائے جاتے ہیں کہ گویا ایک بھاری افترا جو ان پر کیا گیا ہے۔

وہ یہی ہے۔ یہ مکاشفہ کی شہادت بے دلیل نہیں ہے۔ بلکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر کوئی طالب حق نیت کی صفائی سے ایک مدت تک میرے پاس رہے۔ اور وہ حضرت مسیح کو کشفی حالت میں دیکھنا چاہے تو میری توجہ اور دعا کی برکت سے وہ ان کو دیکھ سکتا ہے۔ ان سے باتیں بھی کر سکتا ہے اور ان کی نسبت ان سے گواہی بھی لے سکتا ہے۔ کیونکہ میں وہ شخص ہوں جس کی روح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح کی روح سکونت رکھتی ہے۔ یہ ایک ایسا تحفہ ہے جو حضرت ملکہ مغظمہ قیصرہ انگلستان و ہند کی خدمت عالیہ میں پیش کرنے کے لائق ہے۔

دنیا کے لوگ اس بات کو نہیں سمجھیں گے۔ کیونکہ وہ آسمانی اسرار پر کم ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن تجربہ کرنے والے ضرور اس سچائی کو پائیں گے۔

میری سچائی پر اور بھی آسمانی نشان ہیں جو مجھ کو ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور اس ملک کے لوگ ان کو دیکھ رہے ہیں۔ اب میں اس آرزو میں ہوں کہ جو مجھے یقین بخشا گیا ہے۔ وہ دوسروں کے دلوں میں کہنہ نکرا تاراجائے۔ میرا شوق مجھے بیتاب کر رہا ہے۔

اے قادر خدا !

اس گورنٹ عالیہ انگلشیہ کو ہماری طرف سے نیک جزا دے اور
ہم سے نیکی کرے تاکہ اس نے ہم سے نیکی کی۔
آمین۔

کشف الغطاء

یعنی

ایک اسلامی فرقہ کے پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے
محضود گورنٹ عالیہ اس فرقہ کے حالات اور خیالات کے بارے میں اطلاع اور
نیز اپنے خاندان کا کچھ ذکر اور اپنے مشی کے اصول اور ہدایتوں اور تعلیموں کا بیان اور
نیز ان لوگوں کی خلاف واقعہ باتوں کا رد جو اس فرقہ کی نسبت غلط خیالات پھیلاتا
چاہتے ہیں

اور یہ مؤلف

تلج عزت جناب ملکہ معظمہ قیسرہ ہند دام اقبالہا کا واسطہ ڈال کر
خدمت گورنٹ عالیہ انگلشیہ کے اعلیٰ افسروں اور معزز حکام کے باوجود گزارش
کرتا ہے کہ برہ غریب پوری دکر کم گسری اس سال کو اول سے آخر تک پڑھا جائے یا سن لیا جائے۔

یہ رسالہ تالیف ہوکر ۲۷ دسمبر ۱۸۹۸ء کو مطبع ضیاء اسلام طبع ہوا۔ تاہم حکیم فضل اللہ صاحب
ملک مطبع کے مطبوع ہوئے۔

محبوب حقیقی کو جاننے اور کشمیر کے خطے کو اپنے پاک مزار سے ہمیشہ کے لئے فخر بخشنا۔ کیا ہی خوش قسمت ہے سرنگر اور انموزہ اور خانی یار کا محلہ جس کی خاک پاک میں اس ابدی شہزادہ خدا کے مقدس نبی نے اپنا مطہر جسم دولیت کیا۔ اور بہت سے کشمیر کے بچے وہوں کو حیات جادو دانی اور حقیقی نجات سے حصہ دیا۔ ہمیشہ خدا کا جلال اس کے ساتھ ہو۔ آمین سو جیسا کہ وہ نبی شہزادہ دنیا میں غربت اور مسکینی سے آیا۔ اور غربت اور مسکینی اور علم کا دنیا کو نمونہ دکھلایا۔ اس زمانے میں خدا نے چاہا کہ اس کے نمونے پر مجھے بھی جو امیری اور حکومت کے خاندان سے ہوں اور ظاہری طور پر بھی اس شہزادہ نبی اللہ کے حالات کی مشابہت رکھتا ہوں ان لوگوں میں کھڑا کرے جو ملکوتی اخلاق سے بہت دور جا پڑے ہیں۔ سو اس نمونے پر میرے لئے خدا نے یہی چاہا ہے کہ میں غربت اور مسکینی سے دنیا میں رہوں۔ خدا کے کلام میں قدیم سے وعدہ تھا کہ ایسا انسان دنیا میں پیدا ہو۔ اسی لحاظ سے خدا نے میرا نام مسیح موعود رکھا۔ یعنی ایک شخص جو اپنے مسیح کے اخلاق کے ساتھ ہمزنگ ہے۔ خدا نے مسیح علیہ السلام کو رومی سلطنت کی ماتحت جگہ دی تھی اور اس سلطنت نے اُن کے حق میں عہد اکوئی ظلم نہیں کیا مگر یہودیوں نے جو ان کی قوم تھے بہت ظلم کیا اور بڑی تورین کی اور کوشش کی کہ سلطنت کی نظر میں اس کو باغی ٹھیرا دیں۔ مگر میں جانتا ہوں کہ ہماری یہ سلطنت جو سلطنت برطانیہ ہے خدا اس کو سلامت رکھے دیویوں کی نسبت تو انہیں عدالت بہت صاف اور اس کے حکام پلاٹوں سے زیادہ تریزیر کی اور فہم اور عدالت کی روشنی اپنے دل میں رکھتے ہیں اور اس سلطنت کی عدالت کی چمک رومی سلطنت کی نسبت اعلیٰ درجہ پر ہے۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل کا شکر ہے کہ اس نے یہی سلطنت کے ظل حمایت کے نیچے مجھے رکھا ہے جس کی تحقیق کا پلہ شہادت کے پتے سے بڑھ کر ہے۔

غرض مسیح موعود کا نام جو آسمان سے میرے لئے مقرر کیا گیا ہے اس کے معنی

یہ خدا کا کلام ہے اس کے ہر حصے میں کہ ہے جو خلقت کے لئے بن کر کے بھیجا گیا ہے۔
 ہزار ہی میں جب تک بیماری کیلئے شفا عث کر۔ تم یقیناً سمجھو کہ آج تمہارا سہ لئے ہے اس
 مسیح کے اور کوئی شفیع نہیں با سسٹنٹا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تین بیع آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہا نہیں بلکہ ان کی شفا عث و قیامت انہی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی
 شفا عث ہے۔ اسے جو سانی مسیح ہے، اب رہا المسیح مت کہو۔ یہ وہ مسیح ہے جس میں ایک مسیح
 جو اس مسیح سے براہ کسر ہے۔ اور اسے نوم شہید اسے اسے رست کر وڑ میں تمہارا جی ہے
 کیونکہ تم میں مسیح ہے کہ آج تم میں ایک ہے کہ اس میں سے بڑھ کر جو۔ اور اگر تم اپنی
 طرف سے یہ باتیں کہتے ہو تو میں سمجھتا ہوں۔ لیکن اگر تم ان کے مدافعی کو اتنی
 لکھتا ہوں تو تم خدا سے مقابلہ مت کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم اس سے ہارنے والے ظہور۔
 اب میری طرف دوڑو کہ وقت ہے جو شخص اس وقت میری طرف دوڑتا ہے میں اسکو
 اس سے شہید دیتا ہوں کہ جو میں ظنون کے وقت جہاز پر بیٹھ گیا۔ لیکن جو شخص مجھے
 نہیں مانتا میں دیکھتا ہوں کہ وہ بظرفان میں پہنچے تین ڈال رہے جو وہ جانی مجھے کا
 سامان اس کے پاس نہیں۔ سچا شفیع میں ہوں جو اسے بڑے شفیع بھیجا ہے اور اس کا
 ظہور جس کو اس زمانہ کے اندھوں نے قبول نہ کیا اور اس کی بہت ہی تحقیق کی یہی حضرت
 محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس لئے خدا نے اس وقت اس زمانہ کا ایک ہی نفل کے سامان
 پادریوں سے بدلے لے لیا کہ وہ عیسائی مشنریوں نے عیسائی میں یہ کو خدا بنایا اور ہمارے
 سید و مولیٰ حقیقی شفیع کو گالیاں دیں اور بد زبانی کی کتابوں سے زمین کو جس کو دیا ہوا ہے
 اس مسیح کے مقابل پر جس کا نام خدا رکھا گیا۔ تمہارے اس اُفت میں سے مسیح جو وہ بھیجا
 جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں جیت براہ کسر ہے اور اس نے اس دوسرے
 مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔ تا یہ اشارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح کیسا خدا ہو جو احمد کے
 ادنیٰ غلام سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتا یعنی وہ کیسا مسیح ہے جو اپنے قرب اور شفا عث کے

القصيدہ

شمیر نزول مسیح

وَقَوْلُكُمْ يَجْرِي وَلَا يَتَحَسَّرُ

اور تمہاری بات ایک لذت بازی پر جاری ہے جس کی کوئی توبہ نہیں تھکتی۔

فَاجْرُوا طَرِيقَكُمْ فَإِنْ شَتَمْتُمْ أَنْظِرُوا

پس انہوں نے بھی یہ طریق جاری کر دیا اگر چاہو تو دیکھو

وَلَمْ يَكْ دِينَ اللَّهُ مِنْكُمْ يَخْتَسِرُ

اور خدا کا دین تمہارے سبب سے تہا نہ ہوتا۔

وَجَزَّ تَمْ حُدُودِ الصَّدَقِ وَاللَّهُ يَنْظُرُ

اور سچائی کی حدود سے آگے گند گئے۔

كَأَنَّ حَسِينَ تَهَارَتْ بِمَوْلَى

گو یا حسین تمہارا بہت بولے بد بخت جھوٹ بولنے والا

فَمَا جَرَمَ قَوْمٍ أَشْرَكُوا أَوْ تَنْصَرُوا

پس اب مشرکوں یا نصرانیوں کا کیا گناہ ہے۔

وَمَا وَرَدَكُمْ إِلَّا حَسِينٌ أَتَشْكُرُ

اور تمہارا درود صرف حسین پر کیا تو انکار کرتا ہے۔

لَدَى نَفَحَاتِ الْمِسْكِ قَدْ رَمَقْتَ

کستوری کی خوشبو کے پس گوہ کا ڈھیر ہے۔

فَبِالْخَوْرِ سَلَّ اللَّهُ فِي النَّاسِ بَعَثُوا

پس خدا کے پیغمبر بیچو وہ طور پر لوگوں میں بھیجے گئے

إِلَى حَرْبٍ حِزْبُ الْمُشْرِكِينَ فَذَعَرُوا

مشرکوں کی لڑائی کے مقابل پر پس ان کو ہلاک کیا۔

تَنَاهَى لِسَانَ النَّاسِ عَنْ دَاخِلِهِمْ

تمام لوگوں نے بد زبانی کی عادت چھوڑ دی۔

أَشْعَتُمْ طَرِيقَ اللَّعْنِ فِي أَهْلِ سُنَّةٍ

تم نے لعنت بازی کی طریقوں کو اہل سنت و جماعت میں شائع کر دیا

فِيَا لَيْتَ مَتَمَّ قَبْلَ تِلْكَ الظُّرَائِقِ

پس کاش تم ان تمام طریقوں کو پہلے ہی سر مارتے۔

جَعَلْتُمْ حَسِينَ أَفْضَلَ الرَّسْلِ كُلِّهِمْ

تم نے حسین کو تمام انبیاء سے افضل ٹھہرا دیا۔

وَعِنْدَ النَّوَابِ وَالْأَذَى تَذَكُّرُونَهُ

اور مصیبتوں اور دکھوں کے وقت تم کو یاد کرتے ہو

وَحَزَّتْ لَهُ أَهْلًا مِثْلَ سَاجِدِ

اور تمہارے علماء جو کہ نبیوں کی طرح ایک آگے گئے۔

أَسَيْتُمْ جَلَالَ اللَّهِ وَالْمَجْدِ وَالْعُلَى

تم نے خدا کے جلال اور محمد کو بھلا دیا۔

فَهَذَا أَعْلَى الْإِسْلَامِ أَحَدُ الْمَصَائِبِ

پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔

وَأَنْ كَانَ هَذَا الشَّرْكَ فِي الدِّينِ جَائِزًا

اور اگر شرک دین میں جائز ہے۔

وَأَيُّ صِلَاحٍ سَأَقِ جُنْدَ نَبِيِّنَا

اور کیا عرض تم کی کہ جملہ نبی کا لشکر مقابلہ کیلئے چلا گیا۔

حاشیہ: اس شعر کا یہ مطلب کہ جبکہ مشرک جانو تھا وہ کافروں پر بھیجے ہوئے رسولوں کی حمایت میں جو حسین کی طرح غیر اللہ تھے مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کر دیا تھا چیراؤز مسلمانوں کی ہمازت ہوئی کہ اب تم بھی ان مشرکوں کا

مائیل طبع اقل

سُبْحَتِ اَنْتُمْ اِذَا اَنْزَلَ فَيَكْمُرُ اَبْنُ مَرْيَمَ وَ اَمَامُكُمْ مَكْمُورُ

خدا نے تعالیٰ کے لیے انتہا احسانوں میں سے یہ بھی ایک عظیم الشان فضل و احسان ہے کہ کتاب مستطاب منبع الیقان و عرفان مسما بہ

مجلد ہری برائے من کشفہ ازہ

صادقہ و ظفر مولانا انا

نزول المسیح

اسلام بار و شمس الوقت میگزین

فی آخر الزمان

ابن و شاہد اپنے تصدیق من اسنادہ اند

خود مسیح موعود علیہ السلام کے قلم سے نکلی ہوئی جس کا نزول جمالی اور جلالی رنگوں میں حضرت ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق (جو آخری زمانہ کے متعلق تھیں) اس وقت کے اولوالالباب اولوالاباء نے برآی العین مشاہد کیا

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپ کر کترین جہدی حسین محترم کتب خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زیر نگرانی شائع ہوئی مائیل پریس مطبع میگزین قادیان میں چھپ کر طیارہ ہوا۔

بار اول تعداد اشاعت ۲۹۰۰

شعبان الحرام ۱۳۳۰ھ

ماہ اگست ۱۹۰۹ء

قیمت ۳۰

نزدل المسیح

۹۹

آپنچل مشت تیر مرکب رانہ	گوازیں مشت غلکی پیچ نماند	کشتہ دلبر و دلار سے	جستہ بکسر رنگ انا سے
پیر عشق و تہی زہر آڑے	قصہ کو تلوہ کرد آواز سے	آن بٹائے یقین کہ گوش شنید	کرد کار و زنجیر حق ببرد
رفتہ بیرون ز حلقہ اختیار	دل برید و زنجیر آئی دلدار	پاک گشتہ ز لوث ہستی خویش	رستا ز بند خود پستی خویش
آنچنل یار در کنڈا نہ اخت	کہ نہ اندید بجسے پرداخت	قدم خود زدہ برا چہ دم	گم بیاوش ز فرق تا قدم
دگر دلبر غڈائے او گشتہ	ہمد دلبر برائے او گشتہ	سوختہ ہر غرض بکسر دلدار	دوختہ چشم دل ز بختکار
دل و جان بڑے خدا کردہ	وصل او اصل مدعا کردہ	مرفقہ و خویشی فت کردہ	عشق ہو شید و کار ہا کردہ
از خودی ہائے خود فتاد جدا	سیل بیز و دو بند از جا	تس جو فرسودہ دلستان آمد	دل چو از دست فت بیاں آمد
عشق دلبر بروئے او بارید	ابر رحمت بکھائے او بارید	از یقینے کشتہ ز گفتار سے	درد دل او برست گفتار سے
ہر ظہور سے کیے سبب دارد	داند آن کو بدل طلب دارد	پس جنس شہر عشق محبت یار	کر شدہ ہم از خودی آثار
ایں میسر نے شود ز نہاد	بجز سخن ہائے دلبر دلدار	عشق کو رو نمائید از دیدار	نیز کہ گم بر نیز دار گفتار
با خصوص اس سخن کہ اندلدار	خاصیت دارد داند این امراد	کشتہ او نیک نہ دوش ہزار	ایں قلیان او بیرون ز شہار
ہر زلے قلیل تازہ بخوابست	غذا زہرے او دم بہد است	ایں سعادت چو بہ قیمت، ما	رفتہ رفتہ رسید بہت ما
کہ ملاست سیر ہر آنم	صد حسین است در گریہ عالم	اودم نیز احمد مختار	دور ہم جامہ ہمہ ابرار
کار ہائے کہ کرد با من یار	بر تر آن دفتر است از انہار	آہنجہ داد است ہر نبی دجاہ	داد آئی جام راہر ایتماہ
دل سر زد و الفت خود دار	خود مرا شد ہی خود آستاد	و حق اورا عجب اثر دیدم	بہد آئی مہر زان قدر دیدم
دیدم از خلق رنج و کروبایات	و آہنجہ چیز است جز این لذات	دیدم از بحر خلق جلوہ یار	کار و گم برآمد از یک کار
آہنجہ من بشنوم روحی خدا	بخدا پاکد آہش ز خطا	ہمچو قرآنی منزہ اش دائم	از خطا ہا ہمیں است ایمانم
من خدا را بد و شتاختہ ام	دل بدیں آتشش گداختہ ام	بخدا هست، ایں کلام مجید	از وہاں خدا نے پاک و مجید
آہنجہ بر من عیاں شد از دار	آفتابہ است باو صہ انوار	ایں خیائے ست رب ابر باہم	بگردہ آدم ارا ازو تا بہم
انہا بیاو کہ چہ بودہ اندیجے	من بحر فلک ز کسرم نہ کہے	واوٹ مصطفیٰ شدہ بر یقین	شدہ و نیک برنگ یار حسین
ایں یقینے کہ بودہ عیسیٰ را	بر کلامے کہ شدہ برواقتلا	و من یقین کلیم بر تووات	و من یقین ہائے مدلسلووات

تَكَادُ السَّمَاوَاتُ الْعُلَىٰ مِنْ كَلَامِهِمْ
 قریب ہے کہ آسمان تمہاری کلام سے
 اَكُنْ حُسَيْنٍ اَفْضَلُ الْمُرْسَلِ كَلِمٍ
 کیا حسین تمام نبیوں سے بڑھ کر تھا۔
 اَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ الْغِيُورِ عَلَى الَّذِي
 سہرہ دار ہو کر خدا کے غیور کی لعنت اس شخص پر ہے
 وَاَمَّا مَقَامِي فَاعْلَمُوا اَنْ خَالَفَنِي
 اور میرا مقام یہ ہے کہ میں خدا
 نَسَاجَتُهُ سُبُلَ الْهُدَىٰ اَزْهَارُهَا
 ہمارے لئے ایک بہشت کی راہیت کی راہیں انکے قبول میں
 تَكَدَّرَ مَاءُ السَّابِقِينَ وَعَيْنُنَا
 پہلوں کا پانی کھڑے ہو گیا۔
 رَاَيْنَاوْا اَنْتُمْ تَذْكُرُوْنَ رَوَاكُمْ
 ہم نے دیکھ لیا اور تم اپنے راویوں کا ذکر کرتے ہو۔
 وَشَتَّانَ مَا بَيْنِي وَبَيْنَ حُسَيْنِكُمْ
 اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔
 وَاَمَّا حُسَيْنٍ فَاذْكُرْ اَدَشْتَ كِرْبَلَا
 مگر حسین پس تم دشت کو بلا کو یاد کرو۔
 وَاِنِي بِفَضْلِ اللَّهِ فِي حَجْرِ خَالَفَنِي
 اور میں خدا کے فضل ہوا کرتے غلطی میں ہوں پر دشت باریک بینوں کے حوس جو بڑے صورت میں بچایا جاتا ہوں۔
 وَاَنْ يَأْتَنِي الْاَعْدَاءُ بِالسَّيْفِ وَالْقَنَازِ
 اور اگر دشمن تو ماروں اور نیزوں کے ساتھ میرے پاس آویں

تَفْطُرْنَ لَوْلَا وَقْتُهُمَا مُتَقَرَّرٌ
 بحث جائیں اگر ان کے پہنچنے کا وقت مقرر نہ ہو
 اَكُنْ شَفِيعَ الْاَنْبِيَاءِ وَمُؤْتَرٌ
 کیا وہی نبیوں کا شفیع اور سب سے بڑا زیدہ تھا۔
 يَمِينٍ بَاطِرَاءَ وَلَا يَتَبَصَّرُ
 جو مبالغہ کمیز و زون کو جھوٹ بولتا ہے اور نہیں دیکھتا
 يَحْمَدُنِي مِنْ عَرْشِهِ وَيُوقِرُ
 عرش پر سے میری تعریف کرتا ہے اور عزت دیتا ہے
 نَسِيمُ الصَّبَا مِنْ شَانِهَا تَحْتَلُّ
 اور نسیم صبا اس کی شان سے میراں ہو رہی ہے۔
 اِلَى الْاٰخِرِ الْاَيَّامُ لَا تَتَكَدَّرُ
 اور ہمارا پانی اخیر زمانہ تک کھڑے نہیں ہوگا۔
 وَهَلْ مِنْ نَقُولٍ عِنْدَ عَيْنٍ تُبْصِرُ
 اور کیا قصے دیکھنے کے مقابل پر کچھ چیر ہیں۔
 فَاِنِّي اَوْيِدُ كُلَّ اِنْ وَاَنْصُرُ
 کیا کچھ مجھے تو ہر ایک نیت خدا کی تائید و مدد دل رہی ہے۔
 اِلَى هَذِهِ الْاَيَّامُ تَبْكُونَ فَانْظُرُوا
 اب تک تم روتے ہو پس سوچ لو۔
 اُرْبِيْ وَاُعْصِمُ مِنْ لِيَامٍ تَنْمُرُوا
 اور میں بڑھاتا ہوں اور عصمت کے حوس جو بڑے صورت میں بچایا جاتا ہوں۔
 فَوَاللَّهِ اِنِّي اَحْفَظُنَّ وَاَحْفَظُ
 پس بخدا میں بچاتا ہوں اور مجھے فتح ملے گی۔

طائشِ بَرِاقِ

الْيَسْرُ اللَّهُ يَكُونُ عَبْدُهُ الْيَسْرُ اللَّهُ يَكُونُ عَبْدُهُ

الحمد لله والمنتهى ضميمة نزول المسيح عليه السلام

دش ہزار روپیہ کا اشتہار ہے

حَسْبُ اسْتَدْعَاؤِ لَوْی شَرَاءُ اِمْدِ صَاحِبِ اَمْرِتِ مَیْرِ کَے

محض پانچ دن میں ابتداء ۸ نومبر ۱۹۰۲ء سے

طیارہ جو کراچی کا نام

العجائب

رکھا گیا

اور اس رسالہ میں پیر مرعلی شاہ ضاوی مولوی اصغر علی صاحب

و مولوی علی حائری صاحب شیعہ وغیرہ بھی مخاطب ہیں جن کا نام

رسالہ میں مفصل درج ہے (تاریخ طبع ۱۱۰۰ نومبر ۱۹۸۱ء)

بمقتضى آقا بایان یا مہتمم محکم فضل الدین صاحب مطبع ضیاء الاسلام مطبع ہوا

الْبَيْتُ لِلَّهِ بِكَافٍ عَبْدُ اللَّهِ الْبَيْتُ لِلَّهِ بِكَافٍ عَبْدُ اللَّهِ الْبَيْتُ لِلَّهِ بِكَافٍ عَبْدُ اللَّهِ الْبَيْتُ لِلَّهِ بِكَافٍ عَبْدُ اللَّهِ

سید زکریا علیہ السلام

القصیدہ

يا باح الحسين وولده اذا حصر

اسلم کے ساتھ اور اس کی اولاد کے ساتھ اور وہ قید ہو گئے

قررت واهل البيت اوذوا وودعروا

تم بھاگ گئے اور اہل بیت کو مار دینے گئے اور قتل کرنے لگے

شفيع النبي محمد فتفكروا

جس کو تم کہتے تھے کہ اللہ کے پیغمبر کی شفاعت سے تم کو قتل نہ ہوگا

وكل نبي منه ينجو ويغفر

اور ہر ایک نبی کی شفاعت سے نجات پائے گا اور بخشا جائے گا

فباللغو رسل الله في الناس بعثوا

تو تمام پیغمبر بے فائدہ طور پر مبعوث شمار کئے جاتے۔

لك الويل يا غول الفلا كيف تبصر

اے جنگلوں کے غول! تھو پر ویل یہ تو کیا دیر کی کر رہا ہے

فخيتكم رب غيور مت بذر

میں تم کو خدا نے جو غیور ہے ہر ایک کو تم نے دیکھا وہ خدا پر ہلک کر بلا دیا

وعندي شهادة انك من الله فانظروا

اور میرے پاس تمہاری گواہیاں ہیں پس تم دیکھ لو

قتيل العدا فالفرق اجل و اظهر

دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے

واوثانكم في كل وقت نكسر

اور تمہارے بت ہر وقت توڑ رہے ہیں۔

نصيحكم لكم في نصيحكم لا يقصر

تمہیں نصیحت کر رہا ہوں اور نصیحت میں کچھ قصور نہیں کرتا

ويوم فعلتم ما فعلتم بغدركم

اور جبکہ تم نے وہ کام کیا جو کیا حسین کے بھائی

فضل الأسارى يلعنون ودفنواكم

پس وہ قیدی یعنی اہل بیت تمہاری وفای رعت کرتے تھے

هناك تراءى عجز من تحسبونه

تب عجز اور ضعف اس شخص کا یعنی حسین کا ظاہر ہو گیا۔

زعمتم حسينا انه سيد الورى

تم مگن کرتے ہو کہ حسین تمام مخلوق کا سردار ہے۔

فان كان هذا الشرك في الدين جائزا

پس اگر یہ شرک دین میں جائز ہوتا۔

وذلك بهتان وتوهين شانهم

اور یہ بہتان ہے اور انبیاء علیہم السلام کی گستاخی ہے

طلبتم فلاحا من قتل مخيبة

تم نے اس کشتہ سے نجات چاہی کہ جو زمین پر سے مٹ گیا

والله ليست فيه مني زيادة

اور بخدا اسے مجھ سے کچھ زیادت نہیں۔

واني قتيل المحب لكن حسيتكم

اور میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین

حذرنا سفا ثنكم الى اسفل الثرى

ہم نے تمہاری کشتیاں تحت لڑائی کی طرف اتار دیں

والله ان الدهر في كل وقت

اور بخدا کہ زمانہ اپنے ہر ایک وقت میں

ملفوظات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی
 مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد ۱

میں تو بار بار یہی کہتا ہوں کہ ہمارا طریق تو یہ ہے کہ نئے بہرے سے نسلان بنو۔ پھر اللہ تعالیٰ اصل حقیقت خود کھول دے گا۔ میں یہی کہتا ہوں کہ اگر وہ امام جن کے ساتھ یہ اس قدر محبت کا فلو کرتے ہیں زندہ ہوں، تو ان سے سخت بیزاری ظاہر کریں۔

جب ہم ایسے لوگوں سے اعراض کرتے ہیں تو پھر کہتے ہیں کہ ہم نے ایسا اعتراض کیا، جس کا جواب نہ آیا اور پھر بعض اوقات اشتہار دیتے پھرتے ہیں۔ مگر ہم ایسی باتوں کی کیا پروا کر سکتے ہیں۔ ہم کو تو وہ کہنا ہے جو ہمارا کام ہے۔ اس لیے یاد رکھو کہ پُرانی خلافت کا جھنڈا چھوڑو۔ اب نئی خلافت ہو۔ ایک زندہ علی قم میں موجود ہے اس کو چھوڑتے ہو اور مڑوہ ملی کی تلاش کرتے ہو :

۸ دسمبر ۱۹۷۹ء

فرمایا: کل رات میری انگلی کے پھٹنے میں درد تھا اور اس شدت کے ساتھ درد تھا کہ مجھے خیال آیا تھا کہ رات کیونکر بسر ہوگی۔ آخر ذرا س غنودگی ہوئی اور الہام ہوا۔ کوئی بڑا آؤسلاشا۔ اور سلاشا کا لفظ ابھی ختم نہ ہونے پایا تھا کہ خداوند جاتا رہا ایسا کہ کہیں ہوا ہی نہیں تھا۔ نیز فرمایا کہ :

• ہم کو تو خدا تعالیٰ کے اس کلام پر جو ہم پر وحی کے ذریعہ نازل ہوتا ہے۔ اس قدر یقین اور علی وجہ البصیرت یقین ہے کہ یہیت اللہ میں کھڑا کر کے جس قسم کی چاہو قسم دے دو۔ بلکہ میرا تو یقین یہاں تک ہے کہ اگر میں اس بات کا انکار کروں، یا دہم بھی کروں کہ یہ خدا کی طرف سے نہیں تو میں کافر ہو جاؤں گا۔

۱۳ دسمبر ۱۹۷۹ء

نصرت الہی فیصلہ کن قاضی ہے
آجی بخش لاہوری مخالفت کی کتاب عصائے موسیٰ تمام کمال
یادہ کہ حضرت اقدس نے فرمایا :

• اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کی فتویٰ کو چھوڑ کر چند گھنٹوں کا کام ہے اس کا جواب دے دینا لیکن میں

۱۔ التحکمہ جلد ۴ نمبر ۴ صفحہ ۱۰۰ مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۹۷۹ء

۲۔ التحکمہ جلد ۴ نمبر ۴ صفحہ ۹ مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۷۹ء

چونکہ نبی علی طور پر محمد ہوں صلی اللہ علیہ وسلم پس اس طور سے خاتم النبیین کی فہر نہیں
 ٹوٹی۔ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی یعنی بہر حال محمد
 صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی ہے نہ اور کوئی یعنی جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم ہوں اور بروزی ملک میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمد کے میرے زیرِ ظلمت
 میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہو جس نے علیہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ بھلا
 اگر مجھے قبول نہیں کرتے تو میں سمجھ لو کہ مہدی موعود خلق اور خلق میں ہر رنگ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا اور اس کا اسم آج تک کے اسم سے مطابق ہوگا یعنی اس کا نام بھی
 محمد اور اسم ہوگا اور اسکے اہلبیت میں سے ہوگا۔ اور بعض حدیثوں میں ہے کہ مجھ میں سے ہوگا
 یہ عینی اشارہ اس بات کی مطر ہے کہ وہ روحانیت کے رُوسے اسی نبی میں سر نکلا ہوگا
 اور اسی کی روح کا رُوپ ہوگا۔ اس پر نہایت قوی قرینہ یہ ہے کہ جن الفاظ کے

حاشیہ۔ یہ بات میرے اجداد کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک دادی ہماری شریف خاندان سادات
 سے اور بنی فاطمہ میں سے تھی۔ اسکی تعین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کی اور خواب میں مجھے فرمایا کہ
 سلمان منا اهل البيت علی مشرب الحسن۔ میرا نام سلمان رکھا لیجئے دو سلم۔ اور سلم عربی میں
 صلح کو کہتے ہیں یعنی مقدمہ ہے کہ صلح میرے ہاتھ پر ہوگی۔ ایک اندرونی جو اندرونی بغض اور عناد کو
 دور کرے گی۔ دوسری بیرونی جو بیرونی عداوت کے وجود کو پامال کرے اور اسلام کی عظمت دکھا کر
 غیر ذاہبِ اولوں کو اسلام کی مطر جکا دیگی معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں جو سلمان آیا ہے اُس سے
 بھی مراد ہوں۔ ورنہ اُس سلمان پر دو صلح کی پیشگوئی صادق نہیں پائی۔ اور میں خدا سے وحی پا کر
 کہتا ہوں کہ میں بنی فاطمہ میں سے ہوں نہ کہ جو جب اُس حدیث کے جو کثر اعمال میں بیج ہے بچہ فاطمہ
 بھی بنی اسرائیل اور اہلبیت میں سے ہیں اور حضرت فاطمہ نے کشتی حالت میں اپنی ران پر میل کر رکھا
 اور مجھ دکھا یا کہ میں ان میں سے ہوں۔ چنانچہ یہ کشتی بلا ہرجا کھڑی میں چھوڑ دی۔ منہ

قول الحق

از

سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی

قول الحق

انوار العلوم جلد ۸

پہن لیں۔ اور کوئی معصیت باقی ہے جس کی انتظار میں تم لوگ بیٹھے ہو کاش اب بھی تم لوگ سمجھتے اور خدا کے غضب کو اور نہ بھڑکاتے مگر افسوس ہے کہ خدا اندھا کرے اسے کوئی دکھا نہیں سکتا۔

خدا نے ہم کو اس مقام پر کھڑا نہیں کیا کہ ہم ان لوگوں کی دل ہم کس مقام پر کھڑے ہیں آزار یوں اور تکلیف دیوں سے گھبرا جائیں کیونکہ جیسا کہ ہمیشہ سے سنت ہے ضرور ہے کہ ان پر ہمیں ظاہری فتح بھی حاصل ہو جو فاتح قادیان کہلاتے ہیں اُس وقت ان کی اولاد اسی طرح ان کے نام سے شرمائے گی جس طرح ابو جہل کی اولاد شرماتی تھی۔ دنیا دیکھے گی کہ میری یہ باتیں جو لکھی اور چھاپی جائیں گی پوری ہو گئی اور ضرور پوری ہو گئی ان لوگوں کی نسلیں جو بعد میں آئیں گی وہ یہ کہنا پسند نہ کریں گی کہ محمد حسین یا ثناء اللہ کی اولاد ہیں وہ یہ کہنے سے شرمائیں گی ان کے نام سن کر ان کی گردنیں نیچی ہو جائیں گی اور مرتضیٰ حسن جو سید کہلاتا ہے اس کی یہ سیادت باطل ہو جائے گی اب وہی سید ہو گا جو حضرت مسیح موعود کی اتباع میں داخل ہو گا اب پرانا رشتہ کام نہ آئے گا کہ ان رشتہ داروں نے اس کی ہتک کی۔ مسلمان کہلا کر اسلام کے نام لیا کہلا کر انہوں نے یکجہ رویے کیا احمدی آریوں سے بھی بدترین پس خدا کی کتاب سے ان کی سیادت منائی گئی اور یہ ذلیل اور حقیر کئے گئے اور کئے جائیں گے اگر انہوں نے توبہ نہ کی ان کے تمام دعویٰ باطل اور تمام خوشیاں بچھ ہو جائیں گی کیا وہ اپنی اس وقت تک کی حالت پر نظر نہیں کرتے کسی امر میں بھی انہیں کامیابی اور خوشی نصیب ہوئی؟ ہرگز نہیں لیکن ان کے مقابلہ میں ہماری یہ حالت ہے اگر ہمیں ایک غم آیا تو خدا تعالیٰ نے چار خوشیاں دکھائیں پس ہم انکی مخالفتوں اور شرارتوں سے گھبراتے نہیں کیوں کہ خدا تعالیٰ کی تائید ہمارے ساتھ ہے پس اے عزیزو! اور دوستو! میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کے ہو کر خدا کے بن کر اسلام کی خدمت کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ تمہارے سامنے یہ لوگ ہیں جن کے متعلق تم دیکھ سکتے ہو کہ ایک نبی کا انکار اور مخالفت کرنے سے ان کی حالت کیا ہے کیا ہو گئی ہے پس تم خدا کے لئے ہو جاؤ اور پھر نہ ڈرو جو کچھ ہوتا ہے ہو جائے کہ جو خدا کا ہو جاتا ہے پھر وہ کسی سے نہیں ڈرتا۔

(الفضل ۱۶، ۱۳ مئی ۱۹۲۳ء)

۱۔ یس: ۳۱ ۲۔ آل عمران: ۵۶ ۳۔ البقرة: ۱۱۹ ۴۔ الحج: ۳۶

۵۔ تفسیر بیضاوی جلد ۲ صفحہ ۹۶ تفسیر سورۃ الحج ذیل آیت وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ..... الخ

یہ حوالہ صفحہ 43 پر درج ہے

قول الحق صفحہ 32 مندرجہ انوار العلوم جلد 8 صفحہ 80 از مرزا بشیر الدین محمود

يَعْرِضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُسْتَبِرٌّ. وَاسْتَغْنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ. وَقَالُوا لَا تَنْتَهِينَا
فِيمَا رَحِمَهُ مِنَ اللَّهِ لَنْتَ عَلَيْهِمْ. ثُمَّ كُنْتَ تَقْضَىٰ غَلِيظَ الْقَلْبِ لَا تَقْضُوا مِنْ حَوْلِكَ
وَقُلْ أَنْ قُرْآنًا سَيَذَرُ بِهِ الْبَعَثَانِ.

کیا کہتے ہیں کہ ہم ایک قوی جماعت ہیں۔ جو جواب دینے پر قادر ہیں۔ عنقریب یہ ساری جماعت بھاگ جائیگی
اور پیچھے پھر لیں گے۔ اور جب یہ لوگ کوئی نشان دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ ایک معمولی اور قدیمی سحر ہے حالانکہ ان کے
دل اُن نشانوں پر یقین کر گئے ہیں اور دونوں میں اُنہوں نے سمجھ لیا ہے کہ اب گریز کی جگہ نہیں۔ اور یہ خدا کی رحمت
ہے کہ تو ان پر نرم ہوئے۔ اور اگر تو سخت دل ہوتا تو یہ لوگ تیرے نزدیک نہ آتے اور تجھ سے الگ ہو جاتے۔ اگرچہ
شہر آبی معجزات ایسے دیکھتے جن سے پھر مجتہدین میں آجاتے۔

یہ آیات اُن بعض لوگوں کے حق میں بطور انعام القا ہوئیں جن کا ایسا ہی خیال اور حال تھا اور شاید ایسے ہی
اور لوگ بھی نکل آویں جو اس قسم کی باتیں کریں اور بدرجہ یقین کامل پہنچ کر پھر منکر رہیں ؟
(براین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۳۹، ۴۰ حاشیہ درعاشیرہ - روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۵۹۲-۵۹۳)

۱۸۸۳ء

پھر بعد اس کے منسہ پایا۔

رُفِقًا أَتَزَلُّنَا قَرِيبًا مِنَ الْقَادِيَانِ. وَيَا لِحَقِّ أَتَزَلُّنَا وَيَا لِحَقِّ نَزَلِ. صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ
وَكَانَ أَمْرًا لِلَّهِ مَعْقُولًا.

یعنی ہم نے ان نشانوں اور عجائبات کو اور نیز اس انعام پر از معارف و حقائق کو قادیان کے قریب آتا رہا ہے۔
اور ضرورت محض کے ساتھ آتا رہا ہے اور بغیر وقت محض آتا رہا ہے۔ خدا اور اُس کے رسول نے خبر دی تھی کہ جو اپنے
وقت پر پوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے چاہا تھا وہ ہونا ہی تھا۔

یہ آخری فقرات اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس شخص کے ظہور کے لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی

لہ (ترجمہ از مرتب) اس سے اعراض کرتے۔ اور

لہ "اس انعام پر فخر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ قادیان میں خدا نے تعالیٰ کی طرف سے اس عاجز کا ظاہر ہونا اعلیٰ نشوون میں بطور
شیگونی کے پہلے سے کھائی تھا۔۔۔۔۔ اب جو ایک نئے الم سے یہ بات بپاؤ ثبوت پہنچ گئی کہ قادیان کو خدا نے تعالیٰ کے نزدیک و شوق
سے مشاہد ہے تو اس پہلے انعام کے معنی میں اس سے کھل گئے۔۔۔۔۔ اس کی تفسیر یہ ہے کہ اچھا: "تَزَلُّنَا قَرِيبًا مِنَ الْقَادِيَانِ وَرُفِقًا بِطَرَفِي
شَرِّقِ عِزِّ الْمَنَادَةِ الْبَيْتَاءِ۔"

کیونکہ اس عاجز کی کوئی گنجائش نہ تھی کہ شرفی قادیان کے شرفی قادیان پر رہے۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۴۳-۴۴ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۳۸، ۱۳۹)
لہ ازالہ اوہام میں یہ فقرہ یوں ہے: "وَكَانَ وَعْدَ اللَّهِ مَعْقُولًا۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۴۳)

قرار دیدیا۔ صاحب شریعت نبی جن کا قرآن میں ذکر ہے وہ دُعا ہی میں حضرت موسیٰ اور نبی کریم ﷺ
 انکے ساتھ تھے نبی میں وہ سب غیر شرعی ہیں۔ تو گویا کہ معترض کے اصل کو بیکسو مانے دو بیوں کے
 اللہ تعالیٰ کے باقی تمام نبیوں کو چھوٹا کر دیا ہے۔ لہذا باندھن ذمہ۔ خدا تو کہتا ہے کہ میں کا
 یہ قول ہونا چاہیے کلا لغوی بین احدا من سلسلہ لیکن ہم کو یہ سنایا جاتا ہے کہ
 نہیں صرف دو بیوں کو ماننا ضروری ہے باقیوں کو نہ ماننے سے کوئی جج واقع نہیں ہوتا۔ اسے
 کاٹھ پالے مخالف اعتراض کرنے سے پہلے قرآن شریف پر تو غور کر لیتے۔ قرآن کھلے اور غریب و دل
 طلب الفاظ میں کہ رہا ہے کہ ما نرسل المرسلین الا مبشّرين ومنذرين یعنی
 مرسلین کے بھیجے سے ہمارا مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ ماننے والوں کو بشارتیں دیں اور نہ ماننے
 والوں کو عذاب مآلہ سے ڈرائیں پس جب مامورین کے مبعوث کرنے کی بڑی غرض ہی انذار و تبشیر
 ہوتی ہے تو شرعی اور غیر شرعی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور پھر ہم کہتے ہیں کہ اگر نبی کریم ﷺ کے بعد کسی اور کے انوار
 کی ضرورت نہیں تو کیوں خود نبی کریم ﷺ نے مسیح موعودؑ کا بیان لانے کو ضروری قرار دیا اور اس کا انکار کرنے
 والوں کو یہودی اور زاری ٹھہرایا۔ اگر مسیح موعودؑ کا ایمان لانے کو ضروری قرار دینا غلطی ہے تو یہ غلطی
 سب سے پہلے خود نبی کریم ﷺ سے سرزد ہوئی نہ تو باندھن ذمہ۔ اور پھر یہ غلطی اللہ تعالیٰ سے سرزد
 ہوئی جس نے ایک ایسے شخص کی خاطر جس پر ایمان لانا ضروری نہیں انہیں ان کا عذابوں سے بھربھرا دیا۔ اچھے
 نجیب پر تعجب آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ تو یہ فراموش کیا کہ وقت پریری امت پر ایسا آئینہ گراں کے درمیان سے
 قرآن اُٹھ جائیگا اور لوگ قرآن کو پڑھیں گے مگر وہ انکے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا لیکن ہم کو یہ کیا
 جاتا ہے کہ قرآن کے ہوتے ہوئے کسی شخص کو ماننا ضروری کیسے ہو گیا۔ ہم کہتے ہیں کہ قرآن کہاں موجود
 اگر قرآن موجود ہوتا تو کسی کے گمانے کی کیا ضرورت تھی۔ مشکل تو یہی ہے کہ قرآن دنیا سے اُٹھ گیا ہے۔
 اسی لئے تو ضرورت پیش آئی کہ محمد رسول اللہؐ کو ہر ذی طور پر دوبارہ دنیا میں مبعوث کر کے آپ پر
 قرآن شریف اتارا جاوے۔ معترض کو چاہیے کہ بہشت مامورین کی ان غرض پر غور کرے کیونکہ
 یہ خصوصاً کلت تبرکی جس سے ہی پیدا ہوا ہے ہندوستان میں چونکہ اکثر لوگ فاجر و فاسق ہیں اس لئے

سہ حاشیہ: ابھگ موسیٰ اللہ انکے بعد کے انبیاء کا ذکر ہے۔ منہج

أَمْرًا مِّنَ النَّاسِ وَيَرَىٰ كَأَنَّكَ - بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں تیرے ذریعے سے مریضوں پر برکت نازل ہوگی۔

بر مزار بلند تر محکم افتاد۔ پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ رب الافواج اس طرف توجہ کریگا۔ اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قدر ان شریف خدا کی کتاب اور یہ کہ منہ کی باتیں ہیں۔

يَا عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ قُمْ هَاهُنَا ذَاتَ الْيَمِينِ ۖ ذَاتَ الْيَمِينِ ۖ قَوْمُكَ لَقَوْمٌ ۚ
اسے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا اور میں تیرے تابعین کو تیرے منکوں کفر و آلہ الی یوم القیامۃ شلۃ من الذلین و شلۃ من الآخرین۔

پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔ ان میں سے ایک پہلا گروہ ہو اور ایک پچھلا۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور اور محلوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ اَنْتَ مَعْنٰی بِمَنْزِلَةِ تَوْحِيدِی وَ تَقْرِیدِی۔ فَحَسَنَ تَوْحِیدِی سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تقرید۔ پس وہ وقت آتا ہے اَنْ لُّعَانَ وَ تَعْرِفَتَ بَيْنَ النَّاسِ ۚ اَنْتَ مَعْنٰی بِمَنْزِلَةِ عَدْرِی۔ اَنْتَ کو تود دیا جائے گا اور دنیا میں مشہور کیا جائے گا۔ تُو مجھ سے بمنزلہ میرے عرش کے ہے۔ تُو مَعْنٰی بِمَنْزِلَةِ وَلَدِی۔ اَنْتَ مَعْنٰی بِمَنْزِلَةِ لَا یَعْلَمُهَا الْخَلْقُ ۚ نَحْنُ مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے۔ تُو مجھ سے بمنزلہ اس انتہائی قرب کے ہے جس کو دنیا میں جان سکتی ہم

لے یہ خدا کا قول کہ تیرے ذریعے سے مریضوں پر برکت نازل ہوگی۔ روحانی اور جسمانی دونوں قسم کے مریضوں پر مشتمل ہے۔ روحانی طور پر اس لئے کہ میں دیکھتا ہوں کہ میرے ہاتھ پر ہزار ہا لوگ معیت کرنے والے ایسے ہیں کہ پہلے ان کا عمل حالتیں خراب تھیں اور پھر بیعت کرنے کے بعد ان کے عملی حالات درست ہو گئے اور طرح طرح کے معاصی سے انہوں نے توبہ کی اور نماز کی پابندی اختیار کی اور میں صدمہ ایسے لوگ اپنی جماعت میں پاتا ہوں کہ جن کے دونوں میں یہ سوزش اور پیش پیدا ہو گئی ہے کہ کس طرح وہ جذبات نفسانیہ سے پاک ہوں اور جسمانی امراض کی نسبت میں نے بارہا مشاہدہ کیا ہے کہ اکثر خطرناک امراض دلے میری دعا اور توجہ سے شفا یاب ہوئے ہیں۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۳، ۸۴ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۸۷، ۸۸)

لے (ترجمہ از رقب) خوش خوش چل کر تیرا وقت نزدیک آپہنچا ہے اور محمدی گروہ کا پاؤں ایک بہت اونچے مینار پر مضبوطی سے قائم ہو گیا ہے۔

لے خدا تعالیٰ بیٹوں سے پاک ہے اور یہ مکمل بطور استعارہ کے ہے۔ چونکہ اس زمانہ میں ایسے ایسے الفاظ سے سناواں

اس الہام الہی کے ساتھ ایسا دل قوی ہو گیا کہ جیسے ایک سخت دردناک زخم کسی مرہم سے ایک دم میں اچھا ہو جاتا ہے۔ درحقیقت یہ امر بار بار آزمایا گیا ہے کہ وحی الہی کسی دلی مسئلے دینے کے لئے ایک ذاتی خاصیت ہے اور جڑاٹھ اس خاصیت کی وہ یقین ہو جو وحی الہی پر ہو جاتا ہو۔ افسوس ان لوگوں کے کیسے الہام ہیں کہ باوجود دعویٰ الہام کے یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ ہمارے الہام ظنی امور ہیں نہ معلوم یہ شیطانی ہیں یا رحمانی ایسے الہاموں کا ضرر ان کے نفع سے زیادہ ہے مگر میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اُسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر۔ اور جس طرح

۲۱۱

میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہو۔ خدا کا کلام یقین کرتا ہوں کیونکہ اس کے ساتھ الہی چمک اور نور دیکھتا ہوں اور اُسکے ساتھ خدا کی قدرتوں کے نمونے پاتا ہوں۔ غرض جب مجھ کو یہ الہام ہوا کہ ایسا اللہ بکاف عبد ء تو میں نے اُسی وقت سمجھ لیا کہ خدا مجھے مضائق نہیں کریگا۔ تب میں نے ایک ہندو کھتری ملاو اعلیٰ نام کو جو ساکن قادیان ہو اور ابھی تک زندہ ہو وہ الہام لکھ کر دیا اور سارا قصہ اُسکو سنایا اور اُس کو اتر سر بھیجا کہ تاجکم مولوی محمد شریف کلاوری کی معرفت اسکو کسی گیمین میں کھدوا کر اور مہر بنوا کر لے آوے اور میں نے اس ہندو کو اس کام کیلئے محض اس غرض سے اختیار کیا کہ تا وہ اس عظیم الشان پیشگوئی کا گواہ ہو جائے اور تا مولوی محمد شریف بھی گواہ ہو جاوے۔ چنانچہ مولوی صاحب موصوف کے ذریعے سے وہ انگلشٹری لیسٹ (ایس بی کا رڈ)

مبلغ پانچ روپیہ طیار ہو کر میرے پاس پہنچ گئی جو اب تک میرے پاس موجود ہے جس کا نشان یہ ہے یہ اُس زمانہ میں الہام ہوا تھا جبکہ ہماری معاش اور آرام کا تمام مدار ہمارے والد صاحب کی محض ایک مختصر آمدنی پر منحصر تھا اور بیرونی لوگوں میں سوا ایک شخص بھی مجھے نہیں جانتا تھا اور میں ایک گناہم انسان تھا جو قادیان جیسے ویران گاؤں میں زاویہ گناہی میں پڑا ہوا تھا۔ پھر بعد اسکے خدا نے اپنی پیشگوئی کے موافق ایک دنیا کو میری طرف رجوع فرمے دیا اور ایسی متواتر فتوحات سے

حصہ اول

۱۴۰

ازالہ اوہام

حالا کروہ بجائے خود اپنے تئیں معذور سمجھتے تھے کیونکہ ان کی بائبل کے ظاہری الفاظ پر نظر تھی۔
افسوس کہ ہمارے مسلمان بھائی بھی اسی گرداب میں پڑے ہوئے ہیں اور حضرت مسیح کی نسبت
یہودیوں کی طرح ان کے دلوں میں بھی یہی خیال جما ہوا ہے کہ ہم انہیں سچے آسمان سے اترتے
دیکھیں گے اور یہ عجوبہ ہم پر چشم خود دیکھیں گے کہ حضرت مسیح زرد رنگ کی پوشاک پہنے ہوئے
آسمانی سے اترتے چلے آئے ہیں اور دائیں بائیں فرشتے ان کے ساتھ ہیں اور تمام بازاری لوگ
اور دیہات کے آدمی ایک بڑے میسہ کی طرح اکٹھے ہو کر دُور سے ان کو دیکھ رہے ہیں اور

فیدہ اختلافاً کثیراً۔ قل لو اتبع الله اھواکم لفسدت السموات والارض
ومن فیھن ولبطلت حکمتہ وکان الله عزیزاً حکیمًا۔ قل لو کان البھی
ملاً ذلاً لھما ربی لنفد البھی قبل ان تنفد کلھما ربی ولو جئنا بمثلاً
مدداً۔ قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله وکن الله غفوراً
رحیمًا پھر اس کے بعد الہام کیا گیا کہ ان علماء نے میرے گھر کو بیل ڈالا۔ میری عبادت گاہ
میں ان کے چولھے ہیں میری پرستش کی جگہ میں ان کے پیالے اور ٹھٹھیاں رکھی ہوئی ہیں اور
جو ہوں کی طرح میرے نبی کی حدیثوں کو کتر رہے ہیں رٹھو ٹھیاں۔ چوٹی بیاباں ہیں جن کو ہندوستان
میں سکوریاں کہتے ہیں۔ عبادت گاہ سے مراد اس الہام میں زمانہ حال کے اکثر مولویوں کے دل ہیں جو دنیا سے
بھرے ہوئے ہیں اس بلجے ماوا یا کہ جس روز وہ الہام مذکورہ بالا جس میں قادیان میں نازل ہونے کا
ذکر ہے پڑھا تھا اس روز کشمیری طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب رحم میرزا غلام قادر میرے
قریب بیٹھ کر با آواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور بڑے بڑے انہوں نے یہ فقرات کو پڑھا کہ
انا انزلنہ قریباً من القادیاں تو میں نے شکر بہت تجویز کیا کہ کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف
میں لکھا تھا ہے؟ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا تھا ہے تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ
فی الحقیقت قرآن شریف کے دائمی صفحہ میں شاید قریب نصف کے صفحہ پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود
ہے تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا
کہ تم شیروں کا نام اگر اڑے کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے مگر دورِ حرمینہ اور قادیان یکیش تھا

مہدیس بار آؤں

As the Muslims of India entertain different beliefs with regard to the coming Mehdi and especially the nature of his appearance among the Muslims, according to some Muslims he will be a reformer and engenderer of new life. Like a true lover of peace and tranquility and a person poor in heart,— the Muslims of this party considering his appearance as merely spiritual, while other Muslims, such as Maulvi Mohammad Husain of Batala, editor of *Isha-at-Ummah* and leader and advocate of Ahl-i-hadis or Wahabis of his class, believe that the "coming Mehdi" will be Ghazi, general slaughterer and upsetter of the empires of the nations other than Muslims, especially the bitter opponent of the British Empire and speak of the terrible consequences resulting from the bloody deeds of this Mehdi, I have written this pamphlet to show which of these two Muslim parties is right in its beliefs with regard to "the coming Mehdi".

It will be better that our bonign Government will get this pamphlet translated into English and hence make itself acquainted with these differences concerning "the coming Mehdi".

Haqiqat-ul-Mehdi

حقیقت المہدی

The true nature of Al-mehdi

تاریخ ۱۲ فروری ۱۳۱۵ء میلاد اسلام ۱۳۱۵ء قمری میں: امام محمد فضل الرحمن صاحب بیروتی مدبر

حقیقت المہدی

اور اعتراف کا نام و نشان نہ رہے گا۔

خوب یاد رکھنا چاہیے کہ میری پیشگوئیوں میں کوئی بھی امر ایسا نہیں ہے جس کی نظیر پہلے انبیاء علیہم السلام کی پیشگوئیوں میں نہیں ہے۔ یہ جاہل اور بے تمیز لوگ چونکہ دین کے باریک علوم اور معارف سے بے بہرہ ہیں۔ اس لئے قبل اس کے جو عادتہ اللہ سے واقف ہوں بخل کے جوش سے اعتراف کرنے کے لئے دوڑتے ہیں اور ہمیشہ بموجب آیت کریمہ یتوبون بکم الددانو میری کسی گردش کے منتظر ہیں اور علیہم دائرة المسوء کے مضمون سے بے خبر ان میں سے ایک نے علم جعفر کا دعویٰ کر کے میری نسبت لکھا ہے کہ "بذریعہ جعفر میں معلوم ہوا ہے کہ یہ شخص کا ذب ہے۔" مگر یہ نادان نہیں سمجھتے کہ جعفر ہی جھوٹا اور مردود علم ہے جس کے مذہب سے شیعہ یہ باتیں نکالا کرتے ہیں کہ ابو بکر اور عمر فوڈ باللہ ظالم اور دائرۃ ایمان سے خارج ہیں۔ پس ایسے جھوٹے طریق کا دی لوگ اعتبار کریں گے جن کے دل تپائی سے مناسبت نہیں رکھتے۔ اگر اس قسم کے حساب سے کوئی ہندو یہ جواب نکالے کہ فقط ہندو مذہب ہی سچا ہے اور باقی تمام فیملوں کے مذہب جھوٹے ہیں تو کیا وہ مذہب جھوٹے ہو جائیں گے؟ افسوس یہ لوگ مسلمان کہلا کر کن کینہ خیالات میں مبتلا ہیں۔ حالانکہ کشف اور خواب بھی ہر ایک کے یکساں نہیں ہوتے۔ وہ کامل کشف جس کو قرآن شریف میں اظہار علی الغیب سے تعبیر کیا گیا ہے جو دائرہ کی طرح پورے علم پر مشتمل ہوتا ہے وہ ہر ایک کو عطا نہیں کیا جاتا صرف برگزیدوں کو دیا جاتا ہے۔ اور ناقصوں کا کشف اور الہام ناقص ہوتا ہے جو بالآخر ان کو بہت شرمندہ کرتا ہے۔ اظہار علی الغیب کی حقیقت یہ ہے کہ جیسے کوئی اونچے مکان پر چڑھ کر ارد گرد کی چیزوں کو دیکھتا ہے۔ تو بلاشبہ آسانی سے ہر ایک چیز اس کو نظر آسکتی ہے لیکن جو شخص نشیب کے مکان سے ایسی چیزوں کو دیکھنا چاہتا ہے تو بہت سی چیزیں دیکھنے سے رہ جاتی ہیں۔ اور برگزیدوں سے خدا کی یہ عادت ہے کہ ان کی نظر کو اونچے مکان تک لے جاتا ہے۔ تب وہ آسانی سے ہر ایک چیز کو دیکھ سکتے ہیں۔ اور انجام کی خبر دیتے ہیں۔ اور

لے التوبة ۹۸۱

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَرَأَى عِزَّكَ وَسُؤَالَ قَوْمِي بِأَذْنِ خَلِّكَ عَزَّ وَجَلَّ

كَفَيْقَةُ الرُّوَا

٣٤ ١٣ هـ

حضرت ذرا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح و المہدی ثانی (علیہ السلام)
کی تقریر فلسفہ خواب پر موعہ اُن دوسری تقریر کے جواب اپنے سالانہ خطبہ فرامیں

مرتبہ

غلام نبی (اردو) ایڈیٹر انچل تاجران

نہایت فی جلد ۱۰۰

۴۶

آپ بیک شاید یہ کہیں کہ ہم مالانہ بیس پر چو آکر لے میں ہمارے ہی آنا کافی ہے۔ مگر یہ ٹھیک نہیں ہے۔ اس موقع پر ہماری بی بی باقی ہیں اور کارکن کی ایک کی جانی ہے۔ اگرچہ یہ ایک اور معاملے کی طرف ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ جلسہ کے ایام کے مدد دہی موقع ہوتا ہے۔ اس سے جلسہ کے بارہ اور فکروں میں بھی آنا چاہیے جو دوست اور دلیں میں آتے ہیں۔ انہوں نے جو کچھ دیکھ لیا ہے کہ بارہ ور فکروں کے دودھ میں کیا فرق ہے۔ اس لئے وہ کوئی قیمتی اور کوئی قیمتی ایسا نہیں جانتے دیتے کہ یہاں نہیں آجائے۔ خراج کی شکل پر دست کرتے ہیں۔ مگر کے آرام و تسکین کو ترک کرتے ہیں۔ جو کی جڑوں سے جدا رہتے ہیں۔ مگر آتے غرور ہیں۔ اور انہیں فائدہ بھی بہت پہنچتا ہے۔ ان کا بار بار آنا ہی جاتا ہے۔ کہ انہیں فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ دور وہ کیوں آئیں تو یہاں آنا سہایت ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے اس کے متعلق بڑا زور دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ جو بار بار یہاں میں آئے۔ مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے۔ پس جو تادیب سے متعلق نہیں رہیں گے۔ و کائنات جیٹا۔ تم ڈرو کہ تم میں سے کوئی کائنات جیٹا ہے۔ پھر یہ بارہ دور کب تک رہے گا۔ آخر مالانہ دور بھی سوکھ جائیگا۔ کیا کہ اندہ بند کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں۔ اسی طرح ایک وہ وقت بھی آئے گا۔ خدا ہماری اولادوں اور ان کی اولادوں کی اولادوں سے ہمیں پرستے اسے چھٹک دے۔ جبکہ یہ دودھ سوکھ جائیگا۔ لیکن یہ وقت آئیگا ضرور۔ اس لئے تمہیں چاہیے کہ اس دودھ کو بڑھادو اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ سال میں صرف ایک دفعہ تھراؤ آنا کوئی زیادہ فائدہ نہیں ہو سکتا۔ مگر اسوس ہے کہ اگر لوگ اس طرف خیال نہیں کرتے۔ پھر پوری اور فائدہ بخش تعلیم ہستادو سی وقت دے سکتا ہے۔ جب کہ طالب علم سے اہم طرح ذہنیت بھی رکھتا ہو۔ اور اس کی عادات کو ذہن بنا رہا ہو۔ مگر صرف جلسہ کے موقع پر آئے والے دوستوں سے ہیں ایسی ذہنیت نہیں ہو سکتی۔ بیسیوں لوگ ہرگز جو نئے چاروں مجلسوں پر ملے ہو گئے۔ اور انہوں نے اپنے نام میں بتلائے ہو گئے لیکن پھر بھی میں انہیں نہیں چن سکتا۔ کیونکہ اس قدر جو میں کوئی چیز نہیں رہت۔ اور عظیم جبر پوری ذہنیت کے وہ نہیں جاسکتی۔ اور ذہنیت اسی طرح ہو سکتی ہے۔ کہ دوست و بدادیں اور جلسہ کے ایام کے بارہ ذات ہیں آئیں۔ اسی صورت میں تعلیم ہو سکتی ہے کہ ان کو کس طریق سے شائستگی کی ضرورت ہے۔ ان کو کس طریق کی حاجت ہے۔ اور یہی کہ مرنے میں اس کی تعلیم کا انتظام کیا جائیگا۔ جو دوست یہاں آتے رہتے ہیں ان کو کسی نہ کسی رنگ میں تعلیم دینی ہے۔ اور انہیں بہت فائدہ ہوتا ہے۔ کوئی یہ نہ کہے کہ ہمارے پاس حضرت مسیح موعودؑ کی کتابیں جو موجود ہیں

آج کو غنڈا کر دینے کی غاصبت اس کے اندر قائم رہے گی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ ایک نہایت ہی لطیف نکتہ ہے جسے نہ سمجھ سکی اور ہندو مذہب تہلو ہو گئے اور لاکھوں مسلمان کہلانے والے انسان بھی ایسی کاشکار ہو گئے۔

(۴۰۶) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مولوی شیر علی صاحب نے بیگانہ کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان مبارک پر بعض فقرے کثرت کے ساتھ رہتے تھے مثلاً آپ نے مشکوٰۃ میں اکثر فرمایا کرتے تھے دست در کار دل بیاور۔ خدا واری چرخم واری۔ الاعمال بالنیات۔ متعادلین جہدے۔ آنچنل تیل زود نکالینے سے نہ۔ اگر غصہ مرا تب نہ کنی زندگی۔ مالا بد رک کلمہ کا بیک ترک کلمہ الطریقہ کلمہ الادب ادب تا بیست از لطف الہی۔ بندہ سرور ہر جگہ خواہی۔

(۴۰۷) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب نے فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے بھائی صاحب کے آدمیوں کو چاہئے کہ اگر کلمہ حق و دفعہ ہماری کتابوں کا مطالعہ کریں

اور فرمائے تھے کہ جو ہماری کتب کا مطالعہ نہیں کرتا۔ اس کے ایمان کے متعلق مجھ شبہ ہے۔

(۴۰۸) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ایک بچہ نے تھوڑے سے ایک چھبکی ماری اور میر اسے مذاق مولوی عبد الحکیم صاحب و مکی جھوٹی اہلیہ پر بھینک دیا جس پر اسے ڈسکان کی جینیں نکل گئیں اور چونکہ مسجد کا قرب تھا ان کی آواز مسجد میں بھی سنائی دی۔ مولوی عبد الحکیم صاحب باب گھر آئے تو انہوں نے فیرت کے جوش میں پانی بوی کر بہت کچھ غصہ مست کہ باحتی کا بنی۔ یہ شخص کی آواز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نیچے اپنے مکان میں بھی سن لی۔ چنانچہ اس واقعہ کے متعلق اسی شب حضرت صاحب کو یہ الہام ہوا کہ یہ طریق اچھا نہیں۔ اس سے بگاڑ دیا جائے۔ مسلمانوں کے سینہ عبد الحکیم کو۔ الطیف یہ ہوا کہ مسیح مولوی صاحب رحم تو اپنی اس بات پر شہرہ مند تھے۔ اولاً انہیں مبارکبادیں دے رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام مسلمانوں کا لیا رکھا ہے۔

(۴۰۹) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک شہادت کے لئے لندن شریفین لے گئے تو راستہ میں

حصہ اول

ازالہ اوہام

اور علماء وقت اُن کو تسبیح کرتے رہے ہیں لیکن اس زمانہ کے اکثر علماء کی یہ عجیب عادت ہے کہ اگر خدا نے تعالیٰ کا امام طہارت جس کا کبھی سلسلہ منقطع نہیں اپنے وقت پر بعض مجلس مکاشفات نبویہ اور استعلاعات سر بستہ قرآنیہ کی کوئی تفسیر کرے تو نظر انکار و استہزاء اس کو دیکھتے ہیں حالانکہ مصلح حرمین ہمیشہ یہ حدیث پڑھتے ہیں کہ قرآن شریف کیلئے ظہر و بطن دونوں ہیں اور اس کے عجائبات قیامت تک ختم نہیں ہو سکتے اور ہمیشہ اپنے منہ سے اقرار کرتے ہیں کہ اکثر اکابر محدثین کثوف و الامامات اولیاء کو مدعی صحیح کے قائم مقام سمجھتے رہے ہیں۔ ہم نے جو سلسلہ فتح اسلام اور توفیق مرآۃ میں اس اپنے کشفی والہامی امر کو بیان کیا ہے کہ مسیح موعود سے مراد وہی عاجز نہ ہے جس نے مسنا ہے کہ بعض ہمارے علماء اس پر بہت افرغیت ہوئے ہیں اور انہوں نے اس بیان کو ایسی بدعات میں سے سمجھ لیا ہے کہ جو خارج اجماع اور برائیات عقیدہ متفق علیہا کے ہوتی ہیں حالانکہ ایسا کرنے میں ان کی بڑی غلطی ہے۔

اول تو یہ جانتا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری ایمانیات کی کوئی جزو یا ہمارے دین کے ترکہ میں سے کوئی رکن ہو بلکہ مسلمانوں میں سے یہ ایک بات گوفتی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ تعلق نہیں جس زمانہ تک یہ پیش گوئی بیان نہیں کی گئی تھی اس زمانہ تک اسلام کچھ انہیں نہیں تھا اور جو بدایں کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا۔ اور یہ گویوں کے بارہ میں یہ ضروری نہیں کہ وہ ضرور اپنی ظاہری صورت میں ہی پوری ہوں بلکہ اکثر پیش گوئیوں میں ایسے ایسے سلسلہ شیعہ ہوتے ہیں کہ قبل از طور یہ پیش گوئی خوب بساؤ کو ہی چند پر وہ وحی نازل ہو گئی نہیں تاکہ چر جائیکہ دوسرے لوگ ان کو یقینی طور پر سمجھ لیں۔ دیکھو جس حالت میں ہمارے سیدہ علی اکبر اس بات کا افسار کرتے ہیں کہ بعض پیش گوئیوں کو میں نے کسی اور صورت پر سمجھا اور وہور ان کا کسی اور صورت پر ہوا۔ تو پھر دوسرے لوگ گو فرض کے طور پر ساری امت ہی کیوں نہ ہو کب ایسا دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہماری سمجھ میں غلطی نہیں۔ سلف صالح ہمیشہ اس طریق کو چھوڑتے ہیں

احمدی اور غیر احمدی

میں سے

کیا فرق ہے؟



مفتی مسیح

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

برموقع جلستہ لائبریری احمدیہ ۱۹۰۵ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ الْكَرِيمِ

احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟ ایک جماعت الگ بنانے کی وجہ

کل میں نے متانتاً کہ ایک شخص نے کہا کہ اس فرقہ میں اور دوسرے لوگوں میں سوائے اس کے اور کچھ فرق نہیں کہ یہ لوگ وفات مسیح کے قائل ہیں اور وہ لوگ وفات مسیح کے قائل نہیں۔ باقی سب عملی حالت مثلاً نماز روزہ اور نکاح اور حج وہی ہیں۔ سو سمجھنا چاہیے کہ یہ بات صحیح نہیں کہ میلادینا میں آنا صرف حیات مسیح کی غلطی کو دور کرنے کے واسطے ہے۔ اگر مسلمانوں کے درمیان صرف یہی ایک غلطی ہوتی تو اتنے کے واسطے ضرورت نہ تھی کہ ایک شخص خاص مبعوث کیا جاتا اور الگ جماعت بنائی جاتی۔ اور ایک بڑا شور مچایا جاتا۔ یہ غلطی دراصل آج نہیں پڑی بلکہ میں جانتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے ہی عرصہ بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی۔ اور کئی خواص اور اولیا اور اہل اللہ کا یہی خیال تھا اگر یہ کوئی ایسا اہم امر ہوتا تو خدا تعالیٰ اسی زمانہ میں اس کا ازالہ کر دیتا۔ لیکن اس زمانہ میں بہت سی باتیں مسلمانوں میں ایسی داخل ہو گئی ہیں۔ جن کی اصلاح کی ضرورت ہے۔

ہے۔

اور آپ کی پیروی سے نہیں بلکہ براہ راست مقام نبوت حاصل رکھتا ہوگا اور اسکی عملی حالتیں شریعت محمدیہ کے مخالف ہونگی اور قرآن شریف کی صریح مخالفت کر کے لوگوں کو فتنہ میں ڈالے گا اور اسلام کی ہتک عزت کا موجب ہوگا۔ یقیناً سمجھو کہ خدا ہرگز ایسا نہیں کریگا تاہے شک حدیثوں میں مسیح موعود کے ساتھ نبی کا نام موجود ہے مگر ساتھ اس کے امتنی کا نام بھی تو موجود ہے۔ اور اگر موجود بھی نہ ہوتا تو مفاسد مذکورہ بالا پر نظر کر کے ماننا پڑتا کہ ہرگز ایسا ہو نہیں سکتا کہ کوئی مستقل نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آئے کیونکہ ایسے شخص کا نام صریح طور پر ختم نبوت کے منافی ہے۔ اور یہ تاویل کہ پھر اس کو امتی بنایا جائیگا اور وہی نو مسلم نبی مسیح موعود کہلایا جائیگا۔ یہ طریق عزت اسلام سے بہت بعید ہے جس حالت میں حدیثوں سے ثابت ہے کہ ایسی امت میں سے یہود پیدا ہونگے تو افسوس کی بات ہے کہ یہود تو پیدا ہوئے اس امت میں سے اور مسیح باہر سے آئے۔ کیا ایک خدا ترس کیلئے یہ ایک مشکل بات ہے؟ کہ جیسا کہ اسکی عقل اس بات پر تسلی پکڑتی ہو کہ اس امت میں بعض لوگ ایسے پیدا ہونگے جن کا نام یہود رکھا جائیگا۔ ایسا ہی اسی امت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام عیسیٰ اوستح موجود رکھا جائیگا۔ کیا ضرورت ہے کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اتارا جائے اور اسکی مستقل نبوت کا جامہ اُتار کر امتی بنایا جائے۔ اگر کہو کہ یہ کارروائی بطور سزا کے ہوگی کیونکہ انکی امت نے انکو خدا بنایا تھا تو یہ جواب بھی یہودہ ہے کیونکہ اس میں حضرت عیسیٰ کا کیا قصور ہے۔

دشمنانہ - یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ کا دوبارہ دنیا میں آنا اجماعی عقیدہ ہے یہ سراسر افتراء ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع صرف اس آیت پر ہوا تھا کہ مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ پھر جو انکی امت میں طرح طرح کے فرقے پیدا ہو گئے۔ چنانچہ معتزلہ اب تک حضرت عیسیٰ کی وفات کے قائل ہیں۔ اور بعض اکابر صوفیہ بھی ان کی موت کے قائل ہیں اور مسیح موعود کے ظہور سے پہلے اگر امت میں کوئی شخص نے یہ خیال بھی کیا کہ حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں صرف اجتہاد کا خطا ہے جو اسرائیلی جمہوں سے بھی بعض پریشگوئیوں کے سمجھنے میں ہوتی رہی ہے۔ منہ

کے پاس صحابہ بیٹھے۔ آخر نتیجہ یہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فی اصحابی۔ گویا صحابہ خدا کا روپ ہو گئے۔ یہ درجہ ممکن نہ تھا کہ اُن کو ملتا اور دُور ہی بیٹھے رہتے۔ یہ بہت ضروری مسئلہ ہے۔ خدا تعالیٰ کا قُربِ بندگانِ خدا کا قُرب ہے اور خدا تعالیٰ کا ارشاد کُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ اس پر شاہد ہے۔ یہ ایک بڑے جس کو تھوڑے ہیں جو سمجھتے ہیں۔ مأمورین اللہ ایک ہی وقت میں ساری باتیں کبھی بیان نہیں کر سکتا بلکہ وہ اپنے دوستوں کے امراض کی تشخیص کر کے حسب موقع اُنکی اصلاح بذریعہ وعظ و نصیحت کرتا رہتا ہے اور وقتاً فوقتاً وہ اُن کے امراض کا ازالہ کرتا رہتا ہے۔ اب جیسے آج میں ساری باتیں بیان نہیں کر سکتا۔ ممکن ہے کہ بعض آدمی ایسے ہوں۔ جو آج ہی تقریر سن کر چلے جاویں اور بعض باتیں اُن میں اُن کے مذاق اور مرضی کے خلاف ہوں تو وہ محروم گئے۔ لیکن جو متواتر یہاں رہتا ہے۔ وہ ساتھ ساتھ ایک تبدیلی کرتا جاتا ہے اور آخر اپنے مقصد کو پالیتا ہے۔ ہر ایک آدمی سچی تبدیلی کا محتاج ہے جس میں تبدیلی نہیں ہے۔ وہ مَنْ كَانَ فِي حِلِّهِ كَمَا أَعْمَلِي کا مصداق ہے۔ مجھے بہت مسوزو گذار رہتا ہے کہ جماعت میں ایک پاک تبدیلی ہو۔ جو نقشہ اپنی جماعت کی تبدیلی میرے دل میں ہے وہ ابھی پیدا نہیں ہوا۔ اور اس حالت کو دیکھ کر میری دُہی حالت ہے۔ لَكَلَّكَ بَايَعْتَ لَنَفْسِكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ

صرف وفاتِ مسیح مقصد نہیں

میں نہیں چاہتا کہ چند الفاظ طوطے کی طرح بیعت کے وقت رُٹ لئے جاویں اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ تزکیہ نفس کا علم حاصل کرو کہ ضرورت اسی کی ہے۔ ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیح کی وفات حیات پر جھگڑے اور مباحثہ کرتے پھرو۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔ اسی پر کس نہیں ہے یہ تو ایک غلطی تھی۔ جس کی ہم نے اصلاح کر دی۔ لیکن ہمارا کام اور ہماری غرض ابھی اس سے بہت دُور ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تم اپنے اندر ایک تبدیلی

براہین احمدیہ

پہلی فصل

۴۹۹

تمہید ہشتم۔ جو امر خارق عادت کسی ولی سے صادر ہوتا ہے۔ وہ تحقیق میں اس مقبوع کا معجزہ ہے جس کی وہ اُمت ہے اور یہ بدیہی اور

۴۹۹

کو تبادر مطلق کہ جس کے علم قدیم سے ایک ذرہ محض نہیں اور جس کی طرف کوئی نقصان اور حرجان عاید نہیں ہو سکتا۔ اور جو ہر ایک قسم کے جبل اور آلودگی اور ناتوانی اور غم اور حزنی اور درد اور رنج اور گرفتاری سے پاک ہے وہ کیوں کر اُس چیز کا عین ہو سکتا ہے کہ جو

بدیہی یقین کامل پہنچ کر مکرر میں۔ پھر بعد اسکے فرمایا۔ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا مِّنَ الْقَدَیِّانِ۔ وَ بِالْحَقِّ اَنْزَلْنَاهُ وَ بِالْحَقِّ نَزَّلَ۔ صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا۔ یعنی ہم نے ان نشانوں اور عجائبات کو اندر نیز اس الہام پر از معارف و حقائق کو قادیان کے قریب اُتارا ہے اور ضرورتِ حق کے ساتھ اُتارا ہے اور بغیرِ ربِّ حق اُتارا ہے۔ خدا اور اسکے رسول نے خبر دی تھی کہ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے بیان کیا تھا وہ ہونا ہی تھا۔ یہ آخری فقرات اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اُس شخص کے غور کیلئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حدیث متذکرۃ بالا میں اشارہ فرمایا ہے کہ میں اور خدا نے تعالٰیٰ اپنے کلام مقدس میں اشارہ فرمایا ہے چنانچہ وہ اشارہ صحتِ سوم کے الہامات میں نوح و عیسا علیہ السلام سے اور قرآنی اشارہ اس آیت میں ہے۔ هُوَ الَّذِیْ اٰذَنَیْ رَسُوْلَہٗ بِالْاِلهِ دَعَا دِیْنَ الْحَقِّ لَیْظْہِرَ عَلٰی الدِّیْنِ الْکَلْبِ۔ یہ آیت جسمانی اور سیاسی ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلط فہمی کا وہ عدہ دیا گیا ہے وہ غلط مسیح کے ذریعہ سے

۴۹۹

ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دُنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دینِ اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ابتوار اور آیات اور انوار کے رُوسے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابه واقع ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں اور یکدیگر اتحاد ہے کہ نظیر شفعی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طور پر

لہ الصفحہ

پہلے فصل

۴۰۱

براہین احمدیہ

نے منع کیا ہے اور اسی کتاب کا پابند رہتا ہے جو اُس کے شارع نے دی ہے تو

۵۰۵

برخلاف قسم دوم کے کہ اُس میں انھماک جائز ہے اور جب تک ولایت کسی ولی کی قسم سوم تک نہیں پہنچتی عارضی ہے اور خطراتِ امن میں نہیں۔ وجہ یہ کہ جب تک انسان کی سرشت میں خدا کی محبت اور اُس کے غیر کی عداوت داخل نہیں رہتی کچھ رنگ ریشہ ظلم کا نہیں باقی ہو کہ اُس نے حق ربوبیت کو

خَلَقَ آدَمَ فَإِذَا كُفِرْتُمْ يَدُ اللَّهِ فِي حُلُمِ الْأَنْبِيَاءِ
جبری اللہ نبیوں کے حُلُم میں۔ اس فقرہ الہامی کے یہ معنی ہیں کہ منصبِ ارشاد و
ہدایت اور موردِ وحی الہی ہونے کا دراصل حلقہٴ انبیاء ہے اور ان کے غیر کو بطور مستعار
مقام ہے اور یہ حلقہٴ انبیاء امت محمدیہ کے بعض افراد کو بغرض تکمیلِ ناقصین عطا ہوتا ہے
اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عَلَمَاءُ أُمَّتِي
كَأَنْبِيَاءٍ بَنِي إِسْرَآئِيلَ۔ پس یہ لوگ اگرچہ نبی نہیں پر نبیوں کا کام اُن کو سپرد
کیا جاتا ہے۔ وَكُنْتُمْ عَلَى شَفَا حُفْرَةٍ فَإِنْ نَقَذْتُمْ هُنْتَكَ۔ اور تھے تم ایک
گڑھے کے کنارہ پر سو اُس سے تم کو خلاصی بخشی یعنی خلاصی کا سامان عطا فرمایا
عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَنْ يَرْحَمَكُمْ عَلَيْكُمْ وَإِنْ عَذَبْتُمْ عَذَابًا وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ

۵۰۵

لِلْكَافِرِينَ حَصِيرًا خدا نے تعالیٰ کا ارادہ اس بات کی طرف متوجہ ہے جو تم پر
رحم کرے۔ اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی
طرف رجوع کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کیلئے قید خانہ بنا رکھا ہے۔ یہ آیت اس
مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے یعنی اگر طریقِ رفق اور
نرمی اور لطف احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیاتِ قینہ
سے کھل گیا ہے۔ اُس سے منکرش رہیں گے۔ تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب

خدا نے تعالیٰ محمد بن کے لئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لایا گا اور
حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور لوہامِ راہوں باور

چشمہ معرفت

۸۲

اپنی علمی اور عملی حالت میں قوت پیدا کرے کیونکہ وہ خدا جس کو کسی نے بھی نہیں دیکھا اُس پر یقین لانے کے لئے بہت گواہوں اور زبردست شہادتوں کی حاجت ہے جیسا کہ دو آیتیں قرآن شریف کی اس واقعہ پر گواہ ہیں۔ اور وہ یہ ہیں:-

وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ فَلِكَيْفَ إِذَا جِئْتَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ

یعنی کوئی قوم نہیں جس میں ڈرائیو الا نبی نہیں بھیجا گیا یہ اسلئے کہ تاہر ایک قوم میں ایک گواہ ہو کہ خدا موجود ہے اور وہ اپنے نبی دنیا میں بھیجا کرنا ہو۔ اور پھر جب ان قوموں میں ایک مدت دراز گزرنے کے بعد باہمی تعلقات پیدا ہونے شروع ہو گئے اور ایک ملک کا دوسرے ملک کے تعارف اور شناسائی اور آمد و رفت کا کسی قدر دروازہ بھی کھل گیا اور دنیا میں مخلوق پرستی اور ہر ایک قسم کا گناہ بھی انتہا کو پہنچ گیا۔ تب خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں بھیجا تا بذریعہ اس تعلیم قرآنی کے جو تمام عالم کی طبع کیلئے مشترک ہے دنیا کی تمام متفرق قوموں کو ایک قوم کی طرح بناوے اور جیسا کہ وہ واحد لا شریک ہے۔ ان میں بھی ایک وحدت پیدا کرے اور تادہ سب مل کر ایک وجود کی طرح اپنے خدا کو یاد کریں اور اُسکی وحدانیت کی گواہی دیں اور تا پہلی وحدت قومی جو ابتدائے آفرینش میں ہوئی اور آخری وحدت اقوامی جس کی بنیاد آخری زمانہ میں ڈالی گئی یعنی جس کا خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کے وقت میں ارادہ فرمایا۔ یہ دونوں قسم کی وحدتیں خدا نے واحد لا شریک کے وجود اور اُسکی وحدانیت پر دوہری شہادت ہو کیونکہ وہ واحد ہے اسلئے اپنے تمام نظام جسمانی اور روحانی میں وحدت کو دوست رکھتا ہے۔ اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ قیامت تک متحدہ اور آپ خاتم الانبیاء ہیں اسلئے خدا نے یہ نہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے کیونکہ یہ صورت آپ کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی یعنی مشبہ گذر تا تھا کہ آپ کا زمانہ وہیں تک ختم ہو گیا۔ کیونکہ جو آخری کام آپ کا تھا۔ وہ اسی زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا۔ اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک

لہ فاطمہ: ۲۵۰ لہ النساء: ۲۲۰

قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں۔ زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈال دی ہو قرب قیامت کا زمانہ ہے اور اس تکمیل کے لئے اسی امت میں سے ایک نائب مقرر کیا

جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہو اور اسی کا نام خاتم الخلفاء ہے

پس زمانہ محمدی کے سر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اُس کے آخر میں مسیح موعود سے اور ضرورت تھا کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو جب تک کہ وہ میدان ہو سکے کیونکہ وعدت اقوامی کی

خدمت اُسی نائب النبوت کے عہد سے وابستہ کی گئی ہو اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہو اور وہ یہ ہے **هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظَاهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ**

یعنی خدا وہ خدا جو جسٹس اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجتا تا کہ ہر ایک قسم کے دین پر غالب کر دے یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطا کرے اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیش گوئی میں کچھ خلیف ہو اس لئے اس آیت کی نسبت اُن سب متقدمین کا اتفاق ہو جو ہم سے پہلے گزر

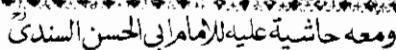
چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا کیونکہ اس عالمگیر غلبہ کیلئے تین امر کا پایا جانا ضروری ہے جو کسی پہلے زمانہ میں وہ پائے نہیں گئے۔

(۱) اول یہ کہ پورے اور کامل طور پر مختلف قوموں کے میل ملاقات کیلئے آسانی اور سہولت کی راہیں کھل جائیں اور سفر کی ناقابل برداشت مشقتیں دور ہو جائیں اور سفر بہت جلدی طے

ہو سکے گو یا سفر سفر ہی نہ رہے اور سفر کو جلد طے کرنے کے لئے فوق العادت اسباب میسر آجائیں کیونکہ جب تک مختلف ممالک کے باشندوں کیلئے ایسے اسباب اور سامان حاصل

نہ ہوں کہ وہ فوق العادت کے طور پر ایک دوسرے سے مل سکیں اور آسانی ایک دوسرے کی ایسے طور سے ملاقات کر سکیں کہ گویا وہ ایک ہی شہر کے باشندے ہیں تب تک ایک قوم

کے لئے یہ موقعہ حاصل نہیں ہو سکتا کہ وہ یہ دعویٰ کریں کہ اُن کا دین تمام دنیائے دینوں پر



طبعہ قدیمی کتب خانہ بالاتفاق مع نور محمد اصحیٰ الطابع کارخانہ تجارت کتب

سلسلہ سیرۃ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مکتوبات احمدیہ

جلد ششم (حصہ اول)

(جس میں کفر، فریق و مکذبین علماء کے نام کے خطوط ہیں)

— قریبہ —

مخاکسات: عرفانی الکیمیوس و ایڈیٹر احکم رفیع

مطبوعہ اشوکہ پریس۔ ترپ بازار حیدرآباد دکن
قیمت فی جلد مہ معمول دواک عالمکیند

اپنی صداقت کا ایک معیار دنیا کے سامنے پیش کیا کہ میں صلی
 پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلا
 دوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت اور عظمت اور
 شان و نیا پر ظاہر کروں۔ پس اگر مجھ سے کروڑاں بھی
 ظالم ہوں اور یہ ملت غالی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں
 پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے وہ میرے انجام کو
 کیوں نہیں دیکھتی۔ آج دنیا دیکھتی ہے اور جانتی ہے کہ اپنے
 جو دعویٰ کیا تھا وہ کس قوت اور وضاحت سے پورا ہوا ہے۔
 سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان سے نکل کر پنجاب اور پنجاب
 سے نکل کر ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پھیلا اور اب
 ہندوستان سے نکل کر روئے زمین میں پھیل گیا اور دنیا
 کی ہر قوم اور ہر ملک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام
 بلند ہو رہا ہے اور عیسائیت کی شکست کو خود عیسائی قوم نے
 اپنے عمل اور اپنے قلم سے تسلیم کر لیا ہے۔ جس مقصد کیلئے
 خدا تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا تھا وہ پوری قوت اور
 شان سے پورا ہوا اور ہر نیا دن اس کی ترقی کی شہادت
 لیکر آتا ہے وہ جو مخالفت کے لئے کھڑے ہوئے تھے وہ
 اور ان کے اسباب ختم ہو گئے اور کوئی ان کا نام لیوا موجود

دروازہ بند ہو جائے کیونکہ ایسے وقت میں جبکہ شرارت انتہاء کو پہنچی ہو اور قطعی فیصلہ کا وقت آجائے ہے تو مخالفوں کے حق میں انبیاء علیہم السلام کی بھی دعا قبول نہیں ہوتی۔ دیکھو حضرت لوح علیہ السلام نے طوفان کے وقت اپنے بیٹے کنعان کیلئے جو کافروں اور منکروں کو تھا دُعائی اور قبول نہ ہوئی۔ (دیکھو سورہ ہود رکوع ۲) اور ایسا ہی جب فرعون ڈوبنے لگا تو خدا پر ایمان لایا مگر قبول نہ ہوا۔

ہاں اس خاص وقت سے پہلے اگر رجوع کیا جائے تو البتہ قبول ہوتا ہے۔ ولنذیقنہم من العذاب الا ان یتوبوا۔ العذاب الا ان یتوبوا یعنی جب خفیف سزا عذاب کے ظاہر ہوتی ہے اس وقت کی توبہ قبول ہوتی ہے۔ اسلئے میں بار بار کہتا ہوں کہ ابھی اس عذاب الہی کا دنیا میں صرف آغاز ہی ظاہر ہوا ہے اور اس کا انتہاء اور غایت نہایت ہی سخت ہے، لہذا لوگوں کو چاہیئے کہ اس خاص ہلاکت کے وقت سے پہلے خدا کی طرف رجوع کر لیں اور خدا اور رسول اور امام وقت کی اطاعت کریں اور توبہ ترک معصیت دعا و استغفار کے ساتھ اس کا دفعیہ چاہیں اور اپنے اندر ایک نیک پاک بیباک کریں تا اس ہولناک عذاب سے محفوظ رہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کا یہ پختہ وعدہ ہے کہ وہ ایسے وقت میں ہمیشہ مومنوں کو نجات دیا کرتا ہے جیسا کہ فرمایا کہ ذلک حقا علینا انجیم المؤمنین۔ اب ہم اس مضمون کو اس دعا پر ختم کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہم کو اور کل مومنوں کو اس بلا سے بچا کر اور وہ راہ راست کی طرف رہنمائی کرے اور باہم صلح و صلاحیت حاصل کر لے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔ اب میں اپنی جماعت کے روحانی بھائیوں کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ اس غضب الہی کی آگ اور ہولناک عذاب سے بچنے کیلئے ہمارے پاس دو سامان ہیں۔ ایک ایمان اور دوسرا تقویٰ۔ ایمان تو یہ ہے کہ ہم اپنے کامل یقین کو جان لیں کہ ہمارے پاس اس عذاب الہی سے بچنے کیلئے اپنے ہادی و مولا حضرت

سیدنا محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہرگز نہیں۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ ایسی نکتہ میں اپنے اندر مالی یا علمی ایسی استعداد نہیں دیکھتا جس سے میں اپنے تئیں معقول پر مانیں حضرت موصوف کا ناصر قرار دے سکوں۔ کیونکہ یہ عاجزان دونوں باتوں میں ابھی تک بے سزا سامان اور تہیہ رہے لیکن خدا تعالیٰ کے ان وعدوں اور تسلیوں پر جو مجھے دی گئی ہیں ایمان رکھتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ بلکہ میں کامل یقین سے کہتا ہوں کہ جبکہ وہ خدمت جبرائیل علیہ السلام میں

لے السجدة: ۲۲۔ لے لولسوع: ۱۰۴۔

امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کامل ایمان لانے اور اُنکے مخلصانہ اتباع کے بغیر کوئی صورت نہیں۔
 اگر ہم ہمیں گئے تو حضور ہی کی مخلصانہ اتباع کے سبب اور اگر مر گئے تو انکی ہی محض الفک کے باعث گویا کہ
 ہمارے زندگی اور موت حضور کی اطاعت اور مخالفت پر موقوف ہے اور تقویٰ یہ ہے کہ ہم اس باسے
 ہر وقت ڈرتے اور اپنی تمام حرکات و سکنات کو ٹٹولتے رہیں کہ کسی امر میں ہم اپنے مادی و مولا کی ہدایت
 اور انکی امن بخش اطاعت سے باہر نہ رہ جائیں تاکہ اچانک عذاب الہی کا شرکار نہ بنیں کیونکہ اس عذاب سے
 بچنے کیلئے امن پناہ سوائے اطاعت احمدیہ کے نہیں جو اُسکے اندر رہے گا یقیناً نجات
 جائیگا کیونکہ ہمارا اس بات پر کامل ایمان ہے کہ یہ عذاب جو اُنکے دنیا کو ہلاک کر کے عدم کی راہ دکھائے گا
 صرف حضرت امام الزمان علیہ السلام کی مخالفت کے سبب ہے۔ اس لئے یہ بات سنتِ احد کے برخلاف ہے
 کہ یہ عذاب حضرت اقدس کے مخلص متبعین پر بھی کسی طرح کا اثر ڈالے جیسا کہ قرآن کریم کی مدد فاطمہؑ
 سے یہ بات ثابت شدہ صداقت ہے کہ گذشتہ زمانوں میں حضرت انبیاء علیہم السلام کے مخلص ایماندار
 عذاب الہی کے وقت نجات پاتے رہے ہیں اور یہ بات صرف پہلے ہی نہ تھی بلکہ اب بھی جو جیسا کہ
 فرمایا: **وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ** مگر مومن مخلص بننا شرط ہے کیونکہ اگر مومن نہ ہوگا تو وہ
 حضرت لوط کی بیوی اور حضرت نوحؑ کے بیٹے کی طرح صوف جسمانی قربت یا تعلق کی وجہ سے نجات نہیں کھائے
 اس لئے ہر ایک مومن احمدی بھائی کو لازم ہے کہ حضرت امام الزمان کی چھوٹی اور بڑی مخالفت ڈرتا
 ہو اور کانپتا ہو اور ہر وقت استغفار اور دعا میں مشغول رہے تاکہ جو باریک باریک امر دین میں نااہلی
 کے سبب ہم سے اکثر اوقات مخالفت ہو جاتی ہو اُس کا کفارہ ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ اُسکے انتقام
 کیلئے اپنے موانعہ سے محفوظ رکھے۔ اور جہاں تک ہمارے معلومات ہیں ہر ایک امر میں اپنے ہادی

مقرر ہو چکا ہے اور اس نیا سوا حایانہ جاؤنگا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے وعدے ٹل نہیں جلتے اور اس کا مادہ
 اُنکے نہیں کھاتا اس لئے میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلالی
 نزول کا رسول ہوں اور وہ یہ ہے کہ اب تک حضرت مسیح موعود کا جلالی نزول نہ تھا اور اب سے
 جلالی شروع ہو گا جس سے پہلے لوگوں کو جلالی پر آمادہ کر دیا جائے گا اور اب سے خدا تعالیٰ اپنے جلالی اور
 قہری حیرت کے ساتھ متنبہ کریگا اور اسی امر کی منادی کیلئے میں مامور ہوں۔ ص ۳۳

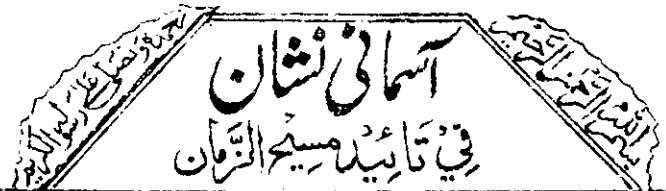
ڈ (یہ بات اسکی بالکل سچ ثابت ہوگئی) لے الروم : ۴۸

(۷)

(۱)



طاعون کا علاج



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (۱) ان الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بانفسهم

ملک پنجاب و ہندوستان کے لوگوں پر یا مگر نہیں کہ ان چند سال کے اندر آفت طاعون نے اس ملک میں کیا کچھ انقلاب کر دکھایا ہے جس شہر یا گاؤں یا گھر میں قدم رکھتی ہے جو صفائی کچے بغیر نہیں چھوڑتی۔ اس کے ہیبت ناک حملوں کے نظارہ سے دل کانپتے اور بدلوں پر لرزہ آتا ہے۔ یہ آسمانی بجلی کی طرح دنیا کو کھاتی جاتی ہے۔ لوگ اپنے گھروں اور شہروں کو چھوڑ کر بھاگتے جاتے ہیں۔ عزیزوں اور اقارب میں تفرقہ ہو

تنبیہ۔ واضح ہو کہ اشتہار چراغین کا محض اس غرض سے کتاب حقیقۃ الوحی کے ساتھ شامل کیا جاتا ہے کہ تاہر ایک منصف مزاج معلوم کرے کہ یہ شخص جو اپنے اعمال کی سزا یا چکا ہو پہلے میری تصدیق کرتا تھا اور پھر نفسِ آوارہ کی کشش سے بعض بدادوں سے اتفاق کر کے مرتد ہو گیا اور مجھ و حمل وغیرہ ناموں سے بچارا اور میرے مخالف کتاب منارۃ السجود اور مجاز محمدی لکھی۔ اب ہر ایک منصف مزاج خود انصاف کی نظر سے دیکھ سکتا ہے کہ یہ سی برادرین جسٹ میری تائید میں یہ اشتہار لکھا تھا اور جس مدت تک یہ مصدقین میں رہا خدا نے طاعون وغیرہ کو اسکو محفوظ رکھا پھر جب اسکی خاموشی اور تنہا دہن کو اختیار اور توہین پر کمر بندہ لی تب پکڑا گیا اور میری پیشگوئی کے مطابق اور نیز اپنے مباہلہ کی دوسرے ہلاک ہوا۔ فالحمد لله علی ذلک۔

حاشیہ نمبر ۱۔ میں اسکو اس بات کو بھی ظاہر کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ میرا یہ اعلان صرف دینی طریقے نہیں بلکہ انسانی

رہا ہے۔ دُنیا کے دم میں دم نہیں رہا۔ مخلوق اپنی بچاؤ کی مختلف تدبیروں میں مشغول ہے مگر افسوس کہ اس کی اصل حقیقت سے محض نادانغت ہیں۔

میرے دل میں بہرہ دہی نوع کا ایک جوش ہو کہ خدا تعالیٰ نے اس حقیقی و قطعی و یقینی علاج اس عاجز و بظاہر فرمایا ہو اس لئے میرا دل و ایمان و بہرہ دہی نوع انسان مجھے مجبور کر رہی ہو کہ میں اس اصل علاج کو جو اس آفرینے و فہم کیلئے کافی و شافی ہو اور جس کے اندر دُنیا کے بچاؤ کے اسباب موجود ہیں پیدل پر ظاہر کروں تاکہ جسکی قسمت میں اس سعادت سے حصہ لینا مقصود ہے نجات پائیں۔

پس واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ قریب عرصہ ایک سال سے اس عاجز پر کشتی رنگ میں ظاہر فرما رہا ہو کہ زمانہ روحانی قیامت یعنی صلح و صلاحیت کا زمانہ کا مقدمہ اور آغاز ہو جس کو اہل اسلام کے محاورہ میں فتح اسلام اور مسیحیوں کے نزدیک مسیح کے جلالی نزول اور اسکی بادشاہت کی طرف منسوب کیا جاتا ہو اور وہ ایسا زمانہ جس میں شیطانی تسلط اور دجالی فتنہ دُنیا سے اٹھائی جائیگی اور زمین و روز و شن کی طرح خدا کے جلال کی معرفت سے محو ہوگی اور حقیقی خدا پرستی اب ہی راستہ بازی امن و صلح کاری دُنیا میں قائم ہوگی اور قوم قوم سے اور بادشاہ بادشاہ سے لڑائی نہ کریں گے۔ مذہبی مخالفتیں تمام دُنیا سے اٹھ جائیگی اور اہل دُنیا ایک ہی طریق دین میں ہو کر صلح و صلاحیت کا کامل نمونہ ظاہر کریں گے اور قومیں جہانی اور روحانی نعمتوں کو مالا مال ہو کر نہایت امن و چین کی حالت میں اپنی زندگی بسر کریں گی اور تمام جنگ جہاد فتن و فساد و بغض و عداوت کفر و معصیت رنج و مصائب دُنیا سے اٹھائے جائیں گے۔ یہاں تک کہ شیر اور بیل بھیڑ اور بھیڑ یا اب

کی طرف سے ہو کہ نہ اس نے مجھے امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور آپ کے اس متبرک زمانہ کی چگونگی حالات پر گواہی دینے کیلئے مامور فرمایا ہے جیسا کہ سورہ بروج آیت والیوم الموعود و شأنا ہلدا و مشہود کے مفہوم سے ثابت ہے کیونکہ یوم الموعود بھی زمانہ عہد و شہود سے مراد ہے۔ حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام ہیں اور شاہد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے جناب مدوح کی صداقت پر گواہی دینے کے لئے ہیں اپنے سچے دل سے خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر کہ گواہی دیتا ہوں کہ بلا شک شبہ حضرت اقدس سیدہ اصحاب خدا تعالیٰ کی طرف سے اس زمانہ کیلئے بعثت یا مروت منصب امامت پر مشرف ہیں اور جناب کی اطاعت خدا کی خوشنودی کا سبب اور مخالفت اُس کے قہر و غضب کا موجب ہے۔ لہذا دُنیا کے زیادہ

ۛ (دبا جو دہی قدر علم کے پھر بھی مخالفت نہیں ڈرا)

ۛ (نقل مطابق اصل)

ایام الصلح

مگر یاد رہے کہ کسی فرقہ متقدمین یا متاخرین نے یہ نہیں لکھا کہ مسیح کو ایسی جہان میں خدا تعالیٰ نے چھپایا ہے۔ ہاں مسلمان صوفیوں کے ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ مسیح کا آسمان فرشتوں کے کاغذوں پر ہاتھ رکھے ہوئے نازل ہونا باطل ہے کیونکہ یہ صورت ایمان بالغیب کے مخالف ہے۔ اور قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے۔ کہ جب فرشتے زمین پر اترنے نظر اٹھائے تو اس وقت دنیا کا خاتمہ ہوگا۔ اور اس وقت کا ایمان منظور نہ ہوگا۔ اور فرماتا ہے کہ فرشتوں کو زمین پر اترتے دنیا کے لوگ ہرگز دیکھ نہیں سکتے۔ اور جب دیکھیں گے تو اس وقت یہ دنیا نہیں ہوگی۔ موجد قرآن شریف کے نصوص صریحہ اور آیات قطعیۃ الدلالت سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ فرشتوں کا نزول اس وقت ہوگا کہ جبکہ ایمان لانا بے فائدہ ہوگا۔ جیسا کہ جان کنڈن کے وقت جب فرشتے نظر آتے ہیں تو وہ وقت ایمان لانے کا وقت نہیں ہوتا۔ تو اس صورت میں یا تو یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ مسیح کے نزول کے بعد ایمان نفع نہیں دیگا۔ مگر یہ عقیدہ تو صریح باطل ہے۔ کیونکہ اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا پر کثرت سے پھیل جائے گا۔ اور مل باطلہ ہلاک ہو جائیں گی اور استبدادی ترقی کرے گی۔ پس جبکہ یہ عقیدہ رکھنا درست نہ ہوا تو بالضرورت برعایت نصوص صریحہ قرآن شریف کے اس دوسرے پہلو کو ماننا پڑا کہ فرشتوں کا اور ان کے ساتھ مسیح کا نازل ہونا ظاہر و معمولی نہیں ہے بلکہ بوجہ قرینہ یقینہ نفع صریح قرآن کے اس نزول کے تاہیٰ طور پر مضمون ہوئے کیونکہ جسمانی طور پر حضرت عیسیٰ کا آسمان سے فرشتوں کے ساتھ نازل ہونا نفع صریح قرآن سے مخالف اور محارض پڑا ہے۔ یہی شکل تھی جو اکابر اسلام کو پیش آئی اور اسی شکل کی وجہ سے امام مالک رضی اللہ عنہ نے کھلے کھلے طور پر بیان کر دیا کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں اور اسی وجہ سے امام ابن حزم بھی ان کی فوت کے قائل ہوئے۔ اور اسی وجہ سے تمام اکابر علماء معتزلہ کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ وفات پا چکے۔ غرض آسمان سے نازل ہونے کا بطلان نہ صرف آیت قل صبحان ربی سے ثابت ہوتا ہے۔

۱۳۷

میں عذاب دینا چاہوں وہ عذاب میں گرفتار ہو اور جس کو میں چھوڑنا چاہوں وہ عذاب سے محفوظ رہے۔“

(بدیع جلد ۲ نمبر ۱۳، مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۱، مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۲۸ مارچ ۱۹۰۶ء ”آخِرُهُ اللَّهُ إِلَى رَقَّتِ مُسْتَمْتِ لَہ“

فرمایا۔ چھوٹے زلزلے آتے ہی رہتے ہیں لیکن سخت زلزلہ جو آنے والا ہے اس کے وقت میں تاخیر ڈالی گئی ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ تاخیر کتنی ہے۔“

(بدیع جلد ۲ نمبر ۱۴، مورخہ ۵ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ بدیع جلد ۲ نمبر ۱۵، مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔

الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۱، مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء ”میں پچاس یا ساٹھ اور نشان دکھلاؤں گا۔“

(بدیع جلد ۲ نمبر ۱۴، مورخہ ۵ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲، مورخہ ۱۱ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

مارچ ۱۹۰۶ء

”چند روز ہوئے یہ الہام ہوا تھا۔“

إِنَّمَا نَبِيُّكَ بِعِلَالَةٍ تَأْتِيهِ لَيْلًا.

ممکن ہے کہ اس کی یہ تعبیر ہو کہ عموماً کے ہاں لڑکا ہو کیونکہ ناسلم پوتے کو بھی کہتے ہیں یا بشارت کسی اور وقت تک موقوف ہو۔“

(بدیع جلد ۲ نمبر ۱۴، مورخہ ۵ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲، مورخہ ۱۱ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

مارچ ۱۹۰۶ء

”خدا تعالیٰ نے میرے سر پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مؤخذہ ہے۔“

(مکتوب بنام ڈاکٹر عبدالحکیم متمدن در رسالہ ”الذکر الحکیم“ نمبر ۲۴، مرتبہ ڈاکٹر عبدالحکیم متمدن۔ افضل جلد ۸ نمبر ۸، مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۲۵ء صفحہ ۸)

۱۔ ترجمہ از مرتب، اللہ تعالیٰ نے اس میں تاخیر ڈالی ہے وقت مقررہ تک۔

۲۔ الحکم میں یہ الفاظ ہیں ”میں پچاس یا ساٹھ نشان اور دکھلاؤں گا۔“

۳۔ ترجمہ (السام) ”ہم ایک لشکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہوگا۔“ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۰۔

روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۹۹)

کی عادت کے طور پر پیش آویں۔ ہر ایک قسم کی شرارت اور ضلالت کو چھوڑ دیں پس اگر ان سات سال

سورہ پڑھ لے گیا کہ میں جانتا ہوں کہ خدا کی راہ میں خرچ ہو جائے۔ وہ سورہ پڑھ شاید اُس غریب نے کئی برسوں میں جمع کیا ہوگا۔ مگر ٹہپی خوشی نے خدا کی رضا کا جوش دلوایا۔

بقیہ حاشیہ

پس یہ خدا کی رحمت اور خدا کا فضل ہے جو اُس نے ہمیں اُن تکالیف سے بچایا۔ جن میں ہمارے مخالف گرفتار ہیں۔ میں اُس واحد لا شریک کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ اگرچہ مباہلہ سے پہلے بھی وہ ہمیشہ میرے منتکض رہا۔ مگر مباہلہ کے بعد کچھ ایسے برکات روحانی اور جسمانی نازل ہوئے کہ پہلی زندگی میں میں ان کی نظیر نہیں دیکھتا۔

آٹھواں امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت زیادہ کرنے کے لئے ظہور میں آیا کتاب **ست یحییٰ** کی تالیف ہے۔ اس کتاب کی تالیف کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے وہ سامان عطا کئے جو تین سو برس سے کسی کے خیال میں بھی نہیں آئے تھے۔ میری یہ کتاب سورہ لکھ صاحبان کے لئے ایسی ایک لطیف دعوت ہے جس سے میں امید کرتا ہوں۔ کہ اُن کے دلوں پر بہت اثر پڑے گا۔ میں اس کتاب میں **باوانانک صاحب** کی نسبت ثابت کر چکا ہوں کہ باوا صاحب درحقیقت مسلمان تھے اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ آپ کا ورد تھا۔ آپ بڑے صالح آدمی تھے۔ آپ نے دو مرتبہ حج بھی کیا۔ اور اولیاء اسلام کی قبول پر اعتکاف بھی کرتے رہے جہنم ساکھوں میں آپ کے دھامیا میں اسلام اور توحید اور نماز روزہ کی تاکید پائی جاتی ہے۔ آپ نماز کے بہت پابند تھے۔ اور غرض نفیس خود باگم بھی دیا کرتے تھے فخری شادی آپ کی ایک نیکیخت مسلمان کی لڑکی سے ہوئی تھی جس سے سمجھا جاتا ہے کہ آپ نے بدل مسلمانوں کے ساتھ تعلق رشتہ بھی پیدا کر لیا۔ اور اسی کتاب میں لکھا ہے۔ کہ آپ کی بھاری یادگار وہ چولہ ہے جس پر کلمہ شریف اور قرآن شریف کی بہت سی آیتیں لکھی ہوئی ہیں۔ آپ نے یادگار کے طور پر گزشتہ کو نہیں چھوڑا۔ اور نہ اس کے جمع کرنے کے لئے کوئی وصیت کی مگر اس چولہ کو چھوڑا جس پر قرآن شریف لکھا ہوا تھا۔ اور جس پر جلی نغم سے یہ لکھا ہوا تھا۔ **اِنَّ اللہَ یُغْفِرُ الذَّنْبَ الْعَظِیْمَ** یعنی سب دین جھوٹے ہیں مگر اسلام۔ پس یہ کتاب جو بعد مباہلہ تیار ہوئی۔ یہ وہ عطیہ ربانی ہے جو مجھ کو یہی عطا کیا گیا۔ اور خدا نے اس تبلیغ کا ثواب مجھ کو یہی عطا فرمایا۔

نواں امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت کے زیادہ ہونے کا موجب ہوا یہ ہے کہ اس

صاحب جمع پونے دلوں سے گوارا ہو کر جنت کے مدارج میں ادا ہو جائے اور یہی ایک خدمت میں حاضر ہیں گوارا پائی زندگی اس راہ میں وقف کر رہے ہیں۔ منہ۔

میں ہیری طرح خدا تعالیٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں نمایاں اثر ظاہر نہ ہوں اور جیسا کہ کچھ

عصر میں آٹھ ہزار کے قریب لوگوں نے سیرے ہاتھ میں بیعت کی اور بعض قادیان پہنچ کر اور بعض نے ہندوستان خطِ قریب کا اقرار کیا۔ پس میں یقیناً جانتا ہوں کہ اس قدر جی آدم کی توبہ کا ذریعہ جو مجھ کو نصیب ہوا گیا یہ اس قبولیت کا نشان ہے جو خدا کی رضا مندی کے بعد حاصل ہوتی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ میری وصیت کر کے والوں میں دن بدن صلاحیت اور تقویٰ ترقی پڑ رہی ہے۔ اور ایسا سہا بلکہ کچھ لگتا ہے کہ جماعت میں ایک اور عالم پیدا ہو گیا ہے۔ میں اکثر کو دیکھتا ہوں کہ مسجد میں روتے اور تہجد میں تعویذ کرتے ہیں۔ ناپاک دل کے لوگ ان کو کفر کہتے ہیں۔ اور وہ اسلام کا جگر اور دل ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے فروع و رسوم جیسا کہ خواجہ کمال الدین بی۔ اسے بڑی سرگرمی سے دین کی شہادت میں کوشش کر رہے ہیں۔ ان کے چہرہ پر نیک بخشتی کے نشان پاتا ہوں۔ وہ دین کے لئے سہاوش اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ نمازوں میں خشوع ظاہر کرتے ہیں۔ ایسا ہی ہمارے فروع و رسوم میں تقویٰ کا ایک میرزا ابوبیک جوان صلح ہیں۔ بارہا میں نے ان کو نماز میں روتے دیکھا ہے۔

غرض یہ سب اس راہ میں فدا ہو رہے ہیں۔ ایسا ہی ہمارے محبِ شخص میرزا محمد بخش ہیں اس راہ میں وہ صدق کہتے ہیں کہ جس کے بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں۔ اور ہمارے شخصِ دوست منشی زین الدین محمد ابراہیم صاحبِ اجیر بیدینی وہ ایمانی ہوش رکھتے ہیں کہ میں گمان نہیں کر سکتا کہ تمام بیدینی میں ان کا کوئی نظیر بھی ہے۔ ہمارے شخص اور محبت و اخلاص میں محمولوی حکیم نور الدین صاحبِ ذکر کتا اس جو محض ضروری نہیں کیونکہ وہ تمام دنیا کو ہمالیہ کے سیرے پاس اُن نقرات کے رنگ میں لپیٹے ہیں جیسا کہ انص صاحبِ برہنہ منشی احمد عظیم نے طریق اختیار کر لیا تھا۔

اب ہمارے مخالفین کو سوچنا چاہیے کہ اس بارغ کی ترقی اور سرسبز جہاں خلق کے سہا بل کے بعد کس قدر ہوئی ہے۔ یہ خدا کی قدرت نے کیا ہے جس کی ہنگامیں ہوں وہ دیکھئے۔ ہماری امرِ قسریٰ شخصِ جماعت۔ ہماری لامبور کی شخصِ جماعت۔ ہماری سیالکوٹ کی شخصِ جماعت۔ ہماری کپور تھلہ کی شخصِ جماعت۔ ہماری ہندوستان کے شہروں کی شخصِ جماعتیں وہ نورِ اخلاص اور محبت اپنے اندر رکھتی ہیں کہ اگر ایک بافرست آدمی ایک محل میں ان کے منہ دیکھے تو یقیناً سمجھ لے گا کہ یہ خدا کا ایک معجزہ ہے جو ایسے شخص ان کے دل میں بھر دیئے ان کے چہرہ پر ان کی محبت کے نور چمک رہے ہیں وہ ایک پہلی جماعت جس کی خدا صدف کا خون نہ کھلے کیلئے تیار کیا گیا تھا

و سوال اس عہدِ الحق کے سہا بل کے بعد میری عزت کا موجب ہوا بیسہ مذاہب کا ہمد

یعنی خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے وہ نشان ظاہر نہ کرے جن سے اسلام کا بول بالا ہو اور جس سے

کہ بولنے نے ایمان کے بعد کو کسی عزت دین میں پائی کو کسی قبولیت اس کی لوگوں میں پھیلے کو جسے مالی فحشیت کے دروازے اس کیلئے کون سی علمی فضیلت کی بکری میں کو پسینا کی گئی صرف غفلت کوئی کے طور سے کہ میں ہونے کا دعویٰ کیا تھا کہ اس کی ہاں ہاں کا اثر سمجھا جائے مگر اس کی بددعویٰ سے وہ دھمکے بھی پائل نکلا۔ اور اب تک اس کی صحبت کے عہد میں سے ایک سچا بھی میرا نہ ہوا مگر اس کے عقائد پر مذاق اُتارنے سے نہیں لہا مگر کو را کر کے مجھے لڑاکا حکما کیا +

یہ دس برکتیں مبارکہ کی ہیں جو میں نے لکھی ہیں۔ پھر کیسے نصیحت نہ لوگ ہیں جو اس مبارکہ کو بے اثر کرتے ہیں۔ فعليه هم ان يستدبروا ولفكر وافي هذه العشرة الكاملة۔

باقی وہی ہے اور ہر ایک مخالفت مگر کذب و غلطی پر کرنے ہیں کہ وہ مباہلہ کے میدان میں آؤں گا۔
یقیناً تمہیں کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے خدا تعالیٰ کے مباہلہ کے بعد میں قسم کا ہم پر انعام و اکرام کیا۔ اور اس کو تسلیم کیا۔ اور اس کا بیٹے کا دعویٰ بھی مجھ پر حلال اور کوئی حجت اس کو حاصل نہ ہوئی۔ اور خدا تعالیٰ نے اس کے تمام دعویٰ کو رد کیا۔ اس سے بڑھ کر میں مباہلہ میں ہو گا۔ میں نے اس کو نظر انداز کر دیا۔
میں نے اس کی ایک نکتہ کو دیکھا اور غرضی عقد اور اس کی جہالت اس کو قابل رحم نظر آئی تھی مگر اب میں بددعا کروں گا۔ سوچنا ہے کہ ہر ایک مباہلہ کی درخواست کرنے والا اپنی طرف سے جیسا ہوا اشتہار شائع کرے۔ اور یہ ضروری ہو گا کہ مباہلہ کرنے والا صرف ایک نہ ہو۔ بلکہ کسے کسے میں ہوں۔ اور چونکہ مباہلہ کے لئے ہر ایک شخص کو لایا گیا ہے خواہ پنجاب کا ہو یا ہندوستان کا۔ یا جو عرب کا یا بلاد فارس کا اس لئے یہ مشقت مخالفوں پر با اثر نہیں رکھی گئی کہ وہ دوسرا دوسرا کر کے کہیں شخص بلکہ حسب غلوک علیکم فی الذین من حرج۔ سید اللہ بیک الیہ۔
ولایونہ بیک الحسا۔ یہ قریہ قریائی ہے کہ ہر ایک شخص اشتہارات کے ذریعہ سے مباہلہ کرے۔ مگر یہ شرط ضروری ہے کہ جو الہامات میں نے رسالہ انجمن اہم میں صفحہ ۶۱ پر لکھے ہیں۔ وہ کل الہامات اپنے اشتہار مباہلہ میں لکھے۔ اور بعض حوالہ نہ دے مگر کل الہامات صفحات مذکورہ کے اشتہار میں درج کرے۔ اور پھر بعد اس کے عبارت ذیل کی دعا میں اشتہار میں لکھے۔ اور وہ یہ ہے

وَمَا

اے خدائے عظیم زخمیر میں جو فلاں این فلاں ساکن قصبہ فلاں ہوں اس شخص کو

♦ مہلقہ خونی نے مہمبھٹا کو اس کی استیصال کی راہ میں جو اس کے سر پر چڑھ گئی ہے ایک اشتہار دیا ہے اس اشتہار کا جواب میں مختصر
دیوید ملر نے لکھا ہے کہ وہ سب سے پہلے اس کے سر پر چڑھ جائے گا۔ بہت خوب سے نشان دیکھے

ہر ایک فرقہ اسلام میں داخل ہوتا شروع ہوجا۔ اور عیسائیت کا باطل معبود فنا ہوجائے اور دنیا

جس کا ہم غلام احمد ہے دعویٰ مسیح موعود ہونے میں کاذب اور مغتری اور کافرانہ
ہوں اور یہ تمام الہام میں کسی جو میں نے انجام آتھم کے صفحہ ۵۱ سے صفحہ ۶۲ تک اس
اشتہار میں لکھے ہیں یہ سب سیر نزولیک انشرا یا شیطانی دساوس ہیں۔ تیری طرف
سے نہیں ہیں۔ پس اے خدا لے تلوار اگر تو جانتا ہے کہ میں اپنے اس اصل میں جاتا
ہوں اور اس کا یہ دعویٰ تیری طرف سے نہیں اور نہ یہ الہام تیری طرف سے ہیں
بلکہ وہ وحیقت کافر ہے تو اس اہمیت جو پر یہ احسان کر کہ اس مغتری کو
ایک سال کے اندر ہلاک کرنے کا لوگ اس کے فتنے سے امن میں آجائیں اور اگر یہ
مغتری نہیں اور تیری طرف ہے اور یہ تمام الہام تیرے ہی منہ کی پاک باتیں
ہیں تو مجھ پر جو میں اس کو کافور کذاب سمجھتا ہوں دیکھ اور وقت سے بھرا ہوا
عذاب آج کے دن سے ایک برس کے اندر نازل کر۔ آمین۔

یہ اشتہار جب کسی مبالغہ کرنے والے کی طرف سے بغیر کسی تفسیر تبدیل کے لکھا۔ تو ایک شخص کو کب جانیگا
کہ اس اشتہار کو جاری جماعت میں پڑے تب اس کے ختم ہونے پر تمام جماعت آمین کہے گی اور ایسا ہی کہا
جانیگا کہ گویا بالو اب مبالغہ ہوا۔ ایسا ہی میری طرف اس اشتہار لکھنے کے بعد اس مضمون کی تحریر مبالغہ ہے گی۔
کہ میں وہ تمام ہدایت جو انجام آتھم کے صفحہ ۵۲ تک لکھے گئے ہیں اس اپنی تحریر میں بچ کر دیکھا
اور یہ دعا بعد اس کے لکھوں گا۔ کہ اے خدا لے تلوار اگر تو جانتا ہے کہ میں نے دعویٰ مسیح موعود
ہونے کی طرف سے بنایا ہے اور یہ تیرے الہامات نہیں جو اس اشتہار میں لکھے گئے ہیں۔ بلکہ میرا
انشرا ہیں یا شیطانی دساوس ہیں تو آج کی تاریخ سے ایک برس گزرنے سے پہلے مجھے وفات دے
یا کسی ایسے عذاب میں مبتلا کر جو میرے بدتر ہو۔ لیکن اگر تو جانتا ہے کہ میرا دعویٰ تیرے الہام سے ہے۔
اور یہ سب الہامات تیرے الہامات میں جو اس اشتہار میں لکھے گئے ہیں۔ تو اس مخالفت کو جو اپنے اشتہار
مبالغہ کے ذریعے سے میری تکذیب کرتا اور مجھ کو کاذب جانتا ہے۔ ایک سال کے عرصہ میں نہایت
دیکھ کی ملامت میں مبتلا کر۔ آمین۔ اور جب اشتہار اس مخالفت مبالغہ کنندہ کے پاس پہنچے تو چاہیے
کہ وہ ایک جماعت میں پڑھا جائے اور بعد ختم ہونے مضمون کے ساری جماعت آمین کہے۔
یہ جو بے مبالغہ ان لوگوں کے لئے ہے جو بچاؤ کو کس سے زیادہ فاصلہ پر ہوتے ہیں۔
لیکن اگر بچاؤ کو کس کے اندر ہوں جیسے شیخ محمد حسین بیٹھوی اور شتا و ہند امر قسری اور احمد فاضل

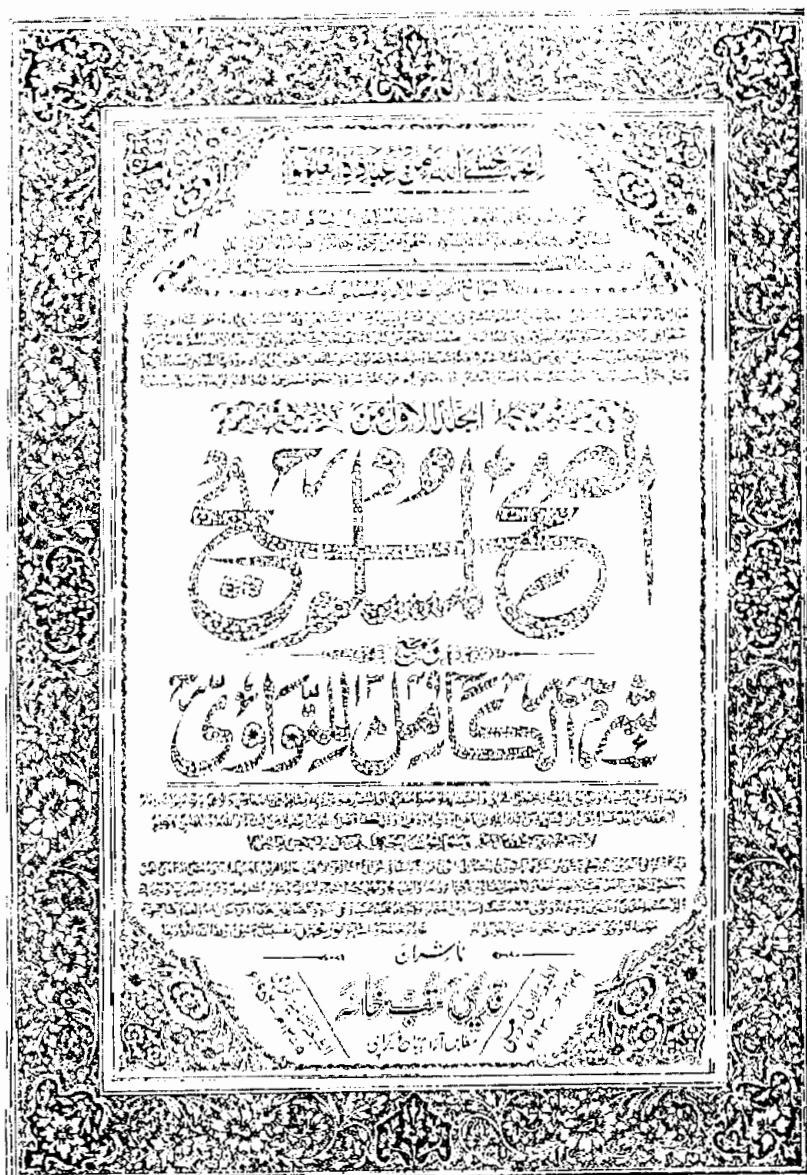
اور رنگ پکڑ جائے۔ تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کروں گا اور خدا کا تباہ ہے کہ میں ہرگز کاذب نہیں۔ یہ سات برس کچھ زیادہ سال نہیں ہیں۔ اور اس قدر انقلاب اس تھوڑی مدت میں ہو جانا انسان کے اختیار میں ہرگز نہیں پس جبکہ میں سچے دل سے اور خدا تعالیٰ کی قسم کے ساتھ یہ اقرار کرتا ہوں اور تم سب کو اللہ کے نام پر صلح کی طرف بلاتا ہوں آپ تم خدا سے ڈرو۔ اگر میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوں تو میں تباہ ہو جاؤں گا۔ ورنہ خدا کے مامور کو کوئی تباہ نہیں کر سکتا۔

یہ یاد رہے کہ معمولی بخشیں آپ لوگوں سے بہت ہوشیاری اور عین علیہ السلام کی وقت قرآن اور حدیث سے بپا یہ ثبوت پہنچ گئی۔ اس طرف سے کتابیں تالیف ہو کر لاکھوں انسانوں میں پھیل گئیں۔ طرف ثانی نے بھی ہر ایک تلبیس اور تزویر سے کام لیا۔ پاک کتابوں کے نیک رعوں پر بڑے بڑے اثر پڑے۔ اور ہزار ہا سعید لوگ اس جماعت میں داخل ہو گئے۔ اور تقریری اور تحریری بحثوں کے نتیجے اچھی طرح کھل گئے۔ اب پھر اسی بحث کو چھیڑنا یا فیصلہ شرفاء و اہل حق سے انکار کرنا محض شرارت ادبے ایمانی ہے۔ کتابیں موجود ہیں۔ اہل عین مبالغہ کے وقت پھر ایک گھنٹہ تک تبلیغ کر سکتا ہوں۔ پس فیصلہ کی یہی راہیں ہیں جو میں نے پیش کی ہیں۔ اب اس کے بعد جو شخص طے شدہ بحثوں کی ناحق درخواست کرے گا میں سمجھوں گا۔ اس کو حق کی طلب نہیں بلکہ سچائی کو ٹالنا چاہتا ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ اہل مسنون طرق مبالغہ میں یہی ہے کہ جو لوگ ایسے مدعی کے ساتھ مبالغہ کریں جو مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ رکھتا ہو اور اس کو کاذب یا کافر ٹھہرا دیں۔ وہ

اہل تفسیر اور محدث غزوئی اور میاں عبد الجبار غزوئی تو ان کے لئے یہ طریق احسن ہے۔ کہ وہ بالموافق مبالغہ کر لیں۔ آدمی مسافت میں طے کروں اور آدمی وہ طے کریں۔ اور ایک درمیان جگہ میں مبالغہ ہو جائے یہ جلدی آخری اقسام تحت ہے۔ اب بھی اگر کوئی شخص ظلم کو نہیں چھوڑے گا۔ تو اس پر خدا تعالیٰ کی تفت پوری ہو گئی۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔ منہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم



ومعه حاشية عليه للإمام أبي الحسن السندي

طبعہ قدیمی کتب خانہ بالاتفاق مع نور محمد اصح المطابع کارخانہ تجارت کتب

ایام الصلح

ولا تلتقوا ابایدیکم الى التهلكة۔ پس ہم گنہگار ہونگے اگر دیدہ دانستہ تہلکہ کی طرف قدم اٹھائیں گے اور حج کو جائیں گے۔ اور خدا کے حکم کے برخلاف قدم اٹھانا معصیت ہے حج کرنا مشروط بشرائط ہے مگر فقہ اور تہلکہ سے بچنے کے لئے قطعی حکم ہے جس کے ساتھ کوئی شرط نہیں۔ اب خود موعج کو کہ کیا ہم قرآن کے قطعی حکم کی پیروی کریں یا اُن حکم کی جس کی شرط موجود ہے۔ باوجود تحقق شرط کے پیروی اختیار کریں۔

ماسوا اس کے میں آپ لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ آپ اس سوال کا جواب دیں۔ کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو کیا تول اس کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ مسلمانوں کو دجال کے خطرناک فتنوں سے نجات دے یا یہ کہ ظاہر ہوتے ہی حج کو چلا جائے۔ اگر موجب نعموں قرآنیہ و حدیثیہ پہلا فرض مسیح موعود کا حج کرنا ہے نہ دجال کی سرکوبی تو وہ آیات اور احادیث دکھائی جائیں تا کہ پر عمل کیا جائے۔ اور اگر پہلا فرض مسیح موعود کا جس کے لئے وہ باعتبار آپ کے مامور ہو کر آئیگا قبل دجال ہے جس کی تاویل ہمارے نزدیک اہلک بل باطلہ بذریعہ حج و آیات ہے تو پھر دی کام پہلے کرنا چاہیے۔ اگر کچھ دیانت و تقویٰ ہے تو ضرور اس بات کا جواب دو کہ مسیح موعود دنیا میں آکر پہلے کس فرض کو ادا کریگا۔ کیا پہلے حج کرنا اس پر فرض ہوگا یا یہ کہ پہلے دجالی فتنوں کا قصہ تمام کرے گا۔ یہ مسئلہ کچھ باریک نہیں ہے صحیح بخاری یا سلم کے دیکھنے سے اس کا جواب مل سکتا ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ گواہی ثابت ہو کہ پہلا کام مسیح موعود کا حج ہے تو لو ہم بہر حال حج کو جائیں گے۔ ہر جہ بادا باد۔ لیکن پہلا کام مسیح موعود کا استیصال فتن دجالیدہ ہے تو جب تک اس کام سے ہم فریفتہ نہ کریں حج کی طرف رخ کرنا خلاف پیشگوئی نبوی ہے۔ ہمارا حج تو اس وقت ہوگا جب دجال بھی کفر اور دجل سے باز آکر طواف بیت اللہ کرے گا۔ کیونکہ بموجب حدیث صحیح کے

۴۱۹

۱۔ اس جگہ کوئی یہ اعتراض نہ کرے کہ انزال آدم میں یہ نکاح ہے کہ دجال کا طواف بنی قریہ سے ہوگا جس طرح چور گھوڑوں کا طواف بنی قریہ سے کرتا ہے اب یہ بیان اس کے مخالف ہے۔ کیونکہ دجال درحقیقت ایک گروہ مصدقین

۲۳۹ بیتانی، لاطینی، انگریزی، سنسکرت وغیرہ سے کسی قدر دینی صداقتیں

۲۳۹ یہ کہ ایک مسکین اور غریب اور ذلیل آدمی کی طرح سیدہ جہانماری طرف بیٹا دے دیکھ مہر اور برداشت اور اطاعت اور خلوص کو صادق لوگوں کی طرح اختیار کرے تا انشاء اللہ اپنے مطلب کو پاوے۔ اور اگر اب بھی کوئی مُنہ پھیرے تو وہ خود اپنی بے ایمانی پر آپ گواہ ہے۔ بعض کو تاہم نظر لوگ جب دیکھتے ہیں کہ خدا کے نبیوں اور رسولوں کو بھی تکالیف پیش آتی رہی ہیں۔ تو اخیر پر وہ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ اگر اقتدار الوہیت کے جو الہامی خبروں کا نشان سمجھا گیا ہے۔ نبیوں کے شامل حال ہوتا تو ان کو تکلیفیں کیوں پیش آتیں اور کیوں

اسی زمانے کے قریب کہ جب یہ ضعیف اپنی عمر کے پہلے حصہ میں ہنوز تحصیل علم میں مشغول تھا جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اُس وقت اس عاجز کے ہاتھ میں ایک دینی کتاب تھی کہ جو خود اس عاجز کی تالیف معلوم ہوتی تھی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کو دیکھ کر عربی زبان میں پوچھا کہ تو نے اس کتاب کی کیا نام رکھا ہے۔ خاکسار نے عرض کیا کہ اس کا نام میں نے قطبی رکھا ہے۔ جس نام کی تعبیر اب اس اشتہاری کتاب کی تالیف ہونے پر یہ گہلی کہ وہ اسی کتاب ہے کہ جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے جس کا کل احکام کو پیش کر کے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا گیا ہے۔ عرض آنحضرت نے وہ

۲۳۹ کتاب مجھ سے لی۔ اور جب وہ کتاب حضرت مقدس نبوی کے ہاتھ میں آئی تو آنجناب کا ہاتھ مبارک لٹکے ہی ایک نہایت خوش رنگ اور خوبصورت میوہ بن گئی کہ جو اتر و سے منشا بہ تھا مگر بقدر زبرد توڑ تھا۔ آنحضرت نے جب اس میوہ کو تقسیم کرنے کیلئے قاش قاش کرنا چاہا تو اس قدر اس میں سے شہد نکلا کہ آنجناب کا ہاتھ مبارک مرنے تک شہد سے بھر گیا۔ تب ایک مردہ کہ جو دروازہ سے باہر پڑا تھا۔ آنحضرت کے معجزہ سے زندہ ہو کر اس عاجز کے پیچھے آکھڑا ہوا اور یہ عاجز آنحضرت کے سامنے کھڑا تھا جیسے ایک مستغیث حاکم کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ اور آنحضرت بڑے جہاد و جلال اور حاکمانہ شان سے ایک زبردست پہلوان کی طرح کرسی پر جلوس فرما رہے تھے۔ پھر علامہ کلام یہ کہ ایک قاش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

الاستفتاء

ضمیمہ حقیقت الیقین

اشد الانكار - وعلى حياته يصرون وتلك كلمة بها يموتون - فاجتنب ذلك ان كنت من الذين يؤمنون بالفرقان ولا يكفرون - ولا تكن كمثل الذين تركوا كلام الله وراء ظهورهم فلا يزالون - ويقولون ان المسلمين اجمعوا على حياته كلابلهم يكذبون - واين الاجتماع وفيهم المعتزلون - واذا قيل لهم الا تفكرون في قول ربكم قلنا توكلتني اوبه لا تؤمنون - فليس جوابهم الا ان يحرقوا آيات الله ويقولوا ان معنى التوفى رفع الروح مع الجسم العنصر انظر كيف عن الحق يعتدلون - ويعلمون ان هذا القول قول مجيب به عيسى بحضرة العزة يوم القيامة اذ يسئله الله عن ضلالة الامة وكذلك في الفرقان تقررون - فحجبت والله كل العجب من شانهم ومن عقلم وعرفانهم - الا يعلمون انه ما كان لبشر ان يحضر يوم النشور - من قبل ان يقبض روحه ويكون من اصحاب القبور - ما لهم لا يتدبرون - وقد حشا الصحابة التراب فوق خيبر البرية - ومزارع موجود الى هذا الوقت في المدينة المنورة - فمن سؤ الادب ان يقال ان عيسى ما مات وان هو الا شريك عظيم - يا كل المحسنات يخالف الحصة بل هو توفى كمثل اخوانه - ومات كمثل اهل زمانه - وان عقيدة حياته قد جاءت في المسلمين من الملة النصرانية - وما اتخذوه الها الا بهذه الخصوصية - ثم اشاعها النصارى ببذل الاموال في جميع اهل البدو والحضر - بما لم يكن احد فيهم من اهل الفكر والنظر - واما المتقدمون من المسلمين فلم يصدر منهم هذا القول على طريق العثار العثرة - فهم قوم معذورون عند الحضرة بما كانوا خاطئين غير متعمدين - وما اخطوا الا من وجه الطبايع الساذجة والله يعفو عن كل مجتهد يجتهد بصحة النية - ويؤدى حق التحقيق من غير خيانه على قدر الاستطاعة - الا الذين جاءهم الامام الحكم مع البيئات

۳۹

ماثل رنج بار اول

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ
الحمد لله الموفق اني كتبت هذه الرسالة والصيغة الجالبة للعلاج من
المتنصرين الذي امتد من اده وعزقتهم مذاهبهم واكلمهم نارا انكار الفرقان. والوصول
على كتاب الله القرآن. فاردنا ان نجيبهم من مخيل الحرام. ونزيههم سوء داءهم ونهديهم
الى دواء السقام. فالله هذا الكتاب مع انعام كثير لمن اجاب. وهو خمسة
الايت من الدرر اهم لكل من اتى بمثله وارى الجائب. وهو بفضل الله حسن
وطيب والطف وادق. وسميته الحصاة الاولى من

نور الحق

”عسى ربكم ان يرحمكم
وان عذابهم عذابا جعلنا جهنم
للكافرين حصيرا ان عذاب القرآن
يهدى للتي هي اقوم ويبشر المؤمنين
الذين يعملون الصالحات ان لهم
اجرا كبيرا“

قد طبع في المطبع المصطفائي بريس في لا هورسنه هجري ١٣١١

لہذا المناضلة ان کا نوا من الصادقین و علمت من رقی انہم من المخلوبین۔ و
 واللہ انی لست من العلماء ولا من اهل الفضل والدعاء وکلما اقول من انواع
 حسن البیان او من تفسیر القرآن فہو من اللہ الرحمن وکلما اخطأت فیہ فہو
 متی وکلما ہو حق فہو من رقی وان رقی اذوا منی من کاس العرقان ومعد لك ما
 ابرء نفسی من الشہو والنسیان وان اللہ لا یترکنی علی خطأ طرفۃ عین و
 یصمنی من کل مین ویحفظنی من سبل الشیاطین۔ فی اهل الالهواء و
 الدعاوی والریاء ان کنتم تحسبون انفسکم من اولی العلم والفضل الدعاء
 او من الصلحاء والاولیاء والاتیقہ او من الذین یسمع دعائہم کالاحباء
 فأتوا بمثل ذلک الکتاب فی جمیع الانحاء وارونی علمکم وقد رکم فی حضرة
 الکبریاء وان لم تفعلوا ولن تفعلوا یا معشر السفہاء فتادبوا مع اهل الحق والنور
 والضیاء ولا تعتدوا کل الاعتداء وما هذا الا صنیعة الرب القوی لا فعل المخریج
 والضعفک وان الکرامات تظہر فی وقت توحید الاعداء وان عباد اللہ یصرون
 عند انتہاء الجور من اهل الجفاء واذ بلغ الظلم غایتہ فیدرکہم رب السماء
 فتولوا من المعائب والعثرات ویادروا الی الحسنات والصلحاحات وان الحزامة
 کل الحزامة فی قبول الکرامة فاقبلوها قبل الندامة واتقوا اسود الخزی و
 الملامۃ ونکال القیامۃ فطوبی لکم ان جئتم کالتائبین المتندبین من ہذا الخاتمة
 النصیحة وخاتمة افحام العدا وانعام الحجۃ والسلام علی من قبلنا قبل المذلة وترک
 سبیل المجرمین۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۛ

الراق
 المفتقر الی اللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ واید
 وكان هذا مکتوباً فی ذی القعدة ۱۳۱۱ھ
 من ہجرة نبی العہد مقبول لاحد صل اللہ علیہ وسلم
 من الازل الی الابد

ما مثل لمع قول

هَذَا كِتَابُ الْقِتَّةِ مِنْ تَأْسِيدِ رَبِّي الْمَسَانِ
وَاللَّهِ إِنَّمَا مِنْ قُوَّةِ رَبِّي لَا مِنْ قُوَّةِ الْإِنْسَانِ
وَأَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَظِيمٌ لِيَكُنْ فِكْرُ خَافَتِ الدِّيَانِ -
وَأَنِّي سَمِعْتُهُ

مَوَاهِبُ الْجَنِّ

وَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَحْمَدُ غُلَامُ أَحْمَدَ مَا قَالَ اللَّهُ
وَأَيْدٍ وَجِلَّ قَرِيبِي هَذِهِ قُلُوبَانِ
فَارَ الْإِسْلَامَ وَمَحَبَّةِ الْمَلَائِكَةِ
النِّكَاحُ
(رَامِينَ)

قد طبع في مطبع ضياء الاسلام قاديون باهتام
الحكيم فضل الدين البهيري للبرية عشرة خلون
من شوال سنة ١٣٢٢ هـ مطابقاً للبرية عشرة خلون من
شهر جنوري سنة ١٩٠٣ هـ

مواہب الرحمن

۳

وَالْی مَا تَقَرَّهْتَ قَطَّ بِهَذَا فَكَيْفَ إِلَى هَذَا الْقَوْلِ يُعْزَى - يَطْلُبُنِي فِي
 دس گامے اس جیسے کلمات پر زبان نازندہ ام پس چکرے سوئے میں منسوب کردہ شدہ۔ اس کس مراد بیان
 نیا طوفاً علی بساط و یبین ما فہمت بہ بصورة اُخری - فاقول مل
 میں طلبید و من بر بساط نشستہ ام و آن سخنہا میگوید کہ بصورت دیگر گفتہ بودم پس میگویم
 رسلک یافتی ولا تعزلی الی قول ما انعزلی - ومن حسن خصائل
 کہ آہستہ باشی اندو جان و مرا سوئے آن سخن منسوب کن کہ من خود را سوئے آن منسوب نمیگویم و از سر تباغہ نیکو
 المرء ان یحقق ولا یعتمد علی کل ما یروی - فائق اللہ یا من یخرج جلدی
 کہ مراد اسی شاید نیست کہ تحقیق کند و بہر روایتی کہ بشنود اعتماد نہ نماید۔ پس بزرگ از قول الہ کہ پرست مرا نمود
 و یشہر منقصتی - و تعالی اقص علیک قصتی - و اسمع منی معذرتی -
 میکنی و منقصت من شہد میفائی و ہوا کہ بر تو قصہ خود می خوانم - و معذرت من بشنو
 ثم اقص ما انت قاض و اخط خطوۃ التقی - و اسلك سبیل التقوی و لا تقف
 باز ہر چند کہ میوایی اختیار است کہ کردہ باشی و بچہ ہر گز ان گم ہزن و را و پرہیز گلری و دو پس آن ہمز من
 فالیس لك بہ علم ولا تتبع الہوی - انی امرت بیکلمنی ربی - و یعلمنی من لدنہ
 کہ بود و ہر حقین اطلاع ندای و ہوا پرستی کن من مردے ام کہ بامن خدا گفتگو میکند و از خزائن خاص خود را
 و یحسن ادبی و یوحی الی رحمۃ منہ فاتبع ما یوحی - و ما کان لی ان اترك
 تعظیم میدہد و باب خود را و بپیر میفرماید از رحمت خود بر من و می فرستد پس من و تجا و پروردگار یکیم و مرا چہ شد کہ
 سبیلہ و اختار طرقاتی - و کما قلت قلت من امرہ - و ما فعلت شیئاً
 راہ و بگذردم و طریقہ ہست متفرق اختیار کنم و ہر چہ گفتم از امر او گفتم - و از خود ہمز
 عن امری - و ما افتریت علی ربی الا علی - و قد خاب من افتری - اتعجب
 نہ کردہ ام - و ہر خواندہ بزرگ خود در دین نہستم - و ہا کہ شد قدامت آنکہ مغتری مستہ از من
 من هذا فلا تعجب من فعل القدر الذی خلق الارض و السموات الطل
 کہ و ہر تعجب میکنی بکار آن قدر بچ تعجب کنی کہ زمین و آسمان ہست۔ ہذا را پیدا کردہ است -

معشاکماتنا، وغناؤنا وحررتوا البیان ونحتوا البہتان ووقعوا فی حیص بیص
وظنوا ظن السوء، فتعسسا لتلك الظانین۔ واللہ یعلم انی ما قلت الا ما
قال اللہ تعالیٰ ولم اقل كلمة قط يخالفه وما مسها قلبي فی عمري، وأما
قولهم ان المسيح كان خالق الطيور وكان خلقه كخلق اللہ تعالیٰ بعينه و
كان احياءه كاحياء اللہ تعالیٰ بعينه بلا تفاوت، وكان معصوماً تاماً ومحفوظاً
من مش الشیطان، وليس مثله فی هذه العصمة نبیناً علی اللہ علیہ وسلم،
فهذا عندي ظلم وزور، کبري كلمة تخرج من أفواههم وانهم فی هذه
الکلمات من الکاذبین، وأما افتراؤهم علی وظنهم کافی لا أو من بالملأ شكة
فما أقول فی جواب هذه الظنون الفاسدة التي لا أصل لها ولا أثر، غیر انی أنتهل
فی حضرت اللہ سبحانہ وأقول رب العفی ان كنت قلت مثل هذا، والا فالعن

مرة ماء، ثم یسرون حتی ینتهوا الی جبل الخضر ووجبل بیت المقدس فیقولون
لقد قتلنا من فی الارض علمت فلنقتل من فی السماء، فیرمون بنشأ بهم الی السماء
فیرد اللہ علیهم نشأ بهم مضوبة دماء ویحصر نبی اللہ واصحابه حتی تكون
رأس الثور لاحد من خیر من مائة دینار لاحد کم الیوم، فیرغب نبی اللہ عیسیٰ
واصحابه الی اللہ فیرسل علیهم النعت فی رثابهم فیصعدون فرسی موت نفس
واحدة، ثم یهبط نبی اللہ عیسیٰ واصحابه الی الارض فلا یجدون فی الارض موضع
شبر الا ملأه زعمهم ونتاجهم، فیرغب نبی اللہ عیسیٰ واصحابه الی اللہ فیرسل
اللہ طیراً کاعناق البخت فتحملهم فنطرحهم حیث شاء اللہ، ویستوقد المسلمون
من تسیمهم ونشأ بهم وجعاً بهم سبع سنین، ثم یرسل اللہ مطراً لا ین منہ بیت
مدر ولا وبر فیخسل حتی یتربها کالزلفة، ثم یقال للارض انبتی غمرك وردی
برکتك فیومئذ تأكل العصابة من الرمانه ویستظنون بقفها ویبارک فی الرسل
حتى ان اللقحة من الابل لتکفی الفقام من الناس واللقحة من البقر لتکفی القبيلة
من الناس واللقحة من الغنم لتکفی الفخذ من الناس، فبینما هم کذلک اذ بعث اللہ

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقاً

آنانکه برد علومی با حمله میکنند	وز راه چهل عربده با بر ملا کنند
گریک نظر کنند درین نسخه کتب	هست این نقیص که ترک عباد و با کنند
باور نمیکنم که نیایند عذر خواه	وین امر دیگر است که ترک حیا کنند

برایین احمدیه

چشم

(۵)
لقب

بالحق ابراهیم الاحمد علی حقیقه کتاب الله القرآن والنبوة المحمدیه
مؤلفه

حضرت اقدس مرزا علام احمد ساجد عود علیہ السلام

حصہ پنجم

ضمیمہ برائین احمدیہ

رہتے تھے اس ملک میں تو شاید نادر کوئی ایسا سال گذرتا ہوگا کہ زلزلہ نہ آتا ہو۔ تاہم
سے ثابت ہے کہ اس ملک میں ہمیشہ زلزلے آتے رہے ہیں اور سخت زلزلے بھی آتے رہے ہیں
حضرت عیسیٰ نے اپنی زندگی میں جب وہ اس ملک میں تھے اور ابھی کشمیر کی طرف سفر نہیں
کیا تھا کئی زلزلے خود دیکھے ہونگے۔ پس میں نہیں سمجھ سکتا کہ ان معمولی حوادث کا نام پیشگوئی
کیوں رکھا جائے۔ پس جس تمسخر کو آپ نے میری پیشگوئیوں میں تلاش کرنا چاہا اور ناماد رہے
اگر آپ حضرت عیسیٰ کی ان پیشگوئیوں میں تلاش کرتے تو بغیر کسی محنت کے فی الفور آپ کو بل
جاتا۔ اور یہ بھی صحیح نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ نے زلزلہ کا نام زلزلہ ہی رکھا کوئی تادیب نہیں
کی۔ کیا آپ مجھے حضرت عیسیٰ کا کوئی ایسا فقرہ دکھا سکتے ہیں جس میں لکھا ہو کہ ان پیشگوئیوں
میں زلزلے سے مراد درحقیقت زلزلہ ہے کوئی استعارہ نہیں۔ اور بغیر حضرت عیسیٰ کی

ہم ثابت کر چکے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کا زلزلہ آسمان پر جانا محض گپ ہے بلکہ عیسیٰ کے پیکر پوشیدہ طور پر
ایران اور افغانستان کا سر کر کے ہوئے کشمیر میں پہلے اور ایک ہی عمر وہاں بسر کی آخر فوت ہو کر سری نگر
علاقہ خانیاد میں مدفون ہوئے اور اب تک آپ کی قبر پر قبو، میزار و بیتولاک بلہ اور صلیب پر آپ
فوت نہیں ہوئے۔ کچھ زخم بدن پر آئے تھے جن کا مرہم عیسیٰ کے ساتھ علاج کیا گیا تھا۔ اور اس
مرہم کا نام اسی درجہ سے مرہم عیسیٰ رکھا گیا۔
جس طرح عمارت سے سیدہ دوتی آنحضرت علیہ السلام آمد کی لڑائی میں مجروح ہوئے تھے اور کئی زخم
تو اوروں کے پیشانی مبارک پر آنحضرت علیہ السلام کو آئے تھے اور سرتاپا خون سے آلود ہو
گئے تھے اسی طرح بلکہ اس سے بہت کم حضرت عیسیٰ کو صلیب پر زخم آئے تھے پھر نہ معلوم
تلاش توگوں کو حضرت عیسیٰ کے کسی شرکانہ محبت کے کہ آنحضرت علیہ السلام کے زخم تو قبول کرتے
ہیں مگر حضرت عیسیٰ کا مجروح اور زخمی ہونا ان کی مشاق سے بلند تر سمجھتے ہیں اور شہر ڈالتے ہیں کہ ان کی نسبت
ایسا کیوں کہتے ہو اور ان کو تمام دنیا سے الگ ایک خصوصیت دینا چاہتے ہیں۔ وہی آسمان پر غرہ کر
پھر زمین پر اترنے والے۔ وہی عقدر الہی عمر پانے والے۔ مگر خدا نے ان کو میدان نش میں بھی لکھا نہیں
رکھا بلکہ کئی حقیقی بھائی اور کئی حقیقی بہنیں ان کی ایک ہی ماں سے تھیں۔ مگر خدا نے ان کو شہر علیہ السلام
صرت دیکھنے سے نہ کوئی دوسرا بھائی تھا نہ بہن۔

ٹائٹل ریج طبع اہل

الحمد لله والمنة

کہ یہ رسالہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی لودران کے مریدوں
اور بخیال لوگوں پر تمام حجت کے لئے محض نصیحتاً شائع کیا
گیا ہے اور بغرض اس کے کہ عام لوگوں پر حق واضح ہو جائے
اس رسالہ کے ساتھ پچاس روپیہ کے انعام کا اشتہار بھی
دیا گیا ہے جو اسی ٹائٹل ریج کے دوسرے صفحہ پر مندرج ہے اور
یہ رسالہ موسم بہ

حق کو لرو

ہو کر
مطبع ضیاء الاسلام قادیان ضلع گورداسپور میں باہتمام
حکیم حافظ فضل الدین صاحب بیسوی مالک مطبع چکریم ستمبر ۱۹۰۲ء
کو شائع ہوا

ہونے کا دعویٰ کہ قوم کا صلح قرار نہیں دیتا اور نہ نبوت اور رسالت کا مدعی بنتا ہے۔ اور بعض
 ہنسی کے طور پر یا لوگوں کو اپنا رموز جملے کے لئے دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے یہ خواب آئی۔ اور
 یا اللہ! خدا جھوٹ بولتا ہے یا اس میں جھوٹ ملتا ہے وہ اس نجاست کے کپڑے کی
 طرح ہے جو نجاست میں ہی پیدا ہوتا ہے اور نجاست میں ہی مر جاتا ہے۔ ایسا خبیث اس خلق
 نہیں کہ خدا اس کو یہ عزت دے کہ تو نے اگر میرے پر افترا کیا تو میں تجھے ہلاک کر دوں گا بلکہ
 وہ بوجہ اپنی نہایت درجہ کی ذلت کے قابل انتقام نہیں کوئی شخص اس کی پیروی نہیں کرتا کوئی
 اس کو نبی یا رسول یا مومنین اللہ نہیں سمجھتا۔ ماسوا اس کے یہ بھی ثابت کرنا چاہئے کہ اس
 معتزبانہ عادت پر براہِ شریعتیں برس لگد گئے۔ میں حافظ محمد یوسف صاحب کی بہت کچھ واقفیت
 نہیں مگر یہ بھی اسید نہیں۔ خدا ان کے اندوخی اعمال بہتر جانتا ہے۔ ان کے دو قول تو میں یاد ہیں۔
 ۱۔ میں کہتا ہوں کہ اب وہ دن سے انکار کرتے ہیں (۱) ایک یہ کہ چند سال کا عرصہ گزرا ہے کہ بڑے
 بڑے جلسوں میں انہوں نے بیان کیا تھا کہ مولوی عبد اللہ غزنوی نے میرے پاس بیان کیا کہ آسمان سے
 ایک نور ظہران پر گرا اور میری ہوا اس سے بے نصیب رہ گئی۔ (۲) دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ نے
 انسانی تشل کے طور پر ظاہر ہو کر ان کو کہا کہ مرزا غلام احمد حق پر ہے کیوں لوگ اس کا انکار
 کرتے ہیں۔ اب مجھے خیال آتا ہے کہ اگر حافظ صاحب ان دو واقعات سے اب انکار کرتے
 ہیں جن کو بار بار بہت سے لوگوں کے پاس بیان کر چکے ہیں تو نفوذِ باندہ بے شک انہوں نے خدا تعالیٰ
 پر افترا کیا ہے۔ کیونکہ جو شخص سچ کہتا ہے اگر وہ مریض بھی جائے تب بھی انکار نہیں کر سکتا

+ میں ہرگز قبول نہیں کرتا کہ حافظ صاحب ان پر دو واقعات کا انکار کرتے ہیں۔ میں واقعات کا گواہ نہ تھا
 میں ہوں بکر مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت گواہ ہے کہ کتابِ نالہ ادا میں ان کی زبانی مولوی عبد اللہ
 صاحب کا کشف صحت ہو چکا ہے۔ میں تو قیض جانتا ہوں کہ حافظ صاحب ایسا کذاب مرتد ہرگز
 نہیں ہیں۔ مگر گوتم کا طریق ایک بڑی مصیبت میں گرفتار ہو جائیں۔ ان کے بھائی محمد یحییٰ
 نے تو انکار نہیں کیا تو وہ کیونکر کر سکیں گے۔ جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔ منہ

حقیقۃ الوحی

۲۹

لوگوں کی غلطی ثابت ہوتی ہے جو خواہ مخواہ حضرت عیسیٰ کو دوبارہ دنیا میں لاتے ہیں اور حقیقت جو الیاس نبی کو دوبارہ آنے کی قسم جو خود حضرت عیسیٰ کے بیان سے کھل گئی اُس سے کچھ عبرت نہیں پکڑتے بلکہ جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ لگتا ہے۔ اُس کا اُنہیں حدیثوں میں یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی بھی ہو گا اور امتی بھی مگر کیا مریم کا بیٹا امتی ہو سکتا ہے؟ کون ثابت کرے گا کہ اُس نے براہِ راست نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے درجہ نبوت پایا تھا؟ **هَذَا هُوَ الْحَقُّ وَإِنْ تَوَلَّوْا أَفْقَلُ تَعَالَوْا تَدْعُوا أَجْنَاسًا وَإِنَّكُمْ لَكُمْ أَنْتُمْ نِسَاءٌ كُفْرًا أَنْفُسَكُمْ أَنْتُمْ لَبَّاءُ فَتَكْفُرُ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ**۔ اور ہزار کوشش کی جائے اور تاویل کی جائے یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آئے گا کہ جب لوگ نماز کیلئے مسجد کی طرف دوڑیں تو وہ کلیسیا کی طرف بھاگے گا۔ اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول بیٹھے گا اور جب لوگ عبادت کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کرینگے تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہو گا اور شراب پیئے گا اور سور کا گوشت کھائے گا اور اسلام کے حلال و حرام کی کچھ پرواہ نہیں رکھیگا۔ کیا کوئی عقل تجویز کر سکتی ہے کہ اسلام کے لئے یہ مصیبت کا دن بھی باقی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی بھی آئے گا کہ جو مستقل نبوت کی وجہ سے آپ کی تتمہ نبوت کی مہر کو توڑ دے گا۔ اور آپ کی فضیلت خاتم الانبیاء ہونے کی چھین لیگا۔

دشمن: حضرت عیسیٰ کے دوبارہ آنے کا مسئلہ عیسائیوں نے محض اپنے نائدہ کے لئے مقرر کیا تھا کہ ان کی پہلی آمد میں ان کی خدائی کا کوئی نشان ظاہر نہ ہوگا۔ ہر دفعہ مار کھاتے رہے۔ مکروری دکھلاتے رہے۔ پس یہ عقیدہ پیش کیا گیا کہ آبدنائی میں وہ خدائی کا جلوہ دکھائیں گے اور پہلی کسر ہی نکالیں گے۔ تا اس طرح پہلی آمد کے حالات کی پردہ پوشی کی جائے مگر اب وہ زمانہ آنا جاتا ہے کہ خود عیسائی ایسے عقائد سے منحرف ہوتے جاتے ہیں۔ یہی یقین کرتا ہوں کہ جب انکی عقلیں ترقی کرینگیں تو وہ بہت آسانی سے اس عقیدے کو چھوڑ دیں گے۔ اور جیسا کہ بچہ پورا نیار ہو کر پھر رحم میں نہیں رہ سکتا ہی طرح وہ بھی مشیتِ حجاب اور جہل سے باہر آجائیں گے۔ منہ

اس جگہ مولوی احمد حسن صاحب امر وہی کو ہمارے مقابلہ کیلئے خوب موقع مل گیا ہے۔ ہم نے سنا ہے کہ وہ بھی دوسرے مولویوں کی طرح اپنے مشرکانہ عقیدہ کی حمایت میں کہتا کہ کسی طرح حضرت مسیح ابن مریم کو موت سے بچالیں اور دوبارہ آکر خاتم الانبیاء بناویں، بڑی جانکاہی سے کوشش کر رہے ہیں اور انکو بڑا معلوم ہوتا ہے کہ سورہ نور کی منشا کے موافق اور صحیح بخاری کی حدیث امام مکہ منکم کے مطابق اور مسلم کی حدیث اتمکم منکم کے رو سے اسی امت مرحومہ میں سے مسیح موعود پیدا ہو۔ تاہم موسوی سلسلہ کے مسیح کے مقابل پر محمدی سلسلہ کا مسیح ظاہر ہو کر نبوت محمدیہ کی شان کو دنیا میں چمکا دے۔ بلکہ یہ مولوی صاحب اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح یہی چاہتے ہیں کہ وہی ابن مریم جس کو خدا بنا کر قریباً پچاس کروڑ انسان گمراہی کے دلدل میں ڈوبا ہوا ہے دوبارہ فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اترے اور ایک نیا نظارہ خدائی کا دکھلا کر پچاس کروڑ کے ساتھ پچاس کروڑ اور ملا دے۔ کیونکہ آسمان پر چڑھتے ہوئے کو کسی نے نہیں دیکھا تھا وہی مقول تھا کہ پیراں نہ مے پر نہ مریداں مے پرانند۔ مگر اب تو ساری دنیا فرشتوں کیساتھ اترتے دیکھے گی۔ اور پادری لوگ اگر مولویوں کا غلط پکڑ لیں گے کہ کیا ہم کہتے تھے یا نہیں کہ یہی خدا ہے۔ اُس منحوس دن میں اسلام کا کیا حال ہو گا۔ کیا اسلام دنیا میں ہو گا یا لعنت اللہ علی الکاذبین۔ جو شخص کشمیر سری نگر محمد خان یار میں مدفون ہے۔ اُس کو ناحق آسمان پر بٹھایا گیا کس قدر ظلم ہے۔ خدا تو بپابندی اپنے وعدوں کے ہر چیز پر قادر ہے لیکن ایسے شخص کو کسی طرح دوبارہ دنیا میں نہیں لاسکتا جس کے پہلے فتنے نے ہی دنیا کو تباہ کر دیا ہے۔ یہ مولوی اسلام کے نادان دوست کیا جانتے ہیں کہ ایسے عقیدوں سے کس قدر عیسائیوں کو مدد پہنچ چکی ہے۔ اب خدا تعالیٰ کوئی نئی عظمت ابن مریم کو دینا نہیں چاہتا بلکہ یہاں تک کہ جس قدر پہلے اس سے حضرت مسیح کی نسبت اظہار کیا گیا ہے وہ بھی خدا کو سخت ناگوار گذرا ہے۔ اور اسی وجہ سے اس کو کہنا پڑا۔ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ۔ اب آسمان کی سطرت

نور افشاں مطبوعہ ۳۳ اپریل کا اعتراض

پرچہ نور افشاں میں مسیح کے صود کی نسبت یہ دلیل پیش کی گئی ہے کہ مسیح کے صود کی نسبت گیارہ شاگرد چشم دید گواہ موجود ہیں جنہوں نے اُسے آسمان کو جہان تک مد نظر ہے جاتے دیکھا چنانچہ معترض صاحب نے اپنے دعوے کی تائید میں دروہوں کے اعلان باب اول کی یہ آیتیں پیش کی ہیں

(۳) اُن پر (یعنی اپنے گیارہ شاگردوں پر) اُس نے (یعنی مسیح نے) اپنے مرنے کے پیچھے آپ کو بہت سی قوی دلیلوں سے زندہ ثابت کیا کہ وہ چالیس دن تک انہیں نظر آتا رہا اور خدا کی بادشاہت کی باتیں کہتا رہا۔ اور اُن کے ساتھ ایک جاہلو کے حکم دیا کہ یرشلم سے باہر نہ جاؤ۔۔۔۔۔ اور وہ یہ کہہ کے اُن کے دیکھتے ہوئے اُپر اٹھایا گیا اور بدلی نے اُن کی نظر سے چھپا لیا۔ اور اس کے جاتے ہوئے جب وہ آسمان کی طرف تک رہے تھے دیکھو دعوہ منفیدہ و شاہد کہ اپنے ہوئے اُن کے پاس کھڑے تھے (۱۱) اور کہنے لگے اے جلیل مروت تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو یا یہ یسوع جو تمہارے پاس ہو آسمان پر اٹھایا گیا ہے اسی طرح جس طرح تم نے اسے آسمان کو جاتے دیکھا پھر آؤ گے۔

اب پادری صاحب صرف اس مہذت پر خوش ہو کر کچھ میٹھے ہیں کہ وحیقت اسی جسم فلکی کے ساتھ مسیح اپنے مرنے کے بعد آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔ لیکن انہیں معلوم ہی کہ یہ بیان لوقا کا ہے جس نے نہ مسیح کو دیکھا اور نہ اُس کے شاگردوں سے کچھ سنا۔ پھر ایسے شخص کا بیان کیونکر قابل اعتبار ہو سکتا ہے جو شہادت رویت نہیں اور نہ کسی دیکھنے والے کے نام کا اُس میں حوالہ ہے۔ ماسوا اس کے یہ بیان سر اسر غلط فہمی کو بھرا ہوا ہے۔ یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا۔ لیکن یہ ہرگز سچ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا تھا پھر زندہ ہو گیا۔ بلکہ اسی باب کی تیسری آیت ظہر کر رہی ہے

طائيل بيچ طبع اول

الحمد لله الذي وقفنا لتأليف رسالة هذه التي ألقت
لاخام المولوى رسل بابا الانهرى وتبكيته وفصل فيه
كل امر لتبكيته وسميت

اتمام الحجة

على الذي ليج وزاغ

عز المجحة

وطبعت في مطبع كلزار محمد في بلدة لاهور سنة ١٣١١هـ

قيمت في جلد ٣

تعداد جلد ٤٠٠

جیسے جلیل الشان امام قائل وفات ہو گئے اور امام بخاری جیسے مقبول الزمان امام حدیث نے محض وفات کے ثابت کرنے کے لئے دو متفرق مقامات کی آیتوں کو ایک جگہ جمع کیا۔ ابن قیم جیسے محدث نے مدارج السالکین میں وفات کا اقرار کر دیا۔ ایسا ہی علامہ شیخ علی بن احمد نے اپنی کتاب سراج منیر میں ان کی وفات کی تصریح کی۔ معتزلہ کے بڑے بڑے علماء وفات کے قائل گذر گئے۔ پر ابھی تک ہمارے مخالفوں کی نظر میں حضرت عیسیٰ کی حیات پر اجماع ہی رہا۔ بیخوب اجماع ہے۔ خدا تعالیٰ ان لوگوں کے حال پر رحم کرے یہ تو حد سے گذر گئے۔ جو باتیں اللہ اور رسول کے قول سے ثابت ہوتی ہیں انہیں کو کلمات کفر قرار دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اب ہم اس تقریر کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتے اور نہ ہم جتلا ناچاہتے ہیں کہ مولوی رسل بابا صاحب ک رسالہ حیات المسیح کس قدر بے بنیاد اور واہیات باتوں سے پُرسے لیکن نہایت ضروری امر جس کے لئے ہم نے یہ رسالہ لکھا ہے یہ ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے اپنے رسالہ مذکورہ میں محض عوام کا دل خوش کرنے کے لئے یہ چند لفظ بھی منہ سے نکال دیئے

یصل الی یا قایوم و لیلة و منها الی القدس ساعۃ فی الویل و السلام علیکم ورحمة اللہ و
برکاتہ ادام اللہ وجودکم و حفظکم و ایدکم و نصکم علی اعدائکم۔ آمین۔
کتبہ خدامکم محمد السعیدی الطرابلسی عفا اللہ عنہ

ترجمہ لے حضرت مولانا امانا السلام علیکم ورحمة اللہ و برکاتہ میں خدا تعالیٰ سے چاہتا ہوں کہ آپ کو شفا بخشے۔ (میری بیماری کی حالت میں یہ خط شامی صاحب کے آیات تھا) جو کچھ آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کی قبر اور دوسرے حالات کے متعلق سوال کیلئے سو میں آپ کی خدمت میں مفصل بیانی کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیت اللحم میں پیدا ہوئے اور بیت اللحم اور بلدہ قدس میں جن کوں کا فاصلہ ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلدہ قدس میں ہے اور اب تک موجود ہے اور اُس پر ایک گرجا بنا ہوا ہے اور وہ گرجا تمام گرجاؤں سے بڑا ہے اور اسکے اندر حضرت عیسیٰ کی قبر ہے اور اسی گرجا میں حضرت مریم صدیقہ کی قبر ہے اور وہ دونوں قبریں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اور بنی اسرائیل کے عہد میں بلدہ قدس کا نام یروشلم تھا اور اسکے اور شلم بھی کہتے ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ کے فوت ہونے کے بعد اس شہر کا نام ایلیارکھا گیا اور پھر فتح اسلامیہ کے بعد اس وقت تک اس شہر کا نام

ذات کی نسبت منسوب کر لیا جیسا کہ وہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب تھی اور منسوب کرنے کے وقت یہ نہ فرمایا کہ اس آیت کو جب حضرت عیسیٰ کی طرف منسوب کریں تو اسکے اور معنی ہونگے اور جب میری طرف منسوب ہو تو اسکے اور معنی ہیں۔ حالانکہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت میں کوئی معنوی تغیر و تبدل ہوتی تو رفع فتنہ کے لئے یہ عین فرض تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس تشبیہ و تمثیل کے موقع پر فرمادیتے کہ میرے اس بیان سے کہیں لوں نہ سمجھ لینا کہ جس طرح میں قیامت کے دن فلماً تو قیقتی کہہ کر جناب الہی میں ظاہر کرونگا کہ بگڑنے والے لوگ میری وفات کے بعد بگڑے۔ اسی طرح حضرت مسیح بھی فلماً تو قیقتی کہہ کر یہی کہیں گے کہ میری وفات کے بعد میری امت کے لوگ بگڑے کیونکہ فلماً تو قیقتی سے میں تو اپنا وفات پانا مراد رکھتا ہوں لیکن مسیح کی زبان سے جب فلماً تو قیقتی نکلیگا تو اس سے وفات پانا مراد نہیں ہوگا بلکہ زندہ اٹھایا جانا مراد ہوگا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرق کر کے نہیں دکھلایا جس سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں موقعوں پر ایک ہی معنی مراد لئے ہیں۔ پس اب ذرہ آنکھ کھول کر دیکھ لینا چاہیے کہ جبکہ فلماً تو قیقتی کے لفظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ دونوں شریک ہیں گویا یہ آیت دونوں کے حق میں وارد ہے تو اس آیت کے خواہ کوئی معنی نہ کرو دونوں اس میں شریک ہوں گے۔ سو اگر تم یہ کہو کہ اس جگہ توفی کے معنی زندہ آسمان پر اٹھایا جانا مراد ہے تو تمہیں اقرار کرنا پڑے گا کہ اس زندہ اٹھائے جانے میں حضرت عیسیٰ کی کچھ خصوصیت نہیں بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ کیونکہ آیت میں دونوں کی مساوی شراکت ہے۔ لیکن یہ تو معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ آسمان پر نہیں اٹھائے گئے بلکہ وفات پا گئے ہیں اور مدینہ منورہ میں آپ کی قبر مبارک موجود ہے تو پھر اس سے تو بہر حال ماننا پڑا کہ حضرت عیسیٰ بھی وفات پا گئے ہیں۔ اور لطف تو یہ کہ حضرت عیسیٰ کی بھی بلاد شام میں قبر موجود ہے اور ہم زیادہ صفائی کے لئے اس جگہ حاشیہ میں اخروم سیتی فی اللہ سید مولوی محمد السعیدی طرابلسی کی شہادت درج کرتے ہیں اور وہ طرابلس بلاد شام کے رہنے والے ہیں اور انہیں کی حدود میں حضرت

ملفوظات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی
 مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام

جلد ۷

موفق پدی کر دینی چاہیے اور خدا تعالیٰ خود بھی سامان مہیا کر دیتا ہے جیسا کہ مجھ کو بیمار کر دیا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو پورا کر دے جیسا کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے فرمایا کہ تیرا اس وقت کیا حال ہوگا جبکہ تیرے ہاتھ میں کسریٰ کے سونے کے کڑے پہنائے جائیں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب کسریٰ کا ملک فتح ہوا۔ تو حضرت عمرؓ نے اس کو سونے کے کڑے جو ٹوٹ میں آئے تھے پہنائے حالانکہ سونے کے کڑے یا کوئی اور چیز سونے کی مردوں کے لئے ایسی ہی حرام ہے جیسا کہ اور حرام چیزیں۔ لیکن چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے یہ بات نکلی تھی اس لئے پوری کی گئی۔ اسی طرح ہر ایک دوسرے انسان کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

نسیا کہ

دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی تھی جو اسی طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دونو چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑکی اور ایک نیچے کے دھڑکی یعنی مرق اور کثرت بول۔ ہمارے مخالف مولوی اس کے معنی یہ کرتے ہیں۔ کہ وہ سچ بچ جو گیوں کی طرح دو چادریں اوڑھے ہوئے آسمان سے نیچے اتریں گے لیکن یہ غلط ہے۔ چونکہ معبود نے ہمیشہ زرد چادر کے معنی بیماری کے ہی کھے ہیں۔ ہر ایک شخص جو زرد چادر دیکھے یا کوئی اور انداز چیز تو اس کے معنی بیماری کے ہی ہوں اور ہر ایک شخص جو ایسا دیکھے آزما سکتا ہے کہ اس کے معنی یہی ہیں۔

دو عورتوں کے جھگڑنے پر فرمایا کہ

ما يثقل على القلب

الهدى والتبصرة لمن يرى

١٢- جُونِ سنة ١٩٠٢ هـ
٦

التمن في جلد محصول ذلك وي بي
١٢ ١ ١

طبع في دار الامان قاديان المطبع ضياء الاسلام

بإتمام الحكيم فضيل بن البشير

تعداد اشاعت ...

من الضربة* فلا تهنوا ولا تحزنوا وان الله معكم لو كنتم معه بالصدق والطاعة - ولقد نصركم الله ببدر وانتم اذلة - والآن اعيد اليكم البدر في المرة الثانية - وان الفتح قريب ولكن لا بالسيف والمحمدة - بل بالضرع وعقد الهمة والادعية - فلا تظنوا ظن السوء واسعروا الي كالصحابة ولا تموتوا الا وانتم مسلمون وصلوا على محمد خيرا البرية - وان هذه مائة كليلة البدر عدة - وكليلة القدر مرتبة فابشروا ببدركم وانتظروا ايام النصرة -

فی ذکر اهل الجرائد والاختبار

لعلك تقول بعد ذلك ان اهل الجرائد والاختبار يستحقون ان يصلحوا مفسد البلدان والديار - فاقول رحمك الله انه خطأ في الافكار - ائتبر من هؤلاء امراض النفوس - ووساوس القسوس - نعم لا شك ان هذه الصناعات تفيد قوما لورعة حق المراعات - و تكون كهنا الى مجاهل - وتقود الى مناهل - وتكون كناصر للدينيات - وان الجرائد مرة ترمى الغائب كالمشهود - والغائب كالموجود - وتكون الوصلة الى بعض الخفايا - بل قد تعين على فصل القضايا - وترى

في الحاشية - اقل بلدة بايعت الناس فيها اسمها لدهيانه - وهي قول امرئ قامت الاشراق فيها للاهانة - فلما كانت بيعة المخلصين - حرية لقتل الدجال اللعين - باشاعة الحق المبين - اشرفي الحديث ان المسيح يقتل الدجال على باب البلد بالضربة الواحدة - فلذلك ملقن من لفظ لدهيانه كما لا يخفى على ذوي القلوبة

اب سمجھنا چاہیے کہ گواہی کی طور پر قرآن شریف اکمل و اتم کتاب ہے مگر ایک حصہ کثیر و
 جہن کا اور طرز بقدر عبادت وغیرہ کا مفصل اور مبسوط طور پر احادیث سے ہی ہم نے لیا ہے
 اور اگر احادیث کو ہم بجلی سا قاطعاً بار سمجھ لیں تو پھر اس قدر بھی ثبوت دینا ہمیں مشکل
 ہو گا کہ درحقیقت حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما و عثمان و انور بن ابی العاصی علیہ السلام و
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام اور امیر المؤمنین تھے اور وہ جو در کھتے تھے صرف
 فرضی نام نہیں کیونکہ قرآن کریم میں ان میں سے کسی کا نام نہیں۔ ہاں اگر کوئی حدیث قرآن شریف
 کی کسی آیت سے صریح مخالف و مغائر پڑے مثلاً قرآن شریف کہتا ہے کہ سبح ایں مریم
 فوت ہو گیا اور حدیث یہ کہے کہ فوت نہیں ہوا تو ایسی حدیث مردود اور ناقابل اعتبار ہوگی
 لیکن جو حدیث قرآنی شریف کے مخالف نہیں بلکہ اس کے بیان کو اور بھی بسط سے بیان کرتی
 ہے وہ بشرطیکہ جرح سے خالی ہو قبول کرنے کے لائق ہے۔ پس یہ کمال درجہ کی بے نصیبی اور
 بھاری غلطی ہے کہ یک نخت تمام حدیثوں کو ساقط الاعتبار سمجھ لیں اور ایسی متواتر پیشگوئیاں
 کو جو خیر و فلاح میں ہی تمام ممالک اسلام میں پھیل گئی تھیں اور مستحکمات میں ہر سمجھی گئی
 تھیں بدموضوعات داخل کر دیں۔ یہ بات پوشیدہ نہیں کہ سبح ابن مریم کے آنیکی پیشگوئی
 ایک اول درجہ کی پیشگوئی ہے جس کو سب نے بالاتفاق قبول کر لیا ہے اور جس قدر صحاح
 میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیشگوئی اس کے ہم پست اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی تو اگر
 کا اول درجہ اس کو حاصل ہے سائیکل بھی اس کی مصدق ہے۔ اب اس قدر ثبوت بہمانی
 پچھو تو اور یہ کہنا کہ تمام حدیثیں موضوع ہیں درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے کہ خود انھیں
 بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی بخرو اور حصہ نہیں دیا اور باعث اس کے کہ ان
 لوگوں کے دلوں میں قال اللہ اور قال الرسول کی عظمت باقی نہیں رہی اس لیے جو بات ان کی اپنی
 سمجھ سے بالاتر ہو اس کو محالات اور مستغلات میں داخل کر لیتے ہیں۔ قانون قدرت بے شک
 حق اور باطل کے آزمانے کے لئے ایک آلہ ہے مگر ہر ایک قسم کی آزمائش کسی بے ہدار نہیں۔

درین مان برکت نشان بچون خالق کون و مکان

کتابت طاب

مسمیہ

عسل مصفی

جس میں حضرت مسیح ناصری کی فائز اور جنت مسیح موعود کئے عاویجی ہے
بدلائل عقلمیہ و نقایہ بوضاحت تم کیا گیا ہے

از تالیف

ابو العطار فرخند بخش احمد قادیانی یکم اکتوبر ۱۳۱۰ء میں موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بماہ اپریل ۱۹۰۱ء مطابق غرہ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ

در مطبع اسلام آباد واقع لاہور طبع کر دیا

احزاب مجدد تسلیم کئے گئے ہیں۔ جن میں سے بعض نے اپنی زبان سے دعویٰ جدویت کیا ہے اور بعض نے نہیں کیا۔ صرف بعض لوگوں نے انکے اپنے اعتقاد اور علم سے مجدد تسلیم کر لیا ہے۔ ہم انکے نام صدی وار لکھ دیتے ہیں۔ تاکہ جو لوگ انکے اسمائے مبارک سے ناواقف اور نا آشنا ہیں۔ اچھی طرح سے واقف ہو جائیں۔

• پہلی صدی میں اصحاب ذیل مجدد تسلیم کئے گئے ہیں

(۱) محمد بن عبدالعزیز (۲) سالم (۳) قاسم (۴) مکحول۔ علاوہ انکے اور بھی اس صدی میں مجدد مانے گئے ہیں۔ چونکہ جو مجدد جامع صفات حسنہ ہوتا ہے۔ وہ سب کا سردار اور فی الحقیقت وہی حجتی نفس مانا جاتا ہے۔ اور باقی اس کی ذیل سمجھے جاتے ہیں۔ جیسے انبیاء و نبی اسرائیل میں ایک نبی بڑا ہوتا تھا۔ تو دوسرے اسکے تابع ہو کر کارروائی کرتے تھے۔ چنانچہ صدی اول کے مجدد و تصفیح جامع صفات حسنہ حضرت عمر بن عبدالعزیز تھے۔ دیکھو نظم الثاقب جلد ۴ صفحہ ۵۔ وقرة العیون و مجالس اللابرار۔

دوسری صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) امام محمد ادریس ابو عبد اللہ شافعی (۲) احمد بن محمد بن حنبل شیبانی (۳) یحییٰ بن معین بن علقم عطفانی (۴) اشعث بن عبدالعزیز بن داؤد قیس (۵) ابو عمرو مالکی۔ صری (۶) خلیفہ ماسون رشید بن ابرو (۷) قاضی حسن بن زیاد حنفی (۸) جنید بن محمد بغدادی صوفی (۹) سہل بن ابی سہل بن رخلہ شافعی۔ (۱۰) بقول امام شعرائی حارث بن اسعد محاسبی ابو عبد اللہ صوفی بغدادی۔ (۱۱) اور بقول قاضی القضاات علامہ عینی۔ احمد بن خالد الخلال ابو جعفر حنبل بغدادی۔ دیکھو نظم الثاقب جلد ۴ صفحہ ۱۱۔ وقرة العیون و مجالس اللابرار۔

تیسری صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) قاضی احمد بن شریف بغدادی شافعی (۲) ابو الحسن اشعری متکلم شافعی۔ (۳) ابو جعفر طحاوی ازوی حنفی (۴) احمد بن شعیب (۵) ابو عبد الرحمن نسائی (۶) خلیفہ معتز عباسی

(۷) حضرت ثعلبی صوفی (۸) عبید اللہ بن حسین (۹) ابو الحسن کرمی صوفی حنفی (۱۰) امام
مجتبیٰ بن محمد قزوینی مجدد و اندلس اہل حدیث۔

چوتھی صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) امام ابو بکر باقلانی (۲) خلیفہ قادر باللہ عباسی (۳) ابو حامد سمرقانی (۴) حافظ ابو
نصیم (۵) ابو بکر خوارزمی حنفی (۶) بقول شاہ ولی اللہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ المعروف بالحق شیارچی
(۷) امام ہسینی۔ (۸) حضرت ابو طالب ولی اللہ صاحب قوت القلوب جو طبقہ صوفیہ سے
ہیں (۹) حافظ احمد بن علی بن ثابت خطیب بغداد (۱۰) ابو اسحاق شیرازی (۱۱) ابیہم
بن اہل بن یوسف فقیہ و محدث۔

پانچویں صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) محمد بن محمد ابو حامد امام غزالی (۲) بقول عینی و کرمانی حضرت راعوی حنفی (۳)
خلیفہ مستنصر باللہ مقتدی باللہ عباسی (۴) عبد اللہ بن محمد انصاری ابو یوسف
پروسی (۵) ابو طاهر سلفی (۶) محمد بن احمد ابو بکر شمس الدین سرخسی فقیہ حنفی۔

چھٹی صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) محمد بن عمر ابو عبد اللہ طغرالدین ملازی (۲) علی بن محمد (۳) عزالدین ابن کثیر (۴)
امام زانی خافضی صاحب ذبہ شرح شفاء (۵) یحییٰ بن حبش بن میرک حضرت شہاب
الدین سہروردی شہید امام طریقت (۶) یحییٰ بن اشرف بن حسن بن محمد بن ابی الدین لوزی۔
(۷) حافظ عبدالرحمن ابن جوزی۔

ساتویں صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) احمد بن عبد الحلیم تقی الدین ابن تیمیہ حنبلی (۲) تقی الدین ابن ولیق السیسی (۳)
شاہ شرف الدین مخدوم بہائی سندی (۴) حضرت معین الدین چشتی (۵) حافظ

ابن اہیم جوزی شمس الدین محمد بن ابی بکر بن الیوب بن سعد بن اہیم الجوزی دہلی و شقی
حبلی (۶) عبداللہ بن اسعد بن علی بن سلیمان بن خلج ابو محمد عقیف الدین یافعی
شافعی (۷) قاضی بدر الدین محمد بن عبداللہ الشبل حنفی و شقی -

آٹھویں صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) حافظ علی بن حجر مستطانی شافعی (۲) حافظ زین الدین عواقی شافعی (۳) صالح
بن عمر بن ارسلان قاضی بلقینی (۴) علامہ ناصر الدین شاذلی ابن سنت سیلی -

نویں صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) عبدالرحمن بن کمال الدین شافعی معروف بابام جلال الدین سیوطی (۲) محمد بن عبد
الرحمن ستاوی شافعی (۳) سید محمد جون پوری متہدی اور بقول بعض دسویں صدی کے مجدد

دسویں صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) ملا علی قاری (۲) محمد طابہ فتنی گجراتی محی الدین محی السنہ (۳) حضرت علی بن حام
الدین معروف بعلی شقی مہندی کمی -

گیارہویں صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) عالمگیر بادشاہ غازی او رنگ زیب (۲) حضرت آدم بنوری صوفی (۳) شیخ احمد
بن عبداللہ بن زین العابدین فاروقی سر مہدی معروف بابام ربانی مجدد اہل ثانی

بارہویں صدی کے مجدد و اصحاب ذیل ہیں

(۱) محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان نجدی (۲) مرزا مظہر جان جاناں دہلوی (۳) سید
عبدالقادر بن احمد بن عبدالقادر حسنی کوکبیانی (۴) حضرت محمد شاذلی اللہ صاحب محدث
دہلوی (۵) امام شوکانی (۶) علامہ سید محمد بن اسماعیل امیرین (۷) محمد حیات بن ملا علی

بعض کے نزدیک حضرت امیر تنہو بادشاہ بھی مجدد ہیں -

سندھی - ثانی، پندرہویں صدی کے مجدد و اصلاحی ہیں

(۱) سید احمد بریلوی (۲) شاہ عبدالغفری محدث دہلوی (۳) مولوی محمد امین شہید دہلوی (۴) بعض کے نزدیک شاہ رفیع الدین صاحب بھی مجدد ہیں (۵) بعض نے شاہ عبدالقادر کو مجدد تسلیم کیا ہے۔ ہم اسکا انکار نہیں کر سکتے۔ کہ بعض لوگ میں بعض بزرگ ایسے ہی ہوں گے جنکو مجدد مانا گیا ہو۔ اور ہمیں انکی اطلاع نہ ملی ہو۔ وجہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو جامع مبعی صفات انسان ہیں۔ کوئی کامل انسان ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔ کہ شریعت اسلامی کے تمام محکمات کی خدمات کو سر انجام دے سکتا۔ اسلئے ضروری بلکہ اشد ضروری تھا۔ کہ شریعت حقہ اسلام کے ہر پہلو اور ہر محکمہ کے ضعف اور کمزوری کو دور کرنے کے لئے الگ الگ افراد اس خدمت پر مامور ہوئے اور مشاہدہ اور تجربہ کو ایسی دیتا ہے کہ ایسا ہی ہوتا تھا۔ چنانچہ نہایت مجددین سے واضح ہوتا ہے۔ کہ کوئی مجدد فقہیہ ہے کوئی محدث ہے کوئی مفسر ہے کوئی صوفی کوئی متکلم ہے۔ اور کوئی بادشاہ ہے۔ الغرض جن کاموں کو ایک ذات جامع مبعی صفات انسانی بہرین و خوبی سر انجام دیتی تھی۔ اب مختلف زمانوں میں مختلف افراد مختلف پہلوؤں میں ان خدمات کو نبھاتے رہے۔ اور اس سے کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔

جب یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا۔ کہ ہر صدی کے سر سر کسی مجدد کا آنا ضروری ہے۔ تو اب کوئی وجہ نہیں کہ چودھویں صدی کے سر سر کوئی مجدد حوالہ نمبر بدو کا آنا نہایت ہی ضروری ہے۔ خاص کر ایسے پرفتن زمانہ میں جبکہ اسلام پر ہر پہلو اور ہر طرف سے مصائب کے پہاڑ کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں۔ اور اسلام ایسے نرغضیں چس گیا ہے کہ جس سے جانبری نہایت ہی مشکل ہو گئی ہے۔

اں یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ہر صدی میں جو مجدد آیا ہے۔ اسکا حکم کام ہی ہوتا تھا۔ کہ اسلام چس پہلو سے حملہ کیا گیا۔ یا جس بات میں اسلام ضعیف ہو گیا ایسی حملہ یا نقص کے لئے وہ مجدد کھڑا ہوا اور مجدد کے لئے یہ ضروری نہیں کہ تمام

سُنَنُ الدَّارِ قُطْنِي

تأليف

شيخ الإسلام حافظ عصره . الفذ في علم الحديث ومعرفته لرجالِهِ

الإمام الكبير علي بن عمر الدارقطني

المولود سنة ٢٠٦ والمتوفى سنة ٢٨٥ هـ بمصر

وبذيله

التعليق لمغني عن الدارقطني

تأليف

المحدث العلامة

أبي الطيب محمد شمس الحق العظيم آبادي

الجزء الأول

عند المكتبة

بيروت

الطبعة الرابعة
١٤٠٦ هـ - ١٩٨٦ م

بيروت - المزرعة بناية الامان - الطبعة الاولى - ص.ب. ٨٧٢٣
تلخون : ٣٠٦١٦٦ - ٣١٥١٤٢ - ٣١٣٨٥٩ - برلين : تيمليك - تلخون : ٣٣٣٩٠



دینار الطاحی عن یونس عن الحسن ، عن ابی بکرۃ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، « إن اللہ عز وجل إذا تجلی لشیء من خلقه خشع له ، تابعه نوح بن قیس عن یونس ابن عبید »

۱۰ - حدثنا أبو سعید الأصطخری ثنا محمد بن عبد اللہ بن نوفل ثنا عبید بن یعیش ، ثنا یونس بن بکر عن عمرو^(۷) بن شمر عن جابر ، عن محمد بن علی قال . « إن لہدینا آیتین لم تكونا منذ خلق السماوات والارض ، یدکف القمر لأول لیلۃ من رمضان ، وتکسف الشمس فی النصف منه ، ولم تكونا منذ خلق اللہ السماوات والارض . »

۱۱ - حدثنا ابن ابی داود ثنا أحمد بن صالح ومحمد بن سلبۃ قالنا ابن وہب ، عن عمرو ابن الحارث أن عبد الرحمن بن القاسم حدثہ عن أبیہ ، عن عبد اللہ^(۸) بن عمر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال : « إن الشمس والقمر آیتان من آیات اللہ لا ینخدعان لموت أحد ولا حیاته ، ولكنہما آیتان من آیات اللہ ، فإذا رأیتموھا فصلوا . »

الآخرۃ أعنی : ولكن اللہ إذا تجلی لشیء الخ وإنما فی سنن الدلائل من حدیث قبیصۃ الغلالی ومن حدیث الثعمان بن بشیر ولفظہ : « إن اللہ عز وجل إذا بدالشیء من خلقه خشع له ، وقد أظال الحافظ ابن القیم الکلام فی معنی هذه الزیادۃ فی کتابہ مفتاح دار السعاده بما لایزید علیہ . » قولہ : عمرو^(۷) بن شمر عن جابر ، کلاہما ضعیفان لایحتج بہما . قولہ : عن عبد اللہ^(۸) ابن عمر ، الحدیث أخرجه الشیخان ، وأعلم أنه ثبت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الکسوف والخسوف فی کل رکعۃ برکوع ، وفی کل رکعۃ رکوعان ، وفی کل رکعۃ ثلاث رکوعات ، وأربعۃ رکوعات ، وخمسۃ رکوعات ، قال الحافظ فی فتح الباری : « وجع بعضهم بین هذه الاحادیث بتعدد الواقعه ، وأن الکسوف وقع مراراً فیکون کل من هذه الأرجہ جائزاً ، وإلى ذلك ذهب إسماعیل بن راہویہ ، لكن لم یثبت عنده الزیادۃ علی أربع رکوعات ، وقال ابن خزیمۃ وابن المنذر والخطابی وغیرہم : یحوز العمل بجمیع ما ثبت من ذلك ، وهو من الاختلاف المباح ، وقواء النووی فی شرح مسلم . واللہ أعلم . »

(۲۰۵ ج ۲ - سنن الدارقطنی)

ایسا ہی ذرہ انصاف کرنا چاہیے کہ کس قوت اور چمک سے کسوت اور خسوت کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور ہمارے دعویٰ پر آسمان نے گواہی دی۔ مگر اس زمانہ کے ظالم مولوی اس سے بھی منکر ہیں۔ خاص کر رئیس القباہین عبدالحق غزنوی اور اس کا تمام گروہ علیہم لعن اللہ الف الف مرتبہ۔ اپنے ناپاک لشکریاں نہایت اصرار سے کہتا ہے کہ پیشگوئی بھی پوری نہیں ہوئی اس لیے پیدہ حال! پیشگوئی تو پوری ہو گئی۔ لیکن تعصب کے غبار نے تجھ کو اندھا کر دیا۔ پیشگوئی کے اس لفظ جو امام محمد باقرؑ نے اقطنی میں مرقیہ میں یہ ہے: "ان لم یهدینا الیہم لہ تکون امنہ خلق السعفیۃ والارضین ینکسف القمر لاول لیلہ من رمضان یتکسف الشمس فی النصف منه" الہ۔ یعنی ہمارے مہدی کی تہجد اور تصدیق کے لئے دو نشان مقرر ہیں۔ اور جب تک کہ زمین و آسمان پیدا کئے گئے وہ دو نشان کسی مہدی کے وقت ظہور میں نہیں آئے۔ اور وہ یہ ہیں کہ مہدی کے اذکار کے وقت میں چاند کو اس پہلی رات میں گرہن ہوگا جو اس خسوت کی تین راتوں میں پہلی رات یعنی تیرہویں رات۔ اور سورج کو اس کے گرہن کے دنوں میں سے اس دن گرہن ہوگا جو درمیان کا دن ہے یعنی اٹھارہویں تا سترہویں دن۔ اور جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کسی مہدی کے لئے اتفاق نہیں ہوا کہ اس کے دہریہ کی وقت میں خسوت کسوت و رمضان میں ان تاریکوں میں ہوا جو انحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرما اس عرض سے نہیں تھا کہ وہ خسوت کسوت کا قانون قدرت کے برخلاف ظہور میں آئے گا۔ اور یہ حدیث میں کوئی ایسا لفظ ہے۔ بلکہ صرف یہ مطلب تھا کہ اس مہدی سے پہلے کسی مہدی صادق یا کاذب کو یہ اتفاق نہیں ہوا ہوگا کہ اس نے ہدایت یا رسالت کا دعویٰ کیا ہو۔ اور اس کے وقت میں ان تاریکوں میں رمضان میں خسوت کسوت ہوا ہو۔ پس ان مولویوں کو چاہیے تھا۔ کہ اگر اس پیشگوئی کی صحت میں شک تھا تو ایسی کوئی نظیر سابق زمانہ میں سے جو کہ کسی کتاب کے ہمیشہ کرتے۔ جس میں لکھا ہوتا کہ پہلے ایسا دعویٰ ہو چکا ہے۔ اور اس کے وقت میں ایسا خسوت کسوت بھی ہو چکا ہے مگر اس طرف تو انہوں نے رخ بھی نہیں کیا۔ اور یہ احمقانہ عذر پیش کر دیا ہے کہ اس پیشگوئی کے یہ معنی ہیں کہ چاند کو رمضان کی پہلی رات میں گرہن لگے گا۔ اور پندرہ تاریخ کو سورج گرہن ہوگا۔ لا حول ولا قوۃ۔ ان احمقوں نے یہی کسی لفظ سے سمجھ لئے اسے نالواؤ! انھوں نے اندھوں کی مولیت کو بدنام کرنے والا! ذرہ سوچو!

وذرء هذا ابيان بعض العلماء واما صاحب الانسان الكامل عبد الكريم
 یہ تو بعض علماء کا قول ہے مگر صاحب کتاب انسان کامل عبد الکرم نے

الذي هو من المتصوفين فبلغ الامر الى النهاية وقال ان التثليث
 جو متصوفین میں سے ہے اس بارے میں حد ہی کر دی اور کہا کہ تثلیث

معنى حق ولا حرج فيه وان عيسى كذا وكذا ابل ائثار الى انه ليس
 ایک معنی کے روح حق ہے اور اس میں کچھ حرج نہیں اور عیسیٰ ایسا ہو اور ایسا ہو بلکہ اس طرف اشارہ کر دیا کہ

بخلق ومنهم من اعتدى في كذبه وقال بسم الله الاب والابن و
 وہ خدا تعالیٰ کی مخلوق ہیں سے نہیں ہو اور بعض آدمی جھوٹ بولنے میں بہت بڑھ گئے اور یہ لکھا کہ بسم اللہ الاب والابن

روح القدس كذلك ايدوا الفرية ونصرها وكان الكذب في اول الامر
 روح القدس اسی طرح انہوں نے جھوٹ کی تائید کی اور جھوٹ کو مدد دی اور جھوٹ پہلے پہلے تو

قليلاً ثم من جاء بعد كاذب الحق بكذبه كذا با اخر حتى ارتفعت
 تھوڑا تھا پھر جو شخص ایک جھوٹے کے بعد آیا اُس نے کچھ اپنی طرف سے بھی پہلے جھوٹ پر زیادہ کیا یہاں تک کہ جھوٹ

عمارة الكذب وجعل ابن عجوزة ابن الله وبعد ذلك جعل الله العالمين
 عمارت بہت اونچی ہو گئی اور ایک بڑا عمارت کا بچہ خدا کا بیٹا بنا گیا اور پھر خدا کے مانا گیا خبردار یہ کہ

اللعنة الله على الكاذبين ان عيسى الانبي الله كانباء اخرين وان
 جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہے۔ عیسیٰ صوف اور نبیوں کی طرح ایک نبی خدا کا ہے اور وہ

هو الا خادم شريعة النبي المعصوم الذي حرم الله عليه المراضع حتى
 اُس نبی معصوم کی شریعت کا ایک خادم ہے جس پر تمام دودھ پلانیر الی حرام کی گئی تھیں یہاں تک کہ

اقبل على ثدي امه وكله ربه على طور سينين جعله من المحبوبين لهدو موسى
 اپنے بل کی چھاتیوں تک پہنچا یا گیا اور اس کا خدا کو سینا میں اُس سے حکلام ہوا اور اس کو پہاڑ بنا دیا یعنی موسیٰ

والفائدة كما الله من على جبل وكله الشيطان على جبل فانظر الفرق بينهما ان كنت من الناطقين
 خلا ایک پہاڑ پر موسیٰ سے حکلام ہوا اور ایک پہاڑ پر شیطان بیٹے سے حکلام ہوا اس میں وہ تو اس کے

مکالمہ میں خود کر اگر غور کرنے کا مادہ ہے۔

فتی اللہ الذی اثار اللہ فی کتابہ الی حیاتہ و فرض علینا ان نوؤمن
مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات ایمان لائیں
انہ حی فی السماء ولم یمت و لیس من المیتین۔

کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے اور مردوں میں سے نہیں۔

و اما نزول علیہ من السماء فقد اثبتنا بطلانہ فی کتابنا الحماۃ
مگر یہ بات کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان سے نازل ہوئے سو ہم نے اس خیال کا باطل ہونا اپنی کتاب حماتہ البشری
و خلاصتہ انا لانجد فی القرآن شیئاً فی ہذا الباب من غیر خبر و قاتہ
میں بخوبی ثابت کر دیا ہے اور خلاصہ اس کا یہ کہ ہم قرآن میں بغیر وفات حضرت عیسیٰؑ کے اور کچھ ذکر نہیں پاتے اور
الذی نجدھا فی مقامات كثيرة من الفرقان الحمید نعم جاء لفظ النزول
وفات کا ذکر نہ ایک جگہ بلکہ کئی مقامات میں پاتے ہیں

فی بعض الاحادیث ولكنه لفظ قد کثر استعمالہ فی لسان العرب
لفظ آیا ہو لیکن وہ لفظ ایسا ہے کہ زبان عرب میں اکثر استعمال اس کے

على نزول المسافرين اذا نزلوا من بلدة ببلدة او من ملك بملك
مسافروں کے حق میں ہے جب وہ ایک شہر سے دوسرے شہر میں اور ہوں اور یہ ایک ملک سے دوسرے
متخربین و النزول هو المسافر كما لا يخفى على العالمین۔
ملک میں سفر کر کے آئیں اور نزول تو مسافر کو ہی کہتے ہیں جیسا کہ جلفظہ والوں پر پوشیدہ نہیں۔

و اما لفظ التوفی الذی يوجد فی القرآن فی حق المسیح وغیره
مگر توفی کا لفظ جو قرآن میں حضرت مسیح اور دوسروں کے حق میں پایا جاتا ہے سوا اس میں بغیر معنی دینے کے
من بنی آدم فلا سبیل فیہ الی تاویل اخری بغیر الاماتۃ واخذنا
اور کوئی تاویل نہیں ہو سکتی اور یہ معنی مارنے کے ہم نے

معناه من النبی ومن اجل الصحابة لا من عند انفسنا وانت تعلم
نہی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُس کے بزرگ صحابہ سے لئے ہیں یہ نہیں کہ اپنی طرف سے گھڑے ہیں اور تو جانتا ہو کہ

جس سے ظاہر ہے کہ مسیح کے لسنے والوں (خواہ حقیقی طور پر پیرو ہوں یا برائے نام) کا جب کبھی منکران مسیح سے مقابلہ ہوا۔ تو متبعان مسیح ان منکران مسیح پر غالب رہے۔ مگر حقیقت عیسائی مسیح کے پیرو نہیں بلکہ صرف اسی طور پر اس کی طرف منسوب ہیں اگر پیشگوئی کا تعلق حقیقی متبعین سے ہوتا ہے عیسائیوں کا غلبہ ہرگز نہ ہوتا۔ پس برائے نام پیروں کا غلبہ ثبوت ہے اس بات کا کہ پیشگوئی کا تعلق اسم سے ہوتا ہے، مسئلے جب تک موجودہ مدعیان اسلام حقیقی طور سے مسلمان کہلاتے ہیں اور عیسائیوں اور یودیوں میں مل نہیں جاتے اس وقت تک اگر وہ کہہ دینے پر کا بعض ہیں تو پیشگوئی کے صدف پر کوئی نقص لازم نہیں آتا۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ یہ امر ضروری نہیں کہ وہ کسی طرف سے ہو سکتے ہیں خلافت کے منکرین کی طرف سے نہیں ہو سکتے کیونکہ خلافت کے منکرین کے لئے تو اتنا سوچنا ہی کافی ہے کہ کہہ دینے کے علما کی طرف سے بھی مسیح موعود پر کفر کا فتویٰ نکل چکا ہے پس وہ تکفیر کی وجہ سے کاذب ہیں چکے ہیں اور تکفیر کا مسئلہ منکرین خلافت کے نزدیک بھی مسلم ہے۔ فتنہ بردا

گیارہواں اعتراض :- پیش کیا جاتا ہے کہ اچھا اگر حضرت مسیح موعود واقعی اپنے منکران کو کاذب سمجھتے تھے تو کیوں آپنے ان سے وہ سلوک روا رکھا جو کاذبوں سے جائز نہیں۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا اعتراض کرنا مستعرض کی نادانیت بد دلالت کرتا ہے کیونکہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا جو نبی کریم نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔

غیر احمدیوں سے ہماری غازیں الگ کی گئیں ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا انکے جنازے پڑھنے سے روک لیا اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم انکے ساتھ ملکر کر سکتے ہیں۔ دوسرے قسم کے تعلقات ہوتے ہیں ایک دینی دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا جب بڑا ذریعہ عبادت کا اکتھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ و رابطہ ہے سو دینی ہماری لئے حرام قرار دے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو ہمیں کہتے ہیں نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔ اسی طرح کہو کہ غیر احمدیوں کی سلام

کیوں نہیں جانتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریم نے یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے ہاں شد منافقین کو حضرت مسیح موعودؑ نے کبھی سلام نہیں کیا، اور نہ ان کو سلام کہنا جائز ہے، مگر ہر ایک طریقہ سے ہم کو حضرت مسیح موعودؑ نے غیروں سے تنگ کیا ہے اور اب کوئی تعاقب نہیں جو اسلام نے مسلمانوں کے ساتھ خاص کیا ہو اور پھر ہم کو اس سے نہ روکا گیا ہو۔ اس لئے اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ بات ہے تو کیوں ایسی احمدی صورت کا نکاح منع نہیں قرار دیا جاتا جس کا خاد غیر احمدی ہے یا کیوں ایک احمدی باپ کا ورثہ غیر احمدی بیٹے کو جانا ہے حالانکہ مسلمان کا کافر وارث نہیں ہو سکتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ شریعت کے احکام دو قسم کے ہیں ایک وہ جو ہر ایک انسان کے لئے ہیں اور ایک وہ جو فرض حکومت کے لئے ہیں مثلاً نماز پڑھنا ہر ایک کا فرض ہے لیکن چور کے ہاتھ کاٹنا ہر ایک کا فرض نہیں بلکہ حکومت کا فرض ہے اسی طرح روزہ رکھنا ہر ایک مسلمان کے لئے فرض ہے مگر زانی کو سنگسار کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض نہیں بلکہ صرف اسلامی حکومت کا فرض ہے اب اگر اس صل کے تحت غیر احمدیوں اور احمدیوں کے تعلقات پر نظر ڈالی جاوے تو سارے جھگڑے کا فیصلہ ہو جاتا ہے اور وہ اس طرح کہ چونکہ نماز الگ کرنے کا مسئلہ حکومت کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا اس لئے اس پر علمہ آمد کا حکم دیا گیا یہی حال جنازوں اور رشتے اور ناٹوں کا ہے لیکن وراثت اور نکاح منع ہو جانے کا مسئلہ حکومت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اس لئے حضرت مسیح موعودؑ نے اس کے متعلق کچھ نہیں لکھا اگر آپ کو حکومت دی جاتی تو آپ انکے متعلق بھی حکم جاری فرماتے پس مسئلہ وراثت کے متعلق ہم پر کوئی اعتراض نہیں ہاں اگر کوئی ایسا مسئلہ ہے جو حکومت کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا اور پھر حضرت مسیح موعودؑ نے اس کے متعلق فیصلہ نہیں فرمایا تو اس کو پیش کیا جاوے ورنہ یہ کہنا کہ غیر احمدیوں کے ساتھ بعض اسلامی سلوک جائز رکھے گئے ہیں ایک دعویٰ ہے جسکی کوئی بھی دلیل نہیں۔ ختم بردار بار حوالا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جو عبد العظیم کو خط لکھا ہے اس میں اپنے لکھنے کے خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ جسکو تیری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں اس سے پتہ لگتا ہے کہ کم از کم وہ لوگ کافر

۱۸۹۹ء ”جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے“
(از خط حضرت اقدس بنام بابوالہی بخش صاحب ۱۶ جون ۱۸۹۹ء مجموعہ اشتادات جلد ۲ صفحہ ۲۰۵۔ تبلیغ رسالت جلد نہم صفحہ ۲۷)

۳۰ جون ۱۸۹۹ء ”۳۰ جون ۱۸۹۹ء میں مجھے یہ الام ہوا :
پہلے بیہوشی۔ پھر غشی۔ پھر موت
ساتھ ہی اس کے تقسیم ہوئی کہ یہ الام ایک مخلص دوست کی نسبت ہے جس کی موت سے ہمیں رنج پہنچے گا۔ چنانچہ اپنی جماعت کے بہت سے لوگوں کو یہ الام سنایا گیا اور الحکم نمبر ۲۳ جلد ۲، ۳۰ جون ۱۸۹۹ء میں درج ہو کر شائع کیا گیا۔
پھر آخر جولائی ۱۸۹۹ء میں ہمارے ایک خدایت مخلص دوست یعنی ڈاکٹر محمد بوڑے خان اسسٹنٹ مریج لیک ناگمانی موت سے قصود میں گذر گئے۔ اول بیہوش رہے پھر یک دفعہ غشی طاری ہو گئی پھر اس ناپائیدار دنیا سے کوچ کیا اور ان کی موت اور اس الام میں صرف بین بائیں دن کا فرق تھا۔
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۳ تا ۲۱۴۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۲۲۳، ۲۲۴)

۱۸۹۹ء ”شیخ حضرت اقدس کو یہ رؤیا ہوئی ہے کہ حضرت ملکہ معظہ قیصرہ ہند سلمہ اللہ تعالیٰ کو یا حضرت اقدس کے گھر میں رونق افروز ہوئی ہیں حضرت اقدس رؤیا میں عاجز راقم عبدالمکریم کو جو اس وقت حضور اقدس کے پاس بیٹھا ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ملکہ معظہ کمال شفقت سے ہمارے ہاں قدم بخر فرما ہوئی ہیں اور دو روز قیام فرمایا ہے ان کا کوئی شکریہ بھی ادا کرنا چاہیے۔ اس رؤیا کی تعبیر یہ تھی کہ حضرت کے ساتھ کوئی نصرت الہی شامل ہوئی چاہتی ہے۔“
(از خط مولانا عبدالمکریم صاحب مذکر الحکم جلد ۲ نمبر ۴ مورخہ ۱۰ جولائی ۱۸۹۹ء صفحہ ۳)

لے اس ہفتہ میں سب سے عجیب اور دلچسپ بات جو واقع ہوئی..... وہ ایک چٹھی کا حضرت کے نام آنا تھا۔ اس میں پختہ ثبوت اور تفصیل سے لکھا ہے کہ جلال آباد (ملاقہ کابل) کے علاقہ میں یوز آسنہ نبی کا چوترا موجود ہے اور وہاں مشہور ہے کہ دو ہزار برس ہوئے کہ یہ نبی شام سے یہاں آیا تھا اور سرکار کابل کی طرف سے کچھ جاگیر بھی اس چوترا کے نام ہے.... اس خط سے حضرت اقدس اس قدر خوش ہوئے کہ فرمایا ”اللہ تعالیٰ گواہ اور ملیم ہے کہ اگر مجھے کوئی کروڑوں روپے لادیتا تو میں کبھی اتنا خوش نہ ہوتا جیسا اس خط نے مجھے خوشی بخشی ہے“..... خدا کا علم اور قدرت دیکھئے ٹھہر کے وقت

۱۸۸۸ء ”اور مجھے بشارت دی ہے کہ جس نے تجھے شہناخت کر لے کے بعد تیری دشمنی اور تیرے سرسری مخالفت اختیار کی وہ جہنمی ہے“

(مکتوب حضرت اقدس اگست ۱۸۸۸ء مندرجہ المجلد ۷ نمبر ۳۷ مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۰۱ء صفحہ ۶)

۱۸۸۸ء ”یہ بات کھلی کھلی عالم الہی نے ظاہر کر دی کہ بشر جو فوت ہو گیا ہے وہ بے فائدہ نہیں آیا تھا بلکہ اسکی موت اُن سب لوگوں کی زندگی کا موجب ہوئی جنہوں نے محض اللہ اُن کی موت سے غم کیا اور اُس ابتلا کی برداشت کر گئے کہ جو اُس کی موت سے غمور میں آیا“

(سبزوشتار صفحہ ۱۱۶، اماشیر تبلیغ صلات جلد اول صفحہ ۱۳۶، ۱۳۷، مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۱۷)

۱۸۸۸ء ”اُس موت کی تقریب پر بعض مسلمانوں کی نسبت یہ عالم ہوا۔

أَحْبَبَ النَّاسُ أَنْ يَشْفَوْا أَنْ يَمُوتُوا أَمْثَلًا مِنْهُمْ لَا يُفْتَكُونَ. قَالُوا: تَأْتِيهِ تَفَكُّؤًا
تَذَكُّرًا يَوْسُفَ حَتَّى تَكُونَ حَيًّا أَوْ تَكُونَ مِنَ الْمَيِّتِينَ. شَاحَبَتِ الْوَجُوهَ تَتَوَلَّى
عَنْهُمْ حَتَّى حِينٍ. إِنَّ الْعَابِدِينَ يُؤْتَى أَجْرُهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔

اب خدا تعالیٰ نے ان آیات میں صاف بتلادیا کہ بشر کی موت لوگوں کی آزمائش کے لئے ایک ضروری امر تھا۔ جو بچتے تھے وہ مصلح موعود کے لئے سے نا امید ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ تو اسی طرح اس یوسف کی باتیں ہی کرتا رہے گا یہاں تک کہ قریب مرگ ہو جائے گا یا فرج جائے گا۔ سو خدا تعالیٰ نے مجھے فرمایا کہ ایسوں سے اپنا منہ پھیرے جب تک وہ وقت پہنچ جائے اور بشر کی موت پر جو ثابت قدم رہے اُن کے لئے بے اندازہ اجر کا وعدہ ہوا۔ یہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں اور کو تاہ مینوں کی نظر میں حیرت ناک“

(مکتوب ۴ دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت علیہ السلام الاولیٰ مکتوبات احمدیہ جلد ۱۱ نمبر ۴۹ صفحہ ۵۰۴)

۱۸۸۸ء ”إِنَّ لِي فِيكَ لَإِنْ شَافِيَةً أَوْ كَانَتْ سَمِيَةً بِشِيرَاءٍ فَتَوَقَّاهُ اللَّهُ فِي آيَاتِهِ الْوَسْطَاءِ. وَاللَّهُ خَيْرٌ

لِی یعنی بشر اول کی موت۔ (مترجم)

۳ (ترجمہ از مرتب) میرا ایک ملا جس کا نام بشیر احمد تھا شیر خوار کے ایام میں فوت ہو گیا اور حق یہ ہے کہ جن لوگوں نے تقویٰ اور خشیت الہی کے طریق کو اختیار کر لیا جو اُن کی نظر اللہ تعالیٰ پر ہی ہوتی ہے۔ اس وقت مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے احسام ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم محض اپنے فضل اور احسان سے وہ مجھے واپس دیں گے (یعنی اس کا شیل عطا ہو گا۔ سو اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرا بیٹا عطا کیا)۔

جس زمانہ میں ان مولویوں اور اُن کے چیلوں نے میرے پر تکذیب اور بدزبانی کے حملے شروع کئے اُس زمانہ میں میری ہیبت میں ایک آدمی بھی نہیں تھا۔ گو چند دوست جو اُن کیوں پر شمار ہو سکتے تھے میرے ساتھ تھے۔ اور اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے ستر ہزار کے

بقیہ تھا۔ میرا پسہ اور پھر دو فی سلسلوں کا تقابل پورا کرنے کے لئے یہ ضروری تھا کہ موسوی مسیح کے مقابل پر محمدی مسیح بھی شانِ نبوت کے ساتھ آوے تا اس نبوتِ عالیہ کی کشتی نہ چو اس لئے خدا تعالیٰ نے میرے وجود کو ایک کامل غلیت کے ساتھ پیدا کیا اور ظنی طور پر نبوتِ محمدی اس میں رکھ دی تا ایک سینے سے محمد پر نبی اُفلاہ کا لفظ صادق آوے اور دوسرے معنوں سے ختمِ نبوت محفوظ رہے۔

اس جگہ یہ بھی یاد رکھئے کہ خدا نے حکیم طیم نے وضع دنیا دہری رکھی ہے یعنی بعض نفوس بعض کے مشابہ ہوتے ہیں نیک نیکوں کے مشابہ اور بد بدوں کے مشابہ مگر بائیں ہمہ یہ امر غنی ہو سکے اور ذورِ شہد سے ظاہر نہیں ہوتا لیکن آخری زمانہ کے لئے خدا نے مقرر کیا ہوا تھا کہ وہ ایک عام رجعت کا زمانہ ہو گا تا یہ اُمتِ موجودہ دوسری اُمتوں سے کسی بات میں کم نہ ہو۔ پس اُس نے مجھے پیدا کر کے ہر ایک گزشتہ نبی سے مجھے اُس نے تشبیہ دی کہ وہی میرا نام رکھ دیا۔ چنانچہ آدم، ابراہیم، نوح، موسیٰ، داؤد، سلیمان، یوسف، عیسیٰ وغیرہ یہ تمام نام براہینِ احمدیہ میں میرے رکھے گئے اور اس صورت میں گویا تمام انبیاء گزشتہ اسی اُمت میں دوبارہ پیدا ہو گئے یہاں تک کہ سب کے آخری مسیح پیدا ہو گیا اور جو میرے مخالف تھے اُن کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھ گیا چنانچہ قرآن شریف میں اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ جو در فرما تا ہر اعدائے اللہ طاع المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المفسدین علیہم ولا المضلین پس یہ آیت صاف کہہ رہی ہے کہ اسی اُمت کے بعض افراد کو گزشتہ نبیوں کا کمال دیا جائے گا اور نیز یہ کہ گزشتہ کفار کی عادات بھی بعض منکروں کو دی جائیں گی اور بڑی شد و مد سے

میں عذاب دینا چاہوں وہ عذاب میں گرفتار ہوا اور جس کو میں چھوڑنا چاہوں وہ عذاب سے محفوظ رہے۔“

(بدربلد ۲ نمبر ۱۳، مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱-الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۱، مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۲۸ مارچ ۱۹۰۶ء ”اَخَّرَهُ اللّٰهُ اِلٰى وَقْتٍ مُّسَمًّى لِّهِ“

فرمایا: چھوٹے زلزلے تو آتے ہی رہتے ہیں لیکن سخت زلزلہ جو آنے والا ہے اس کے وقت میں تاخیر ڈال گئی ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ تاخیر کتنی ہے۔“

(بدربلد ۲ نمبر ۱۳، مورخہ ۵ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲-بدربلد ۲ نمبر ۱۵، مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲-الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۱، مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء ”نہیں پچاس یا ساٹھ اور نشان دکھلاؤں گا۔“

(بدربلد ۲ نمبر ۱۳، مورخہ ۵ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲-الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲، مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

مارچ ۱۹۰۶ء

”چند روز ہونے یہ الہام ہوا تھا۔“

اِنَّمَا بُشِّرْتُكَ بِخَلَاہٍ تَاۤخِرَۃً لَّكَ۔

ممکن ہے کہ اس کی یہ تعبیر ہو کہ محمود کے ہاں لڑکا ہو کیونکہ ناسلہ پوتے کو بھی کہتے ہیں یا بشارت کسی اور وقت تک موقوف ہو۔“

(بدربلد ۲ نمبر ۱۳، مورخہ ۵ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲-الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲، مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

مارچ ۱۹۰۶ء

”خدا تعالیٰ نے یہ کہہ کر بظاہر کہا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مؤاخذہ ہے۔“

(مکتوب بنام ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد مندرجہ رسالہ ”الذکر الحکیم“ نمبر صفحہ ۲۳ مرتبہ ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد الفضل جلد ۲۳ نمبر ۸، مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۵ء صفحہ ۸)

۱۔ ترجمہ از مرتبہ) اللہ تعالیٰ نے اس میں تاخیر ڈال دی ہے وقت مقررہ تک۔

۲۔ حکم میں یہ الفاظ ہیں ”نہیں پچاس یا ساٹھ نشان اور دکھلاؤں گا۔“

۳۔ ترجمہ (اسم) ”ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہوگا۔“ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۔

روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۹۹)

اس امام کی شریعت میں حضرت مسیح موعودؑ نے الذین کفروا غیر احمدی مسلمانوں کو قرار دیا ہے
فند بردا۔ پھر حضرت صاحب کا یہ امام بھی چھپ چکا ہے کہ۔۔۔ یریدون لیسطفوا
نورا لله بافواہم واللہ متہم نورا ولو کساہ الکافرون۔ اس المآ
میں تو مزید کافرو کا لفظ موجود ہے۔ یہ امام بھی حضرت مسیح موعودؑ کو بہت دفعہ ہوا کہ۔۔
وامتازوا الیوم ایہا البحر ہون یعنی اے مجرمو! تم بہت مدت سے اسلام کو بنام
کر رہے ہو آج کے دن سے تم کو الگ کر دیا جاتا ہے۔ پھر ایک اور امام ہے جس میں نکار کی
گنجائش باقی رہتی ہی نہیں سوائے اسکے کہ امام کا انکار کر دیا جاسے اور وہ امام یہ ہے
قل یا ایہا الکفار انی من الصّدقین (دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۲) اب
کہاں ہیں وہ لوگ جن کا یہ قول ہے کہ مسیح موعودؑ کو ماننا جزو ایمان نہیں وہ دیکھیں کہ خدا مسیح
موعودؑ کو حکم دیتا ہے کہ تو کہے کافروں میں صادقین میں سے ہوں یہ بات تو صاف ظاہر ہے
کہ اس امام میں مخاطب ہر ایک ایسا شخص ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کو صادق نہیں سمجھتا کیونکہ
فقہہ انی من الصّدقین اس کی طرٹ صاف طور پر اشارہ کر رہا ہے۔ پس ثابت ہوا
کہ ہر ایک جو آپ کو صادق نہیں جانتا اور آپ کے دعاوی پر ایمان نہیں لاتا وہ کافر ہے۔ پھر اسکے
ساتھ یہ امام بھی قابل غور ہے کہ قطعاً ابر القوم الذین لایؤمنون۔ انہیں حضرت
مسیح موعودؑ کے منکروں کو قوم لایؤمنون کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ پھر حقیقۃ الوحی صفحہ
۱۰۷ پر حضرت صاحب کا یہ امام درج ہے کہ۔۔۔

چودر خسروی آغاز کر دند ۛ مسلمان را مسلمان باز کر دند

اس امامی شعر میں اللہ تعالیٰ نے مسئلہ کفر و اسلام کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے
اس میں خدا نے غیر احمدیوں کو مسلمان بھی کہا ہے اور پھر ان کے اسلام کا انکار بھی کیا ہے مسلمان
تو اس نے کہا ہے کہ وہ مسلمان کے نام سے پکارتے جاتے ہیں اور جب تک یقیناً استہلال
نہ کیا جادے لوگوں کو پتہ نہیں چلتا کہ کون مراد ہے مگر ان کے اسلام کا اس لیے انکار کیا گیا ہے کہ
وہ اب خدا کے نزدیک مسلمان نہیں ہیں بلکہ مرتد ہیں کہ انکو پھرنے سے مسلمان
کیا جادے۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اور امام ہے جو آپ کو اپنی وفات سے چند دن پہلے



انکبۃ صداقت

جس میں

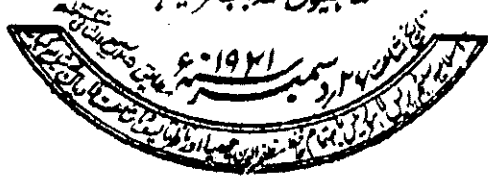
امام جماعت احمدیہ حضرت الشیخ الدین محمد و محمد خلیفہ ایدہ

نے

مولوی محمد علی صاحبہ اور ان کے متعدد چند رفقاء کی جماعت احمدیہ کے علیحدگی کے

اسباب صحیح واقعات اور سچے حالات کا انکشاف اور سپاٹ سے پیدا ہو سکے والی

غلط فہمیوں کا سد باب فرمایا ہے



باب اول

اُن غلط واقعات کی تردید میں جو مولوی محمد علی صاحب نے
اختلاف سلسلہ کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے بیان کئے ہیں۔

مولوی محمد علی صاحب کا تبدیلی عقیدہ
بعد مولوی محمد علی صاحب نے اختلافات کی ایک تاریخ
کے متعلق مجھ پر بے جا الزام بیان کی ہے۔ جس میں انہوں نے اپنی طرف سے یہ
ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جس طرح حضرت یسوع موعودؑ کی وفات کے بعد بعض اقوام
سے متاثر ہو کر میں نے (یعنی اس عاجز نے) اپنے عقائد میں تبدیلی پیدا کی ہے +
یہ تبدیلی عقیدہ مولوی صاحب تین اُس کے متعلق بیان کرتے ہیں۔ اول کہ
تعداد عقائد میں نے حضرت یسوع موعود کے متعلق یہ خیال پھیلا یا ہے کہ آپ فی الحقیقت
نبی ہیں۔ دوم یہ کہ آپ ہی آیت اسماء احمد کی پیشگوئی مذکورہ قرآن کریم (سورہ آیت)
کے مصداق ہیں۔ سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت یسوع موعودؑ کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے
خواہ انہوں نے حضرت یسوع موعودؑ کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کافر اور دائرۃ اسلام سے خارج ہیں
ہر سہ عقائد کا بیان
کہ سزاوارع یا اس سے تین چار سال پہلے سے میں نے یہ عقائد
اختیار کئے ہیں۔ بلکہ جیسا کہ میں آگے ثابت کر دوں گا۔ ان میں سے اولیٰ الذکر اور آخری الذکر
حضرت یسوع موعودؑ وقت سے ہیں۔ اور ثانی الذکر عقیدہ جیسا کہ خود میں نے اپنے لیکچر میں بیان
کیا ہے۔ جو صحیح بھی ہے۔ حضرت یسوع موعودؑ کی وفات کے بعد حضرت اساذی الکوم
عقیدہ ایسے اہل رعب سے گفتگو اور انکی تعلیم کا نتیجہ ہے

انوار خلافت

(مجموعہ تقاریر جلسہ سالانہ ۱۹۱۵ء)

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی

نے کہا آپ لوگوں کے بڑے دشمن ہیں جو یہ مشہور کرتے پھرتے ہیں کہ آپ ہم لوگوں کو کافر کہتے ہیں میں یہ نہیں مان سکتا کہ آپ ایسے وسیع حوصلہ رکھنے والے ایسا کہتے ہوں۔ اس سے شیخ یعقوب علی صاحب باتیں کر رہے تھے۔ میں نے ان کو کہا آپ کہہ دیں کہ واقعہ میں ہم آپ لوگوں کو کافر کہتے ہیں یہ منکر وہ جہان سا ہو گیا۔ لیکن جب اس سے یہ پوچھا گیا کہ آپ جس مسیح کے آنے کے خطر ہیں اس کے منکروں کو کیا کہتے ہیں۔ تو کہنے لگا بس بس میں سمجھ گیا بے شک آپ کا حق ہے کہ ہم کو کافر سمجھیں۔

پس تم لوگ دین کو اپنی جگہ پر رکھو اور دنیا کو اپنی جگہ پر۔ اور جہاں دین کا معاملہ آئے وہاں فوراً الگ ہو جاؤ۔ وہ لوگ جو اس بات سے جڑتے ہیں کہ ہمیں کافریوں کہا جاتا ہے۔ ان سے پوچھو کہ جب تمہارا مسیح آئے گا اور جو لوگ اسے نہیں مانیں گے ان کو کیا کہو گے۔ یہی تا کہ ان کی گردن اڑا دو۔ لیکن ہم تو کسی کی گردن نہیں اڑاتے ہم تو شریعت کا نبوی استعمال کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو کہو اگر تمہارے خیال میں ہم ایک جھوٹے مسیح کو مانتے ہیں تو پھر ہمارے جنازہ پڑھنے سے تمہارے مردہ کو فائدہ کیا ہو گا کیا جس صورت میں کہ ہم مسلمان ہی نہیں ہماری دعا سے آپ کا مردہ بخشا جاسکتا ہے۔ پس اگر ان باتوں پر کوئی غور کرے تو کوئی لڑائی جھگڑا نہیں ہو سکتا۔

اب ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی تو حضرت مسیح موعودؑ کے منکر ہوئے اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے۔ لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے۔ تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے۔ وہ تو مسیح موعودؑ کا کفر نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا اور کہتے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہو تا ہے شریعت وہی مذہب ان کے بچہ کا قرار دیتی ہے۔ پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہی ہوا۔ اس لئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہئے۔ پھر میں کہتا ہوں بچہ تو جہنگار نہیں ہوتا اس کو جنازہ کی ضرورت ہی کیا ہے۔ بچہ کا جنازہ تو دعا ہوتی ہے اس کے پسند مانگ کے لئے اور اس کے پسند مانگ ہمارے نہیں بلکہ غیر احمدی ہوتے ہیں۔ اس لئے بچہ کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہئے۔ باقی رہا کوئی ایسا شخص جو حضرت صاحب کو تو سچا مانتا ہے لیکن ابھی اس نے بیعت نہیں کی یا احمدیت کے متعلق غور کر رہا ہے اور اسی حالت میں مر گیا ہے اس کو ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کوئی

کلمۃ الفصل

جلد ۱۴

۱۱۰

جو اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں میں
تفریق کریں یعنی اللہ پر ایمان لے آئیں اور رسولوں کو نہ مانیں یا کہتے ہیں کہ ہم بعض رسولوں کو مانتے
ہیں اور کسی کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ کوئی بین بین کی راہ نکالیں یہی لوگ کچے کا فر ہیں ۱۱۔
اللہ نے کافروں کے لئے ذلیل کرنیوالا عذاب تجویز کیا اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے کھلے
افغان میں ان لوگوں کا رد کیا ہے جو تمام رسولوں کا ماننا نہ دیا ایمان نہیں سمجھتے۔ یہ اس آیت
کے تحت ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا، موسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا، عیسیٰ کو نہیں مانتا اور
محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرت کا فر بلکہ پکا کافر اور دائرۃ اسلام سے
خارج ہے اور یہ فتویٰ ہماری طرف سے نہیں ہے بلکہ اس کی طرف سے ہے جس نے اپنے
کلام میں ایسے لوگوں کے لئے اولیٰک ہم الکافرون حقائق یا پر قند بردا

اور اگر یہ کہا جائے کہ اس آیت میں تو صرف رسولوں پر ایمان لانے کا سوال ہے
مسیح موعود کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا بلکہ ایک عظیم ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں
مسیح موعود کے متعلق بیسیوں جگہ نبی اور رسول کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں جیسا کہ
فرمایا "دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا" یا جیسے فرمایا یا ایہا النبی
اطعموا البائسین والمعتثرین یا جس طرح فرمایا انی مع المرسلین اقوم مسیح موعود
نے ابھی اپنی کتبا بوں میں اپنے دعویٰ رسالت اور نبوت کو بڑی صراحت کرتے
بیان کیا ہے جیسا کہ آپ لکھتے ہیں کہ "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں" (دیکھو باب
۵۔ ۱۰ مشنڈام) یا جیسا کہ آپ لکھا ہے کہ "میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں
اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہو گا۔ اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر
اس سے انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پہ قائم ہوں اسوقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں" (دیکھو خط حضرت مسیح موعود بطرف ایڈیٹر اخبار عالم لاہور) یہ خط حضرت مسیح موعود نے اپنی وفات سے
صرف تین دن پہلے یعنی ۲۲۔ مئی مشنڈام کو لکھا اور آپ کا یوم وصال ۲۶۔ مئی مشنڈام کو اخبار
عالم میں شائع ہوا۔ پھر اسی پر اس نہیں کہ مسیح موعود نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے بلکہ نبیوں کے
سرتاج محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی آئینہ مسیح کا نام نبی اللہ رکھا میں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

من جعلتها هذا الهام، أعني يا عيسى اني متوفيك ورافعك اليّ ومطهرك من الذين كفروا وجاهل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا الى يوم القيامة، وان الله قد سماك في هذا عيسى؛ ومن جعلتها الهام آخرها طبعني ربي فيه وقال اني خلقتك من جوهر عيسى وانك وعيسى من جوهر واحد وكشيئ واحد؛ ومن جعلتها الهام سمي فيه كل من خالفني من العلماء اليهود والنصارى. ثم ما ألهمت الى عشرين سنين بمثل هذه الالهامات وما كنت أدرى اني أومر بعد هذه المدة الطويلة وأسمي مسيحاً موعوداً من الله تعالى بل كنت ظننت ان المسيح نازل من السماء كما هو مركز في مدارك القوم؛ ولكن كنت اقول في نفسي تعجباً ان الله لم سماك عيسى ابن مريم في الهامه المتواتر المتتابع ولم قال انك وانه من جوهر واحد، ولم سمي الخالفين اليهود والنصارى؛ فظهرت عليّ معاني تلك الالهامات والاشارات بعد

وعن ابن مسعود لا يأتي ماثة سنة وعلى الارض نفس متفوسة اليوم رواه مسلم، وهكذا ذكر البخاري في صحيحه والمضمون واحد لا حاجة الى الاعادة. فوجب من هذا على كل مؤمن ان يؤمن بموت الدجال بعد المائة من زمان رسول الله صلى الله عليه وسلم والا فكيف يمكن التخلّف فيما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يوسى من الله تعالى مؤكداً بقسمه، والقسم يدل على ان الخبر محمول على الظاهر لا تأويل فيه ولا استثناء ولا فاعلي فائدة كانت في ذكر القسم؛ فتدبرك المفتشين المحققين. واما تطبيق هذين الحديثين فلا يمكن الا بعد تأويل حديث الدجال وجعله من قبيل الاستعارات فنقول ان حديث خروج الدجال يدل على خروج طائفة الكذابين في آخر الزمان من قوم النصارى، وفي الحديث اشارة الى انهم يشابهون آباءهم المتقدمين في مكرهم وخذيعتهم وانواع فتنهم وحوصهم على اضلال الناس كأنهم هم، الا ان آباءهم كانوا مقيدين بالسلاسل والاغلال ولكن هؤلاء يخرجون من ذلك السجن ويضع الله عنهم اغلالهم فيعيشون ميمناً وشمالاً ويفسدون في الارض

پیغام صلح

رقم نمونہ

حضرت اقدس میرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام

سے نظر آوے اور کوئی کسی کو نہ سے۔ یہی حال اسلام کا ہے کہ اس کی آسمانی روشنی صرف ایک ہی طرف سے نظر نہیں آتی۔ بلکہ ہر ایک طرف سے اس کے ابدی چراغ نمایاں ہیں۔ اس کی تعلیم بجائے خود ایک چراغ ہے۔ اور اس کے ساتھ جو خدا کی نصرت کے نشان ہیں۔ وہ ہر ایک نشان چراغ ہے۔ اور جو شخص اس کی سچائی کے اظہار کے لئے خدا کی طرف سے آتا ہے۔ وہ بھی ایک چسپاں ہوتا ہے۔ میرا بڑا حصہ عمر کا مختلف قوموں کی کتابوں کے دیکھنے میں گزرا ہے۔ مگر میں سچ کہتا ہوں کہ میں نے کسی دوسرے مذہب کی تعلیم کو خواہ اس کا عقائد کا حصہ اور خواہ اخلاقی حصہ اور خواہ تدبیر منبری اور سیاست مدنی کا حصہ اور خواہ اعمال صالحہ کی تقسیم کا حصہ ہو۔ قرآن شریف کے بیان کے ہم پہلو نہیں پایا۔ اور یہ قلم میرا اس لئے نہیں کہ میں ایک مسلمان شخص ہوں۔ بلکہ سچائی مجھے مجبور کرتی ہے کہ میں گواہی دوں۔ اور یہ میری گواہی بے وقت نہیں۔ بلکہ ایسے وقت میں جب کہ دنیا میں مذاہب کی کشتی شروع ہے۔ مجھے خبر دی گئی ہے کہ اس کشتی میں آخر اسلام کو فتح ہے۔ میں زمین کی باتیں نہیں کہتا۔ کیونکہ میں زمین سے نہیں ہوں۔ بلکہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا ہے۔ زمین کے لوگ خیال کرتے ہوں گے۔ کہ شاید انجام کار عیسائی مذہب دنیا میں پھیل جائے یا بدھ مذہب دنیا پر حاوی ہو جائے۔ مگر وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ یاد رہے کہ زمین پر کوئی بات ظہور میں نہیں آتی۔ جب تک وہ بات آسمان پر قرار نہ پائے۔ سو آسمان کا خدا مجھے بتلاتا ہے۔ کہ آخر اسلام کا مذہب دلوں کو فتح کر لیگا۔ اس مذہبی جنگ میں مجھے حکم ہے کہ میں حکم کے طالبوں کو ڈراؤں۔ اور میری مثال اس شخص کی ہے۔ کہ جو ایک خطرناک ڈاکو قتل کے گروہ کی خبر دیتا ہے۔ جو ایک گاؤں کی

۶۳

۳ جنوری ۱۹۰۶ء (۱) لَا يُقْبَلُ عَمَلٌ يَشْقَالُ ذَرَّةً مِنْ غَيْرِ التَّقْوَى (۲) رَزَلَاةُ السَّاعَةِ وَنَهْدُهُ مَا يَعْمُرُونَ (۳) عَفَّتِ الدِّيَارُ لِكَيْفِي (۴) قُلْنَ مَا يَنْتَوِي بِكُمْ رَبِّي نَوَازًا وَمَا ذُكِرَ - (کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۵۴)

۴ جنوری ۱۹۰۶ء (۱) "كَلَّمَ اللَّهُ لَاغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي (۲) سَلَامٌ قَوْلًا وَسَنَ رَبِّ رَحِيمٍ (۳) ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں - (کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۵۵) (ترجمہ) خدا نے ابتداء سے مقدّر رکھ دیا ہے کہ وہ اور اس کے رسول غالب رہیں گے (۲) خدائے رحیم کتاب ہے کہ سلامتی ہے یعنی غائب و غاسر کی طرح تیری موت نہیں ہے۔ اور یہ کلمہ کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں اس کے پسینی ہیں کہ قبل از موت مکی فتح نصیب ہوگی۔ جیسا کہ وہاں دشمنوں کو قہر کے ساتھ مغلوب کیا گیا تھا اس طرح یہاں بھی دشمن قہری نشانوں سے مغلوب کئے جائیں گے۔ دوسرے یہ معنی ہیں کہ قبل از موت مدنی فتح نصیب ہوگی۔ خود بخود لوگوں کے دل ہماری طرف مائل ہو جائیں گے۔ فقرہ كَلَّمَ اللَّهُ لَاغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي مکی حکوت اللہ کا کلمہ ہے اور فقرہ قَوْلًا رَبِّ رَحِيمٍ مدنی حکوت۔ (بدرد جلد ۲ نمبر ۳ مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۲ مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۳)

۵ جنوری ۱۹۰۶ء "تزلزل در ایوان کسری فتا" (بدرد جلد ۲ نمبر ۳ مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۳ مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۱) کوئی عمل تقویٰ کے بغیر ذرہ بھر قبول نہیں کیا جائے گا (۲) قیامت والا زلزلہ۔ اور جو عمل توڑ پھٹے جائیں گے ہر ان کو گرا تے جائیں گے (۳) گھر مٹ جائیں گے جیسا کہ میں بتا چکا ہوں (۴) کہ دسے کہ میرے رب کو تمہاری پرواہ ہی کیا ہے۔ اگر تم دُعا نہیں کرو گے۔

۲) (ترجمہ از مرتب) شاہ ایران کے محل میں تزلزل پڑ گیا۔

(نوٹ از مرتب) چنانچہ اس امام کے بعد بالکل خلافت توحہ ایران میں جلد ہی شور و بغاوت برپا ہوئی اور مرزا محمد علی شاہ ایران نے مجبوراً بتاريخ ۱۵ جولائی ۱۹۰۶ء روس کے سفارت خانہ میں پناہ لی۔ آخر وہ تخت سے معزول کیا گیا اور پارلیمنٹ بنائی گئی۔ منفصل دیکھیے "دعوة الامیر" تصنیف حضرت سیدنا امیر المؤمنین علیہ السلام (۱) الیہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ائمہ ایدیشین نمبر ۹ صفحہ ۲۰، ۲۰۵۔ غازی ایڈیشن صفحہ ۳۲۶ تا ۳۲۹ میں دوسری پیش گوئی۔

چشمہ معرفت

دوسرا حصہ

پھر ماسوا اس کے اثر اس وجہ سے انکار کیا جاتا ہے کہ یہ امر خارقِ عادت ہے۔ تو کیا بموجب اصولِ آریوں کے دید کے بعد الہام الہی ہونا یہ خارقِ عادت امر نہیں ہے پس جبکہ لیکچر ہم کی موت نے اس بات کو ثابت کر دیا کہ وہ قادرِ خدا اس زمانہ میں بھی برضاتِ دید کے معروضہ کردہ قانونِ قدرت کے الہام کرتا ہے تو دید کا سارا قانونِ قدرت دریا بُد ہو گیا اس صورت میں دید کی بات کا کوئی بھی اعتبار نہ رہا۔ ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹ ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اُس پر اعتبار نہیں رہتا اور اگر لیکچر امِ دلی میں کوئی سے تسلی نہیں ہوئی تو پھر درخواست کرنے سے اور کوئی ذریعہ تسلی کا پیدا ہو سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی صدمہ الہامی پیشگوئیاں جو پوری ہو چکی ہیں تسلی دے سکتی ہیں غرض دید کا قانونِ قدرت ایسا جھوٹا ثابت ہوا کہ ساتھ ہی دید کو بھی لے دو۔ اب پھر اسی بنیاد پر اعتراض کرنا حیا سے بعید ہے۔ ظاہر ہے کہ دید نے دعویٰ کیا تھا کہ اس کے بعد خدا کی قوتِ حکم ہمیشہ کے لئے مسلوب رہے گی مگر ہم نے پہلے ہی ہوتے نشانوں کے ساتھ ثابت کر دیا کہ دید نے جو کچھ دعویٰ کیا ہے اور جو کچھ آئندہ کے لئے خدا کے الہام کے بارہ میں لکھا ہے کہ وہ محال اور قانونِ قدرت کے برخلاف ہے وہ مراسرِ جھوٹ اور خلافِ حق ہے بلکہ خدا ہمیشہ اپنے بندوں کو الہام کرتا ہے تو پھر بتلاؤ کہ اس کے بعد بار بار اُسی دید کو ہمیشہ کرنا جس کے قانونِ قدرت کا قانون ہم دیکھ چکے ہیں۔ کس قدر خلافِ حیا و شرم ہے۔

۲۴۴

غرض لیکھ ام کی موت نے ثابت کر دیا کہ وید کی یہ تعلیم سراسر غلط ہے کہ اس کے بعد اہلہم
نہیں ہے تو پھر وید کے مقررہ قانون قدرت پر اعتبار کیا رہا۔ خدا تعالیٰ کے کوڑے کا قانون
قدرت ابھی مخفی ہیں اور آہستہ آہستہ ظاہر ہو رہے ہیں مگر افسوس ان لوگوں پر کہ دانستہ آنکھ
بند کر لیتے ہیں مگر یورپ کا کوئی شخص یہ بات ظاہر کرے کہ میں تجھ میں سے پانی نکال سکتا
ہوں یا تمام تجھ کو پانی بنا سکتا ہوں تو اُس کے مقابل پر یہ لوگ دم بھی نہ ماریں اور فی غلو و آمنا
صدقہا کہنے لگیں مگر خدا کے کلام نے جو کچھ بیان کیا اُس کو نہیں مانتے۔

ماہیٹل باراول

الحمد لله والمنة کہ یہ رسالہ

موسومہ

ایام الصالح

تعداد اشاعت ۱۰۰

قیمت فی جلد ۱۰

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم حافظ فضل الدین صاحب

بھیروی مالک مطبع کے مطبوع ہوا

یکم جنوری ۱۸۹۹ء

ہام الصلح

وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ ۖ ۚ اِس کی تفصیل یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آہ نبیوں کی طرح ظاہری علم کسی اُستاد سے نہیں پڑھا تھا۔ مگر حضرت علیؑ اور حضرت موسیٰؑ مکتبوں میں بیٹھے تھے۔ اور حضرت عیسیٰ نے ایک یہودی اُستاد سے تمام تورات پڑھی تھی۔ غرض اسی لحاظ سے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اُستاد سے نہیں پڑھا خدا آپ ہی اُستاد ہوا۔ اور پہلے پہل خدا نے ہی آپ کو اِقْدَع کہا۔ یعنی پڑھ۔ تو کسی نے نہیں کہا۔ اِس لئے آپ نے خاص خدا کے زیر تربیت تمام دینی ہدایت پائی اور دوسرے نبیوں کے دینی معلومات انسانوں کے ذریعہ سے بھی ہوئے۔ سو آنے والے کا نام جو ہمدی رکھا گیا۔ سو اِس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا سے ہی حاصل کریگا۔ اور قرآن اور حدیث میں کسی اُستاد کا شاکر نہیں ہوگا۔ سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے۔ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے۔ یا کسی مفسر یا محدث کی شاکر دی اختیار کی ہے۔ پس یہی ہمدیت ہے جو نبوت محمدیہ

کے شہدای پر مجھے حاصل ہوئی ہے۔ اور امرار دین بلا واسطہ میرے پر کھولے گئے۔ اور جس طرح مذکورہ بالا درجہ سے آنے والا ہمدی کہلائے گا اسی طرح وہ سچ بھی کہلائیگا کیونکہ اِس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانیت بھی اثر کرے گی۔ لہذا وہ عیسیٰ ابن مریم بھی کہلائیگا اور جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت اپنے خاصہ ہمدیت کو اِس کے اندر چھوٹا تھا۔

چہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام عید بھی ہے اور اِس لئے خدا نے عید نام رکھا کہ اِس عیدیت کا حضور اور خلیا ہے اور عیدیت کی حالت کا نام ہے جس میں کسی قسم کا غلو اور بلندی اور غیب نہ ہو اور صاحب اِس حالت کا اپنی عملی تکمیل یعنی خدا کی طرف دیکھے۔ اور کوئی تاخیر درمیان نہ دیکھے۔ قرب کا عوارض ہے کہ وہ کہنے میں مود

چہ نوٹ۔ یہ مرتبہ عیدیت کا درجہ انسان اپنی عملی تکمیل یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے دیکھے بغیر اِس ہمدی کا لی کی میں کی عملی تکمیل نام و کمال معنی خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے ہوتی ہو دوسرے کو پیش نہیں آ سکتا کیونکہ اپنی عیدیت اور کمال کا اثر خود ایک ایسا خیال پیدا کرتا ہے کہ جو عیدیت نامہ کے معنی ہے۔ اِس لئے مرتبہ عیدیت کا نام بھی جو اِس کے جو مرتبہ ہمدیت کا نام کے تابع ہے جو کوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی دوسرے کو جو کمال حاصل نہیں۔ ذالک فضل اللہ یؤتیلہ من یشاء فاشہدوا اننا نشہد ان محمدًا عبد اللہ ورسولہ۔ متفقہ

کیونکہ بٹالہ اور گورداسپور میں مشنری صاحب موجود ہیں اور نہ اس نے کوئی خاص وجہ بتلائی کہ وہ کیل خاص کو میرے پاس آیا ہے۔ جب کہ اور بھی مشنری صاحب موجود ہیں۔ اس نے صرف یہ کہا کہ اتفاقاً ایک شخص کے آپ کی کوٹھی بتلانے پر آیا ہوں جب ہم نے اُس سے پوچھا کہ تم نے کراہیہ ریل کا کہاں سے لیا تو وہ بتلانہ سکا۔ ان باتوں پر ہماری خاص توجہ غور کے واسطے ہوئی اور غور طلب معاملہ ہم سمجھا اور یہ میرے دل میں گذرا کہ اس کے بیانات لیکن ہم کے قاتل کے بیانات سے عجیب تشبیہ رکھتے ہیں۔ پس ہم نے اس کی طرف خاص دھیان رکھا۔ پس اس سے گفتگو کر کے ہم نے قصد مذکور کیا۔ اس شخص نے واقفیت دین عسوی سے غائبہ کی ہم نے پوچھا کہاں سے یہ واقفیت حاصل کی۔ اس نے کہا کہ قادیان میں ایک عیسائی بٹالہ کا رہتا ہے جو مسلمان ہو کر مرزا صاحب کے یہاں رہتا ہے نام اس کا سائیاں ہے۔ اس کے پاس انجیل مقدس تھی اور مبالغہ کیا کرتا تھا جہاں سے مجھے شوق و رغبت ہوئی۔ میں نے اس نوجوان کو مہاں سنگھ گیٹ والے شفا خانہ میں بھیج دیا۔ کہ وہاں طالب علموں کے پاس رسچہ اور تعلیم پائے۔ اور ہم نے اس کو بوتلوں کے صاف کرنے وغیرہ کا کام دیا۔ قریباً پانچ چھ یوم تک وہ اس جگہ رہا۔ اول اس میں قابل توجہ یہ بات تھی کہ وہ مرزا صاحب

اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک ندی خواں مسلم میرے لئے نوکر رکھا گیا جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الہی تھا۔ اور جب میری عمر تقریباً دس برس کے ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدا تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تحمید تھی اس لئے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جواہر ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے۔ وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب چند سال پڑھنے کا

کے حق میں بہت ہی برا بکتا تھا۔ دوم وہ بپتسمہ لینے کی از حد خواہش رکھتا تھا۔ اور سوم وہ بلاوجہ اور بلاطلبی ہمارے کوٹھی پر آکر گشت اور سیر اور ملاقات چاہتا تھا۔ اور بارہوی کو چھ سال کی عمر میں وہ محمدی ہوا تھا۔ اپنی گوت (برہمن) سے ناواقف تھا اور ناکوں سے ناواقف تھا۔ اور مختلف اشخاص سے مختلف قسم کی اپنی نسبت کہانی بیان کی۔ مثلاً ایک شخص سے اُس نے اپنے دوست ایسڈاس نام کو بچائے کر پارام کے بتلایا۔ بعد القضاے پانچ روز ہم نے اپنے اسپتال واقع بیاس پر اُسے بھیج دیا۔ وہاں بھی میرے طالب علم پڑھتے ہیں جاتے ہی اس نے ایک خط مولوی نور الدین کے نام جو میرزا صاحب کا دہانے ہاتھ کا فرشتہ ہے لکھ دیا۔ اسی شخص کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ خط اُس نے لکھا ہے۔ مطلب اس خط کا یہ تھا کہ میں عیسائی ہونے لگا ہوں آپ روک سکتے ہیں تو روک لیں۔ یہ مطلب بھی اُس کی زبانی ہی معلوم ہوا تھا اور دیگر شہادت بھی ہے۔ باعث خط لکھنے کا یہ تھا کہ ہم نے اس کو کہا تھا۔ کہ یہ بہتر نہ ہوگا کہ ہم مرزا صاحب کو لکھیں کہ یہ شخص عیسائی ہونا چاہتا ہے۔ کل کو یہ نہ کہیں کہ تم اُن کے چور ہو۔ اس نے کہا کہ نہیں میں خود ہی خط لکھتا ہوں۔ اور اس نے خط لکھ کر بیرون ڈاک میں ڈالا۔ اور مجھے خط کے ذریعہ سے خط لکھنے سے منع کیا تھا جب تک میرے بپتسمہ کا وقت ہو۔ وہ خط

اتفاق ہوا۔ ان کا نام علی شاہ تھا۔ ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں بھیجنے کے لئے مقرر کیا تھا۔ اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب پر چھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے عاقل و طبیب تھے اور ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا۔ میرے والد صاحب مجھے بار بار یہی ہدایت کرتے تھے کہ کتابوں کا مطالعہ کم کرنا چاہئے کیونکہ وہ نہایت ہمدردی سے ڈرتے تھے کہ صحبت میں فرق نہ آوے اور نیز ان کا یہ بھی مطلب تھا کہ میں اس شغل سے ہلک

تاریخ

ہاشم برادر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي
 أَنْعَمَ عَلَيْنَا وَنَاوَلَنَا
 الْكِتَابَ بِحُسْنِ الْبَيَانِ

امیر الدہرم

مطبع
 ضیاء
 الاسلامیہ
 مین حکیم فضیلین
 کے احقر سے
 جمشید شیلو

کردار و ملک کو اس کے گھر تک پہنچا دیں کیونکہ مکاروں اور خیانت پیشوں کی سزا واپسی یہی ہے کہ ان کے خیانت کے طریقوں کو پریشیدہ نہ رکھا جائے اور سست اور آست کو کچھ پہلے اسی غرض سے چمکنے اس رسالہ کو لکھا ہے غلط بیانی کے سچا الزام کا فیصلہ پہلے کیونکہ یہ بین بد زبانیاں جو میری نسبت کی گئیں اور کہا گیا کہ شخص غلط بیان اور تدبیر متعصب اور غیبت النفس ہے یہ اس خیانت سے بھرا ہوا بہتان ہے کہ کوئی صادق آدمی اس پر جبر نہیں کر سکتا اور نیز اس پر خاموش رہنے سے خلق اللہ کو ضرر پہنچے گا بھلا پہلے کچھ دیکھو گا کہ غلط بیانی اور بہتان طرز ہی دوست بازوں کا کام نہیں بلکہ نہایت شریر اور بد ذات آدمیوں کا کام ہے کہ جو نہ خدا سے ڈریں اور نہ خلقت کے لعن و لعن کی پروا رکھیں اور جو نہ کائنات ان لوگوں نے گالیاں دیکھیں اور جو

میرے خیال میں انسانی شرم نے ان کو اعزاز نہیں دی اور جب میرے بعض مخلصوں نے ان کو یہ مقام پیش کرنا تو پھر دوسرا عندیہ پیش ہوا کہ طریق اس حالت میں ہے کہ جب خاندان ہرگز عورت کے پاس جا نہ سکے۔ پھر جب کہول کر سکا گیا کہ سیدہ پکاوش میں یہ صاف لکھا ہے کہ یہ ان مرد پر ہم قابل و قابل ہوس میں ہیں وہ ناموس بھی حاضر ہیں جو محبت کرنے پر تیار ہے قدر میں گرمی قابل وہ وہ نہیں شگونی میں کڑے نہیں یا پکی ہے۔ یہ نہیں لکھا کہ ایسا ہو کہ ہرگز محبت نہ کر سکا ہو بلکہ یہ لکھا ہے کہ اگر مرد قابل اور ہو تو گر و گویا ہی پہنچتی ہیں تب بھی ننگ ہوگا تو یہ جواب سکرو وہ لوگ خاموش ہو گئے حدیث میں سے ایک پندہت ہی ارنے کے بے شک ایسی حالتوں میں لگی ننگ کہ ان کا کہ مضائقہ نہیں اور یہاں سے ننگ پر ماضی ہیں۔ غرض اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ عام ہیئت وہ کی کہی ہے کہ نہ لوگ ضرورتوں کے وقت جی ہوں اور جو نہیں سے ننگ کیا کریں مگر اب رہے کہ انسانی کائنات میں کو قبول نہیں ان اصفان کی فطرتی حیثیت و خصوصیت ہزار ہا درجہ سے اس کام پر لغت ہے جی ہاں تو اصفان ایک مرتبہ بھی اپنی رغبتوں کے لئے فریت لکھا ہے۔ ہر حال کلام ہے کہ اگر اس بارہ میں کوئی اور کہیے صاحب بھی بحث نہ چاہتے ہیں تو ہم اپنے غرض سے ان کو ان کی درخواست پر تسلیم میں لکھتے ہیں اور ہرگز سے

۱۳۵۵ء تک ملت ہے۔

راقم امین ز اعظام احمد

۱۳۵۵ء تا ۱۳۵۶ء تک ملت ہے۔

(اٹل ریج پبلشرز)

الحمد لله والمنت کہ رسالہ طیبہ مبارکہ

المسماۃ بہ

شہادۃ القرآن

نزول المسیح الموعود فی آخر الزمان

مطبع پنجاب پریس سیالکوٹ میں

باہتمام

منشی غلام قادر صاحب

فصیح کے چھپا

یہ چند احکام بطور نمونہ ہم نے لکھے ہیں اس میں ایک تھوڑی سی عقل کا آدمی بھی سوچ سکتا ہے کہ بظاہر یہ تمام خطاب صحابہ کی طرف ہو لیکن درحقیقت تمام مسلمان ان احکام پر عمل کرنے کے لئے مامور ہیں نہ کہ صرف صحابہ مامور ہیں۔ پس۔ غرض قرآن کا اصلی اور حقیقی اسلوب جس سے سارا قرآن بھرا پڑا ہے یہ ہے کہ اسکے خطاب کے مورد حقیقی اور واقعی طور پر تمام مسلمان ہیں جو قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے گو بظاہر صورت خطاب صحابہ کی طرف راجع معلوم ہوتا ہے پس جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ یہ وعدہ یا وعید صحابہ تک ہی محدود ہے وہ قرآن کے عام محاورہ سے عدول کرتا ہے اور جب تک پورا ثبوت اس دعویٰ کا پیش نہ کرے تب تک وہ ایسے طریق کے اختیار کرنے میں ایک محدود ہے۔ کیا قرآن صرف صحابہ کے واسطے ہی نازل ہوا تھا۔ اگر قرآن کے وعدہ اور وعید اور تمام احکام صحابہ تک ہی محدود ہیں تو گویا بعد میں پیدا ہونے والے قرآن سے بکلی بے تعلق ہیں۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْخَطَايَا۔

اور یہ کہنا کہ حدیث میں آیا ہو کہ خلافت تیس سال تک ہوگی عجیب فہم ہے جس حالت میں قرآن کریم بیان فرماتا ہو کہ ثَلَاثَةٌ مِنْ الْاَوَّلِيْنَ وَ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْاٰخِرِيْنَ تو پھر اس کے مقابلہ پر کوئی حدیث پیش کرنا اور اسکے معنی مخالفت قرآن قرار دینا معلوم نہیں کہ کس قسم کی سمجھ ہے اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہو تو پہلے اُن حدیثوں پر عمل کرنا چاہیے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفہ کی نسبت خبر دی گئی ہے خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہو کہ آسمان سے اس کی نسبت آواز آئیگی کہ هٰذَا خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْمُهَدِّيُّ۔ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی جو جو کسی کتاب میں درج ہو جو جامع المکتب بعد کتاب اللہ ہو لیکن وہ حدیث جو معترض صاحب نے پیش کی ہو علماء کو اس میں کئی طرح کا جرح ہو اور اس کی صحت میں کلام ہو کیا معترض نے غور نہیں کیا جو آخری زمانہ کی نسبت بعض خلیفہوں کے ظہور کی خبریں دی گئی ہیں کہ حادثات آئیگا مہدی آئیگا۔ آسمانی خلیفہ آئیگا۔ یہ خبریں حدیثوں میں ہیں یا کسی اور کتاب میں۔ احادیث سے یہ ثابت ہے کہ زمانے یمن ہیں۔

القبور والشمس في رمضان - ليكون آيتين لي من ربي الرحمن ثم انزل الطامون
لعل الناس يتفكرون - فما لكم لا تنظرون الى اى الله اوتعانت عيونكم ما
تنظرون - ايها الناس عندي شهادات من الله فهل انتم تؤمنون -
ايها الناس عندي شهادات من الله فهل انتم تسلمون - وان تعدوا
شهادات ربي لا تحصوها فاتقوا الله ايها المستعجلون - افكلما جاءكم
رسول بما لا تهوى انفسكم ففرقوا كذبتم وفرقا تقتلون انا نصرنا من ربنا
ولا تنصرون من الله ايها الخاشعون - اقتلتموني بقتاوى القتل او دعاوى
رفعتموها الى الحكام ثم لا تستدمون كتب الله لا غلب انا ورسلي ولن تعجزوا
الله ايها المحاربون - ووالله انى صادق ولست من الذين يختلون - انكروا
وقد تمت عليكم الحجة الا تردون الى الله او انتم كسيكم خلدون - الا
تتدبرون سورة النور والتحريم والفاحة او تكرهون قراءتها او
على انفسكم تحرمون - وهذه رسالة مني اهديت لكم يا اهل الندوة
لعلكم تفتحون عيونكم او تتم عليكم حجة الله فلا تعتذرون بعدها ولا
تختصمون واني سميتها

تَحْفَةُ النَّدْوَةِ

واني ارسل اليكم رسلي وانظر كيف يرجون
واني ادعو الله ان يجعلها مباركة لقوم لا يستكبرون - رب اشهد اني بلغت
ما امرت فاكتبني في الذين يبلغون رسالاك ولا يخافون - آمين ثم آمين

کام بھی انہیں مولویوں میں سے بعض سے ظہور میں آئے۔ میرے پر جھوٹی خبریں بھی لگیں اور خواہ خواہ گوشت کو خلاف واقعہ باتوں کے ساتھ اکسایا گیا مگر کچھ خبر ہے کہ اس نتیجہ کو اٹھایا گیا۔ یہ پتہ کہ میں ترقی کرتا گیا جب یہ لوگ میری تغیر اور تکذیب کے لئے کھڑے ہوئے اور خود بخود پیشگوئیاں کیں کہ جلد تو ہم اس شخص کو نابود کر دیں گے۔ اُس وقت میرے ساتھ کوئی بڑی جماعت نہ تھی بلکہ صرف چند آدمی تھے جن کو انگلیوں پر گن سکتے تھے۔ بلکہ براہین احمدیہ کے زمانہ میں سب براہین احمدیہ چھپ رہی تھی۔ میں صرف اکیلا تھا۔ کوئی ثابت کر سکتا ہی کہ اس وقت میرے ساتھ کوئی ایکٹ تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ جبکہ خدائے تعالیٰ نے پچاس سے زیادہ پیشگوئیوں میں مجھے خبر دی تھی کہ اگرچہ تو اس وقت اکیلا ہو مگر وہ وقت آتا ہے کہ تیرے ساتھ ایک دنیا ہوگی۔ اور پھر وہ وقت آتا ہے جو تیرے اس قدر عروج ہوگا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے کیونکہ تو برکت دیا جائیگا۔ خدا پاک ہے جو چاہتا ہے کرتا ہو۔ وہ تیرے سلسلہ کو اور تیری جماعت کو زمین پر پھیلائیگا اور انہیں برکت دیگا اور بڑھائے گا اور انکی عزت زمین پر قائم کر لیگا جب تک کہ وہ اسکے عہد پر قائم ہونگے۔ اب دیکھو کہ براہین احمدیہ کی ان پیشگوئیوں کا حیرت آمیز ترجمہ کیا گیا وہ زمانہ تھا جبکہ میرے ساتھ دنیا میں ایک بھی نہیں تھا جبکہ خدائے مجھے یہ دُعا سکھائی کہ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَاَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ یعنی اے خدا مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث ہو۔ یہ دُعا الہامی براہین میں درج ہے۔ غرض اس وقت کے لئے تو براہین احمدیہ خود گواہی دے رہی ہے کہ میں اس وقت ایک گمنام آدمی تھا۔ مگر آج باوجود مخالفانہ کوششوں کے ایک لاکھ سے بھی زیادہ میری جماعت مختلف مقامات میں موجود ہے۔ پس کیا یہ معجزہ ہے یا نہیں کہ میری مخالفت اور میرے گمانے میں ہر قسم کے فریب خرچ کئے منصوبے کئے مگر یہ سب مولوی اور اُن کے رفیق چھوٹے بڑے سب کے سب نامراد ہے۔ اگر یہ معجزہ نہیں تو یہ معجزہ کی تعریف نہ دے جتنے پوچش خود ہی کریں کہ کس چیز کا نام ہے۔ اگر میں صاحب معجزہ نہیں تو جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن سے ابن مریم کی وفات ثابت نہیں تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر حدیث معراج نے ابن مریم کو مردہ روح میں نہیں بٹھادیا تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن نے سورہ نور میں نہیں کہا کہ اِس لَتَكُنَّ عَلِيْفَةً اِسی امت میں سے

ہونگے تو یس جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں۔ اے فانی انسانو! ہشیار چو جاؤ۔ اور سوچو کہ مجز، اسکے مجزہ کیا ہوتا ہے کہ اس قدر مخالفوں کے جنگ و جدل کے بعد آخر براہین احمدیہ کی وہ پیشگوئیاں سچی نکلیں جو آج سے بائیس برس پہلے کی گئی تھیں۔ تم ثابت نہیں کر سکتے کہ اس زمانہ میں ایک فرد انسان بھی میرے ساتھ تھا مگر اس وقت اگر میری جماعت کے لوگ ایک جگہ آباد کئے جائیں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ شہر اتر سر سے بھی کچھ زیادہ ہوگا۔ حالانکہ براہین کے زمانہ میں جب یہ پیشگوئی کی گئی تھی صرف اکیلا تھا۔ پھر اگر مولویوں کی مزاحمت درمیان نہ ہوتی۔ تو براہین احمدیہ کی پیشگوئی پر دو ہزار رنگ نہ چڑھتا۔ لیکن اب تو مولویوں اور ان کے تابعداروں کی مخالفانہ کوششوں نے اس اعجاز پر دو ہزار رنگ چڑھا دیا اور بجائے اسکے کہ حسب مضمون اِنْ يَكُ كَاذِبًا فَعَلَيْكَ كَذِبُہُ مجھے صرف صادق ہونے کی وجہ سے اس آیت کی مقرر کردہ علامت سے بریت مل جاتی۔ اب تو اسکے علاوہ براہین احمدیہ کی عظیم الشان پیشگوئیاں جو اس زمانہ سے میں بائیس برس پہلے دنیا میں شائع ہو چکی ہیں وہ پوری ہو گئیں اور ہزار ہا اہل فضل و کمال میرے ساتھ ہو گئے۔ اب وہ سراج اس آیت کا دیکھو اِنْ يَكُ صَادِقًا يُصِيبْكُمْ الْوَيْدُ الَّذِي يَعِدُكُمْ مِّمَّا تَعْبَأُ بِہِیْ کِیسا اعجازی رنگ میں پورا ہوا۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اتنی مہین میں اراد امانتک ہر ایک شخص جو میری امانت کو گناہہ نہیں مرگیا جب تک وہ اپنی امانت نہ دیکھ لے۔ اب ان مولویوں سے پوچھ لو کہ انہوں نے میرے مقابلہ خدا کے حکم کو کوئی ذلت بھی دیکھی جو یا نہیں۔ اب کون میری کوہن کر نیوالا بول سکتا ہو کہ قرآن کی یہ پیشگوئی جو یصیبکم بعض الذی یعد کہ ہے میری تائید کیلئے ظہور میں نہیں آئی بلکہ قرآن شریف نے بعض کے لفظ سے جملہ یاد و عید کی پیشگوئی کیلئے بعض کا نمونہ کافی چوراہا اس جگہ نمونے قوٹے نہیں۔ کیا مخالفوں کی اس میں کچھ تھوڑی دلت ہے کہ غلام دستگیر اپنی کتاب فتح رسائی میں یعنی صفحہ ۷۵ میں میرے پر عالم فظوں میں بدعالمکے یعنی فریقین میں کاذب پر بدعالمکے خود ہی چند روز کے بعد مر گیا۔ محمد حسن لے دیکھو کہ کیا یہ مجزہ نہیں کہ جس مولوی نے لکھے بعض نادان ملائوں سے میرے پرفتنی کفر کا لکھوا دیا تھا۔ وہ سب لکھ کر کے خود ہی مر گیا۔ منہ

نور احمد نے کہا کہ خدا کی قدرت سے کیا تعجب کہ وہ لڑکا دے۔ اس سے قریباً تین برس کے بعد جیسا کہ ابھی لکھتا ہوں دہلی میں میری شادی ہوئی اور خدا نے وہ لڑکا بھی دیا اور تین اور عطا کئے۔ اس بیان کی تمام یہ لوگ تصدیق کریں گے بشرطیکہ قسم نمونہ نمبر ۲ دے کر پوچھا جائے۔ اور حافظ نور احمد سخت مخالف ہے مگر نمونہ نمبر ۱ کی قسم اس کو بھی سچ بولنے پر مجبور کرے گی۔

۱۰۔ تخمیناً اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گزرا ہے کہ مجھے کسی قریب سے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر رسالہ اشاعت السنۃ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اُس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آجکل کوئی الہام ہوتا ہے؟ میں نے اسکو یہ الہام سنایا۔ جس کو میں کئی دفعہ اپنے مخلصوں کو سنا چکا تھا۔ اور وہ یہ ہے کہ بکر و شیب۔ جس کے یہ معنی اُن کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے میں نے ظاہر کئے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا پورا ہو گیا۔ اور اسوقت بفضلہ تعالیٰ چارپسر اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے میں نہیں یقین کر سکتا کہ مولوی محمد حسین بوجہ شدتِ عناد اور تعصب اس پیشگوئی کی نسبت اپنی واقعیت بیان کر سکے۔ لیکن اگر حلفت مطابق نمونہ نمبر ۲ دیا جائے تو ایسی صورت میں اُمید ہے کہ سچ بولی دے۔

۱۱۔ تخمیناً سولہ برس کا عرصہ گزرا ہے کہ میں نے شیخ حامد علی اور لالہ شریف کھتری ساکن قادیان اور لالہ ملاو امل کھتری ساکن قادیان اور جانی محمد مرحوم ساکن قادیان اور بہت سے اور لوگوں کو یہ خبر دی تھی کہ خدا نے اپنے الہام مجھے اطلاع دی ہے کہ

نہایت غیب اور شریف اور عالی نسب بزرگوار خاندان سادات سے یہ تعلق قرابت اس عاجز کو پیدا ہوا اور اس نکاح کے تمام ضروری مصارف تیار کیے گئے اور یہ ایک ایسی آسانی سے خدا تعالیٰ نے ہم سہم سپنا ہے کہ ایک ذرہ بھی نکل کر نہ پڑا اور اب تک اسی اپنے وعدہ کو پورے کئے چلا جاتا ہے۔ (شمذ حق صفحہ ۳۳، ۳۴ م۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۳۸۳، ۳۸۴)

۱۸۸۱ء (قریباً) ”اس پیشگوئی کو دوسرے امامات میں اور بھی تصریح سے بیان کیا گیا ہے یہاں تک کہ اس شہر کا نام بھی لیا گیا تھا جو ملی ہے اور یہ پیشگوئی بہت سے لوگوں کو سنائی گئی تھی اور یہ کہ کھانگیا تھا ایسا ہی تصور میں آیا کیونکہ بغیر سابق تعلقات و اہانت اور رشتہ کے وہی میں ایک شریف اور مشہور خاندان سادات میں میری شادی ہوگئی سو چونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ میری نسل میں سے ایک بڑی دنیا و حمایت اسلام کی ڈالے گا اور اس میں سے وہ شخص پیدا کرے گا جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہوگا اس لئے، میں نے پسند کیا کہ اس خاندان کی دلکی میرے نکاح میں لاؤں اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو ان لوگوں کو جن کی میرے ہاتھ سے تحریر ہوئی ہے وہاں میں زیادہ سے زیادہ پھیلاؤں اور عجیب اتفاق ہے کہ جس طرح سادات کی دوا کا نام شہر لیا تھا اسی طرح میری بیوی جو آئندہ خاندان کی ماں ہوگی اس کا نام نصرت جہاں بیگم ہے یہ لغوی کے طور پر اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے تمام جہاں کی مدد کے لئے میرے آئندہ خاندان کی بنیاد ڈالی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ کبھی ناموں میں بھی اس کی پیشگوئی غلطی سے ہوتی ہے۔“ (ترباتی المکملہ صفحہ ۶۳، ۶۴۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۲۷۴، ۲۷۵)

۱۸۸۱ء (تخمیناً) ”تخمیناً اٹھارہ برس کے قریب وعدہ گزارا ہے کہ مجھے کسی تفریق سے مولوی محمد حسین شادری ایڈیٹر رسالہ اشاعت السنۃ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آج کل کوئی امام ہوا ہے یا نہیں اس کو یہ امام تسلیم کیا جس کو میں کئی دفعہ اپنے مخلصوں کو سنا چکا تھا اور وہ یہ ہے کہ

يَسْكُو وَتَشْتَدُّ

جس کے یہ معنی ان کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے میں سے ظاہر کئے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میں سے نکاح میں لائے گا ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ امام جو بکر کے متعلق تھا پورا ہوا گیا اور اس وقت بفضلہ تعالیٰ چار پسر اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے امام کی انتظار ہے۔“

(ترباتی المکملہ صفحہ ۳۳۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۲۰۱)

لے خاکسار کی رائے میں یہ امام الہی اپنے دونوں پہلوؤں سے حضرت آمان جان کی ذات میں ہی پورا ہوا ہے جو پھر جیسی کنواری عین اور شہید یعنی بیوہ رہ گئیں۔ واللہ اعلم۔ (مرتب)

پھر ماسوا اس کے لگے اس وجہ سے انکار کیا جاتا ہے کہ یہ امر خارق عادت ہے۔ تو کیا بموجب اصول آیات کے وید کے بعد الہام الہی ہونا یہ خارق عادت امر نہیں ہے پس جبکہ لیکھرام کی موت نے اس بات کو ثابت کر دیا کہ وہ قادر خدا اس زمانہ میں بھی برخلات وید کے مقرر کردہ قانون قدرت کے الہام کرتا ہے تو وید کا سارا قانون قدرت دریا بُرد ہو گیا اس صورت میں وید کی بات کا کوئی بھی اعتبار نہ رہا۔ ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی ٹھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اُس پر اعتبار نہیں رہتا اور اگر لیکھرام والی پیشی کوئی سے تسلی نہیں ہوئی تو پھر درخواست کرنے سے اور کوئی ذریعہ تسلی کا پیدا ہو سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی صمد الہامی پیشگوئیاں جو پوری ہو چکی ہیں تسلی دے سکتی ہیں غرض وید کا قانون قدرت ایسا جھوٹا ثابت ہوا کہ ساتھ ہی وید کو بھی لے ڈوبا۔ پھر اسی بناء پر اعتراض کرنا صیا سے بعید ہے۔ ظاہر ہے کہ وید نے دعویٰ کیا تھا کہ اس کے بعد خدا کی قوتِ متکرم ہمیشہ کے لئے مسلوب رہے گی مگر ہم نے چمکتے ہوئے نشانوں کے ساتھ ثابت کر دیا کہ وید نے جو کچھ دعویٰ کیا ہے اور جو کچھ آئندہ کے لئے خدا کے الہام کے بارہ میں لکھا ہے کہ وہ محال اور قانون قدرت کے برخلاف ہے وہ سراسر جھوٹ اور خلاف حق ہے بلکہ خدا ہمیشہ اپنے بندوں کو الہام کرتا ہے تو پھر بتلاؤ کہ اس کے بعد بارہا اُسی وید کو پیش کرنا جس کے قانون قدرت کا منور ہم دیکھ چکے ہیں۔ کس قدر خلاف حیا و شرم ہے۔

۲۲۳

غرض لیکھرام کی موت نے ثابت کر دیا کہ وید کی یہ تعلیم سراسر غلط ہے کہ اس کے بعد الہام نہیں ہے تو پھر وید کے مقرر کردہ قانون قدرت پر اعتبار کیا رہا۔ خدا تعالیٰ کے کر وڑا قانون قدرت ابھی مخفی ہیں اور آہستہ آہستہ ظاہر ہو رہے ہیں مگر افسوس الی لوگوں پر کہ دانستہ آنکھ بند کر لیتے ہیں مگر یورپ کا کوئی شخص یہ بات ظاہر کرے کہ میں تجھ میں سے پانی نکال سکتا ہوں یا تمام تجھ کو پانی بنا سکتا ہوں تو اُس کے مقابل پر یہ لوگ دم بھی نہ مایں اور فی غلور آمنتا و صمد قنا کہنے لگیں مگر خدا کے کلام نے جو کچھ بیان کیا اُس کو نہیں مانتے۔

مجموعہ اشہارات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جلد سوم

(از ۱۸۹۸ء تا ۱۹۰۸ء)

النَّشْءُ
الشِّرْكُ كَثْرَةُ الْإِسْلَامِ مِثْلُ رَبِّهِ

(۲۷۶)

مولوی ثناء اللہ صاحب اترسی کے ساتھ آخری فیصلہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُکَ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِکَ الْکَرِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الهدی۔ مدت سے آپ کے پرچہ الحمد لیت میں میری محذوب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود کذاب و دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مغتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے۔ میں نے آپ سے بہت دُکھ اٹھایا اور صبر کرنا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پیچھے آنے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سنا سنا میرے پرکھ کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں اور ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی نفع نہ سمجھ سکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مغتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں بھی یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وقت و لذت اور صحت کے ساتھ اپنے ہفت دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔ اور اگر میں کذاب اور مغتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکتبہ میں کسرا سے نہیں پھیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے اٹھو تھے ہمیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ ہم تک جیسا دیاں آپ پر میری

زندگی میں ہی وارد نہ ہونی تو نہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں۔ محض دُعا کے طور پر نہیں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ اور میں خدا سے دُعا کرتا ہوں کہ اُسے میرے ملک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح مولود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اسے میرے سبب یا اسے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دُعا کرتا ہوں کہ مولوی شہاد اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے آمین۔ مگر اسے میرے کامل اور صادق خدا۔ اگر مولوی شہاد اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عابوسی سے تیری جناب میں دُعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ ہانی ہاتھوں سے نہ ملکہ طاغون و برصہ وغیرہ امراض ہلکے سے بھر اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانوں سے توہر کرے جس کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین۔ میں اُن کے ہاتھ سے بہت سستایا گیا اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی۔ وہ مجھے اُن چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دُنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانوں میں آیت لا تَقْتُلْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دُنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دُور دُور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص در حقیقت مفسد اور ٹھگ اور دوکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درہم کا ہڈا دی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طایلوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی شہاد اللہ انہیں تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اُسے میرے آقا اور میرے پیچھے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتی ہوں کہ مجھ میں اور شہاد اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دُنیا سے اٹھائے یا کسی اور نہایت صفت اُقت

ہیں جو موت کے برابر جو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین۔ تم آمین۔ رونا
 اہل بیتؑ و بہائم و نباتات و انت خیر الفاتحین۔ آمین
 ہاں مولا ایسا ہی کر کہ وہ میرے اس تمام غمون کو اپنے پیروں میں چھاپ دیں اور مجھ کو اس کے نیچے
 دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الوقت

عبداللہ احمد مدنی ز غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ وایتد

مرقومہ ہمارا پہلی کتاب

مرزا حکیم رحمت اللہ و جماعت احمدیہ کی طرف سے دوبارہ چھاپا گیا ۱۹ اپریل ۱۹۷۱ء
 سول اینڈ ٹریڈنگ آرگن پریس لاہور (۱۷ اگست ۱۹۷۸ء کے نصف صفحہ پر ہے)

(۲۷۷)

اعلان

بلد دوم

(مَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ)

انہوں کو اس ملک کے اکثر لوگ جو مولوی کہتے یا نہیں سمجھتے کا دم مار رہے ہیں جب خدا تعالیٰ
 کا کلام لکھا کوئی نہ کیا جاتا ہے تو کچھ نہیں کہ وہ افتر ہے۔ انہیں مانگوں پر تمام جنت کے نئے
 نئے کتبے کتاب حقیقتہ الٰہی تالیف کی ہے۔ کب تک یہ لوگ ایسا کریں گے جو ہر ایک نبی کے لئے

ملفوظات

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی
 مسیح موعود و مہدی مہود علیہ السلام

جلد ۹

شامت اہمال کے سبب اسی طرح ہلاک ہوئے تھے جیسے کہ اب ہو رہے ہیں۔ دین اسلام کی خاطر اگر اس وقت سکواہ چلی تھی تو اس وقت بھی دین اسلام ہی کی خاطر سکواہ چل رہی ہے۔

ثناء اللہ

فترمایا:-

یہ زمانہ کے عجائبات ہیں۔ رات کو ہم سوتے ہیں تو کوئی خیال نہیں ہوتا کہ ایسا تک ایک الہام ہوتا ہے اور پھر وہ اپنے وقت پر پورا ہوتا ہے۔ کوئی ہفتہ عشرہ نشان سے خالی نہیں رہتا۔ ثناء اللہ کے متعلق جو لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے اس کی تفسیر دیکھی گئی ہے۔ ایک دفعہ ہماری توجہ اس کی طرف ہوئی اور رات کو توجہ اس کی طرف تھی اور رات کو الہام ہوا کہ اجیب دعوة السامع صوفیاء کے نزدیک بڑی کرامت استیجاب دعا ہی ہے۔ باقی سب اس کی شاخیں ہیں

خدا تعالیٰ کی دی ہوئی تسلی

احمد صاحب جو کہ مداس سے بیعت کے واسطے آئے ہیں۔ ان کے متعلق عرب صاحب ابوسعید نے ذکر کیا کہ وہ کہتے ہیں کہ قادیان میں آنے سے پہلے میں نے ملوایا میں یہ سارا نقشہ جو ہوہو دیکھا تھا۔ یہ تمام مکانات وغیرہ مجھے بعینہ دکھائے گئے تھے۔

حضرت نے فرمایا:-

خدا تعالیٰ تسلی دینے کے واسطے یہ باتیں دکھلا دیتا ہے اور اس کی تسلی بے نظیر ہوتی ہے۔ دیکھو مشفقاً طریقاً تمام زمین پر کسی کو یہ تسلی نہیں دی گئی کہ مائی لحاظ کل من فی العلو یہ تسلی فقط ہم کو اس گھر کے متعلق عطا فرمائی گئی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کے عجیب کام ہیں۔

لہ البقرة 184

ازالہ اوہام

قصہ

سودہ یہی ہے جو پیدا ہو گیا۔ فالحمد لله على ذلك۔

ازرا بجمہ ایک یہ ہے کہ سچ کے نزول کی علامت یہ تھی کہ حکم فرشتوں کے پروردگار
اس نے اپنی تخیلیاں کھلی ہوئی ہوں گی۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس کا دیا اور دیا
ہاتھ جو تخیل علیہ علیہ اور انوار باطنی کا ذریعہ ہے آسمانی ہوگوں کے سہارے پر ہوگا اور وہ کتب اور
کتبوں اور مشائخ سنیں بلکہ خدا تعالیٰ سے علم لدنی پائے گا اور اس کی ضروریات زندگی کا
بھی خدا ہی متولی اور متکفل ہوگا جیسے کہ عرصہ دس سال سے برائین کا عمر میں اس عاجز کی نسبت
یہ الہام چھپ چکا ہے کہ انک باعیننا سمیتك المتوكل وعلمته من لدنا علما
یعنی تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے ہم نے تیرا نام جو کل رکھا اپنی طرف سے علم سکھایا ہو ہے
کہ انجمن سرمد جو حدیث میں ہے صفات اور قوی علیہ ہیں جیسا کہ صاحب طبقات شراح مشرق
نے حدیث مسند جہیز کی شرح میں یہی نسخہ لکھے ہیں عن لیلید ابن ثابت قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم طوفى للشام فلما لای ذلک یا رسول الله قال لان
ملائکة الرحمن باسطة اجفهما علیها رواه احمد والترمذی۔ یہ بات بہت سی
حدیثوں اور قرآن کریم سے ثابت ہے کہ جو شخص کامل انقطع اور کامل توکل کا مرتبہ پیدا کر لیتا
ہے تو فرشتے اس کے خادم کئے جاتے ہیں اور ہر ایک فرشتہ اپنے منصب کے مطابق اس کی
خدمت کرتا ہے۔ وقال الله تعالى ان الذین قالوا انما الله شدا مستقلموا تغفل
علیہم الملائکة الا تخافوا ولا تحزنوا واثبوا بالجنة التي كنتم توعدون
ایسا ہی خدا تعالیٰ فرماتا ہے وحملنا هم فی البتداء یعنی اٹھایا ہم نے ان کو جگہوں
میں اور دیاؤں میں۔ اب کیا اس کے یہ معنی کرنے چاہئیں کہ حقیقت میں خدا تعالیٰ اپنی گود
میں لے کر اٹھائے پھر ہر ایک طرح ملائکہ کے ہوں پر ہاتھ رکھنا حقیقت چمچیں نہیں۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ عاجز ایسی علامت متذکرہ بالا کے ساتھ آیا ہو اور انجمن طائر
پر اس عاجز کے دلوں ہاتھ میں اور طبی قوتوں کے سہارے سے علوم لدنی کھل رہے ہیں۔ اگر کوئی

عہد اسماء ۳۱۰ ۱۰۰۰ بنی اسرائیل ۱۰۰

الاسلامیۃ لیکون بلاغاً تاماً للطالبین۔ فاعلموا یا معشر الکرام جمع
کابرائے طالبان این صلیغ بر تہ کمال رسد۔ پس باندہ گدہ بندگان و جماعت صاحب

اولی الابصار والافہام ان اللہ قد بعثنی مجددًا علی راس هذا الامۃ
بعیرت وہم کہ خواہے عزوجل مرا بر سر این صدی مجدد مبعوث فرمودہ و بندہ را برائے مصلحت عام

وانتقص عبد المصلح العامة واعطانی علومًا و معارفًا تجب لاصلاح
خاص گردانیدہ است۔ و مرا آن علوم و معارف بخشید کہ برائے اصلاح این امت انداجبت

هذه الامۃ و هب لی من لدنہ علمًا مینًا لاتمام الحجۃ علی الکفرۃ العجۃ۔ و
اند۔ و مرا علم زندہ بخشید تاکہ بر کافران و فاسقان محبت تمام شود۔ و مرا تہ ازود

اعطانی ثمرًا غصًا طریًا بالتغذیۃ جیاع الملة۔ و کاسا مہا قال العطاشی
تر عنایت کرد تا اگر سگان گشت را غذا دادہ شود۔ و جامہائے پر تشنگان را شکران برایت و

الهدایۃ و المعرفۃ و جعلنی امامًا لک من یرید صلاح نفسه و محبت
صورت را نوشانیدہ شود۔ و مرا برائے ہر آن شخص کہ صلاحیت نفس خود بخوید و مقارب خود سے خواہد

رضاء رتبہ و جعلنی من المکملین المملین۔ و اکمل علی نعمہ و اتم تفضله
نام گردانید و مرا از آہل گمانید کہ بشرف کامل الہیہ مشرف میباشند۔ و ہر من نعمتہا خود کمال کو تفضلہ

و ستانی المسیم ابن مریم بالفضل الرحۃ۔ و قدر بلی و یدنہ تشاہد الفطرۃ
خود با تمام رسانید و تمام من افضل خود مسیح ابن مریم نہاد۔ و درین وسیع ابن مریم تشاہد فطرت مقدر

کالجوہر من من المادۃ الواحدۃ و هب لی علومًا مقدسۃ نقیۃ و معارف
کرد۔ و چنانچہ دو ہر از یک مادہ می باشند و مرا علوم مقدس و معارف بخشید و معارف مانت و روشن

صافیۃ جلیۃ و علمنی ما لم یعلم غیری من المعاصرین۔ و صب فی
معاکہ و مرا چیز را بیاموزت کہ غیر من از مردم ہم زمانہ من اذان ہا بخیر اند۔ و در دل من سبابت

قلبی ما لم یحیطوا بہا علما۔ و نور المہمۃ احدًا منهم و جعلنی من
برخیزت کہ علم آن از ایشان اصغر دانست و در دل من نغمہ بر خیزت کہ هیچ کس بر ایشان بلال نشانی ندارد

پیغام صلح

اور حق پوشی میں مد سے گزر گئے ہیں۔ ہائے افسوس ان کو کیا ہو گیا کہ وہ عہدِ یسوع واقعات سے مُنہ پھیر لیتے ہیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے ملک میں ایک بادشاہ کی حیثیت سے ظہور فرما نہیں ہوئے تھے۔ تاہم گمان کیا جاتا کہ چونکہ وہ بادشاہی جبروت اور شوکت اپنے ساتھ رکھتے تھے اسلئے لوگ جان بچانے کے لئے اُن کے جھنڈے کے نیچے آگئے تھے۔

پس سوال تو یہ ہے کہ جب کہ آپ کے لئے ایسی غریبی اور مسکینی اور تنہائی کی حالت میں خدا کی توجیہ اور اپنی نبوت کے بارے میں منادی شروع کی تھی تو اس وقت کس تلوار کے خوف سے لوگ آپ پر ایمان لے آئے تھے۔ اور اگر ایمان نہیں لائے تھے تو پھر جبر کرنے کے لئے کس بادشاہ سے کوئی لشکر مانگا لیتا تھا۔ اور مدد طلب کی گئی تھی۔ اسے حق کے طالبو! تم یقیناً سمجھو کہ یہ سب باتیں اُن لوگوں کی افتراء ہیں جو اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ تاریخ کو دیکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دہی ایک تیسرا لڑکا تھا جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہو گیا۔ اور ماں

صرف چند ماہ کا بچہ چھوڑ کر مر گئی تھی۔ تب وہ بچہ جس کے ساتھ خدا کا ہاتھ تھا۔ بغیر کسی کے سہارے کے خدا کی پناہ میں پرورش پاتا رہا۔ اور اس مصیبت اور تنہی کے ایام میں بعض لوگوں کی بکریاں بھی چرائیں۔ اور بجز خدا کے کوئی متکفل نہ تھا اور پچیس برس تک پہنچ کر بھی کسی چچا نے بھی آپ کو اپنی روٹی نہ دی۔ کیونکہ جیسا کہ بظاہر نظر آتا تھا۔ آپ اس لائق نہ تھے کہ خانہ داری کے اخراجات کے متحمل ہو سکیں۔ اور یہ مضمحل آدمی تھے۔ اور کوئی حرفہ اور پیشہ نہیں جانتے تھے۔ پھر جب آپ چالیس برس کے سن تک پہنچے تو یک دفعہ آپ کا دل خدا کی طرف کھینچ گیا۔ ایک غار منگہ سے چند میل کے فاصلہ پر ہے جس کا نام حرا ہے۔ آپ کیلے وہاں جاتے اور غار کے اندر چھپ جاتے۔ اور اپنے خدا کو یاد کرتے۔ ایک دن اُسی غار میں آپ

چشمہ معرفت

دوسرا حصہ

کامل تعلق تھی ثابت ہو سکے کہ بظاہر بہت سے تعلقات میں وہ گردن دار ہو۔ بیویاں ہوں
اولاد ہو تجارت ہو زناعت ہو اور کسی قسم کے اُس پر بلوچہ پڑے ہوئے ہوں اور پھر وہ
ایسا ہو کہ گویا خدا کے سوا کسی کے ساتھ بھی اُس کا تعلق نہیں۔ یہی کامل انسانوں کے علامات
میں مگر ایک شخص ایک بن میں بیٹھا ہے نہ اُس کی کوئی جوڑ ہے نہ اولاد ہے نہ دوست
ہیں اور نہ کوئی بوجھ کسی قسم کے تعلق کا اُس کے دامن گیر ہے تو ہم کیونکر سمجھ سکتے ہیں کہ اس
نے تمام اہل و عیال اور ملکیت اور مال پر خدا کو مقدم کر لیا ہے اور بے امتحان ہم اُس کے
کیونکر قائل ہو سکتے ہیں مگر ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیویاں نہ رکھتے
تو ہمیں کیونکر سمجھ آ سکتا کہ خدا کی راہ میں جاں فشان کے موقع پر آپ ایسے بے تعلق تھے کہ
گویا آپ کی کوئی بھی بیوی نہیں تھی مگر آپ نے بہت سی بیویاں اپنے کحل میں لاکر صدمہ
استحافوں کے موقع پر یہ ثابت کر دیا کہ آپ کو جسمانی لذات سے کچھ بھی غرض نہیں اور آپ
کی ایسی فخر دانہ زندگی سبکدہ کوئی چیز آپ کو خدا سے روک نہیں سکتی۔ تاریخ دان لوگ جانتے
ہیں کہ آپ کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے اور سب کے سب فوت ہو گئے تھے اور

آپ نے ہر ایک لڑکے کی وفات کے وقت یہی کہا کہ مجھے اس سے کچھ تعلق نہیں میں خدا کا ہوں
اور خدا کی طرف جاؤں گا۔ ہر ایک دفعہ اولاد کے مرنے میں جو سخت جگر ہوتے ہیں ہی منہ سے
نکلتا تھا کہ اے خدا ہر ایک چیز پر میں تجھے مقدم رکھتا ہوں مجھے اس اولاد سے کچھ تعلق نہیں
کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ آپ بالکل دنیا کی خواہشوں اور شہوات سے بے تعلق تھے
اور خدا کی راہ میں ہر ایک وقت اپنی جان تمہیلی پر رکھتے تھے ایک مرتبہ ایک جنگ کے موقع
پر آپ کی انگلی پر تلوار لگی اور خون جاری ہو گیا تب آپ نے اپنی انگلی کو مخاطب کر کے کہا کہ اے
انگلی تو کیا چیز ہے صرف ایک انگلی ہے جو خدا کی راہ میں زخمی ہو گئی۔

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کے گھر میں گئے اور دیکھا کہ گھر میں کچھ اسباب
نہیں اور آپ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں اور چٹائی کے نشان پیٹھ پر لگے ہیں تب عمر کو یہ

لحاظ سے اُس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا۔ یعنی ماہ صفر۔ اور ہفتہ کے دنوں میں سے چوتھا دن لیا یعنی چار شنبہ۔ اور دن کے گھنٹوں میں سے دوسرے بعد چوتھا گھنٹہ لیا۔ اور پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے مطابق پیر کے دن اس کا عقیقہ ہوا۔ اور اس کی پیدائش کے دن یعنی بروز چار شنبہ چوتھے گھنٹہ میں کئی دن کے امساک باراں کے بعد خوب بارش ہوئی۔

یہ چار لڑکے ہیں جن کی پیدائش سے پہلے ان کے پیدا ہونے کے بارے میں خدا تعالیٰ نے ہر ایک دفعہ پر مجھے خبر دی اور یہ ہر چار پیشگوئی نہ صرف زبانی طور پر لوگوں کو سنائی گئیں بلکہ پیش از وقت اشتہاروں اور رسالوں کے ذریعے لاکھوں انسانوں میں مشہور کی گئیں۔ اور پنجاب اور ہندوستان میں بلکہ تمام دنیا میں اس عظیم الشان غیب گوئی کی نظیر نہیں ملے گی۔ اور کسی کی کوئی پیشگوئی ایسی نہیں پاؤ گے کہ اول تو خدا تعالیٰ نے چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی اکٹھی خبر دی اور پھر ہر ایک لڑکے کے پیدا ہونے سے پہلے اپنے الہام سے اطلاع کر دی کہ وہ پیدا ہونے والا ہے۔ اور پھر وہ تمام پیشگوئیاں لاکھوں انسانوں میں شائع کی جائیں۔ تمام دنیا میں پھرو۔ اگر اس کی کہیں نظیر ہے تو پیش کرو۔ اور عجیب تر یہ کہ چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی خبر جو سب سے پہلے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں دی تھی اس وقت ہر چار لڑکوں میں سے ابھی ایک بھی پیدا نہیں ہوا تھا۔ اور اشتہار مذکور میں خدا تعالیٰ نے صریح طور پر پسر چہارم کا نام مبارک رکھ دیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۔ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء دوسرے کالم کی سطر نمبر ۷۔ سو جب اس لڑکے کا نام مبارک احمد رکھا گیا۔ تب اس نام رکھنے کے بعد یک دفعہ وہ پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی یاد آگئی۔ اب ناظرین کے یاد رکھنے کے لئے ان ہر چار پسر کی نسبت یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ کس کس تاریخ میں ان کے تولد کی نسبت پیشگوئی ہوئی اور پھر کس کس تاریخ

سے نظر آوے اور کوئی کسی کو نہ سے۔ یہی حال اسلام کا ہے کہ اس کی آسمانی روشنی صرف ایک ہی طرف سے نظر نہیں آتی۔ بلکہ ہر ایک طرف سے اس کے ابدی چراغ نمایاں ہیں۔ اس کی تعلیم بجائے خود ایک چراغ ہے۔ اور اس کے ساتھ جو خدا کی نصرت کے نشان ہیں۔ وہ ہر ایک نشان چراغ ہے۔ اور جو شخص اس کی سچائی کے اظہار کے لئے خدا کی طرف سے آتا ہے۔ وہ بھی ایک چراغ ہوتا ہے۔ میرا بڑا حصہ عمر کا مختلف قوموں کی کتابوں کے دیکھنے میں گزرا ہے۔ مگر میں مسیح سچ کہتا ہوں کہ میں نے کسی دوسرے مذہب کی تعلیم کو خواہ اُس کا عقائد کا حصہ اور خواہ اخلاقی حصہ اور خواہ تدبیر منزلی اور سیاست مدنی کا حصہ اور خواہ اعمال صالحہ کی تقسیم کا حصہ ہو۔ قرآن شریف کے بیان کے ہم پہلو نہیں پایا۔ اور یہ قول میرا اس لئے نہیں کہ میں ایک مسلمان شخص ہوں۔ بلکہ سچائی مجھے مجبور کرتی ہے کہ میں گواہی دوں۔ اور یہ میری گواہی بے وقت نہیں۔ بلکہ ایسے وقت میں جب کہ دنیا میں مذاہب کی کشتی شرف ہے۔ مجھے خبر دی گئی ہے کہ اس کشتی میں آخر اسلام کو فتح ہے۔ میں زمین کی باتیں نہیں کہتا۔ کیونکہ میں زمین سے نہیں ہوں۔ بلکہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا ہے۔ زمین کے لوگ خیال کرتے ہوں گے۔ کہ شاید انجام کار عیسائی مذہب دنیا میں پھیل جائے یا بدھ مذہب دنیا پر حاوی ہو جائے۔ مگر وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ یاد رہے کہ زمین پر کوئی بات ظہور میں نہیں آتی۔ جب تک وہ بات آسمان پر قرار نہ پائے۔ سو آسمان کا خدا مجھے بتلاتا ہے۔ کہ آخر اسلام کا مذہب دلوں کو فتح کرے گا۔ اس مذہب کی جنگ میں مجھے حکم ہے کہ میں حکم کے طالبوں کو ڈراؤں۔ اور میری مثال اُس شخص کی ہے۔ کہ جو ایک خطرناک ڈاکوؤں کے گروہ کی خبر دیتا ہے۔ جو ایک گاؤں کی

کہ باوجود مدعا و موافق اور موافق کے محض خدا تعالیٰ کی نصرت اور مدد نے اس حصہ کو خلعت وجود بخشا۔ چنانچہ اس حصہ کے چند اوائل درق کے ہر ایک صفحہ کے سر پر نصوت الحق لکھا گیا مگر پھر اس خیال سے کہ تا یا زد لایا جائے کہ یہ وہی براہین احمدیہ ہے جس کے پہلے چار حصے طبع ہو چکے ہیں بعد کے ہر ایک سر صفحہ پر براہین احمدیہ کا حصہ نجم لکھا گیا۔ پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر لکتاد کیا گیا۔ اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے اسلئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔

دوسرا سبب اس القوا کا جو تین برس تک حصہ نجم لکھا نہ گیا یہ تھا کہ خدا تعالیٰ کو منظور تھا کہ اُن لوگوں کے دلی خیالات ظاہر کرے جن کے دل مرض بدگمانی میں مبتلا تھے اور ایسا ہی ظہور میں آیا۔ کیونکہ اس مقدمہ دیر کے بعد علم طبع و لک بدگمانی میں بڑھ گئے۔ یہاں تک کہ بعض ناپاک فطرت گامیوں پر اتر آئے اور چار حصے اس کتاب کے جو طبع ہو چکے تھے کچھ تو مختلف قیمتوں پر فروخت کئے گئے تھے اور کچھ مفت تقسیم کئے گئے تھے۔ پس جن لوگوں نے قیمتیں دی تھیں اکثر نے گالیاں بھی دیں اور اپنی قیمت بھی واپس لی۔ اگر وہ اپنی جلد بازی سے ایسا نہ کرتے تو اُس کے لئے اچھا ہوتا۔ لیکن اس قدر دیر سے اُن کی فطرتی حالت آدمائی گئی۔

اس دیر کا ایک یہ بھی سبب تھا کہ تا خدا تعالیٰ اپنے بندوں پر ظاہر کرے کہ یہ کار و بار اُس کی مرضی کے مطابق ہے اور یہ تمام الہام جو براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں لکھے گئے ہیں یہ اُسی کی طرف سے ہیں نہ انسان کی طرف سے۔ کیونکہ اگر یہ کتاب خدا تعالیٰ کی مرضی کے مطابق نہ ہوتی اور یہ تمام الہام اُس کی طرف سے نہ ہوتے تو یہ امر خدائے عادل و مقتدر کی عادت کے برخلاف تھا کہ جو شخص

ماہی ہار اول

وَلَمَّا نَاصَتْ وَغَضِبَتْ غَضَبْنَا عَلَى آدَمَ وَمَنْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَلَمْ يَجِدْ لَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا
 جو شخص مظلوم ہو گے بدلہ لے اس پر کوئی الزام نہیں

سرتکین

آیہ دہرم

مطبع ضیاء اسلام آباد نیا لکھنؤ حکیم فضل الدین مالا مطبع

کی اہمیت چھپے

بیزار نہ ہو جاتے تو کوئی بھی پنڈت اُن کو بُرا نہ کہتا۔ اب تو باوا صاحب ان پنڈتوں کی نظر میں کچھ بھی نہیں دیکھ سکے مگذب ہو ہوئے۔

قولہ۔ یہ کب جاسکتا ہے کہ اُنہوں نے دیدوں کو نہ سُنا نہ دیکھا۔ کیا کریں جو سننے اور دیکھنے میں آوے تو بُدھ مان لوگ جو کہ ہنسی درہ گریے نہیں دے سب سمجھادی والے بیدست میں آجاتے ہیں۔ یعنی نانک وغیرہ اس کے سکھوں نے نہ دیدوں کو سُنا نہ دیکھا کیا کریں جو سُنے یا دیکھنے میں آویں تو جو عقلمند متعصب نہیں وہ فوراً اپنی ٹھگ بدیا چھوڑ کر وید کی ہدایت میں آجاتے ہیں۔ اقول اس تمام تقریر سے پنڈت صاحب کا مطلب صرف اتنا ہے کہ باوا نانک صاحب اوداؤن کے پیرو ٹھگ ہیں اُنہوں نے دنیا کے لئے دین کو بیچ دیا۔ مگر چند یہ تو سمجھ ہے کہ باوا نانک صاحب نے وید کو چھوڑ دیا اور اس کو گمراہ کرنے والا طومار سمجھا لیکن پنڈت صاحب پر لازم تھا کہ یوں ہی باوا صاحب کے گرد نہ ہو جاتے اور ٹھگ اور مکار اُن کا نام نہ رکھتے بلکہ اُن کے وہ تمام عقیدے جو گرنہ میں درج ہیں اور مخالف وید میں اپنی کتاب کے کسی صفحہ کے ایک کالم میں لکھ کر دوسرے کالم میں اس کے مقابل پر وید کی تعلیمیں درج کرتے م عقلمند خود مقابلہ کر کے دیکھ لیتے کہ ان دو تعلیموں سے سچی تعلیم کونسی معلوم ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ صرف گالیاں دینے سے کام نہیں نکلتا۔ ہر ایک حقیقت مقابلہ کے وقت معلوم ہوتی ہے اور ناحق گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے۔

قولہ۔ نانک جی بڑے دھناڑ اور رئیس بھی نہ تھے۔ پرنتو اُن کے چیلوں نے نانک چند دوسے اور جنم ساکھی وغیرہ میں بڑے بڑے اور بڑے ایشرج والے لکھے ہیں۔ نانک جی برہما دی سے ملے بڑی بات چیت کی سب نے ان کا مان کیا۔ نانک جی کے دواہ میں گھوڑے۔ رتھ ہاتھی سونا چاندی موتی پناادی رتنوں سے جڑے ہوئے پازدار تھا لکھا ہے۔ بھلا یہ کپوڑے نہیں تو کیا ہے۔ یعنی نانک جی کہیں کے مالدار اور رئیس نہیں تھے۔ مگر اُن کے چیلوں نے پوتھی نانک چند دوی اور جنم ساکھی وغیرہ میں بڑے دو تمند اور بھگت کر کے لکھا ہے

کشتہ نوح

تقویۃ الایمان

چڑھنے اور مرنے کو پاکسم و دایسا ہو کہ باوجود وہ مرنے کے نزدیک ہے اور باوجود نزدیک ہونے کے وہ
 دُور ہو۔ اور باوجود ایک ہونے کے اُسکی تجلیات الگ الگ ہیں۔ انسان کی طرف سے جب ایک نئے رنگ
 کی تبدیلی ظہور میں آئے تو اسکے لئے وہ ایک نیا خدا بنجاتا ہو۔ اور ایک نئی تجلی کے ساتھ اسکی مساطہ
 کرتا ہو۔ اور انسان بقدر اپنی تبدیلی کے خدا میں بھی تبدیلی دیکھتا ہو مگر یہ نہیں کہ خدا میں کچھ تغیر آجاتا
 ہے بلکہ وہ ازل سے غیر تغیر اور کمال نام رکھتا ہو۔ لیکن انسانی تغیر اسکے وقت جب زندگی کی طرف
 انسان کے تغیر چھوٹے ہیں۔ تو خدا بھی ایک نئی تجلی کو اس پر ظاہر ہوتا ہو۔ اور ہر ایک ترقی یافتہ حالت
 کے وقت جو انسان کو ظہور میں آتی ہو خدا تعالیٰ کی قادرانہ تجلی بھی ایک ترقی کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے
 وہ خلاق عادت قدرت اسی جگہ دکھلاتا ہو جہاں خارق عادت تبدیلی ظاہر ہوتی ہو۔ خواہی اور
 معجزات کی یہی جڑ ہے۔ یہ خدا ہو جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہو۔ اس پر ایمان لاؤ۔ اور اپنے نفس پر
 اور اپنے آراء میں پر اور اپنے کلی تعلقات پر اُسکو مقدم رکھو۔ اور عملی طور پر پیادری کے ساتھ اس کی
 راہ میں صدق و وفاد کھلاؤ۔ دنیا اپنے اسباب اور اپنے عزیزوں پر اُسکو مقدم نہیں رکھتی مگر تم اُسکو
 مقدم رکھو تا تم آسمان پر اُسکی جماعت لکھے جاؤ۔ رحمت کے نشان دکھلانا قدیم خود کی عادت ہو۔
 مگر تم اُس حالت میں اس عادت کو حصہ لے سکتے ہو کہ تم میں اور اسیں کچھ بدلتی نہ ہے اور تمہاری مرضی
 اُسکی مرضی اور تمہاری خواہشیں اُسکی خواہشیں چوب جائیں۔ اور تمہارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت
 میں اُپانی احد نامرادی میں اُس کے آستانہ پر پڑا ہے بنا جو چاہے ہو کرے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تم میں
 وہ خدا ظاہر ہو گا جس نے تم کو اپنا چہرہ چھپا لیا ہو۔ کیا کوئی تم میں ہو جو اس پر عمل کرے اور اُسکی
 رضا کا طالب ہو جائے اور اُسکی قضا و قدر پر ناراض نہ ہو۔ سو تم مصیبت کو دیکھ کر اور بھی قدم اگے رکھو
 کہ یہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہے اور اُسکی توحید زمین پر پھیلائے کے لئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو
 اور اُسکے بندوں پر رحم کرو اور اُن پر زبان یا ماتہ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کے لئے
 کوشش کرتے رہو۔ اور کسی پر کبر نہ کرو گواپنا ماتحت ہو۔ اور کسی کو گالی مت دو گروہ بھلی دیتا ہو غریب
 اور علم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بننا و تابعول کئے جاؤ۔ بہت ہیں جو ظلم ظاہر کرتے ہیں مگر وہ اندھے

تو مناسب تھا کہ وہ اس بحث میں اپنے تئیں نہ ڈالتے اور چپ ہی رہتے اور خواہ مخواہ اپنے موجودہ وید کی پروردہ درمی نہ کراتے۔ جو کچھ وید نے اپنا فلسفہ اور علم طبعی ظاہر کیا ہے وہ یہی ہے کہ ہند و فل کے پریشکر کو ایک انسان کا فرزند قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اندر راکھوں کا پریشکر کشلیا کا بیٹا ہے۔

اور نیز یہ کہ عنانصر اور اجرام سماویہ سب پریشکر ہی ہیں اور نیز وہ تعلیم دیتے ہیں کہ ان تمام چیزوں سے مرادیں مانگی جائیں اور نیز یہ تعلیم جو نہایت گندی اور قابل شرم تعلیم ہے یعنی کہ پریشکر ناف سے دس انگلی نیچے ہے (سمجھنے والے سمجھ لیں) ہم یہ نہیں کہتے کہ کسی پہلے زمانہ میں یہی وید تھا۔ بلکہ ہماری رائے یہ ہے کہ یہ ایک محرف مبتدل کتاب ہے کچھ تو باعتبار الفاظ کے اور کچھ باعتبار معنوں کے۔ اور ہمارے نزدیک ممکن اور اغلب ہے کہ کوئی اصل کتاب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوئی پھر کچھ کم کی گئی ہے اور کچھ زیادہ کی گئی۔ اور صورت بدلائی گئی ہے اور موجودہ وید بلاشبہ ایک گمراہ کر نیوالی کتاب ہے۔ جس میں پریشکر کا بھی پتہ نہیں لگتا اور اس قدر مخلوق چیزوں کی اس میں پرستش کی تعلیم ہے کہ گویا وہ مخلوق پرستی کی ایک دوکان ہے جس جگہ ہم وید پر کوئی حملہ کرتے ہیں یا اسکی تکذیب کے دلائل پیش کرتے ہیں اس جگہ ہی موجودہ وید مراد ہے جو سراسر محرف مبتدل ہے نہ وہ اصل وید جو کسی زمانہ میں خدا کی طرف سے آیا تھا اور ہم خدا کی تمام کتابوں پر ایمان لاتے ہیں اور ایسا ہی اس وید پر جو کسی زمانہ میں ملک ہند کے کسی نبی پر نازل ہوا ہوگا مگر موجودہ وید کی نسبت ہم اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں کہہ سکتے کہ جس قدر گند سے فرتے مخلوق پرستوں کے اس ملک میں پھیلے ہوئے ہیں یہ سب وید کی ہی مہربانی ہے اور انسانی پاکیزگی کی نسبت جو کچھ وید نے سکھایا ہے اس کا عمدہ نمونہ نیوگ ہے۔ یہ نیوگ کی ہی پاک کازروانیوں میں سے ہے کہ آریہ قوم میں اس بات کا ثبوت ملنا مشکل ہے کہ کون آریہ صاحب اصل باپ کے لطف میں سے ہے۔ اور کون آریہ

کچھ اعتقاد رکھتا تھا اُس نے صرف لادروٹ کی حفاظت کی باتیں نہ کر اُس کے خوش کرنے کے لئے ان
 میں ان ملا دی گراپے دل میں بہت ہنساکہ اس دقت کی پتر لینے کے لئے کہاں تک نوبت پہنچ گئی
 پھر اس کے بعد ہر سنگہ تو رخصت ہوا اور لالہ گھر کی طرف خوش خوش آیا اور اُسے یقین تھا کہ اُس کی
 ہستی و دام دہی بہت ہی خوشی کی حالت میں ہوگی کیونکہ مراد پوری ہوئی۔ لیکن اُس نے اپنے گم ان کے
 برخلاف اپنی عورت کو روتے پایا اور اس کو دیکھ کر تو وہ بہت ہی روئی بہا ننگ کہ چہ نہیں عمل گئیں۔
 اور چپکی آئی شروع ہوئی۔ لالہ نے حیران سا ہو کر اپنی عورت کو کہا کہ "ہے بھاگو ان آج تو خوشی کا دن
 ہے کہ دل کی مرادیں پوری ہوئیں اور بیچ ٹھہر گیا پھر تو روتی کیوں ہے؟ وہ بولی میں کیوں نہ روؤں تو نے
 سارے کتبہ میں میری مٹی ملید کی اور اپنی ناک کاٹ ڈالی اور ساتھ ہی میری بھی اس سے بہتر تھا کہ
 میں پہلے ہی سرجاتی۔ لالہ دلیٹ بولا کہ یہ سب کچھ ہوا مگر اب بچہ ہونے کی بھی کس قدر خوشی ہوگی وہ
 خوشیاں بھی تو تو ہی کرے گی مگر رام دہی شاید کوئی نیک اصل کی تھی اُس نے تڑت جواب دیا کہ حرام
 کے سچر کو کوئی حرام کا ہی ہو تو خوشی سناوے لالہ تیز ہو کر بولا کہ ہے بے کیا کہد یا یہ تو دید آگیا ہے
 محنت کو یہ بات سن کر ناگ گئی بولی میں نہیں سمجھ سکتی کہ یہ کیسا دید ہے جو بدکاری سکھاتا اور زنا
 کاری کی تعلیم دیتا ہے یوں تو دنیا کے ظالم ہزاروں باتوں میں اختلاف رکھتے ہیں مگر کبھی نہیں سنا
 کہ کسی مذہب نے دید کے متعا یہ تعلیم بھی دی ہو کہ اپنی پاک نسلوں کو دوسروں سے بہتر کراد۔ آخر
 ظالم پاکیزگی کی سکھانے کے لئے ہوتا ہے نہ بدکاری اور حرام کاری میں ترقی دینے کے لئے۔ جب
 رام دہی یہ سب باتیں کہہ چکی تو لالہ نے کہا کہ چپ وہ اب جو ہوا سو ہوا۔ ایسا نہ ہو کہ شریک نہیں اور
 میرا پاک کا نہیں۔ رام دہی نے کہا کہ اسے بیجا کیا ابھی تک تیرا تک تیرے منہ پر باقی ہے ساری رات
 جسے شریک نے جو تیرا سہا یہ اور تیرا نکا دشمن ہے تیری سہروں کی سیاحت اور عورت کے خاندان والی
 سے تیرے ہی بستر پر چڑھ کر تیرے ہی گھر میں خوابی کی اور ہر یک ہٹاک حرکت کے وقت جتا بھی دیا کہ
 میں نے غیب بدلایا سو کیا اس بے غم ترقی کے بعد بھی تو یہی ہے۔ کاش تو اس سے پہلے ہی مرا ہوتا۔
 اب وہ شریک اور پھر دشمن باتیں بنانے اور بٹھکانے سے کب باز رہے گا بلکہ وہ تو کہہ گیا ہے

مگر میں اس فتح عظیم کو چھپا نہیں سکتا کہ جو آج وسواہل کے مقابل پر مجھے حاصل ہوئی۔ میں ضرور رام دئی کا سارا نقشہ محلہ کے لوگوں پر ظاہر کروں گا سو یاد رکھ کہ وہ ہر ایک مجلس میں تیرا ناک کاٹنے کا اور ہر ایک لڑائی میں بی قصہ تجھے جیتنے کا اور اُس سے کچھ تعجب نہیں کہ وہ دعویٰ کر دے کہ رام دئی میری ہی عورت ہے کیونکہ وہ اشد سے یہ کہہ بھی گیا ہے کہ آئندہ جی میں تجھے کبھی نہیں چھوڑ دوں گا۔ لالہ دقوٹ نے کہا کہ نکاح کا دعویٰ ثابت ہونا تو مشکل ہے البتہ یارانہ کا اظہار کرے تو کرے تاہم رامی اور بھی دسواہلی ہو بہتر تو یہ ہے کہ ہم دلش ہی چھوڑ دیں۔ بیٹا ہونے کا خیال تھا وہ تو ایشرنے دے ہی دیا بیٹے کا نام سُکر محنت نہ برداشتہ ہنسی اندک کہا کہ تجھے کس طرح اور کیونکر یقین ہوگا کہ ضرور بیٹا ہوگا اول تو بیٹہ ہونے میں ہی شک ہے اور پھر اگر ہو بھی تو اس بات پر کوئی دلیل نہیں کہ لڑکا ہی ہوگا کیا بیٹا ہونا کسی کے اختیار میں رکھا ہے کیا ممکن نہیں کہ حمل ہی خطا جانے یا لڑکی پیدا ہو لالہ دقوٹ بولے اگر اصل خطا گیا تو میں کہہ کر سگے کہ جو اسی محلہ میں رہتا ہے نیوگ کے لئے بلا لٹلن کا دعوت نہایت غصہ سے ہوئی کہ اگر کہہ کر سگے بھی کچھ نہ کر سکا تو پھر کیا کریگا لالہ بولا کہ تو جانتی ہے کہ تراں سگے بھی یوں دھن سے کہ نہیں اس کو بلا لاؤں گا۔ پھر اگر ضرورت پڑی تو جیتیں سگے۔ بہنا سگے۔ بوڑھ سگے۔ جیون سگے۔ صوبہ سگے۔ خزان سگے۔ راجن سگے۔ رام سگے۔ کشن سگے۔ دیال سگے۔ سب اس محلہ میں رہتے ہیں اور زہر اور قوت میں ایک دوسرے سے بڑھ کر میں میرے کہنے پر سب حاضر ہو سکتے ہیں عورت دھولی کر میں اس سے بہتر تجھے صلاح دیتی ہوں کہ مجھے بالار میں ہی بیٹھا سے تب دل میں کیا جہازوں لاکھوں آ سکتے ہیں منہ بہ کالا جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا گیا یاد رکھ کہ بیٹا ہونا پھر بھی اپنے پیس میں نہیں اور آگ ہو بھی تو تجھے اُس سے کیا جیس کا وہ نطفہ ہے آخر وہ اُسی کا ہوگا اور اُسی کی خوب بولے گا کیونکہ درحقیقت وہ اُسی کا بیٹا ہے اس کے بعد رام دئی نے کچھ سوچ کر پھر یہاں شروع کیا اور دودھ دھواک آواز لگئی اور آواز سن کر ایک پٹنڈت نہال چند نام دھواک آیا اند آتے ہی کہا کہ لالہ سگے تو ہے یہ کیسی رونے کی آواز آئی۔ لالہ ہلک کٹا سپاہتا تو نہیں تھا کہ نہال چند کے آگے قصہ بیان کرے مگر اس خوف سے کہ رام دئی اس وقت غصہ میں ہے اگر میں بیان نہ کروں تو وہ ضرور بیان کر دے گی کچھ کھسیلا سا ہو کر زبان دبا کر

کہنے لگا کہ مہاراج آپ جانتے ہیں کہ وید میں وقت ضرورت نیوگ کیلئے لگایا ہے۔ سو
 میں نے بہت دنوں سوچ کر رات کو نیوگ کر لیا تھا مجھ سے یہ غلطی ہوئی کہ میں نے نیوگ کے لئے
 مہر سنگ کا ٹیلا لیا کچھ معلوم ہوا کہ وہ میرے دشمن کے مہر سنگ کا ڈنڈا اور نہایت شریا آدمی ہے وہ مجھے
 اور میری مائتری کو ضرور خراب کریگا اور وہ وعدہ کر گیا ہے کہ میں یہ ساری کیفیت خوب شائع کروں گا
 نہال چند لکھ کہ درحقیقت بڑی غلطی ہوئی اور پھر بولا کہ وسا اعلیٰ تیری کچھ پر نہایت ہی افسوس ہے
 کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ نیوگ کے لئے پہلا حق یہ نہیںوں کا ہے اور غالباً یہ بھی تجھ پر پوشیدہ نہیں ہوگا
 کہ اس محل کی تمام کھترانی عورتیں مجھ سے ہی نیوگ کرتی ہیں اور میں دن رات اسی سیوا میں لگا ہوا
 ہوں پھر اگر تجھے نیوگ کی ضرورت تھی تو مجھے لکھا یا ہوتا سب کام سدا ہو جاتا اور کوئی بات نہ بھلتی
 اس محل میں اب تک تین ہزار کے قریب ہندو عورتوں نے نیوگ کر لیا ہے مگر کیا کبھی تم نے اس کا ذکر
 بھی مسنہ پر یہ کی باتیں ہیں سب کچھ ہوتا ہے پھر ذکر نہیں کیا جاتا لیکن مہر سنگ تو ایسا نہیں کریگا
 ذرہ دو چار لکھنوں تک دیکھنا کہ سارے شہر میں رام دئی کے نیوگ کا شور و غوغا ہوگا۔ لالہ دیوت
 لکھا کہ درحقیقت مجھ سے سخت غلطی ہوئی اب کیا کروں۔ اس وقت شری پٹت نے جو یہاں واقعہ نہ
 ہونے تک پر مدد کے رام دئی کو دیکھ چکا تھا کہ جوان اور خوش شکل ہے نہایت ہی جانی کا جواب دیکر
 اگر اسی وقت رام دئی مجھ سے نیوگ کرے تو میں ختم وار ہوتا ہوں کہ مہر سنگ کے فتنہ کو میں نہیں
 لوں گا اور یہاں تک ایک ملکی بات ہے اب بہر حال یقینی ہو جائے گا تب وسا اعلیٰ دیکھتے تو اس
 بات پر بھی راضی ہو گیا مگر رام دئی نے سسکر سخت گالیاں اس کو نکالیں تب وسا اعلیٰ نے پٹت
 کو کہا کہ مہاراج اس کا یہی حال ہے ہرگز نیوگ کرنا نہیں چاہتی پہلے بھی شکل سے کر لیا تھا جس کو
 یاد کر کے بنگالہ دئی ہے کہ میرا منہ کا کیا اسی سے تو اس نے جو نہیں ماری تھیں جن کو آپ سسکر
 دھڑکے تب وہ شہرت پرست پٹت وسا اعلیٰ کی یہ بات سن کر رام دئی کی طرف متوجہ ہوا اور
 کہا نہیں مہاراج ان نیوگ کو نہ ماننا چاہیئے یہ وید لکھا ہے مسلمان بھی تو عورتوں کو طلاق دیتے
 ہیں اور وہ عورتیں کسی دوسرے سے نکاح کر لیتی ہیں سو جیسے طلاق جیسے نیوگ بات ایک ہی ہے

ایک بدکار عورت کو خوف ہوتا تھا کہ اگر وہ فحش پیشہ اختیار کرے گی تو اُسے قانون دکھائی کی سخت آزمائش بھی برداشت کرنی پڑے گی۔ بہت سی عورتیں اسی خوف کی وجہ سے اپنی زندگی خراب کرنے سے بچ رہتی تھیں۔ اس زمانہ میں جبکہ دکھائی کا طریقہ بند ہے۔ مرض آشک کے ادویات کے اشتہارات کثرت سے شائع ہوتے ہیں۔ جو اس امر کا کافی ثبوت ہیں کہ ملک میں مرض آشک بہت پھیلا ہوا ہے اول تو ہمیں اس خراب فرقہ کے وجود سے ہی سخت احتیاط ہے مگر ایسے زمانہ میں جبکہ اخلاق اور مذہب کی سخت کمزوری ہو رہی ہے یہ امید کرنا فضول ہے کہ یہ شیطانی فرقہ نیست و نابود ہو جائے گا اس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ اُن کے لئے کوئی ایسا قانون بنایا جائے جس سے یہ اخلاق اور مذہب کو بگاڑنے کے علاوہ عوام کی صحت کو ہمیشہ کے لئے خراب کرنے کے قابل نہ رہ سکیں اور وہ قانون صرف قانون دکھائی ہی ہے۔ ہم نہایت شکر گزار ہوں گے اگر دوبارہ ہند میں قانون دکھائی جاری کیا جاوے گا۔ مگر یہ شرط ضرور ساتھ ہے کہ گورنر لوگوں کے لئے یورپین نڈیاں ایم پیو پنچائی سہاویں۔ یقین ہے کہ گورنمنٹ ہند اور معزز مصلحان اس معاملہ پر ضرور توجہ اور غور فرمادیں گے۔

جن کو رسم نیوگ پساری ہے	دین دنیا میں ان کی خواری ہے
میں کے دیں میں ہے ایسی بے شرمی	مقل و تہذیب سے وہ حاری ہے
جن کو آتی نہیں نیوگ سے عدا	اُن کی شیطان نے مقل ہی ہے
بید کی کھل گئی حقیقت کُل	اب تو ماتحت کی پردہ حاری ہے
جس کے باعث یہ گندگی پھیلی	وہ تو اک نمٹ کی پٹاری ہے
دوسرا بیاباہ کیوں حرام نہو	جبکہ رسم نیوگ جاری ہے
کیوں نہ پوشیدہ ہو نیوگ کی رسم	اس کے اظہار میں تو خواری ہے
چپکے چپکے حرام کروانا	آریوں کا اصول بھاری ہے
اُدسے یہ خبیث اور بد رسم	بید کے خادموں میں ساری ہے

زن بیگانہ پر یہ شیدا ہیں	جس کو دیکھو وہی شکری ہے
لاحق سوغتن ہیں اُن کے مرد	اُن کی ناری ہر ایک ناری ہے
وہ ما کیا دہرم ہے کیا ایمان	جس میں واجب حرام کاری ہے
آریو! دل میں غور سے سوچو	شرم وغیرت کہاں تمہاری ہے
جس کو کہتے ہیں آریوں میں نیوگ	ناک کے کاٹنے کی آری ہے
کچھ نہیں سوچتے یہ دشمن شرم	کہ یہ پوشیدہ ایک ماری ہے
مجبب اس کا ہے بلا دیوث	اعتقاد اس پہ بد شعاری ہے
غیر مردوں سے مانگنا لطفہ	سخت خیمٹ اور تابکاری ہے
غیر کے ساتھ جو کہ سوتی ہے	وہ نہ بیوی زن بزاری ہے
ہے وہ چندال دشت اور پانی	جفت اس کی کوئی چماری ہے
ہیں کہڑوں نیوگ کے بچے	آریہ دیس میں یہ خواری ہے
ایسی اولاد پر خدا کی مار	یہ نہ اولاد قہر باری ہے
تام اولاد کے حصول کا ہے	ساری شہوت کی بیقراری ہے
بیٹا بیٹا پکارتی ہے غلط	یار کی اس کو آہ دزاری ہے
وس سے کروا سکی زنا لیس	پاک دامن ابھی بچاری ہے
لالہ صاحب بھی کیسے احمق ہیں	اُن کی لالی نے عقل ماری ہے
گھر میں لاتے ہیں اس کے یاد کو	ایسی جورو کی پاسداری ہے
اس کے یاروں کو دیکھنے کے لئے	مہربان اُن کی باری ہے
جورو بھی پر فدا ہیں یہ جی سے	وہ نیوگی پہ اپنے ولہی ہے
شرم وغیرت ذرا نہیں باقی	کس قدر اُن میں بد باری ہے
ہے قوی مرد کی تلاش انہیں	طوب جورو کی حق گفاری ہے

ضمیمہ برائے ابن احمد

حصہ خیم

کہ وہ ہیں اس لئے وہ باوجود اپنے طور کے وجود اور نقص اور اشعار خوانی اور سرود وغیرہ کے رحیم خدا کے تعلق سے سخت بے نصیب ہوتے ہیں اور اس نطفہ کی طرح ہوتے ہیں جو انسان کی میاد یا جزام کے عارضہ سے جل جائے اور اس قابل نہ رہے کہ رحم بھی تعلق کر سکے۔ پس رحم اور رحیم کا تعلق یا عدم تعلق ایک ہی بنا پر ہے صرف روحانی اور جسمانی عوارض کا فرق ہے۔ اور جیسا کہ نطفہ بعض اپنے ذاتی عوارض کی رو سے اس وقت نہیں رہتا کہ رحم اس سے تعلق کر سکے اور اس کو اپنی طرف کھینچ سکے ایسا ہی حالت خشوع جو نطفہ کے درجہ پر ہے بعض اپنے عوارض ذاتیہ کی وجہ سے جیسے تکبر اور عجب اور دیا یا اور کسی قسم کی ضلالت کی وجہ سے یا شرک سے اس وقت نہیں رہتی کہ رحیم خدا اس سے تعلق کر سکے پس نطفہ کی طرح تمام فضیلت روحانی وجود کے اولیٰ مرتبہ کی جو حالت خشوع ہے رحیم خدا کے ساتھ حقیقی تعلق پیدا کرنے سے وابستہ ہے جیسا کہ تمام فضیلت نطفہ کی رحم کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے وابستہ ہے۔ پس اگر اس حالت خشوع کو اس رحیم خدا کے ساتھ حقیقی تعلق نہیں اور نہ حقیقی تعلق پیدا ہو سکتا ہے تو وہ حالت اس گندے نطفہ کی طرح ہے جس کو رحم کے ساتھ حقیقی تعلق پیدا نہیں ہو سکتا اور یاد رکھنا چاہیے کہ نماز اور یاد الہی میں جو کبھی انسان کو حالت خشوع میں سر آتی ہے اور وہ لذت فوق پیدا ہو جاتا ہے یا لذت محسوس ہوتی ہے یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اس انسان کو رحیم خدا سے حقیقی تعلق ہے جیسا کہ اگر نطفہ اندام نہانی کے اندر داخل ہو جائے اور لذت بھی محسوس ہو تو اس سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ اس نطفہ کو رحم سے تعلق ہو گیا ہے بلکہ تعلق کے لئے طہرہ آثار اور علامات ہیں۔ پس یاد الہی میں لذت فوق جس کو دوسرے عقول میں حالت خشوع کہتے ہیں نطفہ کی اس حالت سے مشابہ ہے جب وہ ایک صورت انمول پر کار اندام نہانی کے اندر گر جاتا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ وہ جسمانی عالم میں ایک مکمل لذت کا وقت ہوتا ہے لیکن تاہم فقط اس قطرو منی کا اندر گرنا اس بات کو مستلزم نہیں

۳۵

کہ جسم سے اس نطفہ کا تعلق بھی ہو جائے اور وہ رحم کی طرف کھینچا جائے پس ایسا ہی روحانی ذوق شوق اور حالتِ خشوع اس بات کو مستلزم نہیں کہ رحیم خدا سے ایسے شخص کا تعلق ہو جائے اور اس کی طرف کھینچا جائے بلکہ جیسا کہ نطفہ کسی حرامکاری کے طور پر کسی زندگی کے اندام نہانی میں پڑتا ہے تو اس میں بھی یہی لذت نطفہ ڈالنے والے کو حاصل ہوتی ہے جیسا کہ اپنی بیوی کے ساتھ پس ایسا ہی بہت پرستوں اور مخلوق پرستوں کا خشوع و خضوع اور حالتِ نفع و شوق زندگی یا زوں سے مشابہ ہے یعنی خشوع اور خضوع مشرکوں اور ان لوگوں کا جو بعض اغراضِ دنیویہ کی بنا پر خدا تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اس نطفہ سے مشابہت رکھتا ہے جو حرامکاروں کے اندام نہانی میں جا کر باعثِ لذت ہوتا ہے۔ بہر حال جیسا کہ نطفہ میں تعلق پڑنے کی استعداد ہے حالتِ خشوع میں بھی تعلق پڑنے کی استعداد ہے مگر وہ حالتِ خشوع اور وقت اور سوز اس بات پر دلیل نہیں ہے کہ وہ تعلق ہو بھی گیا ہے جیسا کہ نطفہ کی صورت میں جو اس روحانی صورت کے مقابل میں یہی مشابہہ ظاہر کر رہا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے محبت کرے اور یہی صورت کے اندام نہانی میں داخل ہو جائے اور اس کو اس فعل سے کمال لذت حاصل ہو تو یہ لذت اس بات پر دلالت نہیں کریگی کہ حمل ضرور ہو گیا ہے پس ایسا ہی خشوع اور سوز و گداز کی حالت گودہ کیسی ہی لذت اور سرور کے ساتھ ہو خدا سے تعلق پکڑنے کیلئے کوئی لازمی علامت نہیں ہے یعنی کسی شخص میں نماز اور یادِ الہی کی حالت میں خشوع اور سوز و گداز گواہی دے گا کہ وہ خدا سے تعلق پکڑ رہا ہے یا نہیں

ابتدائی حالت میں خشوع اور وقت کے ساتھ مطلقاً کھنکھانے ہو سکتے ہیں جیسا کہ تجربوں رونے کی حالت میں ہوتا ہے اور بات بات میں ڈر جانا اور خشوع اور خضوع اختیار کرنا ہے مگر ایسی ہیئت کے زمانہ میں جبکہ انسان بہت سے لغویات میں مبتلا ہوتا ہے اور سب سے پہلے لغویاتوں اور لغو کاموں کی طرف ہی رغبت کرتا ہے اور اکثر لغو حرکات اور لغو طور پر کوئی نہ کوئی چھٹا ہی اس کو پسند آتا ہے جس میں بسا اوقات اپنے جسم کو بھی کوئی حد پر پہنچا دیتا ہے اس کا ظہر ہے کہ انسان کی زندگی کا وہ میں فطرتاً پہلے لغویات ہی آتے ہیں اور بغیر اس مرتبہ کے کہ کھنکھانے کے سرور سے کھنکھانے ہی نہیں سکتا پس جبکہ پہلا زمین جو اس کا بچپن کے لغویات سے پرہیز کرنا ہے سو اس کا ثابت ہے کہ سب سے پہلا تعلق انسانی مرثیت کو لغویات سے ہی ہوتا ہے۔ منہ

شعروں کے سننے اور سرود کی تاثیر سے رقص اور وجد اور گریہ و زاری شروع کر دیتے ہیں اور اپنے رنگ میں لذت اٹھاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں کہ ہم خدا کو مل گئے ہیں۔ مگر یہ لذت اس لذت سے مشابہ ہے جو ایک زانی کو حرامکار عودت سے ہوتی ہے۔

اور پھر ایک اور مشابہت خشوع اور نطفہ میں ہے اور وہ یہ کہ جب ایک شخص کا نطفہ اس کی بیوی یا کسی اور عورت کے اندر داخل ہوتا ہے تو اس نطفہ کا اندام نہانی کے اندر داخل ہونا اور انزال کی صورت پر کڑ کر رواں ہو جانا بعینہ روئے کی صورت پر ہوتا ہے

جیسا کہ خشوع کی حالت کا نتیجہ بھی رونما ہی ہوتا ہے۔ اور جیسے بے اختیار نطفہ اچھل کر عورت انزال اختیار کرتا ہے۔ یہی صورت کمال خشوع کے وقت رونے کی ہوتی ہے کہ کتنا آنکھوں سے پھرتا ہے اور جی انزال کی لذت کیسی ممل طور پر ہوتی ہے جبکہ اپنی بیوی انہیں صحبت کرتا ہے اور کبھی حرام طور پر کہ جس کی

حرام کا عودت سے صحبت کرتا ہے۔ یہی صورت خشوع اور سوز گداز اور گریہ و زاری کی ہے یعنی کبھی خشوع اور سوز گداز محض خدا کے واحد لا شریک کے لئے ہوتا ہے جس کے ساتھ

کسی بدعت اور شرک کا رنگ نہیں ہوتا۔ پس وہ لذت سوز گداز کی ایک لذت حلال ہوتی ہے مگر کبھی خشوع اور سوز گداز اور اس کی لذت بدعات کی آمیزش سے یا غفلت کی پرستش

اور بتوں اور دیویوں کی پوجا میں بھی حاصل ہوتی ہے مگر وہ لذت حرامکاری کے جوار مشابہ ہوتی ہے غرض بجز خشوع اور سوز گداز اور گریہ و زاری اور اس کی لذتیں تعقیق باہد کو مستلزم

نہیں بلکہ جیسا کہ بہت سے ایسے نطفے میں جو صنمٹ جاتے ہیں اور رحم ان کو قبول نہیں کرتا۔ ایسا ہی بہت سے خشوع اور تصور اور زاری ہیں جو محض آنکھوں کو کھوتا ہے اور جیم خدا ان کو

قبول نہیں کرتا غرض حالت خشوع کو جو روحانی وجود کا پہلا مرتبہ ہے نطفہ ہونے کی حالت کے جو جسمانی وجود کا پہلا مرتبہ ہے ایک کھلی کھلی مشابہت ہے جس کو ہم تفصیل سے لکھ چکے

ہیں اور یہ مشابہت کوئی معمولی امر نہیں ہے بلکہ صانع قدیم جتنا کہ خاص ارادہ سے ان دونوں میں اکمل اور اتم مشابہت ہے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی کتاب میں بھی لکھا گیا ہے کہ

ایک برس تک انتظار کریں۔ اور یا مباہلہ کر لیں۔ ششم۔ اور اگر ان باتوں میں سے کوئی بھی نہیں تو مجھ سے

کیا تم میں ایک بھی سوچنے والا نہیں جو اس بات کو سوچے۔ کیا تم میں ایک بھی دل نہیں جو اس بات کو سمجھے۔ زمین نے عزت دی۔ آسمان نے عزت دی اور قبولیت پھیل گئی۔

پانچواں وہ امر جو مباہلہ کے بعد میرے لئے عزت کا موجب ہوا۔ علم قرآن میں اتمام

حجت ہے۔ میں نے یہ علم پا کر تمام مخالفوں کو کیا عجب الحق کا گروہ اور کیا بظاہر کوئی کا گروہ۔ غرض سب کو بلند آواز سے اس بات کے لئے مدعو کیا کہ مجھے مسلم حقانی اور معارف قرآن دیا گیا ہے۔ تم

لوگوں میں سے کسی کی مجال نہیں کہ میرے مقابل پر قرآن شریف کے حقائق و معارف بیان کر سکے۔ سو اس اعلان کے بعد میرے مقابل ان میں سے کوئی بھی نہ آیا۔ اور اپنی جہالت پر جو قسم

ذلتوں کی بڑ ہے انہوں نے ٹہر لگا دی۔ سو یہ سب کچھ مباہلہ کے بعد ہوا۔ اور اسی زمانہ میں

کتاب کرامات الصوفیہ لکھی گئی۔ اس کرامت کے مقابل پر کوئی شخص ایک حرف بھی نہ لکھ سکا۔ تو کیا اب تک عبدالحق اور اس کی جماعت ذلیل نہ ہوئی۔ اور کیا اب تک یہ ثابت نہ

ہوا۔ کہ مباہلہ کے بعد یہ عزت خدا نے مجھے دی۔

چھٹا امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت اور عبدالحق کی ذلت کا موجب ہوا۔ یہ ہے

کہ عبدالحق نے مباہلہ کے بعد اشتہار دیا تھا کہ ایک فرزند اُس کے گھر میں پیدا ہوگا۔ اور میں نے

بھی خدا تعالیٰ سے الہام پا کر یہ اشتہار افواہا لاسلام میں شائع کیا تھا کہ خدا تعالیٰ مجھے عطا کرے گا۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے میرے گھر میں تو لڑکا پیدا ہو گیا۔ جس کا نام

شریف احمد ہے اور قریباً پونے دو برس کی عمر رکھتا ہے۔ اب عبدالحق کو ضرور پوچھنا چاہیے۔ کہ اس کا وہ مباہلہ کی برکت کا لڑکا کہاں گیا۔ کیا اندھ ہی اندھ پیٹ میں تحصیل پا گیا

یا پھر رجعتِ بقریٰ کر کے نطفہ بن گیا۔ کیا اس کے سو اُکسی اور چیز کا نام ذلت ہے کہ جو کچھ اس نے کہا وہ پورا نہ ہوا۔ اور جو کچھ میں نے خدا کے الہام سے کہا خدا نے اس کو پورا کر دیا۔ چنانچہ

ضیاء الحق میں بھی اسی شک کے ذکر لکھا گیا ہے۔

ساتواں امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت اور قبولیت کا باعث ہوا خدا کے

راستہ باز بندوں کا وہ مخلصانہ بخشش ہے جو انہوں نے میری خدمت کے لئے دکھلایا۔ مجھے کبھی یہ طاقت نہ ہوگی کہ میں خدا کے ان احسانات کا شکر ادا کر سکوں۔ جو روحانی

اور جسمانی طور پر مباہلہ کے بعد میرے وار و حال ہو گئے۔ روحانی انعامات کا نمونہ میں لکھ چکا

یعنی خدا تعالیٰ میرے ہاتھ سے وہ نشان ظاہر نہ کرے جن سے اسلام کا بول بالا ہو اور جس سے

کہ عیسیٰ نے مہابہ کے بعد کوئی عزت دنیا میں پائی۔ کوئی قبولیت اس کی لوگوں میں پھیلی کوئی مالی فتوحات کے دروازے اس پر کھلے۔ کوئی علمی افضلیت کی بگڑی اس کو پہنائی گئی۔ صوفی نقول گوئی کے طور سے ایک شاہ بننے کا دعویٰ کیا تھا کہ تاہی مہابہ کا اثر سمجھا جائے۔ مگر اس کی بدعتی سے وہ دعوئے بھی باطل نکلا۔ ادب ایک اس کی عصمت کے پریش میں سے ایک چھوٹا بھی پیدا نہ ہوا مگر اس کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ نے میرے اہام کو پورا کر کے مجھے بڑا عطا کیا +

یہ دشمن برکتیں مہابہ کی ہیں جو میں نے کہی ہیں۔ پھر کیسے غیبت وہ لوگ ہیں جو اس مہابہ کو بے اثر سمجھتے ہیں۔ فعلیہم ان یتدبرن اولیٰ فکر انیٰ حللنا العشرۃ الکاملۃ۔
بالا قریم ہمدوہ ہر ایک مخالف کفر کذب پر غلبہ کرتے ہیں کہ وہ مہابہ کے میدان میں آویں اور یقیناً کھیں کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے عہد الحق کے مہابہ کے بعد یہ دس قسم کا ہم پر انعام و اکرام کیا۔ اور اس کو ذلیل کیا۔ اور اس کا پیشہ کا دعویٰ بھی چھوٹا نکالا۔ اور کوئی عزت اس کو حاصل نہ ہوئی۔ اور خدا تعالیٰ نے اس کے تمام دعویٰ کو رد کیا۔ اس سے بڑھ کر اس مہابہ میں ہوگا۔ میں نے اس روز بددعا نہیں کی۔ کیونکہ وہ ناجائز ادویٰ تھا۔ اور اس کی جہالت اس کو قابل رحم ٹھہراتی تھی مگر اب میں بددعا کروں گا۔ سوچائیے کہ ہر ایک مہابہ کی درخواست کرنے والا اپنی طرف سے چھپا ہوا اشتہار شائع کرے۔ اور یہ ضروری ہوگا کہ مہابہ کرنے والا صرف ایک نہ ہو۔ بلکہ کم سے کم دس ہوں۔ اور جو کہ مہابہ کئے ہوئے ہر ایک شخص کو یا گیا ہے خواہ پنجاب کا ہو یا ہندوستان کا۔ یا بدعرب کا یا بلاد فارس کا۔ اس لئے یہ مشقت مخالفین پر جائز نہیں رکھی گئی کہ وہ دودھ دراز سفر کر کے پیچیں بلکہ حسب منطق و ما جعل علیہ فی الدین من حرج۔ میدید اللہ بکم الیسر ولا یزید بکم الحسما۔ یہ تجویز قرآنی ہے کہ ہر ایک شخص اشتہارات کے ذریعہ سے مہابہ کرے۔ مگر یہ شرط ضروری ہے کہ جو الہامات میں نے رسالہ انجام اتہم میں صفحہ ۱۷۲ تک لکھے ہیں۔ وہ کل الہامات اپنے اشتہار مہابہ میں لکھے۔ اور بعض حوالہ نہ دے بلکہ کل الہامات صفحات مذکورہ کے اشتہار میں درج کرے۔ اور پھر بعد اس کے عبارت ذیل کی دوا اس اشتہار میں لکھے۔ اور وہ یہ ہے

دوا

اے خداوند عظیم و عظیم میں جو فعال امین فلاں ساکن قصبہ فلاں ہوں اس شخص کو

عہد حق نے ہر مہابہ کو اس اہانت کی مہابی کر دیا ہے جو اس کے لئے چھوٹی ہے ایک اشتہار یہاں اس اشتہار کا جواب میں نہیں لکھا گیا بلکہ یہاں پر ایک دیکھیں کہ وہ عربی میں لکھا ہے میں نے اپنے تئیں یہ اشتہار کیا ہے بہت خوب۔ یہی نشان دیکھئے

حقیقتہ الہی

نہ

۱۳

نہ اٹھایا مگر پادریوں کی اطاعت کا جو اٹھا لیا۔ پس ان معنوں کے رُوسے بھی وہ ابتر ٹھہرا۔ پھر
 جیسا کہ بیان کر چکا ہوں ان معنوں کے رُوسے بھی ابتر ہوا کہ اُس وقت سے جو اسکی نسبت خدا
 تعالیٰ نے فرمایا کہ اُن شانِ نیک ہو (الابتر گویا اُسی دم سے خدا تعالیٰ نے اُسکی بیوی کے برعکس
 مہر لگا دی اور اُسکو یہ الہام کھلے کھلے لفظوں میں سُنا دیا تھا کہ اب موت کے دن تک تیرے گھر
 میں اولاد نہ ہوگی اور نہ اُسکے سلسلہ اولاد کا چلے گا اور یقیناً اُسنے اس الہام کو توڑنے کے لئے
 اولاد حاصل کرنے کی غرض سے بہت کوشش کی ہوگی مگر وہ کوشش ضائع ہو گئی۔ آخر نامراد مرا۔
 اور ابتر کے ہر ایک معنی اُسپر صادق آگئے۔ اور دوسری طرف جو میری نسبت وہ بار بار بددعا میں
 کرتا تھا کہ شیخِ مفتری ہے ہلاک ہو جائیگا اور اولاد بھی مرے گی اور جماعت متفرق ہو جائیگی۔ اسکا
 نتیجہ یہ ہوا کہ اس الہام کے بعد یعنی الہام اُن شانِ نیک ہو (الابتر کے بعد تین لڑکے میرے
 گھر میں پیدا ہوئے اور تین لاکھ سے زیادہ جماعت ہو گئی اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور کئی عیسائی اور
 ہندو میری دعوت سے مسلمان ہوئے۔ پس کیا یہ نشان نہیں اور کیا یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اور
 یہ کہنا کہ سعد اللہ کے لڑکے کی عبد الرحیم کی دختر سے نسبت ہو گئی ہے اور شادی ہو جائے گی اور
 اولاد بھی ہوگی یہ ایک خیالی پلاؤ ہے اور محض ایک گپ ہے جو ہنسی کے لائق ہے اور اس کا
 جواب بھی یہی ہو کہ خدا کے وعدے ٹل نہیں سکتے۔ یہ بات تو اُس وقت پیش کرنی چاہیے کہ
 جب شادی ہو جائے اور اولاد بھی ہو جائے۔ بالفعل تو ایمان داری کا یہ تقاضا ہو کہ اس بات
 کو غور سے سوچیں کہ جیسا کہ قرآن شریف کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ اُن شانِ نیک ہو (الابتر

مجھ حاشیہ۔ یہ اسی طرح کی امید جو جیسا کہ عبد الحق غزنوی شہرِ قسری نے مباہلہ کے بعد اپنی نسبت مباہلہ کا
 اثر یہ ظاہر کیا تھا کہ میرا بھائی مر گیا ہو اور اسکی بیوی جو میں نے نکاح کیا ہو اور اسکو حمل ہو گیا ہو اور اب اسکو لڑکا
 پیدا ہو گا اور وہ مباہلہ کا اثر سمجھا جائیگا مگر اُس حمل کا انجام یہ ہوا کہ کچھ بھی پیدا نہ ہوا اور اب تک وہ باوجود
 گذرنے چودہ برس کے نامرادی اور ذلت کی زندگی بھگت رہا ہو اور بے صلافت اسکے مباہلہ کے بعد میرے گھر میں کئی لڑکے
 پیدا ہوئے اور کئی لاکھ انسان نے بیعت کی اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور دنیا کے کاروبار میں عزت کے ساتھ میری شہرت
 ہو گئی اور اکثر دشمن مباہلہ کے بعد مر گئے اور ہزار ہا نشان آسمانی میرے ہاتھ پر ظاہر ہوئے۔ منہ

دائیل طبع اول

الحمد لله والمنته كبرياءه وتوفيقه نعم المولى ونعم النصير وعنايات
آل ذوات جلیل وعظیم وکیر حصه اولی کتاب الجواب سوم به

آئینہ مکاتبات اسلام

جس کا دوسرا نام دافع الوسوس بھی ہے

بمآہ فروری سنہ ۱۲۹۳ھ

مطبع ریاض ہند قادیان میں باہتمام شیخ نور احمد مہتمم

وما لک مطبع طبع ہو کر شائع ہوا

مرد و معین ہو۔ خاوندوں کی حاجت براری کے بارے میں جو عورتوں کی فطرت میں ایک نقصان پایا جاتا ہے جیسے ایام حمل اور حیض نفاس میں یہ طریق با برکت اُس نقصان کا تدارک تام کرتا ہے اور جس حق کا مطالبہ مرد اپنی فطرت کی رو سے کر سکتا ہے وہ اُسے بخش سکتا ہے۔ ایسا ہی مرد اور کئی وجوہات اور موجبات سے ایک سے زیادہ بیوی کرنے کیلئے مجبور ہوتا ہے مثلاً اگر مرد کی ایک بیوی تفسیر عمر یا کسی بیماری کی وجہ سے بد شکل ہو جائے تو مرد کی قوتِ فاعلیٰ جیسے سارا مدار عورت کی کارروائی کا ہی بیکار اور معطل ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر مرد بد شکل ہو تو عورت کا کچھ بھی حرج نہیں کیونکہ کارروائی کی کل مزد کو دیتی ہے اور عورت کی تسکین کرنا مرد کے ہاتھ میں ہے۔ ہاں اگر مرد اپنی قوتِ مردی میں قصور یا عجز رکھتا ہے تو قرآنی حکم کے رو سے عورت اُسے طلاق لے سکتی ہے۔ اور اگر پوری یا پوری تسلی کرنے پر قادر ہو تو عورت یہ عذر نہیں کر سکتی کہ دوسری بیوی کیوں کی ہے۔ کیونکہ مرد کی ہر روزہ حاجتوں کی عورت ذمہ دار اور کار برار نہیں ہو سکتی۔ اور اس سے مرد کا استحقاق دوسری بیوی کرنے کے لئے قائم رہتا ہے۔ جو لوگ قوی الطاقت اور متقی اور یارِ طبع ہیں ان کیلئے یہ طریق نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔ بعض اسلام کے مخالف نفسِ امارہ کی پیروی سے سب کچھ کرتے ہیں مگر اس پاک طریق سے سخت نفرت رکھتے ہیں کیونکہ بوجہ اندرونی بے قیدی کے جو ان میں پھیل رہی ہے ان کو اس پاک طریق کی کچھ پروا اور حاجت نہیں۔ اس مقام میں عیسائیوں پر سب سے بڑھ کر افسوس ہے کیونکہ وہ اپنے مسلم النبوت انبیاء کے حالات سے انکھ بند کر کے مسلمانوں پر ناحق دانت پیسے جاتے ہیں۔ شرم کی بات ہے کہ جن لوگوں کا اقرار ہے کہ حضرت مسیح کے جسم اور وجود کا خمیر اور اصل جڑ اُسی مائے کی جہت سے وہی کثرتِ ازدواج ہے جس کی حضرت داؤد (مسیح کے باپ) نے نہ دو نہ تین بلکہ سو بیوی تک نوبت پہنچائی تھی وہ بھی ایک سے زیادہ بیوی کرنا زنا کرنے کی مانند سمجھتے ہیں اور اس پر خُبتِ کلمہ کا نتیجہ جو حضرت صریح

مَدَنی سچ بارادل

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

انوار الاسلام

پیشانی میں مسطورہ کتب کا نام لکھا گیا ہے

تعداد اشاعت (۳۰۰۰)

ملو

روحانی خزائن

بلکہ میرا برکت دل اور دشمن اسلام ہوا اور مسیح کو برا بھلا بھی کہتا رہا۔ پھر اگر ہم اسی وقت بلا توقف دو ہزار روپیہ منویں تو ہم پر لعنت اور ہم جھوٹے اور ہمارا اہل باطن جھوٹا۔ اور اگر عبد اللہ آخر قسم نہ کہلے تو اس کی شرمیسا کے اندر دیکھو کہ کون سی چیز ہے اور ہمارا اہل باطن سچا۔ پھر بھی اگر کوئی شک ہے ہماری کتاب کو اسے اور اس مہار کی طرف متوجہ نہ ہو اور ناشی پانی پر پردہ نہ لانا چاہیے تو بے شک وہ ولد الحلال اور نیک ذات نہیں ہو گا کہ خواہ مخواہ حق سے روگردان ہوتا ہے اور اپنی شیفت سے کوشش کرتا ہے کہ سچے جھوٹے ہو جائیں۔

اب اس سے زیادہ صاف اور کون فیصلہ ہو گا کہ ہم دو کھول کے مول میں خود امت سر میں جا کر دو ہزار روپیہ دیتے ہیں۔ مسٹر عبد اللہ آخر قسم اگر درحقیقت مجھے کاذب سمجھتا ہے اور جانتا ہے کہ ایک ذرہ بھی اس نے اسلام کی عظمت کی طرف رجوع نہیں کیا تو وہ ضرور بلا توقف جہالت مذکورہ بالا کے خلاف آواز کرے گا کیونکہ اب تو وہ اپنے تجربہ سے جان چکا کہ میں جبرائیلوں اور مسیح کی حفاظت کو اس نے متاثر کر لیا پھر اس مخالف سے اس کو کیا خوف ہے کیا پہلے بندہ بیٹوں میں بیخ ذمہ تھا اور مسٹر عبد اللہ آخر قسم کی حفاظت کر سکتا تھا اور اب مر گیا ہے اس لئے نہیں کر سکتا جبکہ عیسائیوں نے اپنے ہتھیار میں یہ کہہ کے اعلان دیا ہے کہ خداوند مسیح نے مسٹر عبد اللہ آخر قسم کی جان بچائی تو پھر اب بھی خداوند مسیح جان بچائے گا۔ کوئی وجہ معلوم نہیں ہوئی کہ اب مسیح کے خداوند قادر ہونے کی نسبت مسٹر عبد اللہ آخر قسم کو کچھ شک اور تردد پیدا ہوا جسے پہلے وہ شک نہ ہو بلکہ اب تو بہت یقین چلیے کیونکہ اس کی خداوندی امداد قدرت کا تجربہ ہو چکا اور نیز ہمارے جھوٹے کا تجربہ۔ لیکن یاد رکھو کہ مسٹر عبد اللہ آخر قسم اپنے دل میں خوب جانتا ہے کہ سب باتیں جھوٹ ہیں کہ میں کونسی نے بچایا جو خود مر چکا وہ کس کی پاسداری سے اور جو مر گیا وہ قادر کو کر اور خداوند کی بلکہ حق تو یہ ہے کہ سچے اور کامل خدا کے خوف نے اس کو بچایا اگر اب نادان عیسائیوں کی تحریک سے حیا کی ہو جائے گا تو پھر اس کامل خدا کی طرف سے بیباکی کا غرہ کچھ گھٹن میں اب ہم نے فیصلہ کی صاف صاف راہ بتا دی اور جو ٹوٹے سچے کے لئے ایک میا پیش کر دیا۔ اب جو شخص اس صاف فیصلہ کے برخلاف غمخوارت اور خدا کی راہ سے گمراہ ہو گا وہ اپنی خسارت سے اور باہکے گا کہ عیسائیوں کی فتح ہوئی اور کچھ شرم اور حیا کو کلام نہیں لائے گا اور بغیر اس کے جو اس سے اس فیصلہ کا اصرار کی دے وہ جواب دے سکے انکار اور زبان اور آزاری سے باز نہیں آئے گا اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہو گا کہ اوصاف بجا جلتے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور عقل ندادہ نہیں پس حلال زادہ بننے کے لئے واجب یہ تھا کہ اگر وہ مجھے جھوٹا جانتا ہے اور

ومنح لی من النعم الظاهرة والباطنة وجعلنی من المجدوبین۔ وکنت شاکلاً
وقد شخضت وما استفتحت باباً الا فتحت۔ وما سألت من نعمة الا اعطيت
وما استكشفت من امر الا كشفت۔ وما ابتهلت فی دعا ولا اجيبت۔
وکل ذالک من حبی بالقرآن وحب سیدی وامامی سید المرسلین۔ اللہم
صل وسلم علیہ بعد نجوم السموات وذرات الارضین ومن اجل هذا الحب
الذی کان فی فطرقی کان اللہ معی من اول امری حین ولدت وحين كنت
ضریعاً عند ظمزی وحين كنت اقرئ فی المتعلمین۔ وقد حبيب الی منذ نوت
العشرین ان انصر الدين۔ واجادل البراهمة والقسيسین۔ وقد الفت
فی هذه المناظرات مصنفات عديدة۔ ومؤلفات مفيدة منها کتابی
البراهین۔ کتاب نادر مانسج علی منواله فی ايام خالية فليقرء من كان
من امرتائین۔ قد سللت فیہ صوامح الحجج القطعية علی اقوال الملحدين۔
ورمیت بشبهها الشياطين المبطلین۔ قد خفض هام کل معاند بذالک
السيف المسلول۔ وتبينت فضيحتهم بين ارباب المنقول والمعقول۔ وبين
المصنفين۔ فیہ دقائق العلوم وشواردها والالهامات الطيبة الصريحة و
الكشوف الجلیلة ومواردها۔ ومن كل ما یجلی درر معارف الدين المتین ولی
کتب اخرى تشابهه فی الکمال۔ منها الکحل والتوضیح والآزالة وفتح الاسلام
وكتاب آخر سبق کلها الفقه فی هذه الايام اسمه دافع الوسواس هو نافع جداً
للذین يريدون ان يروا حسن الاسلام۔ دیکفون افواه الملحافین۔ تلك کتب
ینظر اليها کل مسلم بعین المحبة والمودة وينتفع من معارفها۔ يقبلنی ويصدق

دعوتی۔ الاذریۃ البغایا الذین ختم الله علی قلوبہم فہم لا یقبلون۔ ولما
 بلغت اشد عمری وبلغت اربعین سنة جاء تنی نسیم الوحی بریا عنایات
 ربی لیزید معرفتی و یقینی و یرفع حجبی و اکون من المستیقنین فاؤل ما
 فتح علی بابہ هو الرؤیا الصالحة فکنت لا اری رؤیا الا جاءت مثل فلق
 الصبح و انی رايت فی تلك الايام رؤیا صالحة صادقة قریبا من الفین او
 اکثر من ذالک۔ منها محفوظة فی حافظتی و کثیر منها نسیتها۔ ولعل
 الله یکرہا فی وقت اخر و نحن من الاملین۔ و رايت فی غلواء شبابی
 و عند دواعی التصابی کافی دخلت فی مکان و فیہ حقدی و خدعی فقلت
 طهر و افرأشی فان وقتی قد جاء ثم استیقظت و خشیت علی نفسی
 و ذهب و هلی الی اننی من المائتین۔ و رايت ذات لیلة و انا غلام
 حدیث السن کافی فی بیت لطیف نظیف یدکر فیہا رسول الله صلی الله
 علیہ وسلم فقلت ایہا الناس این رسول الله صلی الله علیہ وسلم فاشاروا
 الی حجرۃ فدخلت مع الداخلین۔ فبش بی حین و اقیته۔ و حیانی باحسن
 ما حییتہ و ما انسی حسنه و جماله و ملاحتہ و تحننه الی یومی هذا۔ شغفت
 حباً و جذباً بنی بوجه حسین قال ما هذا بیمنیک یا احمد فنظرت فاذا
 کتاب بیدی الیمنی و خطر بقلبی انه من مصنفاتی قلت یا رسول الله
 کتاب من مصنفاتی قال ما اسم کتابک فنظرت الی الکتاب مرة اخرى
 و انا کالمتحیرین۔ فوجدته یشابه کتاباً کان فی دار کتبی و اسمه
 قطبی قلت یا رسول الله اسمه قطبی قال ارنی کتابک القطبی فلما

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قادیان سے گورداسپور جاتے ہوئے بٹالہ میسرے دہاں کو نئی جہان جو آپ کی تلاش میں قادیان سے ہوتا ہوا بٹالہ واپس آیا تھا آپ کے پاس کچھ پھل بطور تحفہ لایا۔ پھلوں میں انگور بھی تھے۔ آپ نے انگور کھائے۔ اور فرمایا انگور میں ترشی ہوتی ہے۔ مگر یہ ترشی نزلہ کے لیے مضر نہیں ہوتی۔ پھر آپ نے فرمایا ابھی میرا دل انگور کو جانتا تھا۔ سو خدا نے بھیج دیئے۔ فرمایا۔ کئی دفعہ میں نے تجربہ کیا ہے۔ کہ جس چیز کو دل چاہتا ہے۔ اللہ اُسے ہبیا کر دیتا ہے۔ پھر ایک واقعہ سنایا۔ کہ میں ایک سفر میں جا رہا تھا۔ کہ میرے دل میں پونڈے گنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ مگر وہاں راستہ میں کوئی گنا میسر نہیں تھا۔ مگر اللہ کی قدرت کہ تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص ہم کو مل گیا جس کے پاس پونڈے تھے۔ اس سے ہم کو پونڈے مل گئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ اہل میں ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سنت دوزخ پڑا۔ کسی نے مرزا سلطان احمد اور مرزا افضل احمد کو بھی اطلاع دی۔ یہی آیت دوزخ آگئے۔ چنانچہ سائے بھی حضرت صاحب کو دوزخ پڑا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ اس وقت میں نے دیکھا۔ کہ مرزا سلطان احمد تو آپہی چار پانی کے پاس غاسوشی کے ساتھ بیٹھے رہے۔ مگر مرزا افضل احمد کے چہرہ پر ایک رنگ آتا تھا۔ اور ایک جاتا تھا اور وہ کبھی ادھر جاتا تھا۔ اور کبھی ادھر۔ کبھی اپنی بچڑی اتار کر حضرت صاحب کی ٹانگوں کو باندھتا تھا۔ اور کبھی پاؤں دبانے لگ جاتا تھا۔ اور گہرا ہٹ میں آگئے لڑکے کاہنتے تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب محمدی بیگم کی شادی دوسری جگہ ہو گئی اور قادیان کے تمام رشتہ داروں نے حضرت صاحب کی سخت مخالفت کی اور فلاح کو کشش کرتے رہے اور سب نے

احمد بیگ والد محمدی بیگم کا ساتھ دیا اور خود کو شش کر کے لڑکی کی شادی دہری
 جگہ کرادی۔ تو حضرت صاحب نے مرزا سلطان احمد اور مرزا افضل احمد دونوں کو
 الگ الگ خط لکھا کہ ان سب لوگوں نے میری محنت مخالفت کی ہے اب انکے
 ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں رہا۔ اور ان کے ساتھ اب ہماری قبریں بھی اکٹھی
 نہیں ہو سکتیں لہذا اب تم اپنا آخری فیصلہ کر دو اگر تم نے میرے ساتھ تعلق رکھنا
 ہے۔ تو پھر ان سے قطع تعلق کرنا ہوگا اور اگر ان سے تعلق رکھنا ہے تو پھر میرے
 ساتھ تمہارا کوئی تعلق نہیں رہ سکتا۔ میں اس صورت میں تم کو عاق کرتا ہوں۔
 والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ مرزا سلطان احمد کا جواب آیا کہ مجھ پر تائی صاحبہ کے
 احسانات ہیں۔ ان سے قطع تعلق نہیں کر سکتا۔ مگر مرزا افضل احمد نے لکھا
 کہ میرا تو آپ کے ساتھ ہی تعلق ہے ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ حضرت صاحب
 نے مرزا افضل احمد کو جواب دیا کہ اگر یہ دہشت ہے تو اپنی بیوی بنت مرزا علی شیر کو
 دو محنت مخالفت مٹی اور مرزا احمد بیگ کی لہجائی مٹی، طلاق دے دو۔ مرزا
 افضل احمد نے فوراً طلاق نامہ لکھ کر حضرت صاحب کے پاس روانہ کر دیا۔ والدہ
 صاحبہ فرماتی ہیں کہ پھر فضل احمد باہر سے آکر ہائے پاس ہی ٹھہرتا تھا مگر اپنی
 دوسری بیوی کی فتنہ پر دوازی سے آخر میرا ہستہ آہستہ اُدھر جا ملا۔ والدہ
 صاحبہ فرماتی ہیں کہ فضل احمد بہت شر سیلا تھا۔ حضرت صاحب کے سامنے
 آکر کہہ نہیں اُٹھاتا تھا۔ حضرت صاحب اسکے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ فضل احمد
 سیدھی طبیعت کا ہے۔ اُداس میں محبت کا مادہ ہے۔ مگر دوسروں کے ہستہ
 سے اُدھر جا ملا ہے۔ نیز والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ جب فضل احمد کی وفات کی
 خبر آئی۔ تو اس رات حضرت صاحب تقریباً ساری رات نہیں سوئے۔ اور دو تین دن
 تک منہ مٹے رہے۔ خاک رنے پوچھا کہ کیا حضرت صاحب نے کچھ فرمایا ہی
 تھا؟ والدہ صاحبہ نے کہا کہ صرف اس قدر فرمایا تھا کہ ہمارا اسکے ساتھ تعلق تو
 نہیں تھا۔ مگر مخالف اسکی موت کو بھی اعتراض کا نشانہ بنا لیئے۔ خاکسار عرض

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ لحمْدك ونصلي

لایب اللہ الجہد بالسو من القول الا من ظلم وکان اللہ سبیغاً علیما ۛ

اشتہار نصرت دین و قطع تعلیق از اقارب مخالف دین

عالمی استاذ اہل حق ضنیفا

پہول بدن دان تو کرے او قتلہ با آن نہ زندانی بکن اسی استاد

ناظرین کو یاد ہو گا کہ اس عاجز نے ایک دینی خصوصیت کے پیش آجانے کی وجہ سے ایک نشان کے مطالبہ کے وقت اپنے ایک قریبی میرزا احمد بیگ ولد میرزا گاماں بیگ ہوشیار پوری کی دختر کلاں کی نسبت مکرم والہام الہی یہ اشتہار دیا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی مقدر اور قریب افتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی خواہ پہلے ہی یا کہ ہرنے کی حالت میں آجائے اور یا خدا تعالیٰ بیوہ کر کے اس کو میری طرف لے آوے۔ چنانچہ تفصیل ان کل امور مذکورہ بالا کی اس اشتہار میں درج ہے۔ اب باعث تحریر اشتہار ہذا یہ ہے کہ میرزا بیگ سلطان احمد نام جو نائب تحصیلدار لاہور میں ہے اور اس کی ثانی صاحب جنہوں نے اس کو بیٹا بنایا ہوا ہے، وہی اس مخالفت پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ اور یہ سدا کام اپنے ہاتھ میں لے کر اس تجویز میں ہیں کہ عید کے دن یا اس کے بعد اس لڑکی کا کسی سے نکاح کیا جائے۔ اگر یہ اوروں کی طرف سے مخالفانہ کارروائی ہوتی تو ہمیں درمیان میں

دینی دینے کی کیا ضرورت اور کیا غرض تھی۔ اربلی تھا۔ اور رہی اس کو اپنے فضل و کرم سے ظہور میں لانا۔ مگر اس کام کے مدارالمہام وہ لوگ ہو گئے جن یہ اس عاجز کی طاقت فرض تھی اور ہر چند سلطان احمد کو سمجھایا اور بہت تاکید کی خط لکھے کہ تو اور تیری والدہ اس کام سے الگ ہو جائیں ورنہ میں تم سے جدا ہو جاؤں گا۔ اور تمہارا کوئی حق نہیں رہیگا مگر انہوں نے میرے خط کا جواب تک نہ دیا۔ اور بکنی مجھ سے بیزاری ظاہر کی۔ اگر ان کی طرف سے ایک تیز تھوڑا کا بھی مجھے زخم پہنچتا تو بے خدا میں اس پر صبر کرتا۔ لیکن انہوں نے دینی مخالفت کر کے اور دینی مقابلہ سے آثار دے کر مجھے بہت مستحیا۔ اور اس حد تک میرے دل کو توڑ دیا کہ میں بیان نہیں کر سکتا اور عذر چاہا کہ میں سخت ذلیل کیا جاؤں سلطان احمد ان دو بڑے گناہوں کا مرتکب ہوا۔ اول یہ کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی مخالفت کرنی چاہی۔ اور یہ چاہا کہ دین اسلام پر تمام مخالفتوں کا حملہ ہو۔ اور یہ اپنی طرف سے اس نے ایک فیلولر بھی ہے اس امید پر کہ یہ جھوٹے ہو جائیں گے اور دین کی ہتک ہوگی۔ اور مخالفتوں کی فتح۔ اس نے اپنی طرف سے مخالفانہ تلوار چلانے میں کچھ فرق نہیں کیا۔ اور اس نادان نے نہ سمجھا کہ خداوند قدیر و غیور اس دین کا حامی ہے اور اس عاجز کا بھی حامی۔ وہ اپنے بندہ کو کبھی ضایع نہ کریگا۔ اگر سارا جہان مجھے برباد کرنا چاہے تو وہ اپنی رحمت کے ہاتھ سے مجھ کو تمام لے گا۔ کیونکہ میں اس کا ہوں اور وہ میرا۔ دوم سلطان احمد نے مجھے جو میں اس کا باپ ہوں سخت ناچیز قرار دیا اور میری مخالفت پر کمر باندھی اور قوی اور فعلی طور پر اس مخالفت کو کھال تک پہنچایا۔ اور میرے دینی مخالفتوں کو مدد دی اور اسلام کی ہتک بدل جان منظر رکھی۔ سوچو کہ اس نے دونوں طور کے گناہوں کو اپنے اندر جمع کیا۔ اپنے خدا کا تعلق بھی توڑ دیا اور اپنے باپ کا بھی۔ اور ایسا ہی اس کی دونوں والدہ نے کیا۔ سوچو کہ انہوں نے کوئی تعلق مجھ سے باقی نہ رکھا۔ اس لئے میں نہیں چاہتا کہ اب ان کا

کسی قسم کا تعلق مجھ سے باقی رہے۔ اور ڈرتا ہوں کہ ایسے دینی دشمنوں سے پیوند رکھتے میں مصیبت نہ ہو۔ لہذا میں آج کی تاریخ کہ دوسری مئی ۱۹۸۷ء ہے۔ عوام اور خواص پر بنیادہ اشتعال بظاہر کرتا ہوں کہ اگر یہ لوگ اس ارادہ سے باز نہ آئے۔ اور وہ تجویز جو اس لڑکی کے ناطہ اور نکاح کرنے کی اپنے ہاتھ سے یہ لوگ کر رہے ہیں اس کو موقوف نہ کر دیا۔ اور جس شخص کو انہوں نے نکاح کے لئے تجویز کیا ہے اس کو روک دیا بلکہ اسی شخص کے ساتھ نکاح ہو گیا تو اسی نکاح کے دن سے سلطان احمد عاق اور محروم الارث ہوگا اور اسی روز سے اس کی والدہ پر میری طرہ سے طلاق ہے۔ اور اگر اس کا بھائی فضل احمد جس کے گھر میں مرزا احمد بیگ والد لڑکی کی بھانجی ہے اپنی اس بیوی کو اسی دن جو اس کو نکاح کی خبر ہو اور طلاق نہ ہو تو پھر وہ بھی عاق اور محروم الارث ہوگا۔ اور آئندہ ان سب کا کوئی حق میرے پر نہیں رہے گا۔ اور اس نکاح کے بعد تمام تعلقات خویشی و قرابت و ہمدردی دور ہو جائے گی۔ اور کسی نیکی۔ بری۔ رنج رابت شادی اور ماتم میں ان سے شرکت نہیں رہے گی۔ کیونکہ انہوں نے آپ تعلق توڑ دیئے اور توڑنے پر راضی ہو گئے۔ سو اب ان سے کچھ تعلق رکھنا قطعاً حرام اور ایمانی غیور کی کے برخلاف اور ایک دیوثی کا کام ہے۔ مومن دیوث نہیں ہوتا۔

چوں نہ بود خویش را دیانت و تقئے • قطع رحم بہ از مودت قریبے

والسلام علی من اتبع الهدی

المشہور

مرزا غلام احمد لودیانہ

حقانی پریس، لمبیا

۲ مئی ۱۹۸۷ء

القصيدہ

نمبر نزل المسیح

وان كان عيسى او من الرسل اخر
خواہ عیسیٰ ہو یا کوئی اور نبی ہو
وما كان شرك الناس شيئا يغير
اور شرک کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس کو بدلایا جائے
الام كفتيان الوعى تنمر
کب تک مرد ہیں جنگ کی طرح پلٹل دکھائیگا
وذلك رأي لا يراه المفكر
یہ تو کسی عقلمند کی رائے نہ ہوگی۔
وان خلتها تخف على الناس تظهر
اور اگر تو خیال کیے کہ وہ پوشیدہ ہے گا تو وہ ہرگز پوشیدہ نہ رہے گا
ومن لا يوقر صادقاً لا يوقر
اور جو شخص صادق کی بے عزتی کرے گا خود بخود بے عزت ہو جائیگا
رأيتم فاعرضتم وقلتم تسوؤر
تم نے وہ نشان دیکھے اور انکار کیا اور کہا کہ جھوٹ بول رہے
لنكتب اشعاراً بها الاي تسعرو
تاہم یہ چند شعر لکھیں جن کو تمہیں یہ نشان معلوم ہو جائیگا
وهذا هو الاتهام متى ففكر
اور یہی میری طرف سے اتہام جت ہے۔

على مشهالهم نطلع في مكرم
اُن تمام مصیبتوں کیلئے دوست بنیں میں نظیر نہیں پائی جاتی۔
ففكر اهدا كله كان باطلاً
پس سوچ لیا یہ تمام کار و بائی باطل تھی۔
الا لاسمى عار النساء اباً الوفا
لے عورتوں کے عار شفاء اللہ
أردت الهوى من بعد ستين حجة
کیا میں نے ساتھ برس کی عمر کے بعد ہوا پرستی کو اختیار کیا
اريناك آيات فلا عذر بعد ها
ہم تجھے آزمائشیں دکھاتے ہیں اور اس کے بعد کوئی عذر باقی نہ رہیگا
أردت بعد ذلتي فرأيتها
تو نے مقام میں میری ذلت کو جاپا پس خود ذلت اٹھائی۔
وكأين من الآيات قد مر ذكرها
اور بہت سے نشان ہیں جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔
فحق لنا بعد التجارب حيلة
پس ہم لئے بہت تھارے بعد ایک حیلہ ظاہر ہوا۔
فهذا هو التبكيت من فاطر السما
پس اسکا ذریعہ تمہارا منہ خدا بند کرنا چاہتا ہے۔

لف سہو کاتب سے کئی کاغذ چھوٹ گیا ہے۔ اصل ترجمہ ہند ہوگا۔ ”ہم تجھے کئی ایک نشان دکھاتے ہیں۔“ (خمس)

يُستعمل لفظ كآين كما يُستعمل كآين في لسان العرب - من لا

و من المعارضین المذکورین۔ شیخ خلیل بطالوی۔ وجہ اس غوی۔ یہاں لہ
 دیکھئے اعتراض کنندگان شیخ گمراہ ساکن بلاد است کہ ہمایہ گمراہ است۔ اور
محمد حسنین۔ وقد سبق الكل في الكذب والمين۔ وانه أبل
 محمد حسین سے گویند۔ وازہم در دودغ واداستی بیقت برہ است۔ واد انکار کرد
 واستکبر۔ و اشاع الکبر و اظهر حق قبل انہ امام المستکبرین۔ و سرٹیس
 و تکبر نمود۔ و تکبر را شائع کردہ و ظاہر ساخت تا آنکہ کلمہ شد کہ او امام مجتہدین است۔ و رئیس
 المعتدین۔ و رئیس الغاوین۔ هو الذی کفر فی قبل ان یکفر الآخر۔ و اعترض
 تجوز کتبہ گن۔ و سرگرمان است۔ او یہاں شخص است کہ پہلی ازہم مرا کا فر گفت۔ و کہ کتابہائے
 علی کتبی و اظهر جهله المکنون۔ فقال ان تلك ملکت مشحونة من الاعطال
 من اعتراض کرد۔ و پہل خود ظاہر نمود۔ پس گفت کہ این کتابہا از عقلی طور ہستند و در محل
 و ساقطہ فی محل الاعطال۔ و لیست کما معین۔ و ان هذا الرجل من
 اعطال فوا اقدہ اند۔ و بموجب آب صافی نیست۔ و این شخص از جا ہلالی است
 الجاہلین۔ و کما یوجد فی کتبہ من ملحمہا و قیافہا۔ فلیس قریحہ حجر
 و ہرچہ از کلمات تمکین و قافیہ ہا در کلام او یافتہ می شود۔ پس آن طبعزاد او
 اثافہا بل تلك کلم خرجت من اقلام الآخرين۔
 و شک طبیعت اوست بلکہ این کلمات از ظہمائے دیگران برآمده اند۔
 فقلت یا شیخ النونى۔ وعدو العقل والنهى۔ ان کتبی مبروءة مما
 پس گفت کہ نہ شیخ احمقان و دشمن عقل و دینش۔ بہ تحقیق کتاب ہائے من آنچہ گمراہ
 زعمت۔ و من زعم عما ظننت۔ الا سہو الکاتبین۔ او زبیر القلم بتغافل منی لا
 برہا ہستند۔ و از آنچہ زعمت من زعم ہستند۔ مگر سہو کاتب یا کجی قلم از تناسخ من زعم میں ہیں

من سہو کاتب و احواب منوہۃ۔ غرض

ثم اعلم ايها الشيخ الضال - والدجال البطل - ان الثمانية الذين هم

باز اسے شیخ گمراہ و دجال بطل

بدیکھ آن ہشت کہ

ثامر عودك - ووقود ووقودك - الذين اخطوا في القسعة المخاطبين فمهم

یہ وہ اے شاخ کو - ویزم آتش افزہ تو ہستند - آنکہ در نہ مخاطبین داخل اند - پس یکے از آہنا

شيخك الضال الكاذب نذير المبشرين ثم الدهلوي عبدا الحق

شیخ گمراہ و دہلوی کہ نذیر حسین است کہ بشارت یافتگان را می ترساند - باز عبدالحق دہلوی کہ

رئيس المتصلفين ثم عبدا الله التوكل ثم احمد علي السها زعفر من المقلدين

رئیس لات ذہن است - باز عبد اللہ توکل - باز احمد علی سہا زعفری از مقلدان

ثم سلطان المتكبرين - الذي اضاع دينه بالكبر والتوهين - ثم الحسن

باز مولوی سلطان الدین صیہوری است کہ از تکبر و توہین دین خود را ضائع کرد - باز محمد حسن

الامرودي الذي اقبل علي اقبال من لبس الصفاقة - وخطم الصداقة

امرودی کہ سوئے من پہنچو بے مایلان متوجہ شد - و از راستی خود را دور افکند -

الحاشية - هذا الرجل لا يحسب العربية المباركة ام الالسنه - بل هي

ہیں شخص عربی مبارک را ام الالسنہ نمی پندارد - بلکہ عربی

عندنا مستخرجة من العبرية - التي هي لها كالفضيلة - ويستيقن ان اثبات

نزدیک او از عربی خارج کر دہ شدہ است - حالانکہ عربی عربی را مثل فضلہ است - و این شخص یقینی کند

هذه الخطاة عقداً مستصعبة الافتتاح - او كزندة مستعسرة الافتتاح - محاماً

کہ عربی را ام الالسنہ قرار دہوں کہ اسے مثل است کہ نتواند شد - یا مثل گنہگار است کہ از آن آتش بر آید نتواند شد

فروغنا من فتح هذا الميدان - في كتابنا من الرحمن - وسون

حال آنکہ ما از فتح این میدان فراغت یافتیم - و این فراغت در کتاب

و این فراغت در کتاب

واعتلقت اظفارہ بعرضہی کالذیاب۔ وغلبلہ بشوئی کالکلاب۔ وناطق بکلم
 وامن اے بھوکے گان آبرو سے من آویخت۔ ونبجہ بچو سگان بجامہ من در آویخت۔ وسمثلنے بر زبان خود
 لایطق بمثلها الا شیطان لعین۔ وآنعرهم الشیطان الاعمی۔ والغول الاغوی۔
 تورو کہ بجز شیطان لعین هیچکس بدان گونه تکلم نکند۔ وازہمہ آخر شیطان گویاست و دیو گراہ
 یقال لہ رشید الجنجوشی۔ وھو شقی کالامروھی۔ ومن الملعونین۔

کہ اورا رشید احمد ٹنگوہی سے گویند۔ وادبجو محمد حسن اردبی بدیخت است وزیر نعمت خدا تعالیٰ است۔

فھولاء تسعة رھط کفرنا و سبونا و کافوا مفسدین۔ وذاکرہم الشیخین
 پس میں نہ شخص اند کہ تکفیرا کردند و دشمنانہا دادند۔ واز مفسدان ہستند۔ وایا اوشان دو مشور شیخ را

المشہورین۔ یعنی الشیخ الہ مجتہد التونسوی و الشیخ غلام نظام الدین
 بنو کریم بنیم۔ یعنی شیخ الرشید تونسوی و شیخ غلام نظام الدین بریلوی

یشاع فی الدیار و البلدان۔ فیومذ تسود وجوہ المنکرین۔ وانا نعونا فی افکارنا۔

میں ارض شہ است۔ وبقرب این کتاب در شہرہا شائع کردہ خواہد شد۔ پس بدان روز تھے عکس سید

وایدنا فی انکارنا۔ من اللہ رب العالمین۔ ودر سافہ کل دامن۔ الذین یقولون

خواہد گردید۔ و مادر فکر ہائے خود و نظر ہائے خود از خدا تعالیٰ تائید یافتیم۔ وانا نازا کہ میگویند کہ عربی

ان العربیۃ ما سبق غیرہ بطوس۔ بلھی کاللباس المستبدل او الوعاء

در حسن خود بر غیر خود سبقت نبرد است۔ بلکہ آن مثل لباس کا آمدہ یعنی کہشہ و ظرف مستعمل یعنی

المستعمل وکشی وھو سقط صلفۃ غیر معین۔

بیکار است و مثل چیزے دی ہے سود است کہ بیج نفع نہ بخشد۔ وآن کتاب بخوبی پامال کردیم۔

وانا اثبتنا دعوانا حق الاثبات۔ واربنا اللہ کالبدیہیات۔ معیینین غیر مستطین۔

و ما دعویٰ خود را چنانکہ حق ثابت کردی است اثبات کردیم۔ و امر مقصود را مثل بدیہیات نمودیم۔ و

حقیقۃ الوحی

تتمہ

ویسا ہی یہ پیشگوئی بھی ظہور میں آگئی جو خدا تعالیٰ نے میرے ذریعے سے ظاہر فرمائی۔ کیونکہ جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں اُسی روز سے جبکہ خدا تعالیٰ نے اسکی نسبت مجھے یہ خبر دی کہ اِن شانِ اِشراقِ ہوا ابلاغ جس کو آج تک بارہ برس گزر گئے اُسی وقت سے اولاد کا دروازہ سعد اللہ پر بند کیا گیا اور اُس کی بددعاؤں کو اُسی کے مُنہ پر وار کر خدا تعالیٰ نے تین لڑکے بعد اس الہام کے مجھ کو دیئے اور کروڑ ہا انسانوں میں مجھے عزت کے ساتھ شہرت دی اور اس قدر مالی فتوحات اور آمدنی نقد اور جنس اور طرح طرح کے تحائف مجھ کو دیئے گئے کہ اگر وہ سب جمع کئے جاتے تو کئی کوٹھے اُن سے بھر سکتے تھے۔ سعد اللہ چاہتا تھا کہ میں اکیلا رہ جاؤں کوئی میرے ساتھ نہ ہو پس خدا تعالیٰ نے اِس آرزو میں اُسکو نامراد رکھ کر کئی لاکھ انسان میرے ساتھ کر دیا۔ اور وہ چاہتا تھا کہ لوگ میری مدد نہ کریں مگر خدا تعالیٰ نے اُسکی زندگی میں ہی اُسکو دکھلا دیا کہ ایک جہان میری مدد کیلئے میری طرف متوجہ ہو گیا اور خدا تعالیٰ نے وہ میری مالی مدد کی کہ صد ہا برس میں کسی کی ایسی مدد نہیں ہوئی۔ اور وہ چاہتا تھا کہ مجھ کو کوئی عزت نہ ملے مگر خدا نے ہر ایک طبقہ کے ہزار ہا انسانوں کی گردنیں میری طرف جھکا دیں اور وہ چاہتا تھا کہ میں اُسکی زندگی میں ہی مرجاؤں اور میری اولاد بھی مرجائے مگر خدا تعالیٰ نے میری زندگی میں اُسکو ہلاک کیا اور الہام کے دن کے بعد تین لڑکے اور مجھ کو عطا کئے پس یہ موت اُسکی بڑی نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہوئی۔ اور یہی پیشگوئی میں نے کی تھی جو خدا تعالیٰ کے فضل سے پوری ہو گئی۔

اور وہ پیشگوئی جس میں میں نے لکھا تھا کہ نامرادی اور ذلت کے ساتھ میرے روبرو وہ مرے گا۔ وہ انجامِ آختم میں عربی شعرِ دل میں ہے اور وہ یہ ہے :-

وَمِنَ اللَّيَامِ أَرَى رُجِيلًا فَاسِقًا	غَوَّلًا لَعِينًا نَظْفَةً السُّفَهَاءِ
اور لئیوں میں سے ایک ناسق آدمی کو دیکھتا ہوں	کہ ایک شیطان ملعون ہے سفیہوں کا نظفہ
شَكْسٌ خَبِيثٌ مُفْسِدٌ وَهَزْوَءٌ	مُحْسِنٌ يَسْمُو السَّعْدَ فِي الْجَهْلَاءِ
ہر گوارا خبیث اور مفسد اور مٹوٹ کو لمحہ کر کے دکھلانے والا	مفحس ہے جس کا نام جالوں نے سعد اللہ رکھا ہے

✽ میں بلکہ چکا ہوں کہ یہ چند شعرا ساقِ صحتِ نبوت سے کہے گئے جبکہ یہ تسنن سعد اللہ کی بددعا ہی حد سے زیادہ گزر گئی تھی۔ منہ

چشمہ سی

بدی کی گئی۔ مگر جو کوئی عفو کرے اور اس عفو میں کوئی اصلاح مقصود ہو تو اس کا اجر خدا کے پاس ہے۔ یہ تو قرآن شریف کی تعلیم ہے۔ مگر انجیل میں بخیر کسی شرط کے ہر ایک جگہ عفو اور درگزر کی ترغیب دی گئی ہے اور انسانی دوسرے مصالح کو جن پر تمام سلسلہ تمدن کا چل رہا ہے پامال کر دیا ہے اور انسانی قوی کے مدد کے تمام شاخوں میں سے صرف ایک شاخ کے بڑھنے پر زور دیا ہے اور باقی شاخوں کی رعایت قطعاً ترک کر دی گئی ہے۔ پھر تعجب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا۔ انجیل کے مدد کو بغیر اصل کے دیکھ کر اُس پر بددعا کی اور دوسروں کو دعا کرنا سکھلایا۔ اور دوسروں کو یہ بھی حکم دیا کہ تم کسی کو احمق مت کہو۔ مگر خود اس قدر بزبانی میں بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو دلدلہ محترم تک کہہ دیا اور ہر ایک وعظ میں یہودی علماء کو سخت سخت گالیاں دیں اور بڑے بڑے فن کے نام رکھے۔ اخلاقی معلم کا فرض یہ ہے کہ پہلے آپ اخلاقی کلمہ دکھا دے۔ پس کیا ایسی تعلیم ناقص جس پر انہوں نے آپ بھی عمل نہ کیا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو سکتی ہے؟ پاک اور کامل تعلیم قرآن شریف کی ہے جو انسانی درخت کی ہر ایک شاخ کی پرورش کرتی ہے اور قرآن شریف صرف ایک پہلو پر زور نہیں ڈالتا بلکہ کبھی تو عفو اور درگزر کی تعلیم دیتا ہے مگر اس شرط سے کہ عفو کرنا قرین مصلحت ہو اور کبھی مناسب محل اور وقت کے مجرم کو سزا دینے کے لئے فرماتا ہے۔ پس درحقیقت قرآن شریف خدا تعالیٰ کے اس قانونِ قدرت کی تصویر ہے جو ہمیشہ ہماری نظر کے سامنے ہے۔ یہ بات نہایت معقول ہے کہ خدا کا قول اور فعل مدافعی مطابق ہونے چاہئیں۔ یعنی جس رنگ اور طرز پر دنیا میں خدا تعالیٰ کا فعل نظر آتا ہے صرف وہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی سچی کتاب اپنے فعل کے مطابق تعلیم کرے۔ نہ

۱۲۰

قرآن شریف نے بے فائدہ عفو اور درگزر کو جائز نہیں رکھا کیونکہ اس سے انسانی اخلاق بڑھتے ہیں اور شیریں نظم و ہر پریم ہو جاتا ہے بلکہ اس عفو کی عبادت دی ہے جس سے کوئی اصلاح ہو سکے۔ نہ

آسانی فیصلہ

کرائی بھی اور بٹالوی کی کوئی بدگوئی میاں صاحب کو مکروہ معلوم نہ ہوئی اور میاں صاحب کے مکان میں بیٹھ کر ایک اور اشتہار تکبر کا بھرا ہوا بٹالوی نے لکھا جس میں اس عاجز کی نسبت یہ فقرہ مندرج تھا کہ یہ میرا شکار ہو کہ بد قسمتی سے پھر دہلی میں میرے قبضہ میں آ گیا اور میں خوش قسمت ہوں کہ بھاگا ہوا شکار پھر مجھے مل گیا۔ ناظرین!! انصافاً کہو کہ یہ کیسے سفلہ بن کی باتیں ہیں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اس زمانہ کے ہندب ڈوم اور نقال بھی تھوڑا بہت جیسا کو کام میں لاتے ہیں اور پشتوں کے سفلے بھی ایسا کیلنگی اور شیخی سے بھرا ہوا تکبر اپنے حقیقت شناس کے سامنے زبان پر نہیں لاتے۔ اگر میں بٹالوی صاحب کا شکار ہوتا تو اسکے استاد کو دہلی میں کیوں جا کر پٹا کیا شکار گد استاد سے بڑا ہو۔ جب استاد ہی چڑیا کی طرح میرے پیچ میں گرفتار ہو گیا تو پھر ناظرین سمجھ لیں کہ کیا میں بٹالوی کا شکار ہوا یا بٹالوی میرے شکار کا شکار۔ بٹالوی کی شوخیوں انتہا کو پہنچ گئی ہیں اور اس کی کھوپری میں ایک کیڑا ہو جسکو ضرور ایک دن خدائے تعالیٰ نکال دیگا افسوس کہ آج کل ہمارے مخالفوں کا جھوٹ اور بہتانوں پر ہی گزارہ ہو اور فرعونى رنگ کے تکبر سے اپنی عزت بنانی چاہتے ہیں۔ فرعون اس روز تک جو منہ اپنی لشکر کے غرق ہو گیا یہی سمجھتا رہا کہ مٹے اُس کا شکار ہو آخر دو ذیل نے دکھا دیا کہ واقعی طور پر کون شکار تھا۔ میں نادم ہوں کہ نا اہل حریف کے مقابلہ نے کسی قدر مجھے درشت الفاظ پر مجبور کیا ورنہ میری فطرت اس پر دور ہے کہ کوئی تلخ بات منہ پر لاؤں۔ میں کچھ بھی بولنا نہیں چاہتا تھا مگر بٹالوی اور اسکے استاد نے مجھے بلایا۔ اب بھی بٹالوی کیلے بہتر ہے کہ اپنی پالیسی بدل لیوے اور منہ کو لگام دیوے ورنہ لان دنوں کو رورو کے یاد کر گیا۔ بادروکشال ہر کہ در افتاد در افتاد و ما علینا الا البلاغ المبین

گندم از گندم بروید جو ز جو از مکافات عمل غافل مشو

جو لوگ اُن جھوٹے اشتہارات پر خوش ہوئے ہیں جنہیں میاں نذیر حسین کی مصنوعی فتح کا ذکر ہے میں خالصاً اللہ انکو نصیحت کرتا ہوں کہ اس دروغگوئی میں ناحق کا گناہ اپنے ذمہ نہ لیں۔ میں ۲۳ اکتوبر ۱۹۹۷ء کے اشتہار میں مفصل بیان کر چکا ہوں کہ میاں صاحب ہی بھٹ کر نے سو گریز کر گئے یہ کیا شرات اور بے حیائی کا بہتان ہے کہ میری نسبت اڑایا گیا ہو کہ گویا میں میاں نذیر حسین سو ڈر گیا انھو ذبائیں ہرگز اُن سے نہیں ڈرا اور کیونکر ڈرتا میں اُس بعصیرت کے

ممن افتری علی اللہ کذبا - تنزیل من اللہ العزیز الرحیم - لتتذکر قومًا
ما انذر اباہم ولتدعو قومًا اخرین - عسی اللہ ان يجعل
بینکم و بین الذین عادیتم مودة - یخزّون علی الاذقان مبعدا ربنا
اغفر لنا انا کنّا خاطئین - لا تثویب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم - و
هو ارحم الراحمین - انی انا اللہ فاعبدنی ولا تنسني واجتهد ان
تصلی واسئل ربک وکن سئولا - اللہ ولیّ حنان - علم القرآن - فبائی
حدیث بعدہ تحکمون - نزلنا علیٰ هذا العبد رحمة - و ما
ینطق عن الہوی - ان هو الا دحی یوحی - دئی فتدئی نکات قاب
قوسین او ادئی - ذہنی والمکذبین انی مع الرسول اقوم - ان یومی
لفصل عظیم - دانک علی عواط مستقیم - و انا نرینک بعض الذی
نعدہم او نفوفینک - و انی رافعت الی - و یاتیک نصرتی - انی
انا اللہ ذو السلطان - ترجمہ :- اور کہتے ہیں کہ یہ بناوٹ ہے اور شخص
دین کی بیخ کنی کرتا ہے - کہہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا - کہہ اگر یہ امر خدا کی طرف
سے نہ ہوتا تو تم اس میں بہت سا اختلاف پاتے یعنی خدا تعالیٰ کی کلام سے اس
کے لئے کوئی تائید نہ ملتی اور قرآن جو راہ بیان فرماتا ہے یہ راہ اس کے مخالف ہوتی
اور قرآن سے اس کی تصدیق نہ ملتی اور دلائل حقہ میں سے کوئی دلیل اس پر قائم نہ
ہو سکتی اور اس میں ایک نظام اور ترتیب اور علمی سلسلہ اور دلائل کا ذخیرہ جو
پایا جاتا ہے یہ ہرگز نہ ہوتا اور آسمان اور زمین میں سے جو کچھ اس کے ساتھ
نشان جمع ہو رہے ہیں ان میں سے کچھ بھی نہ ہوتا - اور پھر فرمایا خدا وہ خدا
ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور
تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا - ان کو کہہ دے کہ اگر میں نے افترا کیا ہے تو

اور کچھ نصاب (جو اللہ تعالیٰ سمجھائے) کروں۔ لیکن آخر کار میری توجہ اس طرف پھری کہ جہاں نصیحتوں اور دیگر باتوں کی ضرورت ہے۔ وہاں یہ بھی ضرورت ہے کہ احباب کو ان مسائل سے بھی واقف کیا جائے جن سے انہیں روزمرہ واسطہ پڑتا ہے۔ اس لئے میں نے چاہا کہ ان کو بھی مختصر ایان کر دوں۔

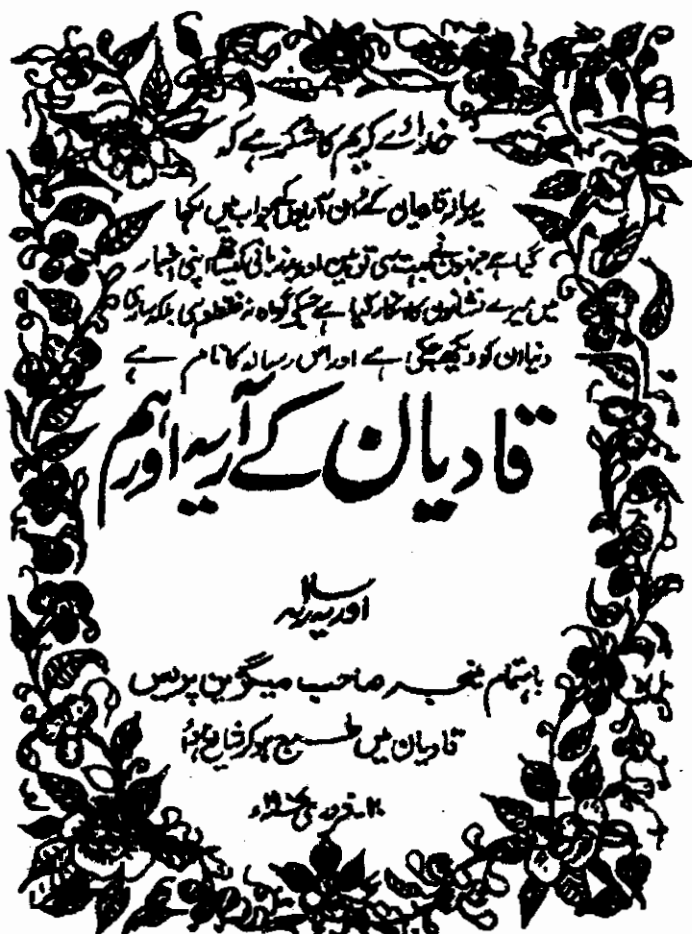
اس وقت جماعت احمدیہ میں اختلاف کی وجہ سے بہت جھگڑا پیدا ہو گیا پیغامیوں کی بد زبانی ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ فریق ثانی نے تہذیب اور شرافت کو بالکل ترک کر دیا ہے اور ہمیں اس قدر گالیاں دی ہیں کہ غیر احمدی اخباروں نے بھی آج تک نہیں دی تھیں۔ میری نسبت اس وقت تک جو کچھ انہوں نے کہا ہے وہ تو ایک بہت بڑی فہرست ہے جس کا اس مختصر وقت میں بیان کرنا مشکل ہے لیکن اس میں سے کسی قدر میں بتاتا ہوں۔ وہ عام طور پر اور کثرت سے مجھے نوح کا جینا کہتے ہیں یعنی وہ جو حضرت نوح کے کشتی پر سوار ہونے کے وقت باوجود حضرت نوح کے بلانے کے ان کے پاس نہ آیا اور ان کو اس نے قبول نہ کیا اور طوفان میں غرق ہو گیا اور وہ جو کافروں میں سے تھا بلکہ کفار کا سردار تھا اور جو شرارت میں اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ قرآن کریم میں بھی اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور اپنے قول کی وہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام چونکہ خدا تعالیٰ نے نوح رکھا ہے اور تم ان کے بیٹے ہو پس تم نوح کے بیٹے ہو۔ ہم کہتے ہیں حضرت مسیح موعود کو تو ابراہیم بھی کہا گیا ہے جن کا بیٹا اسماعیل تھا تو اگر تمہاری ہی دلیل درست ہے تو پھر مجھے اسماعیل کیوں نہیں کہتے پھر وہ میری نسبت کہتے ہیں کہ یہ دجال ہے، کذاب ہے، مفتری ہے، خان ہے لوگوں کے مال کھا جاتا ہے، خدا سے دور ہے، پوپ ہے وغیرہ وغیرہ۔ غرض یہ اور اسی قسم کے اور بہت سے الفاظ ہیں جو میری نسبت وہ استعمال کرتے ہیں لیکن مجھے ان کے اس طرح کہنے سے کچھ گھبراہٹ نہیں اور میرا دل ذرا بھی ان کی باتوں سے متاثر نہیں ہوتا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ جب انسان دلائل سے شکست کھاتا اور بار جاتا ہے تو گالیاں دینی شروع کر دیتا ہے اور جس قدر کوئی زیادہ گالیاں دیتا ہے اسی قدر اپنی شکست کو ثابت کرتا ہے۔ آپ لوگوں نے کئی دفعہ دیکھا ہو گا کہ ایک کمزور شخص مار تو کھاتا جاتا ہے لیکن گالیاں بھی دے رہا ہوتا ہے تو اب چونکہ ہم ان کو شکست پر شکست دے رہے ہیں اور وہ ہار پر ہار کھاتے چلے جا رہے ہیں اس لئے وہ گالیوں پر اتر آئے ہیں ان کے آدمی ہم میں آکر مل رہے ہیں اور وہ دن بدن کم ہو رہے ہیں۔ ان کے

بیزار نہ ہو جاتے تو کوئی بھی پنڈت اُن کو بُرا نہ کہتا۔ اب تو باوا صاحب ان پنڈتوں کی نظر میں کچھ بھی نہیں دیکھ سکے کذب جو ہوئے۔

قولہ - یہ کہا جاسکتا ہے کہ اُنہوں نے دیدوں کو نہ سُنا نہ دیکھا۔ کیا کریں جو سننے اور دیکھنے میں آوے تو بُدھ مان لوگ جو کہ ہنسی درہ گہے نہیں مے سب سمجھادی والے بید مت میں آجاتے ہیں۔ یعنی نانک وغیرہ اس کے سکھوں نے نہ دیدوں کو سُنا نہ دیکھا کیا کریں؟ سُنے یا دیکھنے میں آویں تو جو عقلمند متعصب نہیں وہ فوراً اپنی ٹھگ بدیا چھوڑ کر وید کی ہدایت میں آجاتے ہیں۔ اقول اس تمام تقریر سے پنڈت صاحب کا مطلب صرف اتنا ہے کہ باوا نانک صاحب اہل اُن کے پیر و ٹھگ ہیں اُنہوں نے دنیا کے لئے دین کو بیچ دیا۔ مگر چند یہ تو سچ ہے کہ باوا نانک صاحب نے وید کو چھوڑ دیا اور اس کو گمراہ کرنے والا طواغوت سمجھا لیکن پنڈت صاحب پر لازم تھا کہ یوں ہی باوا صاحب کے گرد نہ ہو جاتے اور ٹھگ اور مکار اُن کا نام نہ رکھتے بلکہ اُن کے وہ تمام عقیدے جو گرنہ میں درج ہیں اور مخالفت دید میں اپنی کتاب کے کسی صفحہ کے ایک کالم میں لکھ کر دوسرے کالم میں اس کے مقابل پر وید کی تعلیمیں درج کرتے ماحقلمند خود مقابلہ کر کے دیکھ لیتے کہ ان دو تعلیموں سے سچی تعلیم کو کسی معلوم ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ صرف گالیاں دینے سے کام نہیں نکلتا۔ ہر ایک حقیقت مقابلہ کے وقت معلوم ہوتی ہے اور ناحق گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے۔

قولہ - نانک جی بڑے دھنڈاؤ اور رئیس بھی نہ تھے۔ پر نتوان کے چیلوں نے نانک چندو مے اور جنم ساکھی وغیرہ میں بڑے بڑے اور بڑے ایشرج والے لکھے ہیں۔ نانک جی برہما دی سے ملے بڑی بات جیت کی سب نے ان کا مان کیا۔ نانک جی کے دواہ میں گھومتے۔ رتھ ہاتھی سونا چاندی موتی پنا ادی رتنوں سے چڑے ہوئے پار اوار تھا لکھا ہے۔ بھلا یہ کپوڑے نہیں تو کیا ہے۔ یعنی نانک جی کہیں کے مالدار اور رئیس نہیں تھے۔ مگر اُن کے چیلوں نے پوتھی نانک چندو دی اور جنم ساکھی وغیرہ میں بڑے دولتمند اور بھگت کر کے لکھا ہے

نورۃ مائیل بار اول



تواضع کے ساتھ
قیمت ۲۰ روپے

تو دلان کے آریہ لہو

اس راہ میں اپنے قہقہے تم کو یوں کیا سناؤں
 دل کر کے پارہ پارہ چاہوں میں اک نظارہ
 لے میرے یار حافی کر خود ہی مہر بانی
 خرقہ بھی کیا بنی ہے ہر دم میں جاکنی ہے
 تیری دغا ہے پوری ہم میں ہے عیب دوری
 تجھ میں دغا ہے پیار ہے مجھ میں عہد سارے
 ہم نے نہ عہد پالا یاری میں رخصت ڈالا
 لے میرے دل کے صباں بیکار تیرا موزاں
 ایک دین کی آفتاب کا غم کھا گیا ہے مجھ کو
 کیونکر تیرے وہ ہودے کیونکر فنا وہ ہودے
 ایسا زمانہ آیا جس نے غضب کے ڈھایا
 شلوابی و طاقت اس دین کی کیا کہوں یوں
 انھیں ہر ایک دین کی بے نور ہم نے پائوں
 لعل میں بھی دیکھے دُرِّ عدن بھی دیکھے
 انکلا کر کے اس سے پھٹا ڈگے بہت تم
 پر آریوں کی آنکھیں اندھی ہوئیں میں ایسی
 بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بد زبان ہے

۱۱

تکھدو کے ہیں جھگڑے سب ماجرا ہی ہے
 دیوانہ مت کہو تم عقل رسا یہی ہے
 مت کہہ کہ کئی تیرانی تجھ سے رجا یہی ہے
 عاشق جہاں یہ مرتے وہ کر بلا یہی ہے
 طاعت بھی ہے ادھوری ہم پر بلا یہی ہے
 ہم جا پڑے کنارے جائے بکا یہی ہے
 پر تو ہے فضل دالاک ہم پر کھٹا یہی ہے
 کہتے ہیں جس کو مدح نہ جاں گزرا یہی ہے
 سینہ پر دشمنوں کے پتھر پڑا یہی ہے
 ظالم جو حق کا دشمن وہ سوچتا یہی ہے
 جو مہستی ہے دین کو وہ آسیا یہی ہے
 سب خشک ہو گئے ہیں پھولا پھلا یہی ہے
 سرور سے محروفت کے ایک سرور سا یہی ہے
 سب جو ہوں کو دیکھا دل میں حجا یہی ہے
 بنتا ہے جس سے سونا وہ کیسا یہی ہے
 وہ گایوں پر اترے دل میں پڑا یہی ہے
 جس دل میں یہ نجات بیت الخلا یہی ہے

المهلة مائة وثلاثة أشهر للمعارضين فان لم يبارزوا ولم يبارزوا فاعلموا
 تین ہفتہ ٹہلت ہے اور اگر مقابل پر نہ آویں اور ہرگز نہ آویں گے پس یقیناً جانو
 انہم كانوا من الكاذبين۔
 کہ وہ جھوٹے ہیں۔

واعلموا ان هذا الانعام في صورة اذا اتوا برسالة كمثل رسالتنا وعجالة
 اور یاد رکھنا چاہیے کہ یہ انعام اس صورت میں ہے کہ جب بالمتقابل رسالہ بینہ ہمارے اس رسالہ کے
 كمثل رسالتنا واتوا انفسهم كمائة ثلین ومثالبہین۔ واما اذا ابوا وولوا
 مشابہ ہو اور مثالت اور مشابہت کو ثابت کریں۔ لیکن اگر بتانے سے انکار کریں
 الدبر كالشعالب ما استطاعوا على هذه المطالب وما تركوا عادة توهين القرآن
 اور انہوں نے ان کی طرح بیٹھیں دکھلا دیں اور ان مطالب پر قدرت نہ پاسکیں اور نہ توہین قرآن شریف کی
 وما امتنعوا من قدح كتاب الله الفرقان وما تابوا من ان يسموا انفسهم موليين
 عادت کو چھوڑیں اور کتاب اللہ کی جرح و قدح سے باز نہ آویں
 وما ازدجروا من سب رسول الله صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين ما ازدجروا
 اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشنام دہی سے رکیں اور نہ اس پیہودگی کو اپنے سنیں
 من تولهم ان القرآن ليس بفسيم وما تركوا سبيل التحقير والتوهين فعليهم
 روکیں کہ قرآن فسیم نہیں ہے اور نہ توہین اور تحقیر کے طریق کو چھوڑیں پس قرآن خود تعالیٰ
 من الله الف لعنة فليقل القوم كلهم امين۔
 کہ ان سے ہزار لعنت ہے پس چاہیے کہ تمام قوم کہے کہ آمین۔

- | | | | | | | | | | | | |
|----|------|----|------|----|------|----|------|----|------|----|------|
| ۱ | لعنت | ۲ | لعنت | ۳ | لعنت | ۴ | لعنت | ۵ | لعنت | ۶ | لعنت |
| ۷ | لعنت | ۸ | لعنت | ۹ | لعنت | ۱۰ | لعنت | ۱۱ | لعنت | ۱۲ | لعنت |
| ۱۳ | لعنت | ۱۴ | لعنت | ۱۵ | لعنت | ۱۶ | لعنت | ۱۷ | لعنت | ۱۸ | لعنت |
| ۱۹ | لعنت | ۲۰ | لعنت | ۲۱ | لعنت | ۲۲ | لعنت | ۲۳ | لعنت | ۲۴ | لعنت |

۲۵	لعنت	۲۶	لعنت	۲۷	لعنت	۲۸	لعنت	۲۹	لعنت	۳۰	لعنت	۳۱	لعنت
۳۲	لعنت	۳۳	لعنت	۳۴	لعنت	۳۵	لعنت	۳۶	لعنت	۳۷	لعنت	۳۸	لعنت
۳۹	لعنت	۴۰	لعنت	۴۱	لعنت	۴۲	لعنت	۴۳	لعنت	۴۴	لعنت	۴۵	لعنت
۴۶	لعنت	۴۷	لعنت	۴۸	لعنت	۴۹	لعنت	۵۰	لعنت	۵۱	لعنت	۵۲	لعنت
۵۳	لعنت	۵۴	لعنت	۵۵	لعنت	۵۶	لعنت	۵۷	لعنت	۵۸	لعنت	۵۹	لعنت
۶۰	لعنت	۶۱	لعنت	۶۲	لعنت	۶۳	لعنت	۶۴	لعنت	۶۵	لعنت	۶۶	لعنت
۶۷	لعنت	۶۸	لعنت	۶۹	لعنت	۷۰	لعنت	۷۱	لعنت	۷۲	لعنت	۷۳	لعنت
۷۴	لعنت	۷۵	لعنت	۷۶	لعنت	۷۷	لعنت	۷۸	لعنت	۷۹	لعنت	۸۰	لعنت
۸۱	لعنت	۸۲	لعنت	۸۳	لعنت	۸۴	لعنت	۸۵	لعنت	۸۶	لعنت	۸۷	لعنت
۸۸	لعنت	۸۹	لعنت	۹۰	لعنت	۹۱	لعنت	۹۲	لعنت	۹۳	لعنت	۹۴	لعنت
۹۵	لعنت	۹۶	لعنت	۹۷	لعنت	۹۸	لعنت	۹۹	لعنت	۱۰۰	لعنت	۱۰۱	لعنت
۱۰۲	لعنت	۱۰۳	لعنت	۱۰۴	لعنت	۱۰۵	لعنت	۱۰۶	لعنت	۱۰۷	لعنت	۱۰۸	لعنت
۱۰۹	لعنت	۱۱۰	لعنت	۱۱۱	لعنت	۱۱۲	لعنت	۱۱۳	لعنت	۱۱۴	لعنت	۱۱۵	لعنت
۱۱۶	لعنت	۱۱۷	لعنت	۱۱۸	لعنت	۱۱۹	لعنت	۱۲۰	لعنت	۱۲۱	لعنت	۱۲۲	لعنت
۱۲۳	لعنت	۱۲۴	لعنت	۱۲۵	لعنت	۱۲۶	لعنت	۱۲۷	لعنت	۱۲۸	لعنت	۱۲۹	لعنت
۱۳۰	لعنت	۱۳۱	لعنت	۱۳۲	لعنت	۱۳۳	لعنت	۱۳۴	لعنت	۱۳۵	لعنت	۱۳۶	لعنت
۱۳۷	لعنت	۱۳۸	لعنت	۱۳۹	لعنت	۱۴۰	لعنت	۱۴۱	لعنت	۱۴۲	لعنت	۱۴۳	لعنت
۱۴۴	لعنت	۱۴۵	لعنت	۱۴۶	لعنت	۱۴۷	لعنت	۱۴۸	لعنت	۱۴۹	لعنت	۱۵۰	لعنت
۱۵۱	لعنت	۱۵۲	لعنت	۱۵۳	لعنت	۱۵۴	لعنت	۱۵۵	لعنت	۱۵۶	لعنت	۱۵۷	لعنت
۱۵۸	لعنت	۱۵۹	لعنت	۱۶۰	لعنت	۱۶۱	لعنت	۱۶۲	لعنت	۱۶۳	لعنت	۱۶۴	لعنت
۱۶۵	لعنت	۱۶۶	لعنت	۱۶۷	لعنت	۱۶۸	لعنت	۱۶۹	لعنت	۱۷۰	لعنت	۱۷۱	لعنت
۱۷۲	لعنت	۱۷۳	لعنت	۱۷۴	لعنت	۱۷۵	لعنت	۱۷۶	لعنت	۱۷۷	لعنت	۱۷۸	لعنت
۱۷۹	لعنت	۱۸۰	لعنت	۱۸۱	لعنت	۱۸۲	لعنت	۱۸۳	لعنت	۱۸۴	لعنت	۱۸۵	لعنت
۱۸۶	لعنت	۱۸۷	لعنت	۱۸۸	لعنت	۱۸۹	لعنت	۱۹۰	لعنت	۱۹۱	لعنت	۱۹۲	لعنت
۱۹۳	لعنت	۱۹۴	لعنت	۱۹۵	لعنت	۱۹۶	لعنت	۱۹۷	لعنت	۱۹۸	لعنت	۱۹۹	لعنت
۲۰۰	لعنت	۲۰۱	لعنت	۲۰۲	لعنت	۲۰۳	لعنت	۲۰۴	لعنت	۲۰۵	لعنت	۲۰۶	لعنت
۲۰۷	لعنت	۲۰۸	لعنت	۲۰۹	لعنت	۲۱۰	لعنت	۲۱۱	لعنت	۲۱۲	لعنت	۲۱۳	لعنت
۲۱۴	لعنت	۲۱۵	لعنت	۲۱۶	لعنت	۲۱۷	لعنت	۲۱۸	لعنت	۲۱۹	لعنت	۲۲۰	لعنت
۲۲۱	لعنت	۲۲۲	لعنت	۲۲۳	لعنت	۲۲۴	لعنت	۲۲۵	لعنت	۲۲۶	لعنت	۲۲۷	لعنت
۲۲۸	لعنت	۲۲۹	لعنت	۲۳۰	لعنت	۲۳۱	لعنت	۲۳۲	لعنت	۲۳۳	لعنت	۲۳۴	لعنت
۲۳۵	لعنت	۲۳۶	لعنت	۲۳۷	لعنت	۲۳۸	لعنت	۲۳۹	لعنت	۲۴۰	لعنت	۲۴۱	لعنت
۲۴۲	لعنت	۲۴۳	لعنت	۲۴۴	لعنت	۲۴۵	لعنت	۲۴۶	لعنت	۲۴۷	لعنت	۲۴۸	لعنت
۲۴۹	لعنت	۲۵۰	لعنت	۲۵۱	لعنت	۲۵۲	لعنت	۲۵۳	لعنت	۲۵۴	لعنت	۲۵۵	لعنت
۲۵۶	لعنت	۲۵۷	لعنت	۲۵۸	لعنت	۲۵۹	لعنت	۲۶۰	لعنت	۲۶۱	لعنت	۲۶۲	لعنت

١٢٧٠ هـ ١٢٧١ هـ ١٢٧٢ هـ ١٢٧٣ هـ ١٢٧٤ هـ ١٢٧٥ هـ ١٢٧٦ هـ ١٢٧٧ هـ ١٢٧٨ هـ ١٢٧٩ هـ
 ١٢٨٠ هـ ١٢٨١ هـ ١٢٨٢ هـ ١٢٨٣ هـ ١٢٨٤ هـ ١٢٨٥ هـ ١٢٨٦ هـ ١٢٨٧ هـ ١٢٨٨ هـ ١٢٨٩ هـ
 ١٢٩٠ هـ ١٢٩١ هـ ١٢٩٢ هـ ١٢٩٣ هـ ١٢٩٤ هـ ١٢٩٥ هـ ١٢٩٦ هـ ١٢٩٧ هـ ١٢٩٨ هـ ١٢٩٩ هـ
 ١٣٠٠ هـ ١٣٠١ هـ ١٣٠٢ هـ ١٣٠٣ هـ ١٣٠٤ هـ ١٣٠٥ هـ ١٣٠٦ هـ ١٣٠٧ هـ ١٣٠٨ هـ ١٣٠٩ هـ
 ١٣١٠ هـ ١٣١١ هـ ١٣١٢ هـ ١٣١٣ هـ ١٣١٤ هـ ١٣١٥ هـ ١٣١٦ هـ ١٣١٧ هـ ١٣١٨ هـ ١٣١٩ هـ
 ١٣٢٠ هـ ١٣٢١ هـ ١٣٢٢ هـ ١٣٢٣ هـ ١٣٢٤ هـ ١٣٢٥ هـ ١٣٢٦ هـ ١٣٢٧ هـ ١٣٢٨ هـ ١٣٢٩ هـ
 ١٣٣٠ هـ ١٣٣١ هـ ١٣٣٢ هـ ١٣٣٣ هـ ١٣٣٤ هـ ١٣٣٥ هـ ١٣٣٦ هـ ١٣٣٧ هـ ١٣٣٨ هـ ١٣٣٩ هـ
 ١٣٤٠ هـ ١٣٤١ هـ ١٣٤٢ هـ ١٣٤٣ هـ ١٣٤٤ هـ ١٣٤٥ هـ ١٣٤٦ هـ ١٣٤٧ هـ ١٣٤٨ هـ ١٣٤٩ هـ
 ١٣٥٠ هـ ١٣٥١ هـ ١٣٥٢ هـ ١٣٥٣ هـ ١٣٥٤ هـ ١٣٥٥ هـ ١٣٥٦ هـ ١٣٥٧ هـ ١٣٥٨ هـ ١٣٥٩ هـ
 ١٣٦٠ هـ ١٣٦١ هـ ١٣٦٢ هـ ١٣٦٣ هـ ١٣٦٤ هـ ١٣٦٥ هـ ١٣٦٦ هـ ١٣٦٧ هـ ١٣٦٨ هـ ١٣٦٩ هـ
 ١٣٧٠ هـ ١٣٧١ هـ ١٣٧٢ هـ ١٣٧٣ هـ ١٣٧٤ هـ ١٣٧٥ هـ ١٣٧٦ هـ ١٣٧٧ هـ ١٣٧٨ هـ ١٣٧٩ هـ
 ١٣٨٠ هـ ١٣٨١ هـ ١٣٨٢ هـ ١٣٨٣ هـ ١٣٨٤ هـ ١٣٨٥ هـ ١٣٨٦ هـ ١٣٨٧ هـ ١٣٨٨ هـ ١٣٨٩ هـ
 ١٣٩٠ هـ ١٣٩١ هـ ١٣٩٢ هـ ١٣٩٣ هـ ١٣٩٤ هـ ١٣٩٥ هـ ١٣٩٦ هـ ١٣٩٧ هـ ١٣٩٨ هـ ١٣٩٩ هـ
 ١٤٠٠ هـ ١٤٠١ هـ ١٤٠٢ هـ ١٤٠٣ هـ ١٤٠٤ هـ ١٤٠٥ هـ ١٤٠٦ هـ ١٤٠٧ هـ ١٤٠٨ هـ ١٤٠٩ هـ
 ١٤١٠ هـ ١٤١١ هـ ١٤١٢ هـ ١٤١٣ هـ ١٤١٤ هـ ١٤١٥ هـ ١٤١٦ هـ ١٤١٧ هـ ١٤١٨ هـ ١٤١٩ هـ
 ١٤٢٠ هـ ١٤٢١ هـ ١٤٢٢ هـ ١٤٢٣ هـ ١٤٢٤ هـ ١٤٢٥ هـ ١٤٢٦ هـ ١٤٢٧ هـ ١٤٢٨ هـ ١٤٢٩ هـ
 ١٤٣٠ هـ ١٤٣١ هـ ١٤٣٢ هـ ١٤٣٣ هـ ١٤٣٤ هـ ١٤٣٥ هـ ١٤٣٦ هـ ١٤٣٧ هـ ١٤٣٨ هـ ١٤٣٩ هـ
 ١٤٤٠ هـ ١٤٤١ هـ ١٤٤٢ هـ ١٤٤٣ هـ ١٤٤٤ هـ ١٤٤٥ هـ ١٤٤٦ هـ ١٤٤٧ هـ ١٤٤٨ هـ ١٤٤٩ هـ
 ١٤٥٠ هـ ١٤٥١ هـ ١٤٥٢ هـ ١٤٥٣ هـ ١٤٥٤ هـ ١٤٥٥ هـ ١٤٥٦ هـ ١٤٥٧ هـ ١٤٥٨ هـ ١٤٥٩ هـ
 ١٤٦٠ هـ ١٤٦١ هـ ١٤٦٢ هـ ١٤٦٣ هـ ١٤٦٤ هـ ١٤٦٥ هـ ١٤٦٦ هـ ١٤٦٧ هـ ١٤٦٨ هـ ١٤٦٩ هـ
 ١٤٧٠ هـ ١٤٧١ هـ ١٤٧٢ هـ ١٤٧٣ هـ ١٤٧٤ هـ ١٤٧٥ هـ ١٤٧٦ هـ ١٤٧٧ هـ ١٤٧٨ هـ ١٤٧٩ هـ
 ١٤٨٠ هـ ١٤٨١ هـ ١٤٨٢ هـ ١٤٨٣ هـ ١٤٨٤ هـ ١٤٨٥ هـ ١٤٨٦ هـ ١٤٨٧ هـ ١٤٨٨ هـ ١٤٨٩ هـ
 ١٤٩٠ هـ ١٤٩١ هـ ١٤٩٢ هـ ١٤٩٣ هـ ١٤٩٤ هـ ١٤٩٥ هـ ١٤٩٦ هـ ١٤٩٧ هـ ١٤٩٨ هـ ١٤٩٩ هـ
 ١٥٠٠ هـ ١٥٠١ هـ ١٥٠٢ هـ ١٥٠٣ هـ ١٥٠٤ هـ ١٥٠٥ هـ ١٥٠٦ هـ ١٥٠٧ هـ ١٥٠٨ هـ ١٥٠٩ هـ

اقبال اولیام

قصہ دوم

اب تم خوب سمجھ سکتے ہو کہ اس حدیث سے صلت معلوم ہوتا ہے کہ جب جہل و بے ایمانی اور فسادات جیسے سبھی مصلحتوں میں دشمنان کے ساتھ تعبیر کی گئی ہے دنیا میں پھیل جائے گی اور زمین میں حقیقی ایمان داری ایسی کم ہو جائے گی کہ گویا وہ آسمان پر اٹھ گئی ہوگی اور قرآنی کریم ایسا متروک ہو جائے گا کہ گویا وہ قتلہ تعالیٰ کی طرف اٹھایا گیا ہوگا۔ تب منور ہے کہ فارس کی اصل سے ایک شخص پیدا ہوا اور ایمان کو شریا سے لے کر پھر زکریاؑ نازل ہو۔ سو فیما بینا سمجھو کہ نازل ہونے والا لکن مریمؑ بھی ہے جس نے عیسیٰؑ میں مریمؑ کی طرح اپنے زمانہ میں کسی ایسے شیخ و والد روحانی کو نہ پایا جو اس کی روحانی پیداوار کی وجہ سے نظر نہ تھا تب خدا تعالیٰ خود اس کا متولی ہوا۔ اور تربیت کی کنارس میں لیا اور اس اپنے بزرگ کا نام لکن مریم رکھا۔ کیونکہ اُس نے مخلوق میں سے اپنی روحانی والدہ کا تو منہ نہ کھا جس کے ذریعہ سے اُس نے قلب سلیم پلایا لیکن حقیقت اسلام کی اس کو خیر انسانوں کے فیض کے حاصل ہوئی تب وہ وجود روحانی پاکر قتلہ تعالیٰ کی طرف اٹھایا گیا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے ہوا سے اس کو موت دے کر اپنی طرف اٹھالیا اور پھر ایمان اور عرفان کے وسیعہ کے ساتھ خلق اللہ کی طرف نازل کیا۔ سو وہ اسلام اور عرفان کا شریا سے دنیا میں تحفہ دیا اور زمین پر مشتمل پڑی تھی اور تاریک تھی اس کے روشن اور آہلو کرنے کے فکر میں لگ گیا۔ پس مثالی صورت کے طور پر یہی عیسیٰؑ میں مریمؑ ہے جو بخیر الہی کے پیدا ہوا کیا تم ثابت کر سکتے ہو کہ اس کا کوئی والد روحانی ہے۔ کیا تم ثبوت دے سکتے ہو کہ تمہارے سلسلہ اربعہ میں کوئی سلسلہ میں داخل ہو چکا اگر یہ آئین مریمؑ نہیں تو کون ہے؟

اور اگر اب بھی تمہیں شک ہے تو تمہیں معلوم ہو کہ مسلمانوں کے ساتھ جتنی اشتکات کی وجہ سے لعنت الہی صد لقیوں کا کام نہیں۔ مومن لعان نہیں ہوتا۔ لیکن ایک طریق بہت آسان ہے اور وہ حقیقت قائم مقام مبالغہ ہی ہے جس سے کاذب اور مصلوق کو قبول اور وہی تفریق ہو سکتی ہے۔ اور وہ یہ ہے جو قبل میں موٹی قلم سے لکھتا ہوں۔

۳۹۵

۳۹۶

سامنے باوجود اپنے ضعف اور بیماری زمین پر سوتا ہوا دریں باوجود اپنی صحت اور تندرستی کے چار پائی پر قبضہ کرتا ہوا
تا وہ اسپر بیٹھ نہ جاسے تو میری حالت پر انھوں نے ہوا گرمیوں کے زائچوں اور محبت اور ہمدردی کی راہوں اپنی چار پائی اُسکے
نہ دھلا اور اپنے کھو فرش زمین پسند نہ کر لے اگر میرا بھائی بیمار ہوا تو کسی در دس لاکھ چار ہونے تو میری حالت پر حیرت ہو اگر
میں اُسکے مقابل پر اس کو سوز ہوں اور اُسکے گھر کو جہاں تک میرے بس میں ہو آرام دسانی کی تدبیر نہ کر دوں اور اگر کوئی
میرا دینی بھائی اپنی نفسانیت سے مجھ کو کچھ سخت گوئی کرے تو میری حالت پر حیرت ہو اگر میں بھی یہ وہ دانستہ اس
سختی سے پیش آؤں بلکہ مجھے چاہیے کہ میں اُسکی باتوں پر صبر کروں اور اپنی غافل میں اُسکے گھر وہ رو کر دے گا کہ وہ کیونکر وہ
میرا بھائی ہو اور روحانی طور پر بیمار ہو اگر میرا بھائی سادہ ہو یا علم یا سادگی کو کوئی خطا اُس سے سرزد ہو جائے نہیں
چاہیے کہ میں اُس کو شمشاد کروں یا میں یہ جس ہو کر تیزی دکھاؤں یا بدبیتی کو اسکی عیب گیری کر دوں کہ یہ سب ہلاکت
کی راہیں ہیں کوئی سچا مومن نہیں ہو سکتا جینکے کساد دل نرم نہ ہو جینکے وہ اپنے تئیں ہر یک سے ذلیل تر نہ سمجھے اور
سامنے حقیقتیں دہر نہ ہو جائیں خادم القوم ہونا محض وہ بننے کی نشانی ہو اور غریبوں کو نرم ہو کر اور جھک کر
بات کرنا مقبول الہی ہو سکتی علامت ہے اور بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں اور غصہ کو کھالینا اور
تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جو فردی ہو مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں بھی
بلکہ بعض میں ایسی بے تہیسی ہو کر اگر ایک بھائی خند سے اسکی چار پائی پر بیٹھا ہے تو وہ سختی کو اسکو اٹھا جاتا ہے
ہے اگر کہیں اٹھنا تو چار پائی کو اٹھا دیتا ہو اور اسکو نیچے گرا دیتا ہے پھر دوسرا بھی فرق نہیں کرتا اور وہ اسکو گندی گا لیاں دیتا ہو اور
تمام بخارات نکالتا ہو یہ حالات ہیں جو اس میں مشاہدہ کرتا ہوں تب دل کیاب ہوتا اور جلتا ہو اور بے اختیار
دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہو کہ اگر میں درندوں میں ہوں تو ان ہی آدم کو اچھا ہو بھر میں کس خوشی کی اویسے لوگوں کو
جلسے کیلئے لکھے کہ وہ یہ دنیا کے تماشوں میں ہو کوئی تاشا نہیں ابھی تک میں جانتا ہوں کہ میں اکیلا ہوں بجز ایک مختصر
گروہ رفیقوں کے جو دوسروں کے کسی قدر زیادہ ہیں جس پر خدا کی خاص رحمت ہے جن میں سوا دل در جو پر میرے خالص دوست اور محبوب
مولوی حکیم نور الدین صاحب اور چند اور دوست ہیں بسکھ میں جانتا ہوں کہ وہ صرف خدا تعالیٰ کیلئے میرے ساتھ اٹھنے
محبت رکھتے ہیں اور میری باتوں اور نصیحتوں کو تعظیم کی نظر سے دیکھتے ہیں اور انکی آخرت پر نظر ہے سو وہ افشاں اللہ
دونوں جہانوں میں میرے ساتھ ہیں اور میں اُنکے ساتھ ہوں۔ میں اپنے ساتھ ان لوگوں کو کیا سمجھوں جنکے دل میرے ساتھ نہیں
بلکہ یہ باتیں ہماری طرف سے اپنی عریض جماعت کے لئے بطور نصیحت کے ہیں دوسروں کوئی عجز نہیں کہ کسی کا نام لیکر اٹھ کر کہے ورنہ وہ
سب سے بڑھ کر گناہ اور تندی کی راہ اختیار کر لیا۔

لگا رہے جب تک میں زندہ ہوں، جہاں تک میری طاقت ہے میں تیرا ساتھ دوں گا۔“

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۶-۱۸۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۱۱۰، ۱۱۱)

”یہ سب مضمون ابوطالب کے قصہ کا اگرچہ کتابوں میں درج ہے مگر یہ تمام عبارت الہامی ہے جو خدائے تعالیٰ نے اس عاجز کے دل پر نازل کی۔ صرف کوئی کوئی فقرہ تشریح کے لئے اس عاجز کی طرف سے ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۸، ۱۹ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۱۱۱، ۱۱۲ حاشیہ)

۱۸۹۱ع ”صحیح مسلم میں یہ جو لکھا ہے کہ حضرت مسیح و شق کے منارہ سفید شرقی کے پاس اتریں گے..... یحییٰ کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر مغتاب الشہرہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس جگہ ایسے قصبہ کا نام و شق رکھا گیا ہے جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزیدی الطبع اور یزید پلیدی کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں..... مجھ پر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ و شق کے لفظ سے دراصل وہ مقام مراد ہے جس میں یہ و شق والی مشہور خاصیت پائی جاتی ہے اور خدائے تعالیٰ نے مسیح کے اترنے کی جگہ جو و شق کو بیان کیا تو یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مسیح سے مراد وہ اصلی مسیح نہیں ہے جس پر انجیل نازل ہوئی تھی بلکہ مسلمانوں میں سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو اپنی روحانی حالت کی رو سے مسیح سے اور نیز امام حسین سے بھی مشابہت رکھتا ہے کیونکہ و شق یا نہ تحت یزید ہو چکا ہے اور یزیدوں کا منصوبہ گاہ جس سے ہزار ہا طرح کے ظالمانہ احکام نافذ ہوئے وہ و شق ہی ہے..... سو خدا تعالیٰ نے اس و شق کو جس سے ایسے پر ظلم احکام نکلتے تھے، او جس میں ایسے سنگ دل اور سیاہ دروں کو پیدا ہو گئے تھے اس غرض سے نشانہ بنا کر لکھا کہ اب شیل و شق عدل و ایمان پھیلانے کا مہم کو اتر رہا ہو گا کیونکہ اکثر نبی ظالموں کی بستی میں ہی آتے رہے ہیں اور خدا تعالیٰ لعنت کی جگہوں کو برکت کے مکانات بناتا رہا ہے۔“

(ازالہ اوہام صفحہ ۶۳ تا ۷۰ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۱۳۳-۱۳۶ حاشیہ)

۱۸۹۱ع ”قادیان کی نسبت مجھے یہ بھی الہام ہوا کہ

أَخْرِجْ مِنْهُ الْيَزِيدِيَّةَ

یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے ہیں۔“ (ازالہ اوہام صفحہ ۷۲ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۱۳۸ حاشیہ)

۱۸۹۱ع (۱) ”ایک صاف اور صریح کشف میں مجھ پر ظاہر کیا گیا کہ ایک شخص عارث نام یعنی عزت آئے والا جو

لے عارث کے معنی زمیندار کے ہیں اور عزت سے مراد بڑا زمیندار ہے اور یہ بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں پائی جاتی ہے۔ (مرتب)

برائین احمدیہ حصہ پنجم

کے لئے ہے۔ لیکن بیعت سے مراد وہ بیعت نہیں جو صرف زبان سے ہوتی ہے اور دل اس سے غافل بلکہ روگردان ہے۔ بیعت کے معنی بیچ دینے کے ہیں پس جو شخص وہ حقیقت اپنی جان اور مال اور آبرو کو اس راہ میں بیچتا نہیں جس سے کچھ کہتا ہوں کہ وہ خدا کے نزدیک بیعت میں داخل نہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تک ظاہری بیعت کرنے والے بہت ایسے ہیں کہ نیک ظنی کا مادہ بھی ہنوز ان میں کامل نہیں اور ایک کمزور بچہ کی طرح ہر ایک ابتلا کے وقت ٹھوکر کھاتے ہیں۔ اور بعض بد قسمت ایسے ہیں کہ شریر لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں اور بدگمانی کی طریقے دہرتے ہیں جیسے گناہِ مردہ کی طرف۔ پس میں کیونکر کہوں کہ وہ حقیقی طور پر بیعت میں داخل ہیں مجھے وقتاً فوقتاً ایسے کو میوں کا علم بھی دیا جاتا ہے مگر انہیں نہیں دیا جاتا کہ ان کو مطلع کروں۔ کئی چھوٹے ہیں جو بڑے کئے جائیں گے اور کئی بڑے ہیں جو چھوٹے کئے جائیں گے۔ پس مقامِ غوث ہے۔

اسی طرح براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں میرا نام ابراہیم بھی رکھا گیا ہے جیسا کہ فرمایا۔ سلام علیک یا ابراہیم دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۸ یعنی اے ابراہیم مجھ پر سلام۔ ابراہیم علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے بہت برکتیں دی تھیں اور وہ ہمیشہ دشمنوں کے حملوں سے سہوتا رہا۔ پس میرا نام ابراہیم رکھ کر خدا تعالیٰ یہ اشارہ کرتا ہے کہ ایسا ہی اس ابراہیم کو برکتیں دی جائیں گی۔ اور مخالف اس کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکیں گے۔ جیسا کہ اسی براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں اللہ تعالیٰ مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے بودکت یا احمد وکان مابلوک اللہ فیک حقانیک یعنی اے احمد! تجھے مبارک کیا گیا اور یہ تیرا ہی حق تھا۔ اور انہیں حصص سابقہ براہین احمدیہ میں اللہ تعالیٰ ایک جگہ مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ میں تجھے اس قدر برکت دوں گا کہ بلا مشا تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اور جس طرح ابراہیم سے خدا نے خاندان شروع کیا اسی طرح اللہ تعالیٰ براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں میری نسبت فرماتا ہے۔ سبحان اللہ زاد مجدک۔ یقطع اباعراک ویدع منک۔ یعنی خدا پاک ہے جس نے تیری بزرگی کو

۵۵

خدمت اور دعا کشی کا یہ دین نہ کہ تہمت نہ کہ یہ جلسہ قرین مصلحت معلوم نہیں ہوتا حالانکہ دل تو یہی چاہتا ہے کہ مباحین
مجلس ائمہ کو مقرر کر کے آپس اور میری صحبت میں رہیں اور کچھ تبدیلی پیدا کر کے مباحین کی حکومت کا اعتبار نہیں میرے
لوگ کیسے جو مباحین کو فائدہ ہو کر مجھے حقیقی طور پر دے دیکھتا ہوں جو جس کے ساتھ دین کو تباہ کرنا ہو اور فقط دین کو بچانے
سویئے پاک نیست لوگوں کا ناچھوڑنا بہتر ہے کسی جلسہ پر موقوف نہیں بلکہ ہرگز موقوف نہیں وہ فرصت اور فراغت سے
باتیں کر سکتے ہیں اور یہ جلسہ ایسا تو نہیں جو کہ دنیا کے میلوں کی طرح خواہ مخواہ التزم اہل کارم ہو بلکہ اس کا انعقاد صرف
اچھے شراف پر موقوف ہے ورنہ بغیر اسکے هیچ اور جنگ معلوم نہ ہو اور تجربہ شہادت نشہ کے بھی جلسہ سو دین فائدہ
یہ ہو اہل کارم چاہے اہل علم اور اہل حق پر اس کا یہ اثر ہو تب تک ایسا جلسہ صحت اصول ہی نہیں بلکہ اہل علم کے بعد کہ اس اجتماع
سے منتفع ہو کر ایک پیدائش ہو ایک معیت اور طریق ضلالت اور بدعت شیعہ ہی میں ہرگز نہیں چلنا کہ حال کے بعض
پیرزادوں کی طرح صرف ظاہری شرکت دکھانے کیلئے اپنے مباحین کو اکٹھا کر دے بلکہ وہ ملت خالی جسکے لوگ میں چلنا کرتا
ہوں اس طرح خلق اللہ جو پیرا گوئی امر یا انتظام موجب بصلاح نہ ہو بلکہ موجب فساد ہو تو مخلوق میں جو میرے جیسا
اُسکا کوئی دشمن نہیں اور اعلیٰ کرم حضرت مولوی نور الدین صاحب علیہ السلام نے بارہا جو سید نہ کر کے کہہ چکے ہیں کہ
ہماری جماعت اکثر لوگوں کے ایک کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور پگن کی اور یہ میرا گھر کی اور دوسری محنت باہم پیدا
نہیں کی سو میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کا یہ مقلد بالکل صحیح ہو مجھے معلوم ہوا کہ بعض حضرات جماعت
میں داخل ہو کر وہ اس عاجز کو سمیت کر کے اہل خود بخود کھڑے کر کے پھر میں ویسے کے دل میں کہ اپنی جماعت کے طریقوں
بغیر ان کی طرح دیکھتے ہیں وہ حالت کے سید منہ سوالیہ مہلیک نہیں کر سکتے جو جائیداد خوش خلقی اور ہمدردی
پیش آویں اور انہیں خطر اور خوف میں مبتلا کر دیکھتا ہوں کہ وہ اپنی اپنی خود غرضی کی بنا پر ملتے اور ایک دوسرے
سے دست بردار ہوتے ہیں اور ناگاہ قانون کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے بلکہ جماعت کا اہل ملک فوت
ہو جاتی ہے اور بولوں میں کچھ پیدا کر لیتے ہیں ان کے لئے پیش کی تسمیں پر نفسانی بخشش ہوتی ہیں اور اگرچہ نجیب اور سید
بھی بہاری جماعت میں بہت - بلکہ یقیناً دوسرے زیادہ ہی ہیں جن پر خود انسانی کا فضل ہو جو مصیبتوں کو شکر و شکر و شکر
عاقبت کے مقدمہ لکھتے ہیں اور ان کے دلوں پر مصیبتوں کا عجیب اثر ہوتا ہے جو عین نبی العزت کے بولی لوگوں کا ذکر کرتا ہوں اور
میں جیوں ہوتا ہوں کہ خدا یا کیا حال ہو کہ کسی جماعت کے جو میرے ساتھ ہو نفسانی لالچوں پر کیوں انکے دل گسے جاتے
ہیں اور کیوں ایک بھائی دوسرے بھائی کو ستا تا اور اُس کے ہندی چاہتا ہے سو میں کچھ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز
درست نہیں ہو سکتا جب تک اپنے آرام پر اپنے بھائی کا آرام حتیٰ الوسع مقدم نہ ٹھہرا لے۔ اگر میرا ایک بھائی میرے

تھے۔ مگر حضرت صاحب کے چہرہ پر بالکل اطمینان تھا چنانچہ ہم سب تادیان چلتے
 بعد میں جسے ناک بمشریٹ نے سرٹیفیکٹ پر بڑی جرح کی اور بہت تلملایا اور ڈاکٹر
 کو شہادت کے لیے بلایا مگر اس انگریز ڈاکٹر نے کہا کہ میرا سرٹیفیکٹ بالکل درست ہے۔
 عریض اپنے فن کا ماہر ہوں اسپر میرے فن کی رو سے کوئی اعتراض نہیں کر سکتا
 اور میرا سرٹیفیکٹ تمام اعلیٰ عدالتوں تک چلتا ہے۔ بمشریٹ بڑبڑاتا رہا مگر کچھ
 پیش نہ کئی۔ پھر اسی دفعہ میں اس کا گورڈ سپور سے متبادل ہو گیا۔ اور نیز کسی ظاہر
 نامعلوم وجہ سے اس کا تنزل بھی ہو گیا۔ یعنی وہ اسی۔ اے۔ سی سے منصف کر
 دیا گیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ غالباً اس بمشریٹ کا نام چند لال تھا اور دفعہ رنج
 جس پر اس موقع پر حضرت صاحب نے پیش ہونا تھا۔ غالباً ۱۹ فروری ۱۹۳۷ء تھی۔
 بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا تجھ سے قاضی امیر حسین صاحب نے کہ ایک دفعہ
 ہم نے حضرت صاحب سے دریافت کیا کہ حضور حدیث میں آتا ہے کہ سب نبیوں
 نے بکریاں چرائی ہیں کیا کبھی حضور نے بھی چرائی ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں میں
 ایک دفعہ ہر کھیتوں میں گیا۔ وہاں ایک شخص بکریاں چرائے تھا اس نے کہا کہ میں
 ذرا ایک کام جاتا ہوں آپ میری بکریوں کا خیال رکھیں۔ مگر وہ ایسا گیا کہ بس
 شام کو واپس آیا اور اس کے کتے تک نہیں اسکی بکریاں چرائی پڑیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اول فرماتے
 تھے کہ سچ اسلام تو بیع مرام شائع ہوئے۔ تو ابھی میرے پاس نہ پہنچی تھیں
 اور ایک مخالف شخص کے پاس بیچ گئی تھیں۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا دیکھو
 اب یہ مولوی صاحب کو یعنی مجھے مرزا صاحب سے علیحدہ کئے دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ
 میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مولوی صاحب! کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی
 ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا نہیں اس نے کہا اگر کوئی نبی نہ ہو تو کون سے کسے۔ تو میرے
 پاس لے گیا تو پھر ہم یہ دیکھنے لگے کہ کیا وہ صادق اور راست باز ہے یا نہیں۔ اگر
 صادق ہے تو یہ سب باتیں مسکرات کو قبول کرینگے۔ میرا یہ جواب سن کر وہ بولا۔

دعوت الہامیہ

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خليفة المسيح الثاني

جائیں۔

آپ کے دعوے کے دلائل

آپ کے دعوے کو مختصر الفاظ میں بیان کر دینے کے بعد میں اصولاً اس امر کے متعلق کچھ بیان کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ ایک مأمور من اللہ کے دعوے کی صداقت کے کیا دلائل ہوتے ہیں اور پھر یہ کہ ان دلائل کے ذریعہ سے آپ کے دعوے پر کیا روشنی پڑتی ہے کیونکہ جب یہ ثابت ہو جائے کہ ایک شخص فی الواقع مأمور من اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا ہے تو پھر اجمالاً اس کے تمام وعادی پر ایمان لانا واجب ہو جاتا ہے کیونکہ عقل سلیم اس امر کو تسلیم نہیں کر سکتی کہ ایک شخص خدا تعالیٰ کا مأمور بھی ہو اور لوگوں کو دھوکا دے کر حق سے دور بھی لے جاتا ہو اگر ایسا ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کے علم پر ایک سخت حملہ ہو گا اور ثابت ہو گا کہ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَلِكَ اس نے اپنے انتخاب میں سخت غلطی کی اور ایک ایسے شخص کو اپنا مأمور بنا دیا جو دل کا ناپاک اور گمراہ تھا اور بجائے حق اور صداقت کی اشاعت کے اپنی بڑائی اور عزت چاہتا اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر اپنے نفس کو مقدم کرتا تھا۔

علاوہ اس کے کہ یہ عقیدہ عقل سلیم کے خلاف ہے قرآن کریم بھی اس کو باطل کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ كُونُوا رَبَّانِيِّنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ ۝ وَلَا يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَالِيكَ وَالنَّبِيْنَ أَرْبَابًا أَبَاكُمْ بِالْكَفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝^{۱۰} یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص کو اللہ تعالیٰ کتاب اور حکم اور نبوت دے کر بھیجے اور پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ خدا کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ بلکہ وہ تو یہی کہے گا کہ خدا تعالیٰ کے ہو جاؤ بسبب اس کے کہ تم اللہ تعالیٰ کا کلام لوگوں کو سکھاتے اور پڑھتے ہو اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ ایسا آدمی لوگوں سے یہ کہے کہ فرشتوں یا نبیوں کو رب سمجھ لو کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ وہ کوشش کر کے لوگوں کو مسلمان بنائے اور پھر ان کو کافر کر دے۔

غرض اصل سوال یہ ہوتا ہے کہ مدعی مأموریت فی الواقع سچا ہے یا نہیں؟ اگر اس کی

صد اقت ثابت ہو جائے تو اس کے تمام دعاوی کی صداقت بھی ساتھ ہی ثابت ہو جاتی ہے اور اگر اس کی سچائی ہی ثابت نہ ہو تو اس کے متعلق تفصیلات میں پڑنا وقت کو ضائع کرنا ہوتا ہے۔ پس میں اسی اصل کے مطابق آپ کے دعوے پر نظر کرنی چاہتا ہوں تاکہ جناب والا کو ان دلائل سے مختصر آگاہی ہو جائے جن کی بناء پر آپ نے اس دعوے کو پیش کیا ہے اور جن پر نظر کرتے ہوئے لاکھوں آدمیوں نے آپ کو اس وقت تک قبول کیا ہے

پہلی دلیل

ضرورتِ زمانہ

سب سے پہلی دلیل جس سے کسی مأمور کی صداقت ثابت ہوتی ہے وہ ضرورتِ زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ بے محل اور بے موقع کوئی کام نہیں کرتا جب تک کسی چیز کی ضرورت نہیں ہوتی وہ اسے نازل نہیں کرتا اور جب کسی چیز کی حقیقی ضرورت پیدا ہو جائے تو وہ اسے روک کر نہیں رکھتا۔ انسان کی جسمانی ضروریات میں سے کوئی چیز ایسی نہیں جسے اللہ تعالیٰ نے مہیا نہ کیا ہو چھوٹی سے چھوٹی ضرورت اس کی پوری کر دی ہے پس جب کہ دنیاوی ضروریات کے پورا کرنے کا اس نے اس قدر اہتمام کیا ہے تو یہ اس کی شان اور اس کی رفعت کے متناہی ہے کہ وہ اس کی روحانی ضروریات کو نظر انداز کر دے اور ان کے پورا کرنے کیلئے کوئی سامان پیدا نہ کرے حالانکہ جسم ایک فانی شے ہے اور اس کی تکالیف عارضی ہیں اور اس کی ترقی محدود ہے اور اس کے مقابلے میں انسانی روح کیلئے ابدی زندگی مقرر کی گئی ہے اور اس کی تکالیف ایک ناقابلِ شمار زمانے تک ممتد ہو سکتی ہیں اور اس کی ترقی کے راستے انسانی عقل کی حد بندی سے زیادہ ہیں۔

جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی صفات پر اس روشنی کی مدد سے نظر ڈالے گا جو قرآن کریم سے حاصل ہوتی ہے وہ کبھی اس بات کو باور نہیں کرے گا کہ بنی نوع انسان کی روحانی حالت تو کسی مصلح کی محتاج ہو لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ایسا سامان نہ کیا جائے جس کے ذریعے سے

صدقہ دل اور اخلاص اور جوش و فدا داری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لئے کی ہیں
 عنایت خاص کا مستحق ہوں۔ لیکن یہ سب امور گورنمنٹ عالیہ کی توجہات پر چھوڑ کر باطل
 ضروری استغاثہ یہ ہے کہ مجھے متواتر اس بات کی خبر ملی ہے کہ بعض حاسد بداندیش جو
 بوجہ اختلاف عقیدہ یا کسی اور وجہ سے مجھ سے بغض اور عداوت رکھتے ہیں یا جو میرے دوستوں
 کے دشمن ہیں میری نسبت اور میرے دوستوں کی نسبت خلاف واقعہ امور گورنمنٹ کے
 معزز حکام تک پہنچاتے ہیں۔ اس لئے اندیشہ ہے کہ اُن کی ہر روز کی مغربیانہ کارروائیوں سے
 گورنمنٹ عالیہ کے دل میں بدگمانی پیدا ہو کر وہ تمام جانفشانیوں پر اس سالہ میرے والد
 مرحوم میرزا غلام مرتضیٰ اور میرے حقیقی بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی جن کا ذکر مسکری چٹھیات
 اور سرسپل گفرن کی کتاب تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور نیز حمیری قلم کی وہ خدمات جو میرے
 اظہار سال کی تالیفات سے ظاہر ہیں سب کی سب ضایع اور برباد نہ جائیں اور خدا نخواستہ
 سرکار انگریزی اپنے ایک قدیم وفادار اور نیر خواہ خاندان کی نسبت کوئی تلکدیر خاطر اپنے دل
 میں پیدا کرے۔ اس بات کا علاج تو غیر ممکن ہے کہ ایسے لوگوں کا منہ بند کیا جائے کہ جو حق
 مذہبی کی وجہ سے یا نفسانی حسد اور بغض اور کسی ذاتی غرض کے سبب سے کجگوئی مخبری پر کمر بستہ
 ہو جاتے ہیں۔ صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولتمدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس
 برس کے متواتر تجربے سے ایک وفادار بھائی نشانہ خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت
 گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے
 کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پختہ نیر خواہ اور خدمت گزار ہیں اس خود کاشستہ پودہ کی
 نسبت نہایت تہمید اور اعتیاد اور تحقیق اور قویہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ
 فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری
 جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار
 انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب

۴

ایک ظلم عظیم ہے۔ میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد میرا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا جن کو دہار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گرین صاحب کی تاریخ ریسان پنجاب میں ہے اور ۱۸۵۶ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی۔ لیکن پچاس سو اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدار کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے جو چٹھیا تو سنو دی حکام ان کو ملی تھیں۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہو گئیں مگر تین چٹھیا جو مدت سے چھپ ہو گئیں ان کی نقلیں ماشیہ میں مدج کی گئی ہیں۔ پھر میرے والد صاحب کی وفات

نقل مراسلہ

(دلسن صاحب)

نمبر ۲۵۲

تہور پناہ شجاعت و شگاہ مرزا غلام مرتضیٰ

رئیس قادیان حفظہ

خواجہ شامش ربیادہانی خدمات و حقوق

خود و خاندان خود بلا غلط حضور پنجاب درآمد

مناوب میدانیہم کہ بلا شک و غمان شہانہ

ابتداءً دخل و حکومت سرکار انگریزی جان نثار

و فاکیش ثابت قدم ماندہ اید۔ و حقوق

شمار اصل قابل قدر اند۔ بہر نیج تسلی

و تشفی دارید۔ سرکار انگریزی حقوق و

Translation of Certificate of
J. M. Wilson

To,

Mirza Ghulam Murtaza Khan
Chief of Qadian

I have persued your application reminding me of your and your family's past services and rights I am well aware that since the introduction of the British Govt. you and your family have certainly remained devoted faithful and steady subjects and that your rights are really worthy of regard. In every respect you may rest assured and satisfied that the

کے بعد میرا بڑا بھائی میرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا۔ اور جب بمبئی کے
گند پر مفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابل ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی

خدمات شاخ و رو توجہ کردہ خواہد شد۔
باید کہ ہمیشہ ہوا خواہ و جان نثار
سرکار انگریزی بماند کہ دریں امر خوشنودی
سرکار و بہبودی شا متصور است۔ فقط
المرقوم ۱۱ جون ۱۸۵۹ء مقام لاہور انارکلی

British Govt. will never forget
your family's rights and services
which will receive due considera-
tion when a favourable opportuni-
ty offers itself.

You must continue to be
faithful and devoted objects as in
it lies the satisfaction of the Govt.
and your welfare.

11.6.1849 Lahore.

نقل مراسلہ

دربار کٹ صاحب بہادر کشن لال
تہجد و شہادت و نگاہ مرزا غلام مرتضیٰ
رئیس قادیان بلافیت باشند۔

میں شریک تھا۔ پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا۔ تاہم
سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد اور تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں۔ اس سترہ

Translation of
Mr. Robert Cast's Certificate

To,
Mirza Ghulam Murtaza Khan,
Chief of Qadian.

As you rendered great help in enlisting sowars and supplying horse to Govt. in the mutiny of 1857 and maintained loyalty since its beginning upto date and thereby gained the favour of Govt. a *Khalat* worth Rs. 200/- is presented to you in recognition of good services, and as a reward for your loyalty.

Moreover in accordance with the wishes of Chief Commissioner as conveyed in his no. 576 dt. 10th August 58. This parvana is addressed to you as a token of satisfaction of Govt. for your fidelity and repute.

انسان کا برہم مفسدہ ہندوستان موقوف
۱۸۵۷ء سے از جانب آپ کے رفاقت و غیر غوی
و مدد دی سرکار دولتمدار انگلشیہ درباب
نگاہداشت سواران و بہرسانی اسمان
بخوبی بندہ ظہر رہوئی اور شروع مفسدہ
سے آج تک آپ جمل ہوا خواہ سرکار یہ
اور باعث خوشنودی سرکار ہوا لبنا
بجملہ دی اس غیر غوی اور خیر سگال کے
خلعت مبلغ دو صد روپیہ کا سرکار سے
آپ کو عطا ہوتا ہے اور حسب نشان پیش
صاحب چیف کسٹرن سپاؤز نمبری ۵۷۶
مؤرخہ ۱۰ اگست ۱۸۵۸ء پیمانہ پنا
باظہار خوشنودی سرکار و نیکنامی و
وفا داری تمام آپ کے لکھا جاتا ہے۔
موقوفہ تاریخ ۲۰ ستمبر ۱۸۵۸ء

ہمارا کوئی الہام پیش کرنا چاہیے۔ اجتہادی غلطی نبیوں اور رسولوں سے بھی ہو جاتی ہے۔
 جبیر وہ قائم نہیں رکھے جاتے۔ ذرا صحیح بخاری کو کھولو اور حدیث ذہب دہلی کو غور
 سے پڑھو۔ ایسا اعتراض کرنا جو دوسرے پاک نبیوں پر بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی
 وہی اعتراض آئے مسلمانوں اور نیک آدمیوں کا کام نہیں ہے بلکہ لعنتیوں اور شیطانوں
 کا کام ہے۔ اگر دل میں فساد نہیں تو قوم کا تفرقہ دُور کرنے کے لئے ایک جلسہ کرو۔ اور
 مجلس عام میں میرے پراعتراض کرو کہ فلاں پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ پھر اگر حاضرین نے قسم کھاکر
 کہہ دیا کہ فی الواقع جھوٹی نکلی اور میرے جواب کو سنکر مدلل بیان اور شرعی دلیل سے رتہ
 کر دیا تو اسی وقت میں توبہ کرونگا۔ ورنہ چاہیے کہ سب توبہ کر کے اس جماعت میں داخل
 ہو جائیں اور درندگی اور بدزبانی چھوڑ دیں۔

۱۵۰ اسے مسلمانوں کی ذریت! میں نے آپ لوگوں کا کیا گناہ کیا ہے کہ آپ لوگ انواع
 انعام کے منصوبوں سے میری ایذا کے درپے ہو گئے تم میں سے جو مولوی ہیں وہ ہر وقت ہی
 وعظ کرتے ہیں کہ یہ شخص کافر بیدین و تہاں ہے اور انگریزوں کی سلطنت کی حمد سے زیادہ
 تعریف کرتا ہے اور رومی سلطنت کا مخالف ہے۔ اور تم میں سے جو ملازمت پیشہ ہیں وہ
 اس کو شش میں ہیں کہ مجھے اس محسن سلطنت کا باغی ٹھہراویں۔ میں سُنتا ہوں کہ ہمیشہ خلافت
 واقعہ خبریں میری نسبت پہنچانے کے لئے ہر طرف سے کوشش کی جاتی ہے مالاںکہ آپ
 لوگوں کو خوب معلوم ہے کہ میں باغیانہ طریق کا آدمی نہیں ہوں۔ میری عمر کا اکثر حصہ سلطنت
 انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی طاقت کے
 بارے میں اس قدر گفتا میں کہی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں انکی
 کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابیں کو تمام ممالک عرب اور
 مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس
 سلطنت کے بچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی توحی اور مسیح توحی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے

موش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ انکے دلوں سے محروم ہو جائیں پھر کیونکر ممکن تھا کہ میں اس سلطنت کا بدخواہ ہوتا یا کوئی باجائز باغیانہ منصوبے اپنی جماعت میں پھیلاتا جبکہ میں بیس برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا۔ اور اپنے مریدوں میں یہی ہدایتیں جاری کرتا رہا۔ تو کیونکر ممکن تھا کہ ان تمام ہدایتوں کے برخلاف کسی بغاوت کے منصوبے کی میں تعلیم کر دوں۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن کہ معتقد ہیں مل سکتا ہے نہ ہرینہ میں۔ اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔ پھر میں خود اپنے آرام کا دشمن بنوں۔ اگر اس سلطنت کے بارے میں کوئی باغیانہ منصوبہ دل میں مخفی رکھوں اور جو لوگ مسلمانوں میں سے ایسے بد خیال جہاد اور بغاوت کے دلوں میں مخفی رکھتے ہوں میں انکو سخت نادم اور قہرمت ملامت بھتا ہوں۔ کیونکہ ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ اسلام کی دوبارہ زندگی انگریزی سلطنت کے امن بخش سایہ سے پیدا ہوئی ہے۔ تم چاہو دل میں مجھے کہہ دو۔ گالیاں نکالو۔ یا پہنے کی طرح کافر کا فتویٰ لکھو۔ مگر میرا اصول یہی ہے کہ ایسی سلطنت سے دل میں بغاوت کے خیالات رکھنا۔ یا ایسے خیال میں سے بغاوت کا احتمال ہو سکے سخت بد ذاتی اور خدا تعالیٰ کا گناہ ہے۔ بہتر ہے ایسے مسلمان ہیں جن کے دل کبھی صاف نہیں ہوں گے جب تک ان کا یہ اعتقاد نہ ہو کہ غنی مہدی اور غنی مسیح کی حدیثیں تمام فسانہ اور کہانیاں ہیں۔

اے مسلمانو! اپنے دین کی ہمدردی تو اختیار کرو مگر سچی ہمدردی۔ کیا اس مقبولیت کے زمانہ میں دین کے لئے یہ بہتر ہے کہ ہم تلوار سے لوگوں کو مسلمان کرنا چاہیں کیا جبر کرنا ہمدرد اور تعذبی سے اپنے دین میں داخل کرنا اس بات کی دلیل ہو سکتی ہے کہ وہ دین خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے؟ خدا سے ڈرو اور یہ یہودہ الزام دین اسلام پر مت لگاؤ کہ اس نئی جہاد کا مسئلہ سکھایا ہے اور زبردستی اپنے مذہب میں داخل کرنا اس کی تعلیم ہے۔ معاذ اللہ ہرگز

یوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ انکے دلوں سے معدوم ہو جائیں
پھر کیونکر ممکن تھا کہ میں اس سلطنت کا بدخواہ ہوتا یا کوئی نابھانز باغیانہ منصوبے اپنی جماعت
میں پھیلاتا جبکہ میں بیس برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا۔ اور اپنے
مریدوں میں یہی ہدایتیں جاری کرتا رہا۔ تو کیونکر ممکن تھا کہ ان تمام ہدایتوں کے برخلاف
کسی بغاوت کے منصوبے کی میں تعلیم کر دوں۔ مالا کہ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے
خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنادیا ہے۔ یہ امن جو اس
سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن مگر مغفرت میں مل سکتا ہے نہ ہرگز میں۔ اور
نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔ پھر میں خود اپنے آرام کا دشمن ہوں۔ اگر اس
سلطنت کے بارے میں کوئی باغیانہ منصوبہ دل میں مخفی رکھوں اور جو لوگ مسلمانوں میں سے
ایسے بد خیال جہاد اور بغاوت کے دلوں میں مخفی رکھتے ہوں میں انکو سخت نالاں اور قہرمت
عالم سمجھتا ہوں۔ کیونکہ ہم اس بات کو گواہ ہیں کہ اسلام کی دوبارہ زندگی انگریزی سلطنت کے
امن بخش سایہ سے پیدا ہوئی ہے۔ تم چاہو دل میں مجھے کہہ دو۔ گالیان نکالو۔ یا چلے کی طرح کانفر
کافونی لکھو۔ مگر میرا اصول یہی ہے کہ ایسی سلطنت سے دل میں بغاوت کے خیالات رکھنا۔ یا
ایسے خیال جن سے بغاوت کا احتمال ہو سکے سخت بد ذاتی اور خدا تعالیٰ کا گناہ ہے۔ بہتر ہے
ایسے مسلمان ہیں جن کے دل کبھی صاف نہیں ہوں گے جب تک ان کا یہ اعتقاد نہ ہو کہ غنی مہدی
اور غنی مسیح کی حدیثیں تمام افسانہ اور کہانیاں ہیں۔

اے مسلمانو! اپنے دین کی بھروسہ تو اختیار کرو مگر تجھی جمدہ دی۔ کیا اس مستحیثیت کے
زمانہ میں دین کے لئے یہ بہتر ہے کہ ہم تلوار سے لوگوں کو مسلمان کرنا چاہیں کیا جبر کرنا اھ زور
اور تعدی سے اپنے دین میں داخل کرنا اس بات کی دلیل ہو سکتی ہے کہ وہ دین خدا تعالیٰ کی
طرف سے ہے؟ خدا سے ڈرو اور یہ بیہودہ الزام دین اسلام پر مت لگاؤ کہ اس نسل جہاد کا
مسئلہ سکھایا ہے اور زبردستی اپنے مذہب میں داخل کرنا اسکی تعلیم ہے۔ محاذ اللہ ہرگز

اس جماعت کو تعلیم دی جاتی ہے اور کس طرح بار بار ان کو تاکیدیں کی گئی ہیں کہ وہ گورنمنٹ برطانیہ کے پتے خیر خواہ اور مطیع رہیں اور تمام انواع کے ساتھ بلا امتیاز مذہب و ملت کے انصاف اور رحم اور ہمدردی سے پیش آویں۔ یہ سچ ہے کہ میں کسی ایسے ہمدی ہاشمی قرشی بنوئی کا قائل نہیں ہوں جو دوسرے مسلمانوں کے اعتقاد میں بنی فاطمہ میں سے ہوگا اور زمین کو کفار کے خون سے بھر دے گا میں ایسی حدیثوں کو صحیح نہیں سمجھتا اور محض ذخیرہ و موعظت جانتا ہوں۔ ہاں میں اپنے نفس کے لئے اس طرح وعود کا ادعا کرتا ہوں جو حضرت علی علیہ السلام کی طرح غربت کے ساتھ زندگی بسر کرے گا اور لڑائیوں اور جنگوں سے بیزاد ہوگا اور نرمی اور صلح کاری اور امن کے ساتھ قبول کو اس پتے ذوالجلال خدا کا چہرہ دکھائے گا جو اکثر قوموں سے چھپ گیا ہے۔ میرے اصولوں اور اعتقادوں اور ہدایتوں میں کوئی امر جنگجویی اور فساد کا نہیں۔ اور میں یقین لکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور ہمدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔ میں بار بار اعلان دے چکا ہوں کہ میرے بڑے اصول پانچ ہیں اول یہ کہ خدا تعالیٰ کو واحد لا شریک اور ہر ایک منفعت موت اور بیماری اور لاچارگی اور درد اور دکھ اور دوسری نالائق صفات سے پاک سمجھنا۔ دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ کے سلسلہ نبوت کا خاتم اور آخری شریعت لانے والا اور نجات کی حقیقی راہ بتلانے والا حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین رکھنا۔ تیسرے یہ کہ دین اسلام کی دعوت محض دلائل عقلیہ اور آسمانی نشانیوں سے کرنا اور خیالات خانیہ اور جہاد اور جنگجویی کو اس زمانہ کے لئے قطعی طور پر حرام اور ممتنع سمجھنا اور یہ خیالات کے پابند کو مزید غلطی پر قرار دینا۔ چوتھے یہ کہ اس گورنمنٹ محبت کی نسبت جس کے ہم نوا سایہ میں پھنسے گورنمنٹ انگلشیہ کوئی مفید خیالات دل میں نہ دے اور غلوں میں دل سے اس کی

جہاد جہاد کے بظنون نہایت سرگرمی سے میرے پیرو فاضل مولویوں نے ہزاروں آدمیوں میں تعلیم کی ہے اور کہہ رہے ہیں جس کا بہت بڑا اثر ہوا ہے۔ مدد

میں تو دلوں کو اندر ہی اندر دیدی ہے بہر حال جبکہ ہمارے نظام بدلتی اور امور دنیوی میں خدا تعالیٰ نے اس قوم میں سو ہمارے لئے گورنمنٹ قائم کی اور ہم نے اس گورنمنٹ کے وہ احسانات دیکھے جن کا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں اسلئے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس گورنمنٹ کے اسی طرح متخلص اور خیر خواہ ہیں جس طرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارا ہاتھ میں بجز دعا کے اور کیا ہے سو ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو ہر ایک شے سے محفوظ رکھے اور اس کے دشمن کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے۔ خدا تعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے جیسا کہ اس کا شکر کرنا۔ سو اگر ہم اس محسن گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں یا کوئی شر پانے ارادہ میں رکھیں تو ہم نے خدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا کیونکہ خدا تعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جسکو خدا نے تعالیٰ اپنے بندوں کو بطور نعمت کے عطا کرے۔ درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک ہی سری ہو سکتے ہیں اور ایک کے چھوڑنے سے دوسری کا چھوڑنا لازم آجاتا ہے بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ

اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ سوال

انکا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جسکے احسانات کا شکر کرنا عین فرض

اور واجب ہے اس سے جہاد کیسا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی

بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جسکو

میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں

دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہے جو جس ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہیں

پتہ نامی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ ہم یورپ کی قوموں کے ساتھ

اختلاف مذہب رکھتے ہیں اور ہم ہرگز خدا تعالیٰ کی نسبت وہ باتیں پسند نہیں رکھتے جو انھوں نے پسند کی ہیں۔ لیکن ان مذہبی امور کو رعیت اور گورنمنٹ کے رشتہ سے کچھ علاقہ نہیں۔

میں محمد کو یاد دہ

۷۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مُعَمَّدًا وَنَعِیْنِ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

دینی جہاد کی ممانعت کا فتوے منہج موعود کی طرف سے

ابن کئیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
دیں گے تمام جنگوں کا اب اقتسام ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
اب آگیا سیح جو دین کا امام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے

نوٹ:- (ایک زبردست الہام اور کشف) آج ۲۰ جون ۱۹۷۷ء کو بروز شنبہ بعد دوپہر
دو بجے کے وقت مجھے تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ ایک ورق جو نہایت مفید تھا دکھایا گیا۔ اسکی آخری سطر
یہ لکھا تھا اقبال۔ میں خیال کرتا ہوں کہ آخر سطر میں یہ فقط لکھنے سے انجام کی طرف اشارہ تھا یعنی انجام
باقابل ہے۔ پھر ساتھ ہی یہ الہام ہوا کہ قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے۔ کافر جو کہتے تھے کہ قدام ہو گئے
اس کے لئے مجھے بھی سمجھائے گئے کہ غنودگی کچھ ایسے زبردست نشان ظاہر ہو جائیگے جس سے
کافر کہنے والے جو کہ کافر کہتے تھے اسلام میں بیس جائینگے اور خوب پکڑے جائیں گے اور کوئی گریز کی جگہ
نہیں ملے گا ان میں سے کسی۔ یہ پیش گوئی ہے۔ ہر ایک پڑھنے والا اس کو یاد رکھے۔
اس کے بعد ۲ جون ۱۹۷۷ء کو وقت ساتھ سے گیارہ بجے یہ الہام ہوا کہ کافر کہتے تھے کہ ان کو نسا
ہو گئے جتنے تھے سب ہی گرفتار ہو گئے۔ یعنی کافر کہنے والوں پر خدا کی رحمت میں ہادی ہو
گئی کہ ان کیسے کوئی غلہ کی جگہ نہ رہی۔ یہ آئندہ زمانہ کی خبر ہے کہ غنودگی ایسا ہو گا اور کوئی ایسی
چلتی ہوئی دلیل ظاہر ہو جائیگی کہ فیصلہ کر دے گی۔ منہ

منکر بنی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو
کیا یہ نہیں بخائی میں دیکھو تو کھول کر
یعنی مسیح جنگوں کا کر دے گا التوا
جنگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر ٹٹائے گا
بھلیں گے بچے ماپنوں سے بے خوف وہ بے گزند
بھولیں گے لوگ مشغلہ تیر و تفنگ کا
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائے گا
کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے
کر دے گا ختم آ کے وہ دیں کی لڑائیاں
اب قوم میں ہماری وہ تاب و توان نہیں
وہ سلطنت وہ رعیت وہ شوکت نہیں رہی
وہ عزیمت مقبلانہ وہ ہمت نہیں رہی
وہ نور اللہ وہ چاند سی طلعت نہیں رہی
خلق خدا پہ شفقت و رحمت نہیں رہی
حالت تمہاری جاذب نصرت نہیں رہی
کسل آگیا ہے دل میں جلالت نہیں رہی
وہ فکر وہ قیاس وہ حکمت نہیں رہی
اب تم کو غیر قوموں پہ سلطنت نہیں رہی
ظلمت کی کچھ بھی حد نہایت نہیں رہی
نور خدا کی کچھ بھی علامت نہیں رہی

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
کیوں چھوڑتے ہو لوگو بنی کی حدیث کو
کیوں بھڑکتے ہو تم یضخ الحبب کی خبر
فرا چکا ہے سید کوین مصطفیٰ
جب آئے گا تو مسیح کو وہ ساتھ لے گا
پہلیں گے ایک گھاٹ پہ شیراز گو سپند
یعنی وہ دقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا
یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جلے گا
اک معجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے
القسمہ یہ مسیح کے آنے کا ہے نشان
ظاہر ہیں خود نشان کہ نہاں وہ نہاں نہیں
اب تم میں خود وہ قوت و طاقت نہیں رہی
وہ نام وہ نمود وہ دولت نہیں رہی
وہ علم وہ صلاح وہ عفت نہیں رہی
وہ مدد وہ گداز وہ رقت نہیں رہی
دل میں تمہارے یار کی آفت نہیں رہی
حق آگیا ہے سر میں وہ فطنت نہیں رہی
وہ علم و معرفت وہ فراست نہیں رہی
دنیاؤں میں کچھ بھی لیاقت نہیں رہی
وہ انس و شوق و دیدہ و طاقت نہیں رہی
ہر وقت جھوٹ سچ کی تو عادت نہیں رہی

ضرورت الامام

باواصاحب کے ہاتھوں کی یادگار ہے۔ اور گزشتہ کے مشبہ تو بہت پیچھے سے اکٹھے کئے گئے ہیں۔ جس میں محققوں کو بہت کچھ کلام ہے۔ خدا جانے اس میں کیا کیا تصرفات ہوئے ہیں۔ اور کن کن لوگوں کے کلام کا ذخیرہ ہے۔ خیر یہ قصہ اس جگہ کے لائق نہیں ہے۔ ہمارا اصل مطلب تو یہ ہے کہ بنی نوع انسان کا ایمان تازہ رکھنے کیلئے تازہ الہامات کی ہمیشہ ضرورت ہے۔ اور وہ الہامات اقتداری قوت سے شناخت کئے جاتے ہیں۔ کیونکہ خدا کے سوا کسی شیطان حق بھوت میں اقتداری قوت نہیں ہو۔ اور امام الزمان کے الہام سے باقی الہامات کی صحت ثابت ہوتی ہے۔

ہم بیان کر چکے ہیں کہ امام الزمان اپنی جبلت میں قوت امامت رکھتا ہے اور دست قدرت نے اس کے اندر پیشرو کی خاصہ چھونکا ہوا ہوتا ہے۔ اور یہ سنت اللہ ہے کہ وہ انسانوں کو متفرق طور پر چھوڑنا نہیں چاہتا۔ بلکہ جیسا کہ اُس نے نظام شمسی میں بہت سے ستاروں کو داخل کر کے سورج کو اس نظام کی بادشاہی بخشی ہو۔ ایسا ہی وہ عام مومنوں کو ستاروں کی طرح حسب مراتب روشنی بخش کر امام الزمان کو اُنکا سورج قرار دیتا ہے اور یہ سنت الہی یہاں تک اسکی آفرینش میں پائی جاتی ہے کہ شہد کی مکھٹیوں میں بھی یہ نظام موجود ہے کہ ان میں بھی ایک امام ہوتا ہے جو بحسب کھلتا ہے۔ اور جہانی سلطنت میں بھی یہی خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ ایک قوم میں ایک امیر اور بادشاہ ہو۔ اور خدا کی لعنت ان لوگوں پر ہے جو تفرق پسند کرتے ہیں۔ اور ایک امیر کے تحت حکم نہیں چلتے۔ حالانکہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ **أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ** اولی الامر سے مراد جہانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے۔ اور جہانی طور پر جو شخص ہمارے مقاصد کا مخالف نہ ہو اور اس سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہو سکے وہ ہم میں سے ہے۔ اسی لئے میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سوائے مطیع رہیں۔

لے النساء : ۶۰

کہ اس رسول کے ادنیٰ خادم اسرائیلی مسیح ابن مریم سے بڑھ کر ہیں۔ جس شخص کو اس فقرہ سے غیظ و غضب ہو اسکو اختیار ہو کہ وہ اپنے غیظ سے مر جائے۔ مگر خدا نے جو چاہا ہے کیا اور خدا جو چاہتا کرتا ہے کیا انسان کا مقدور ہے کہ وہ اعتراض کرے کہ ایسا تو نے کیوں کیا۔

۱۵۱

اس جگہ یہ بھی یاد ہے کہ جب کہ مجھ کو تمام دنیا کی اصلاح کیلئے ایک خدمت سپرد کی گئی ہے۔ اس وجہ سے کہ ہمارا آقا اور محمد و تمام دنیا کیلئے آیا تھا تو اس عظیم الشان خدمت کے لحاظ سے مجھے وہ قوتیں اور طاقتیں بھی دی گئی ہیں جو اس بوجھ کے اٹھانے کیلئے ضروری تھیں اور وہ معجز اور نشان بھی دے گئے ہیں جو دیا جانا تمام جہت کے لئے مناسب وقت تھا مگر ضروری نہ تھا کہ حضرت عیسیٰ کو وہ معارف اور نشان دیئے جاتے۔ کیونکہ اسوقت انکی ضرورت نہ تھی اس لئے حضرت عیسیٰ کی سرشت کو صرف وہ قوتیں اور طاقتیں دی گئیں جو یہودیوں کے ایک تھوڑے سے فرقہ کی اصلاح کیلئے ضروری تھیں اور ہم قرآن شریف کے وارث ہیں جسکی تعلیم جامع تمام کمالات ہے اور تمام دنیا کیلئے ہو مگر حضرت عیسیٰ صرف توریث کے وارث تھے جسکی تعلیم ناقص اور ناقص العلوم ہے اسی وجہ سے انجیل میں انکو وہ باتیں تاکیدیہ کے ساتھ بیان کرنی پڑیں جو توریث میں مخفی اور مستور تھیں لیکن قرآن شریف سے ہم کوئی امر زیادہ بیان نہیں کر سکتے کیونکہ اس کی تعلیم اتم اور اکمل ہے اور وہ توریث کی طرح کسی انجیل کا محتاج نہیں۔

پھر جس حالت میں یہ بات ظاہر اور بدیہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اسی قدر روحانی قوتیں اور طاقتیں دی گئی تھیں جو فرقہ یہودی کی اصلاح کیلئے کافی تھیں تو بلاشبہ انکے کمالات بھی اسی پیمانہ کے لحاظ سے ہونگے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرمانا ہو **وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ نَوْمًا تُنْزِلُ إِلَّا يُفْقَدُ مِمَّا تَخْلُقُونَ**۔ یعنی ہر ایک چیز کے ہماری پاس خزانے ہیں مگر ہم قدر ضرورت

چاہیں اڑھائی کے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مژدہ زندہ کسے تھے یہ کتاب انشان انکو دیا گیا اس کا جواب چھ کر واقعی طور پر مژدہ کا زندہ ہونا قرآن شریف کی تعلیم کے برخلاف ہے ہاں جو مژدہ کے طور پر مہارت تھے مگر انکو زندہ کیا تو اس جگہ بھی ایسے مژدہ زندہ ہو چکے ہیں اور پہلے ہی بھی کرتے رہے ہیں جیسے لیس نبی مگر عظیم الشان نشان اور جن کو خدا دکھلا رہا ہے اور دکھلائے گا۔ منہ علی

اور پھر دوسرا شکر یہ ہے کہ وہ خدا جو کبھی اپنے وجود کو بے دلیل نہیں چھوڑتا۔ وہ جیسا کہ تمام نبیوں پر ظہر ہوا۔ اور ابتداء سے زمین کو تاریکی میں پاکر روشن کرتا آیا ہوا اُس نے اس زمانہ کو بھی اپنے فیض سے محروم نہیں رکھا۔ بلکہ جب دنیا کو آسمانی روشنی سے دور پایا۔ تب اُس نے چاہا کہ زمین کی سطح کو ایک نئی معرفت سے منور کرے۔ اور نئے نشان دکھائے۔ اور زمین کو روشن کرے۔

سو اُس نے مجھے بھیجا

اور میں اُس کا شکر کرتا ہوں کہ اُس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایہ رحمت کے نیچے جبہ دی۔ جس کے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے۔ مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصر ہند

کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجمن پذیر ہو رہے ہیں۔ ہرگز ممکن نہ تھا۔ کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجمن پذیر ہو سکتے۔ اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی۔

اب میں حضور ملک معظمہ میں زیادہ مصدع اوقات ہونا نہیں چاہتا۔ اور اس دعا پر یہ عریضہ ختم کرتا ہوں۔ کہ

اے قادر و حکیم اپنے فضل و کرم سے ہماری ملک معظمہ کو خوش رکھ جیسکے ہم اس کے سایہ عاطفت کے نیچے خوش ہیں۔ اور اس سے نیکی کر جیساکے ہم اس کی نیکیوں اور احسانوں کے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور ان معروضات پر کویمانہ توجہ کرنے کے لئے اس کے دل میں آپ الہام کر کہ ہر ایک قدرت اور طاقت بھی کو ہے۔

امین ثم امین

المملوک

نخاستار۔ میرزا غلام احمد از قادیان

ضلع گورداسپورہ پنجاب

پبلشر ہجرت و اشاعت قادیان

چکے اور اپنی اسی کتاب میں جس کی اشاعت انکا شمار روزی فرض ہو وہ صاف درج کر چکے ہیں کہ گورنمنٹ انگلشیہ خدا کی نعمتوں کو ایک نعمت جو یہ ایک عظیم الشان رحمت ہے یہ سلطنت مسلمانوں کے لئے آسمانی برکت کا حکم

*** حاشیہ اصل کلام** مؤلف یہ جو اس کتاب کے حصہ سیدم و چہارم سو یہ تعین نقل کیا جاتا ہے۔

حصہ سیدم کے ابتدائی اوراق میں آپ فرماتے ہیں مسلمانوں پر میں امور کا اپنی اصلاح حال کیلئے اپنی ہمت اور کوشش کو انجام دینا لازم جو وہ انہیں فکر اور غور کے وقت آپ ہی معلوم ہو جائیں گے حاجت بیان و تشریح نہیں۔ مگر اس جگہ ان امور میں ہیں یا امر قابل تذکرہ ہو جس پر گورنمنٹ انگلشیہ کی عنایات اور توجہات موقوف ہیں کہ گورنمنٹ مددہ کے دل پر بھی طرح یا امر مرد کرنا چاہیے کہ مسلمان ہند ایک وفادار رعیت ہے کیونکہ بعض نادانانہ اور غیر ذوں نے نصوصاً ڈاکٹر صاحب نے جو کیشن تعلیم کے اب پریزیڈنٹ ہیں اپنی ایک مشہور تصنیف میں اس دعویٰ پر بہت اصرار کیا ہے کہ مسلمان لوگ سرکار انگریزی کے دلی خیر خواہ نہیں ہیں اور انگریزوں سے جہاد کرنا فرض سمجھتے ہیں گو یہ خیال ڈاکٹر صاحب کا شریعت اسلام پر نظر کر کے بعد ہر ایک شخص پر محض عقل اور خلاف واقعہ ثابت ہو گا لیکن افسوس کہ بعض کو ہستانی اور بے قیور سہمہ کی نالائق حرکتیں اس خیال کی تائید کرتی ہیں اور شاید انہی اتفاقی مشاہدات ڈاکٹر صاحب صوف کا وہم بھی حکم ہو گیا ہو کیونکہ کبھی کبھی جاہل لوگوں کی طرف سے اس قسم کی حرکات صادر ہوتی رہتی ہیں لیکن محقق پر یہ امر پوشیدہ نہیں رہ سکتا کہ اس قسم کے لوگ اسلامی تدبیر دور و جہور میں اور ایسے ہی مسلمان ہیں جیسے مکملین عیسائی تھا۔ پس ظاہر ہے کہ ان کی یہ ذاتی حرکات ہیں نہ شرعی یا بندی سے۔ اور ان کے مقابل پر ان ہزار ہا مسلمانوں کو دیکھنا چاہیے جو ہمیشہ خیر خواہی دولت انگلشیہ کی کرتے رہے ہیں اور کہتے ہیں جھوٹے ہیں جو کچھ فساد ہوا اس میں مجرم جہلا اور بد چل لوگوں کے اور کوئی شائبہ اور نیک بخت مسلمان جو با علم اور باتمیز تھا ہرگز مفہدہ میں شامل نہیں ہوا بلکہ پنجاب میں بھی غریب مسلمانوں نے سرکار انگریزی کو اپنی طاعت سے زیادہ مدد دی چنانچہ ہائے والہ صاحب رحمہ نے بھی باوصف کم استطاعت کے اپنے خاص اور جانی اور خیر خواہی کو پیاس گھونٹا ہے گوہر خیر کہ کے اور پیاس مضبوطا۔ لائق سپاہی

برکتی جو خداوند تعالیٰ نے اس سلطنت کو مسلمانوں کیلئے ایک بار از نو عطا فرمایا ہے اس سلطنت کی طرف سے اور
بہاد کرنا قطعی حرام ہے۔ اسلام کا ہر گز یہ اصول نہیں کہ مسلمانوں کی قہر میں سلطنت کا تحت رکھا اسکا

بقیہ حاشیہ بہر حال اگر سرکار میں بطور مدد کے خد کئے اور اپنی غریبان ملکات بڑا حکم فرما رہی ہو کھلائی اور جو
مسلمان صاحب دولت و ملکات و شہرت کو بڑی بڑی خدمات عطا دیں اور ان کی۔ اب ہم پھر اس
تقریر کی طوط متوجہ ہوتے ہیں کہ مسلمانوں کی طوط خلاص اور وفاداری کے بڑے بڑے نمونہ
ظاہر ہو چکے ہیں مگر اکثر صاحب مسلمانوں کی بغیر کسی کیوں تمام وفاداری کی نظر انداز
کر دیا اور نتیجہ نکلنے کیوقت ان مخلصانہ خدمات کو نہ پہنچے تیار کسی صغریٰ میں جگہ دی اور نہ کرنی
میں۔ بہر حال ہمارے بھائی مسلمانوں پر لازم ہو کہ گورنمنٹ پر ان کے دھوکوں کو متاثر ہونے سے
پہلے بعد طور پر اپنی غیر خواہی ظاہر کریں جس حالت میں شریعت اسلام کا یہ وضع مسئلہ جو پھر تمام
مسلمانوں کی اتفاق ہو کہ ایسی سلطنت لڑائی اور جہاد کرنا جسکے زیر سایہ مسلمان لوگ امن اور عافیت اور
آزادی و زندگی بسر کرتے ہوں اور جسکے عطیات مسنون سنت و عہدوں احادیث ہوں اور جسکی مبدل
سلطنت حقیقت میں بنی اور ہدایت پھیلانے کیلئے کامل مددگار ہو جسکی حرام ہو تو پھر بڑے انفس کی
ہاتھ کہ علماء اسلام اپنے جمہوری اتفاق سے اس مسئلہ کو اچھی طرح شائع نہ کر کے نادانوں کو گمراہی
اور ظلم و ستم و اعتراض ہونے سے روکیں اور اعتراضوں کے دین کی سنتی پائی جائے اور ان کی ناکامی
ضرر پہنچے۔ سوائے حاجی کی دست میں قرین مصلحت سے کہ کبھی اسلامید لاہور و کلکتہ و بمبئی وغیرہ
بندہ است کریں کہ چند نامی مولوی صاحبان جسکی تحصیل اور علم اور زہاد و تقویٰ اکثر لوگوں کی نظر
میں تسلیم الثبوت ہو اس امر کیلئے جن لئے ہمارے اس کا طرات اکثاف کے اہل علم کو جو اپنے مسکن کے
نواح میں کسی قدر شہرت رکھتے ہوں اپنی اپنی عالمانہ تحریریں جنہیں و طبق شریعت حقہ سلطنت
انگلشیہ سے جو مسلمانان ہند کی مربی و محسن ہو جہاد کرنے کی صاف ممانعت ہو۔ ان علماء کی خدمت
میں ثبت مواہیر صحیح دیں کہ جو بموجب قرارداد بالا اس خدمت کے لئے منتخب کئے گئے ہیں اور جب
خطوط جامع ہو جائیں تو یہ محمود خطوط جو مکتوبات شمار ہوتے موسوم ہو سکتا ہو کسی خوشخط مطبع میں

احسان اٹھائے۔ اس کے ظل حمایت میں بامیں و آسائش رہ کر اپنا مقوم کھا دے اس کے انعامات متواتر
پرورش پائے پھر اسی پر غرق کی طرح نیش چلاوے اور دُعا سے بھی انھوں کو اس گورنمنٹ کو بہت دفعہ

یقیناً بہت نام چھاپ جائے اور پھر دس دس سے اس کے گورنمنٹ میں اور بنی سمجھات متفرق مواقع پنجاب
ہندوستان مسکو سرحدی ملکوں میں تقسیم کئے جائیں۔ یہ سچ ہو کہ بعض عمودار مسلمانوں کو اکثر ہندو صاحب
خیالات کو دکھا کر کہ یہ آج جو مسلمانوں کا رد ہندو سی رد کا ہرگز قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ بلاشبہ
جمہوری رد کا یہ ماثرتوی اور پرورد ہو گا جس میں اکثر صاحب کی تمام غلط تحریروں خاک سے مل جائیگی اور
بعض واقف مسلمان بھی اپنے سچے اور پاک اصل کو بخوبی مطلع ہو جائیں گے اور گورنمنٹ انگلشیہ پر بھی
صاف باطنی مسلمانوں کی اور غیر خواہی اس کی رعیت کی مباحثہ کھل جاوے گی اور بعض کو ہستی جہلا کے
خیالات کی اصلاح بھی بذریعہ اسی کتاب کے وعظ و نصیحت ہوتی ہوگی۔ بالآخر یہ بات بھی ظاہر کرنا ہم
اپنے نفس پر واجب سمجھتے ہیں کہ اگرچہ تمام ہندوستان پر یہ حق واجب ہے کہ بنظر ان احسانات کے کہ جو
سلطنت انگلشیہ سے اس کی حکومت اور آرام بخش حکمت کے ذریعہ سوائے مرغلانی پر وارد ہیں سلطنت
ممد و مدد و خداوند تعالیٰ کی ایک نعمت سمجھیں اور شل اور نثار الہی کے اس کا شکر بھی ادا کریں لیکن پنجاب کے
مسلمان بڑے ناشکر گذار ہونگے اگر وہ اس سلطنت کو جو آئنے حق میں خدا کی ایک عظیم الشان رحمت
نعمت عظمیٰ یقین نہ کریں۔ انکو سوچنا چاہیے کہ اس سلطنت سے پہلے وہ کس حالت پر ملائت میں تھے
اور پھر کیسے امن و امان میں آگئے۔ پس فی الحقیقت یہ سلطنت ان کیلئے ایک آسانی برکت کا حکم رکھتی
ہے جسے آئے سرے سمجھیں انکی دور ہوئیں اور ہر یک قسم کے ظلم و تعدی سے نجات حاصل ہوئی اور
ہر یک ناجائز روک اور مزاحمت آزادی میسر آئی کوئی ایسا مانع نہیں کہ جو ہکمونیک کام کرنے سے
روک سکے یا ہماری آسائش میں خلل ڈال سکے پس حقیقت میں خداوند کریم و حیم نے اس
سلطنت کو مسلمانوں کے لئے ایک باران رحمت بھیجا ہے جس سے پودہ اسلام کا پھر اس ملک
پنجاب میں سرسبز ہوتا جائے اور جس کے فوائد کا اقرار حقیقت میں خدا کے احسانوں کا اقرار ہے۔ یہی
سلطنت جسکی آزادی ایسی بدیہی اور مسلم القبول ہے کہ بعض دوسرے ملکوں کو مظلوم مسلمان حجت کر کے

یاد کیا ہو، انکی آخری دعا انکے اشتہار مطبوعہ ریاض ہند پر پریس امرتسر میں جسکی میں ہزارکانی چھپوا کر
ہندو اور انگلینڈ میں انھوں نے شائع کرنی چاہی، یہ کلمات عاریہ مرقوم ہیں۔ انگریز جسکی شایستہ اور مہذب اور

بقیہ شاخہ اس ملک میں آنا بدل و جان پسند کرتے ہیں جس صفائی کو اس سلطنت کی نظر جماعت میں مسلمانوں کی
اصلاح کیلئے اور انکی بدعات مخلوط دور کرنے کیلئے وعظ ہو سکتا ہو اور جن تقریبات کے علماء اسلام کو
تفریح دین کیلئے اس گورنمنٹ میں جوش پیدا ہوتے ہیں اور فکر اور نظر کو اعلیٰ درجہ کا کام پڑتا ہو اور
عمیق تحقیقات کو سرمایہ دین متہین میں تالیف ہو کر محبت اسلام مخالفین پر پوری کی جاتی ہو وہ میری
دانت میں آج کل کسی اور ملک میں ممکن نہیں۔ یہی سلطنت ہے جسکی عادلانہ حمایت کے علماء کو بدتوں کے
بعد گویا صد ہا سال کے بعد یہ موقع ملا کہ بے دھڑک بدعات کی آلودگیوں اور شرک کی خرابیوں سے
اور مخلوق پرستی کے فسادوں کو نادان لوگوں کو مطلع کریں اور اپنے رسول مقبول کا صراط مستقیم
کھول کر بتلا دیں۔ کیا ایسی سلطنت کی بدخواہی جسکی زیر سایہ تمام مسلمان امن اور آزادی کو ہموار
کرتے ہیں اور فرائض دین کو کما حقہ بجالاتے ہیں اور تفریح دین میں سب ملکہل کو زیادہ مشغول میں
جائز ہو سکتی ہو عا شاہ و نماز ہرگز جائز نہیں اور نہ کوئی نیک اور دیندار آدمی ایسا بد خیال دلیں لاسکتا
ہے۔ ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ دنیا میں آج یہی سلطنت ہے جسکے سایہ عاطفت میں بعض بعض اسلامی
مقاصد ایسے حاصل ہوتے ہیں کہ جو دوسرے ممالک میں ہرگز ممکن الحاصل نہیں شیعہوں کے ملک
میں جاؤ تو وہ سنت جماعت کے وعظوں کو فروختہ ہوتے ہیں اور سنت جماعت کے ملکوں میں شیعہ
اپنی رائے ظاہر کرنے کو مخالفت ہیں۔ ایسا ہی مقلدین موحیدین کے شہروں میں اور موحیدین مقلدین
کے بلاد میں دم نہیں مار سکتے اور گو کسی بدعت کو اپنی آنکھ سے دیکھ لیں منہ سے بات نکالنے کا موقعہ
نہیں رکھتے آخر یہی سلطنت ہے جسکی پناہ میں ہر ایک فرقہ امن اور آرام کو اپنی رائے ظاہر کرتا ہے اور
یہ بات اہل حق کیلئے نہایت ہی مفید ہو گی کہ جس ملک میں اس کرنے کی گنجائش ہی نہیں عیسویت دینے کا
حوصلہ ہی نہیں اس ملک میں کیونکر راستی پھیل سکتی ہو۔ راستی پھیلانے کیلئے وہی ملک مناسب ہے
جس میں آزادی کا اہل حق وعظ کر سکتے ہیں۔ یہی سمجھنا چاہیے کہ دینی جہادوں کے اصلی غرض آزادی کا قائم

بارجم گورنمنٹ نے ہم کو اپنے احسانات اور دوستانہ معاملات سے ممنون کر کے اس بات کے لئے دلی جوش
بخشا ہوا کہ ہم اُنکے دیں دُنیا کیلئے دلی جوش سے بہبودی اور سلامتی چاہیں تا اُن کے گورے و سپید

بقیہ حاکم کرنا اور ظلم کا دور کرنا تھا اور دینی جہاد اُنھیں ملکوں کے مقابلہ پر ہوئے تھے جنہیں وہ عظیم کو
اپنے وعظ کے وقت جان کا اندیشہ تھا اور جنہیں امن کے ساتھ وعظ ہونا قطعاً محال تھا۔
اور کوئی شخص طریقت کو اختیار کر کے اپنی قوم کے ظلم سے محفوظ نہیں رہ سکتا تھا لیکن
سلطنت انگریزی کی آزادی نہ صرف ان خرابیوں کو خالی ہو بلکہ اسلامی ترقی کی بدرجہا ناست
ناصر اور نوید ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس نفاذ و نعمت کی قدر کریں اور اُسکے خدیوہ
اپنی دینی ترقیات میں قدم بڑھاویں۔

اور حصہ چہارم کے ابتدائی اوراق میں آپ فرماتے ہیں۔ تھوڑا عرصہ گزرا ہے کہ
بعض ساجوں نے مسلمانوں میں اُنھنوں کی بابت کہ جو حصہ سیوم کے ساتھ گورنمنٹ
انگریزی کے شکر کے بارے میں شامل براعتراض کیا اور بعض نے خطوط بھی بھیجے اور
بعض نے سخت اور درشت لفظ بھی لکھے کہ انگریزی عہداری کو دوسری عہداریوں پر کیوں
ترجیح دی۔ لیکن ظاہر ہے کہ جس سلطنت کو اپنی شائستگی اور حسن انتظام کے نئے ترجیح ہو
اُسکو کیونکر چھپا سکتے ہیں۔ خوبی باعتبار اپنی ذاتی کیفیت کی خوبی ہی ہے گو وہ کسی گورنمنٹ
میں پائی جائے الحکمۃ ضالۃ اہلومن الخ اور یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ اسلام کا ہرگز یہ
اصول نہیں ہو کہ مسلمانوں کی قوم جس سلطنت کے ماتحت رہ کر اُس کا احسان اٹھائے اُسکے
فل حمایت میں باسن آسائش رکھ اپنا رزق مقصوم کھائے اُسکے انعامات متواترہ کی پرورش
پائے پھر اسی پر عقرب کی طرح نیش چلائے اور اُسکے سلوک اور مروت کا ایک ذرہ شکر بھاد
لائے بلکہ ہمارے خداوند کریم نے اپنے رسول مقبول کے ذریعہ سے یہی تعلیم دی ہے کہ ہم
نیکی کا صلہ و نذر بہت زیادہ نیکی کے ساتھ کریں اور نعم کا شکر بجا لایں اور جب کبھی ہم کو موقع ملے
تو ایسی گورنمنٹ سے بلی صدق کمال ہمدردی سے پیش آویں اور بطیب خاطر معروف اور واجب طور پر

منہ جس طرح دنیا میں خوبصورت ہیں آخرت میں بھی نورانی و منور ہوں۔ فنبسٹل اللہ تعالیٰ
خیرہم فی الدنیا والآخرۃ۔ اللہم اھدھم و ایدھم براحم منک واجعل لھم حظاً
کثیراً فی دینک۔ الخ

پھر ایسے شخص پر یہ بہتان کہ اُسکے دل میں گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفت ہے اور اسکی کتاب
کی نسبت یہ گمان کہ وہ گورنمنٹ کے مخالف ہے پر لے سرے کی بے ایمانی اور شرارتِ شیطانی
نہیں تو کیا ہے۔ خیر خواہان سلطنت و پیروان مذہب اسلام ان یا وہ گو حاسدوں کی
ایسی باتیں ہرگز نہ سنیں اور اس کتاب یا مؤلف کی طرف سے سوء ظنی کو اپنے دلوں میں جگہ نہ دیں
گورنمنٹ سے تو ہم پہلے ہی مطمئن ہیں کہ وہ ان باتوں کو مؤلف کی نسبت ہرگز نہ سنے گی۔ بلکہ جو
ان باتوں کو گورنمنٹ تک پہنچائیگا اُسکو اُسی دروغگوئی پر سسر نہ نش کر دیگی۔

بقیہ حاشیہ اطاعت اُمّائدیں۔ سو اس عاجز نے جس قدر حصہ سوم کے پرچہ مشمولہ میں انگریزی گورنمنٹ کا
شکر ادا کیا ہے وہ صرف اپنے ذاتی خیال سے ادا نہیں کیا بلکہ قرآن شریف اور احادیث
نبوی کی اُن بزرگ تاکیدوں نے جو اس عاجز کے پیش نظر ہیں مجھ کو اس شکر ادا کرنے پر مجبور
کیا ہے۔ سو ہمارے بعض ناسمجھ بھائیوں کی یہ افراط ہے جس کو وہ اپنی کوتاہ اندیشی اور
بخل فطری سے اسلام کا جُز سمجھ بیٹھے ہیں۔

اے جفاکیش نہ عذر است طریق عشاق

ہر زہ بدنام کنی چند نکو نامے را

(برابریں احمدیہ)

مطبوعہ پنجاب پریس سیالکوٹ

رسالہ مبارکہ

ستارہ فیض

از تصنیف مفتی

حضرت غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جسے

مینجربک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان پبلشر

نے شائع کیا

ڈیرہ ہند پوسٹ امرتسر میں باہتمام بھائی بہادر سنگھ میجر و پرنٹر چھپ

دسمبر ۱۹۲۵ء

بحضور عالی شان قیصر ہند ملکہ معظمہ شہنشاہ ہندوستان و انگلستان ادام لقبالہا

سب سے پہلے یہ دعا ہے کہ خدائے قادر مطلق اس ہماری عالیجاہ قیصر ہند کی عمر میں بہت بہت برکت بخشے۔ اور اقبال اور بہاد و جلال میں ترقی دے۔ اور عزیزوں اور فرزندوں کی عافیت سے آنکھ بند نہ رکھے۔ اس کے بعد اس عہدینہ کے لکھنے والا جس کا نام میرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ جو پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں قادیان نام میں رہتا ہے۔ جولاہور سے تھیں نا بغاوت شتر میل مشرق اور شمال کے گوشہ میں واقع و گورداسپورہ کے ضلع میں ہے۔ یہ عرض کرتا ہے۔ کہ اگرچہ اس ملک کے عوام نام نہنے داول کو بوجہ ان ارامول کے جو حضور قیصر ہند کے عدل عام اور رعایا پروری اور دلی گسترگی حاصل ہو رہے ہیں۔ اور بوجہ ان تدابیر امن عامہ اور تباہ سازشیں جمیع طبقات رعایا کے جو کروڑ روپے کے خرچ اور بے انتہا فزائیسی سے ظہور میں آئی ہیں پنجاب ملکہ معظمہ دام اقبالہ سے بقدر اپنی فہم اور عقل اور شناخت احکام دہرہ بدرجہ محبت اور دلی اطاعت ہے۔ اور بجز بعض قلیل الوجود افراد کے جو میں گمان کرتا ہوں کہ درپردہ کچھ ایسی بھی ہیں۔ جو وحشیوں اور درندوں کی طرح بہہ کرتے ہیں لیکن اس عاجز کو بوجہ اس معرفت اور علم کے جو اس گورنمنٹ عالیہ کے حقائق کا نسبت مجھے حاصل ہے۔ جس میں اپنے رسالہ

تختہ قیصر یہ بنی خصل کچھ چکا ہوں وہ اعلیٰ درجہ کا انعام اور محبت اور جوش اطاعت
 حضور مکہ معظمہ اندام کے معزز افراد کی نسبت حاصل ہے۔ جو میں ایسے الفاظ نہیں
 پاتا۔ جن میں اس انعام کا اندازہ بیان کر سکوں ایسی سچی محبت اور اخلاص کی سطر یک
 جشن شصت سالہ جوبلی کی تقریب پر میں نے ایک سالہ حضرت قیصر ہند دام قبالہ
 نام سے تالیف کر کے اور اس کا نام تختہ قیصر یہ رکھ کر جناب سرحد کی خدمت میں
 بطور درویشانہ تحفہ کے ارسال کیا تھا۔ اور مجھے قوی یقین تھا کہ اس کے جواب مجھے
 عزت ہی جائیگا اور امید سے بڑھ کر میری سر فرازی کا موجب ہو گا۔ اور اس امید
 اور یقین کا موجب حضور قیصر ہند کے وہ اخلاق فاضلہ تھے۔ جن کی تمام ماکاشفہ
 میں موعوم ہے۔ اور جناب مکہ معظمہ وسیع ماک کی طرح وسعت اور کشادگی میں
 ایسے نمیشل ہیں۔ جو ان کی نظیر دوسری جگہ تلاش کرنا خیال محال ہے۔ مگر مجھے نہایت
 تعجب ہے۔ کہ اب تک تحفہ تابانہ سے بھی میں ممنون نہیں کیا گیا اور میرا کاشن ہرگز اس
 بات کو قبول نہیں کرتا۔ کہ وہ یہ عاجزانہ یعنی رسالہ تحفہ قیصر یہ حضور مکہ معظمہ میں پیش
 ہوا۔ اور پھر میں اس کے جواب سے ممنون نہ کیا جاؤں۔ یقیناً کوئی اور باعث ہے
 جس میں جناب مکہ معظمہ سرحد ہند دام قبالہ کے ارادہ اور مرضی اور علم کو کچھ دخل نہیں
 لہذا اس خین ظن نے جو میں حضور مکہ معظمہ دام قبالہ کی خدمت میں رکھتا ہوں۔ دوبارہ
 مجھے مجبور کیا کہ میں اس تحفہ یعنی رسالہ تحفہ قیصر یہ کی طرف جناب سرحد کو توجہ دلاؤں
 اور شاہانہ مستحوری کے چند الفاظ سے خوشی حاصل کروں۔ اسی غرض سے یہ
 نوبہ قیصر روانہ کرتا ہوں۔ اور میں حضور عالی حضرت جناب قیصر ہند دام قبالہ
 کی خدمت میں یہ چند الفاظ بیان کرنے کے لئے جرات کرتا ہوں کہ میں پنجاب کے ایک معزز
 فاضل مغلیہ میں سے ہوں اور سکھوں کے زمانہ سے پہلے میرے بزرگ ایک
 خود مختار ریاست کے دالی تھے۔ اور میرے پردادا صاحب مرزا گل محمد اسعد دانا

مذہب اور عالی ہمت اور نیک مزاج اور ملکداری کی خوبیوں کو موصوفتے۔ کہ جب
 دہلی کے چغتائی بادشاہوں کی سلطنت باعث نایافتی اور عیاشی اور سستی اور کم ہمتی
 کمزور ہو گئے۔ تو بعض دزدان اس کو شش میں لگے تھے کہ مرزا صاحب مسون کو جو تمام
 بیدار مغزی اور رعایا پروری کے اپنے اندر رکھتے تھے اور خاندان شاہی میں کھتے
 دہلی کے تخت پر بٹھایا جائے لیکن چونکہ چغتائی سلاطین کی قسمت اور عمر کا پیالہ لبریز
 ہو چکا تھا۔ اس لئے یہ تجویز عام منظوری میں نہ آئی۔ اور ہم پر سکوتوں کے عہد میں بہت سی
 سختیاں ہوئیں اور ہمارے بزرگ تمام دیہات ریاست سے بے دخل کر دیئے گئے اور
 ایک سلطنت بھی امن کی نہیں گذرتی تھی۔ اور انگریزی سلطنت کے قدم مبارک آگئے
 آنے سے پہلے ہی ہماری تمام ریاست خالی میں مل چکی تھی اور صرف پنج گاہوں کی رہی
 اور میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ مرحوم جنہوں نے سکھوں کے عہد میں
 بڑے بڑے خدمات دیکھے تھے۔ انگریزی سلطنت کے آنے کے ایسے قتلہ تھے
 جیسے کہ کوئی سخت سیاسیاتی کا منظر ہوتا ہے۔ اور بھرجب گورنمنٹ انگریزی کا اس
 ملک پر دخل ہو گیا۔ تو وہ اس نعمت یعنی انگریزی حکومت کی قائمی سے ایسے خوش ہوئے
 کہ گویا ان کو ایک جواہرات کا خزانہ مل گیا۔ اور وہ سرکار انگریزی کے جسے غیر خواہاں
 بنائے تھے۔ اسی وجہ سے انہوں نے ایام قدر کے لئے ہمیں پچاس کھوتے مع سواران ہیم
 پہنچا کر سرکار انگریزی کو بطور مدد دیئے تھے۔ اور وہ بعد اس کے سبب ہمیشہ اس بات
 کے لئے مستعد رہے۔ کہ اگر پھر بھی کسی وقت ان کی مدد کی ضرورت ہو تو بدل و جان اس
 گورنمنٹ کو مدد دیں۔ اور اگر سیکھوں کے غدار کا کچھ اور بھی طول ہوتا تو وہ سوارانک اور
 بھی مدد دینے کو تیار تھے۔ غرض اس طرح ان کا زندگی گذری۔ اور پھر ان کے انتقال کے
 بعد یہ عاجز دنیا کے مشغولوں سے بکلی علیحدہ ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا۔ اور پھر
 سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی۔ وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب

کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلادِ اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی حقن ہے۔ لہذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اس گورنمنٹ کی یہی اطاعت کرے۔ اور دل سے اس دولت کا شکریہ گزارا اور دعا گو رہے۔ اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں میں اُردو فارسی عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں بھیجا دیں۔ یہاں تک کہ اسلام کے دو بڑے شہر دہلی اور مدینہ میں بھی شائع کر دیں۔ اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بادشاہ اور مصر اور کابل و افغانستان کے متفرق شہروں میں جہانگیر گن ہٹا اشاعت کر دی گئی جس کا نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے غلط خیالات چھوڑ دیے۔ جو تاہم طاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت تھی جسے ظہور میں آئی کہ مجھے اس بات پر تعجب ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اسکی تحریک کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا۔ اہم اسلحہ خدایت کر کے جو بائیس سال تک نارٹا ہوں میں گورنمنٹ پر کچھ احسان نہیں کرنا کہ کچھ مجھے اس بات کا اقرار ہے کہ اس بارگت گورنمنٹ کے آئے سے ہم نے اور ہمارے بزرگوں نے ایک کلمے کے ملتے جلتے تصور سے نجات پائی ہے۔ اس بات میں حق اپنے تمام عزیزوں کے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہوں کہ یا آپسی اس مبارک قیصر ہندو ام ملک کا دیر گاہ تک ہماری سرود پر سلامت رکھ۔ اور اس کے ہر ایک قدم کے ساتھ اپنی مدد کا سایہ شامل حال فرما۔ اور اس کے اقبال کے دن بہت لمبے کرے۔

میں نے تحفہ قیصریہ میں جو حضور قیصر ہند کی خدمت میں بھیجا تھا۔ یہی حالات اور خدمات اور دعوات گزارش کئے تھے۔ اور میں اپنی جناب ملکِ معظمہ کے اخلاق و سیر پر نظر رکھ کر ہر روز جواب کا امیدوار ہوتا۔ اور اب بھی ہوں۔ یہ خیال میں یہ غیر ممکن ہے کہ جیسے جیسے دعا گو کا وہ عاجز و ناتوان جو ہر محال اخلاص و خن دل سے نکھانے والا ہے وہ حضور ملکِ معظمہ قیصر ہند و ام قیالہا کی خدمت میں پیش ہوتا۔ تو اس کا جواب نہ آتا بلکہ

مزدور آتا ضرور آتا۔ اس لئے مجھے بوجہ اس یقین کے کہ جناب قیصرہ ہند کے پرہیزگار
 اخلاق پر کمال ووق سے حاصل ہے اس یاد دہانی کے عریضہ کو لکھنا پڑا اور اس عریضہ
 کو نہ صرف میرے ہاتھوں نے لکھا بلکہ مسٹر گولڈ نے یقین کا بھرا ہوا ذور ڈال کر
 اکتوں کو اس پر ادا و تخطا کے لکھنے کے لئے چلا دیا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ غیر اور غلط
 اور خوشی کے وقت میں خدا تعالیٰ اس خط کو حضور قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں
 پہنچا دے۔ اور پھر جناب مہودہ کے دل میں ابہام کسے کہ وہ اس سچی محبت اور سچے
 اخلاص کو جو حضرت مہودہ کی نسبت سے دل میں ہے اپنی پاک فراسخت سے شناخت
 کریں۔ اور رعیت ہمدردی کے رد۔ سے مجھے پرہیزگار جواب سے مستون فرما دیں اور
 اپنی عالی شان جناب ملکہ مغلیہ قیصرہ ہند کی عالی خدمت میں اس خوشخبری کو پہنچانے کیلئے
 بھی اسور ہوں کہ جیسا کہ زمین پر اور زمین کے اسباب سے خدا تعالیٰ نے اپنی کمال
 رحمت اور کمال مصلحت سے ہماری قیصرہ ہند دام اقبالہا کی سلطنت کو اس ملک اور
 دیگر ملک میں قائم کیا ہے۔ تاکہ زمین کو عدل اور امن سے بھرے۔ ایسا ہی اس نے آسمان
 سے ارادہ فرمایا ہے کہ اس شہنشاہ مبارک قیصرہ ہند کے دلی مقاصد کو پورا کرنے کے لئے
 جو عدل اور امن اور آسودگی عامہ خلافت اور دروغ فساد اور تہذیب اخلاق اور خوشنیاہدانوں کی
 دُور کرنا ہے۔ اس کے عہد مبارک میں اپنی طرف سے اور غریب سے اور آسان سب کو کوئی ایسا مدد ملی
 انتظام قائم کرے۔ جو حضور ملکہ مغلیہ کے دلی اغراض کو مدد دے۔ اور جس امن اور عافیت
 اور صلح کا وہی کے باعث کو آپ لکھا تا جاسکتی ہیں۔ سوائے آبپاشی سے اس میں مدد فرمائی ہے
 سو اس نے اپنے قدیم وعدہ کے موافق جو وسیع موعود کے آنے کی نسبت خدا آسان
 مجھے بھیجا ہے تا میں اس مرد خدا کے رنگ میں ہو کر جو بیت لحم میں پیدا ہوا اور اوروں میں
 پرورش پائی۔ حضور ملکہ مغلیہ کے نیک اور بابرکت مقاصد کی اعانت میں مشغول ہوں
 اس نے مجھے قیامتہا برکتوں کے ساتھ چھوڑا اور پاس بچایا اور ملکہ مغلیہ کے پاک

انراض کو خود آسمان سے مدد دے

اے قیصر مبارک خدا تجھے سلامت رکھے۔ اور تیری عمار اور اقبال اور کامرانی سے ہمارے دلوں کو خوشی پہنچائے۔ اس وقت تیرے عہد سلطنت میں جو نیک نیتی کے نور سے بھرا ہوا ہے۔ مسیح موعود کا آنا خدا کی طرف سے یہ گواہی ہے کہ تمام سلاطین میں سے تیرا وجود امن پسندی اور امن انتظام اور ہمدردی رہا اور عدل اور داد گستری میں بڑھ کر ہے۔ انسان اور نیسانی دینوں میں اس بات کو مانستے ہیں۔ کہ مسیح موعود آنے والا ہے۔ مگر اسی زمانہ اور عہد میں جبکہ بھیڑ بھاڑ اور بڑی ایک ہی گھاٹ میں پانی پیٹنے اور سانپوں سے بچنے نہیں گئے۔ سوائے ملکہ مبارک معظمہ قیصرہ ہندوہ تیرا ہی عہد اور تیرا ہی زمانہ ہے جس کی انھیں پوری دیکھ اور جو تعجب کے خالی ہو۔ وہ سمجھ لے اے ملکہ معظمہ یہ تیرا ہی عہد سلطنت ہے۔ جس نے درندوں اور غریب چرندوں کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ راست باز جو بچوں کی طرح میں وہ شریر سانپوں کیسا تو کھلتے ہیں اور تیرے پر امن سایہ کے نیچے کچھ بھی ان کو خوف نہیں۔ اب تیرے عہد سلطنت کے زیادہ پر امن اور کونسا عہد سلطنت ہوگا جس میں مسیح موعود آئے گا۔ اے ملکہ معظمہ تیرے وہ پاک ارادے ہیں۔ جو آسمانی مدد کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں۔ اور تیری نیک نیتی کی کشش ہے جس سے آسمان زمین کے ساتھ زمین کی طرف جھکتا جاتا ہے اس لئے تیرے عہد سلطنت کے سوا اور کوئی بھی عہد سلطنت ایسا نہیں ہے۔ جو مسیح موعود کے ظہور کے لئے سوز و گم سو خدانے تیرے نورانی عہد میں آسمان سے ایک نور نازل کیا۔ کیونکہ نور نور کو اپنی طرف کھینچتا اور تاریکی تاریکی کو کھینچتی ہے اے مبارک اور اقبال ملکہ زمانہ جن کتابوں میں مسیح موعود کا آنا لکھا ہے۔ ان کتابوں میں صریح تھے کہ پر امن عہد کی طرف اشارہ پائے جاتے ہیں مگر ضرور تھا کہ اسی طرح مسیح موعود دنیا میں آنا جیسا کہ ایلیا بنی یوحنا کے لباس میں آیا تھا یعنی یوحنا بنی اپنی خواہر طبیعت سے خدا کے نزدیک ایلیا بن گیا۔

سواں جگہ بھی ایسا ہی ہوا کہ ایک کوترے بابرکت زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام کی خواہر
 طبعیت دی گئی۔ اس لئے وہ مسیح کہلایا اور ضرور تھا کہ وہ آئندہ گھنڈا کے پاک دستوں
 کا فنا ممکن نہیں اسے ملکہ مظلہ اسے تمام رعایا کی فخریہ قدیم سے عادت اندہ ہے کہ جب
 شاہ وقت نیک نیت اور رعایا کی بھلائی چاہنے والا ہو تو وہ جب اپنی طاقت کے رافق امن
 عام اور فیک پھیلائے کے انتظام کر چکا ہے۔ اور رعیت کی امداد کی پاک تبدیلیوں کے لئے
 اس کا دل درد مند ہوتا ہے۔ تو آسمان پر اس کی مدد کے لئے رحمت آبی جوش مارتی جوڑ
 اس کی ہمت اور خوشائش کے مطابق کوئی رد مانی انسان زمین پر بھیجا جاتا ہے اور
 اس کا دل ریفارمر کے وجود کو اس عادل بادشاہ کی نیک نیتی اور ہمت اور ہمدردی عامہ
 خلائق پیدا کرتی ہے۔ یہ تب ہوتا ہے کہ جب ایک عادل بادشاہ کی نیت نیتی کی صورت
 میں پیدا ہو کر اپنی کمال ہمت اور ہمدردی بنی نوع کے رُو سے طبعاً ایک آسانی نیتی کو
 چاہتا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح السلام کے وقت میں ہو۔ اکیسویں اُس وقت کا قیصر روم
 ایک نیک نیت انسان تھا اور نہیں چاہتا تھا کہ زمین پر ظلم ہو اور اس کی بھلائی اور نجات
 کا طالب تھا۔ تب آسمان کے خدا نے وہ روشنی بخشے والا چاند ناصروہ کی زمین سے چڑھایا
 عیسیٰ عیسیٰ مسیح۔ تا جیسا کہ ناصروہ کے لفظ کے معنی عبرانی میں طراوت اور تازگی اور سرسبز
 ہے۔ یہی حالت انسانوں کے دلوں میں پیدا کرے سو اُکھاری پیاری قیصر ہند خاں تجھے
 درگاہ تک سلامت رکھو۔ تیری نیک نیتی اور رعایا کی سچی ہمدردی اس قیصر روم سے کم
 نہیں ہے۔ بلکہ ہم ندو سے کہتے ہیں۔ کہ اس سے بہت زیادہ ہے۔ کیونکہ تیری نظر کے نیچے
 جس قدر غریب رعایا ہے جس کی تو اسے مظلہ قیصرہ ہمدردی کرنا چاہتی ہے۔ اور جس طرح تو ہر
 ایک پہلو سے اپنی عاجز رعیت کی خیر خواہ ہے۔ اور جس طرح تو نے اپنی خیر خواہی اور
 رعیت پروردی کے نونے دکھلائے ہیں۔ یہ کمالات اور برکات گزشتہ قیصروں میں سے
 کسی میں بھی نہیں پائے جلتے۔ اس لئے تیرے ہاتھ کے کام ہر اس نیک اور فیاضی

زنجین میں۔ سب سے زیادہ اس بات کو چاہتے ہیں کہ جس طرح تو اسے ملکہ مسلطہ اپنی تمام
 رعیت کی نجات اور بھلائی اور آرام کے لئے درود مسد ہے اور رعیت پروری کی تہذیب
 میں مشغول ہے۔ اسی طرح خدا بھی آسمان سے تیرا ہاتھ بنا دے۔ سو یہ مسیح موعود جو دنیا
 میں آیا۔ تیرے ہی وجود کی برکت اور دلی نیک نیتی اور سچی ہمدردی کا ایک نتیجہ ہے
 خدا نے تیرے حمد و سلاطنت میں دنیا کے درو مندوں کو یاد کیا اور آسمان سے اپنے مسیح کو بھیجا
 اور وہ تیرے ہی ملک میں اور تیری ہی حدود میں پیدا ہوا۔ دنیا کے لئے ایک گواہی ہو
 کہ تیری زمین کے سلسلہ عدل نے آسمان کے سلسلہ عدل کو اپنی طرف کھینچا اور تیرے رحم
 کے سلسلہ نے آسمان پر ایک رحم کا سلسلہ بپا کیا اور چونکہ اس مسیح کا پیدا ہونا ہی اس
 کی تفریق کے لئے دنیا پر ایک آخری حکم ہے جس کے دوسرے مسیح موعود حکم کھلتا تھا اس
 ناصرہ کی طرح جس میں تازگی اور سرسبزی کے زمانہ کی طرف اشارہ تھا اس مسیح کے گاؤں
 کا نام اسلام پور تھا یعنی ما بھی رکھا گیا۔ تا قاضی کے لفظ سے خدا کے اس آخری حکم کی
 طرف اشارہ ہو جس سے برکریوں کو کوئی فضل کی بشارت ملتی ہے۔ اور تاج موعود
 کا نام جو حکم ہے اس کی طرف بھی ایک لطیف ایما ہو۔ اور اسلام پور قاضی ما بھی اس
 وقت اس گاؤں کا نام رکھا گیا تھا۔ جبکہ بابر بادشاہ کے عہد میں اس ملک ناچھ کا
 ایک بڑا علاقہ حکومت کے طور پر میرے بزرگوں کو ملا تھا اور پھر رفتہ رفتہ یہ حکومت خود
 مختار ریاست بن گئی۔ اور پھر کثرت استعمال سے قاضی کا لفظ قادی سے بدل گیا اور پھر
 بھی تغیر پا کر قادیان ہو گیا۔ غرض ناصرہ اور اسلام پور قاضی کا لفظ ایک نئے
 پر معنی نام ہیں۔ جو ایک ان میں سے روحانی سرسبزی پر دلالت کرتے ہیں اور وہ
 روحانی فیصلہ پر جو مسیح موعود کا کام ہے اور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند خدا نچھے اقبال اور
 خوشی کے ساتھ عمر میں برکت دے۔ تیرا عہد حکومت کیا ہی مبارک ہے کہ آسمان سے
 خدا کا ہاتھ تیرے مقاصد کی تائید کر رہا ہے۔ تیری ہمدردی رعایا اور نیک نیتی کی بنا پر

کو فرشتے صاف کہے ہیں۔ تیرے عدل کے لطیف تمہارات بادلوں کی طرح اٹھ رہے ہیں
 تاہم ملک کو رشک پیار بنا دیں۔ شریعہ وہ انسان جو تیرے عہد سلطنت کا قدر
 نہیں کرتا۔ اور بد ذات ہو۔ وہ نفس جو تیرے عاصفوں کا شکر گزار نہیں۔ چونکہ یہ مسئلہ
 تحقیق شدہ ہے۔ کہ دل کو دل سے راہ ہوتا ہے۔ اس لئے مجھے ضرور نہیں کہ میں اپنی
 زبان کی لغائی سے اس بات کو ظاہر کروں کہ میں آپ کے دلی محبت رکھتا ہوں۔ اور میرے
 دل میں خاص طور پر آپ کی محبت اور عظمت ہے۔ ہماری دن رات کی فمائیں آپ کے لئے
 آب رواں کی طرح جاری ہیں۔ اور ہم نہ سیاست قہری کے نیچے ہو کہ آپ کے مطیع ہیں
 بلکہ آپ کی انواع و اقسام کی خوبیوں نے ہمارے دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے اے
 بابرکت قیصرہ ہند تجھے یہ حیرت انگیز اور نیک تاجی مبارک ہو۔ خدا کی نگاہیں اس ملک
 پر ہیں۔ جس پر تیری نگاہیں ہیں۔ خدا کی رحمت کا ہاتھ اسے لایا ہے کہ جس پر تیرا ہاتھ ہے۔ تیری
 ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تاہر ہیز گاری اور نیکسا غلاتی او
 صلح کاری کی راہوں کو دوبارہ دنیا میں قائم کروں۔ اے عالی جناب قیصرہ ہند مجھے
 خدا تعالیٰ کی طرف سے علم دیا گیا ہے۔ کہ ایک عیب ملاؤں میں اور ایک عیب عیسیٰوں
 میں ایسا ہے۔ جس سے وہ سچی روحانی زندگی سے دور پڑے ہوئے ہیں اور وہ عیب انکو
 ایک بچہ نہیں دیتا۔ بلکہ ان میں باہمی پھوٹ ڈال رہا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مسلمانوں
 میں یہ دو مسئلے نہایت خطرناک اور سراسر غلط ہیں کہ وہ دیں کے لئے تلوار کے جہاد کو
 اپنے مذہب کا ایک مگن سمجھتے ہیں۔ اور اس جنون سے ایک بے گناہ کو قتل کر کے ایسا
 خیال کرتے ہیں کہ گویا انہوں نے ایک بڑے بڑے کام کیا ہے۔ اور گو اس ملک نے کش
 اندی میں یہ عقیدہ اکثر مسلمانوں کا بہت کچھ اصلاح پذیر ہو گیا ہے۔ اور ہزار ہا مسلمانوں
 کے دل میری بائیس تئیس سال کی کوششوں سے صاف ہو گئے ہیں لیکن میں میں
 کچھ شک نہیں۔ کہ بعض خیر ممالک میں یہ خیالات اب تک سرگرمی سے پکڑ جاتے

ہیں۔ گویا ان لوگوں نے اسلام کا سفر اور عطر لڑائی اور جبر کو ہی سمجھ لیا ہے لیکن یہ راہِ برگر صیح نہیں ہے۔ قرآن میں صاف حکم ہے کہ دین کے پھیلانے کے لئے تلوار سے متاھاؤ۔ اور دین کی ذاتی حربوں کو پیش کرو۔ اور نیکانوں سے اپنی طرف کھینچو۔ اور بہت خیال کرو کہ ابتدا میں اسلام میں تلوار کا حکم ہوا کیونکہ وہ تلوار دین کو پھیلانے کا وسیلہ تھی۔ بلکہ دشمنوں کے حلوں سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے اور یا امن قائم کرنے کے لئے کبھی گئی تھی۔ مگر دین کے لئے جبر کرنا کبھی مقصد نہ تھا افسوس کہ یہ عیب غلط کار مسلمانوں میں اب تک موجود ہے جس کی اصلاح کے لئے میں نے پچاس ہزار کلمے زیادہ اپنے رسالے اور مبسوط کتابیں اور اشتہارات اس ملک اور غیر ملکوں میں میں شائع کئے ہیں اور اسید رکھتا ہوں۔ کہ جلد تر ایک زمانہ آئے گا کہ اس عیب سے مسلمانوں کا دامن پاک ہو جائے گا۔

دوسرا عیب ہماری قوم مسلمانوں میں یہ بھی ہے کہ وہ ایک ایسے غونی مسیح اور غونی مہدی کے منتظر ہیں۔ جو ان کے زعم میں دنیا کو خون سے بھر دیگا۔ ممالک کو خیر خیال سراسر غلط ہے۔ ہماری معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کوئی ذاتی نہیں لگا اور نہ تلوار اٹھائے گا۔ بلکہ وہ تمام باتوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خواہ مخواہ ہوں گے اور ان کے رنگ سے ایسا رنگین ہو گا۔ کہ گویا ہو ہو رہی ہو گا۔ یہ دو غلطیاں حال کے مسلمانوں میں ہیں۔ جن کی وجہ سے اکثر ان کے دوسری قوموں سے بعض دکھتی ہیں۔ مگر سچو نہانے اس لئے سمجھ لیا ہے۔ کہ ان غلطیوں کو دور کر دوں۔ اور قاضی یا حکم کا لفظ جو مجھے ملتا کیا گیا ہے۔ وہ اسی فیصلہ کے لئے ہے۔

اور ان کے مقابل پہ ایک غلطی عیسائیوں میں بھی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ وہ مسیح جیسے مقدس اور بزرگوار کی نسبت جس کو بائبل شریف میں نور کہا گیا ہے نوذ بابہ لغت کا لفظ اطلاق کرتے ہیں۔ اور وہ نہیں جانتے کہ لغت ایک لفظ عربی اور عربی میں سرکار

جس کے یہ معنی ہیں کہ ملعون انسان کا دل خدا سے ٹہلی برگشتہ اور دور اور مجبور ہو کر عیاں گندہ اور ناپاک ہو جائے جس طرح جذا م سے جسم گندہ اور خراب ہو جاتا ہے اور عرب اور عبرانی کے اہل زبان اس بات پر متفق ہیں کہ ملعون یا لعنتی صرف اسی حالت میں کسی کو کہا جاتا ہے۔ جب کہ اس کا دل درحقیقت خدا سے تمام تعلقات محبت اور معرفت اور اطاعت کے توڑے اور شیطان کا ایسا تابع ہو جائے کہ گویا شیطان کا فرزند ہو جائے اور خدا اس سے بیزار اور وہ خدا سے بیزار ہو جائے۔ اور خدا اس کا دشمن اور وہ خدا کا دشمن ہو جائے اسی لئے لعین شیطان کا نام ہے۔ پس وہی نام حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے جو بزرگنا اعدان کے پاک اور منور دل کو نفوذ باندہ شیطان کے تاریک دل سے شاہت دینا اور وہ جو بقل ان کے خدا سے نکلا ہے اور وہ جو سراسر نور ہے اور وہ جو آسمان ہے اور وہ جو علم کا دروازہ اور خدا شناسی کی راہ اور خدا کا وارث ہے اسے کی نسبت نفوذ باندہ خیال کرنا کہ وہ لعنتی ہو کر یعنی خدا سے مودود ہو کر اور خدا کا دشمن ہو کر اور دل سیاہ ہو کر اور خدا سے برگشتہ ہو کر اور معرفت الہی سے نا مینا ہو کر شیطان کا وارث بن گیا اور اس لقب کا معنی ہو گیا۔ جو شیطان کے لئے خاص ہے یعنی لعنت۔ یہ ایک ایسا عقیدہ ہے۔ کہ اس کے سُننے سے دل پاش پاش ہوتا ہے اور بدن پر لرزہ پڑتا ہے۔ کیا خدا کے مسخ کا دل خدا سے ایسا برگشتہ ہو گیا جیسے شیطان کا دل؟ کیا خدا کے پاک مسیح پر کوئی ایسا زمانہ آیا جس میں وہ خدا سے بیزار اور درحقیقت خدا کا دشمن ہو گیا۔ یہ بڑی غلطی اور بڑی بے ادبی ہے دیکھو جو آسمان سے نکلے ہوئے جو غرضِ ملائکہ کے مباد کا حقیقہ مخلوق کو ہیں ایک اندیشی جو اور عیاں ہو یہ عقیدہ خود خدا کے حق میں بے اندیشی ہے مگر یہ ممکن ہے کہ توڑے ہوئے ہی اندھیل ہو جائے۔ تو یہ بھی ممکن ہے کہ نفوذ باندہ کسی وقت مسخ کے دل نے لعنت کی نہ ہرناک کیفیت اپنے اندر حاصل کی تھی۔ اگر انسانوں کی نجات اسے بنا دینی پر موقوف ہے۔ تو بہتر ہے کہ کسی کی بھی نجات نہ ہو۔ کیونکہ تمام گنہگاروں کا مرتابہ نسبت اس بات کے چھٹا

ہے کہ کس جیسے فوراً اور فوری کو گمراہی کی تاریکی اور لعنت اور خدا کی عداوت کے گڑھے میں ڈوبنے والا قرار دیا جائے۔ سو میں یہ کوشش کر رہا ہوں کہ مسلمانوں کا وہ عقیدہ اور عیسائیوں کا یہ عقیدہ اصلاح پذیر ہو جائے اور میں شکر کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے ان دونوں اردوں میں کامیاب کیا ہے۔ چونکہ میرے ساتھ آسمانی نشان اور خدا کے سموات تھے۔ اس لئے مسلمانوں کے قائل کرنے کے لئے مجھے بہت تحلیف و تلافی نہیں پڑی۔ اور ہزار مسلمان خدا کے عجیب اور فوق العادۂ نشانوں کو دیکھ کر کیسے تابع ہو گئے۔ اور وہ خطرناک عقائد انھوں نے چھوڑ دیئے۔ جو وحشیانہ طور پر ان کے دلوں میں تھے۔ اور اگر وہ ایک سچا خیر خواہ اس گورنمنٹ کا بن گیا سچو نرٹش انڈیا میں سب سے اول درجہ پر جس اطاعت دل میں رکھتے ہیں۔ جس سے مجھے بہت خوشی ہے۔ دو عیسائیوں کا یہ عجیب دور کرنے کے لئے خدائے میری وہ مدد کی جو جو میرے پاس الفاظ نہیں۔ کہ میں شکر کر سکوں۔ اور وہ یہ ہے کہ بہت سے قطعی دلائل اور نہایت پختہ وجوہ سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ خدا نے اس پاک بنی کو صلیب پر بچا لیا۔ اور آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے نہ مر کر بلکہ زندہ ہی قبر میں غشی کی حالت میں داخل کئے گئے۔ اور پھر زندہ ہی قبر سے نکلے جیسا کہ آپ انجیل میں خود فرمایا تھا کہ میری حالت یونس نبی کی حالت سے مشابہہ ہونی باپ کی انجیل میں الفاظ یہ ہیں کہ یونس نبی کا سمجھوہ میں دکھلاؤں گا۔ سو آپ نے یہ سچوہ دکھلایا کہ زندہ ہی قبر میں داخل ہوئے۔ اور زندہ ہی نکلے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو انجیلوں سے نہیں معلوم ہوتی ہیں لیکن اس کے علاوہ ایک بڑی خوشخبری جو ہم ملی ہو وہ یہ ہے کہ اہل قاطعہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سری جو کشمیر میں موجود ہے اور یہ امر ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ آپ یہودیوں کے ملک سے بھاگ کر نصیبین کی راہ سے افغانستان میں آئے۔ اور ایک مدت تک وہ مغان میں رہے۔ اور پھر کشمیر

میں آئے ماورائیک سو میں اس کی عمر باک سری محرمیں آپ کا انتقال ہوا۔ اور سرنگر ملک
خان یار میں آپ کا مزار ہے چنانچہ اس بارے میں میں نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا
نام ہے مسیح ہندوستان میں۔ یہ ایک بڑی نفع ہے۔ جو مجھے حاصل ہوئی ہے
اور میں جانتا ہوں کہ جلد تریکچہ دیر سے اس کا یہ نتیجہ ہو گا۔ کہ یہ دو بزرگ قریب عیسائیوں
اور مسلمانوں کی جو مدت کے بچھڑی ہوئی ہیں۔ باہم ہمشیر و شکر ہو جائیں گی۔ اور بہت سے
نزاعوں کو خیر باد کہہ کر محبت اور دوستی سے ایک دوسرے سے اہلقت ملائیں گی
چونکہ آسمان پر یہی ارادہ قرار پایا ہے۔ اس لئے ہماری گورنمنٹ انگریزی کو بھی قوموں کے
اتفاق کی طرف بہت توجہ ہو گئی ہے۔ بیسیاکہ قاذن سڈیشن کے بعض دفعات کے
ظاہر ہے اصل عہدید ہے۔ کہ جو کچھ آسمان پر خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک عیاری
ہوتی ہے۔ زمین پر بھی ویسے ہی خیالات گورنمنٹ کر دل میں پیدا ہو جاتے ہیں وغیرہ
ہماری ملکہ سطر کی نیک نیتی کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے آسمان سے یا سب پیدا
کردئے ہیں۔ کہ دونوں قوموں عیسائیوں اور مسلمانوں میں وہ اتحاد پیدا ہو جائے
کہ پھر ان کو دو قوم نہ کہا جائے ۛ

اب اس کے بعد مسیح علیہ السلام کی نسبت کوئی عقل مند یہ عقیدہ مہسر کر نہیں
سکے گا کہ مفود باشد کسی وقت ان کا دل لعنت تک زہر ناک کیفیت سے زنجین ہو گیا
تھا۔ کیونکہ لعنت مصلوب مچنے کا نتیجہ تھا پس جبکہ مصلوب ہونا ثابت نہ ہوا۔ بلکہ یہ
ثابت ہوا کہ آپ کی ان دعاؤں کی برکت سے جو ساری مانتبغ میں کی گئی تھیں۔ اور
فرشتے کی اُس فشار کیوناق جو پلاطوس کی بیوی کے خواب میں حضرت مسیح کے بچاؤ کی
سفارش کے لئے ظاہر ہوا تھا۔ اور خود حضرت مسیح علیہ السلام کی اس مثال کیوناق جو اپنے
یونس نبی کا تین دن مچھل کے پریش رہنا اپنے انجام کار کا ایک نمونہ ٹھہرایا تھا
آپ کو خدا تعالیٰ نے صلیب اور اس کے پھل سے جو لعنت جو نجات بخشی اود آپ کی

ۛ یہ بات کسی طرح قبول کے لائق نہیں۔ اور اس امر کو کسی دانشور کا کاشش قبول نہیں کر سکا کہ خدا تعالیٰ کا تو یہ مادہ
مہسر ہو کہ کسی کو جاسی نے اس کا دشمن خواہ کچھ ہی مسیح کے چھوڑنے کے لئے تڑپتا پھر کہ کسی پلاطوس کے دل میں
بہرہ کو اجمعت ڈالے اور اس کے سنے سے یہ کہلا دو کہ اس ہور کا کوئی گناہ نہیں دیکھتا۔ اور کسی پلاطوس کی بون کے پاس

یہ دردناک آواز کہ ایلی ایلی بستی تانی۔ جناب الہی میں سنی گئی یہ وہ کھلا کھلا ثبوت ہے جس سے ہر ایک حق کے طالب کا دل بے اختیار خوشی کے ساتھ اچھل پڑے گا سو بلاشبہ ہماری ملکہ معظمہ قیصر ہند کی برکات کا ایک پھل ہے جس نے حضرت مسیح علیہ السلام کے دامن کو ٹھینا انیس سو برس کی بیجا ہمت سے پاک کیا ۔ اب میں مناسب نہیں دیکھتا کہ اس عریفہ نیاز کو طول دوں۔ گو میں جانتا ہوں کہ جس قدر میرے دل میں جوش تھا کریں اپنے اخلاص اور اطاعت اور شکر گزاری کو حضور قیصرہ ہند دام ملکہ میں عرض کروں۔ پورے طور پر میں اس جوش کو ادا نہیں کر سکا۔ ناچار دُعا پر ختم کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ جو زمین و آسمان کا مالک اور نیک کاموں کی نیک جزا دیتا ہے۔ وہ آسمان پر سے اس مجسمہ قیصرہ ہند دام ملکہ کو ہماری طرف سے نیک جزا دے اور وہ فضل اس کے شامل حال کرے جو نہ صرف دنیا کی مملکت ہو۔ بلکہ سچی اور دائمی خوشحالی جو آخرت کو ہوئی وہ بھی عطا فرمائے۔ اس کو خوش رکھے۔ اور ابدی خوشی پانے کے اس کے لئے سامان مہیا کرے اور اپنے فرشتوں کو حکم کرے۔ کہ تا اس مبارک قدم ملکہ معظمہ کو کہ اس قدر مخلوقات پر نظر رحم رکھنے والی ہے اپنے اس الہام سے منور کریں۔ جو سبکی کی چمک کی طرح ایک دم میں دل میں نازل ہوا اور تمام معن سینہ کو روغن کرتا۔ اور فوق اخیال تبدیل کر دیتا ہے۔ یا الہی ہماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کو ہمیشہ ہر ایک پہلو سے خوش رکھ۔ اور ایسا کر کہ جیری طرف سے ایک بالائی طاقت اس کو تیرے ہمیشہ کے نوزدوں کی طرف کھینچ کر لیجائے۔ اور دائمی اور ابدی سکون میں داخل کرے کہ تیرے آگے کوئی بات آہوئی نہیں۔ آمین۔ اور سب کہیں کہ

آمین

۲۰ اگست ۱۸۹۹ء

الملئق:- خاکسار مرزا غلام محمد از قادیان ضلع گوندابہ پنجاب

✽ برجز یہ ہے کہ اسے میرے خدا ہے میرے خدا تو نے کیوں مجھے چھوڑ دیا۔ منہ

بعض اعتراضوں کے جواب

حقیقۃ الوحی

اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ یہ پچیس برس کا الہام ہو جو براہین احمدیہ میں لکھا گیا۔ اور ان دنوں میں پورا ہو گا جس کے کان سننے کے ہیں وہ سننے۔
یہ تو ہم نے وہ دو تین پیشگوئیاں لکھی ہیں جن پر ہمارے مخالف مولوی اور انہیں گناہ چلا محمد اکرم خان بار بار اعتراض کرتے ہیں۔ اب ہم ان کے مقابل یہ دکھانا چاہتے تھے کہ خدا تعالیٰ کے آسمانی نشان ہماری شہادت کیلئے کس قدر ہیں لیکن افسوس کہ اگر وہ سب لکھے جائیں تو ہزار جزو کی کتاب میں بھی انکی نجائش نہیں ہو سکتی اس لئے ہم محض بطور نمونہ کے ایک سو چالیس نشان ان میں سے لکھتے ہیں۔ ان میں سے بعض وہ پہلے نبیوں کی پیشگوئیاں ہیں جو میرے حق میں پوری ہوئیں۔ اور بعض اس امت کے اکابر کی پیشگوئیاں ہیں اور بعض وہ نشان خدا تعالیٰ کے ہیں جو میرے ہاتھ پر ظہور میں آئے اور چونکہ میری پیشگوئیوں پر ان پیشگوئیوں کو تقدیم نہ مانی ہے اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ تحریری طور پر بھی انھیں کو مقدم دکھا جائے اور یہ تمام پیشگوئیاں ایک ہی سلسلہ میں نمبر وار لکھی جائیں گی۔ اور وہ یہ ہیں۔۔۔

(۱) پہلا نشان۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ مبعث لہذہ الامۃ علی راس کل ماۃ سنۃ من جدد لہا دینہا۔ رواہ ابوداؤد یعنی خدا ہر ایک صدی کے سر پر اس امت کے لئے ایک نئے نبوت فرمائے گا جو اس کیلئے دین کو تازہ کرے گا۔ اور اب اس صدی کا چوبیسواں سال جانا ہے اور ممکن نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ میں تخلف ہو۔ اگر کوئی کہے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو بارہ صدیوں کے مجددوں کے نام بتلاویں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث

مجدد خدا تعالیٰ نے مجھے صرف یہی خبر نہیں دی کہ نبیاب میں نزلے وغیرہ آیتیں گی بلکہ مجھے صرف پنجاب کے لئے مبعوث نہیں ہوا بلکہ جہاں تک دنیا کی آبادی ہے ان سب کی اصلاح کیلئے مامور ہوں ہیں میں سچ کہتا ہوں کہ یہ آفتیں اور یہ زلزلے صرف پنجاب کے مخصوص نہیں ہیں بلکہ تمام دنیا ان آفات سے صدمہ لے گی اور جیسا کہ امریکہ وغیرہ کے بہت حصے تباہ ہو چکے ہیں یہی گھڑی کسی دن یورپ کے لئے درپیش ہوگی پھر یہ جو ناک دن پنجاب اور ہندوستان اور ہر ایک حصہ ایشیا کے لئے مقدر ہے جو شخص زندہ رہے گا وہ دیکھ لے گا۔ ص ۱۱۶

علماء اُمت میں مسلم علی آئی ہے اب اگر میرے دعوے کے وقت اس حدیث کو وضع بھی قرار دیا جائے تو ان مولوی صاحبوں سے یہ بھی سچ ہے بعض اکابر محدثین نے اپنے اپنے زمانہ میں خود مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ بعض نے کسی دوسرے کے مجدد بنانے کی کوشش کی ہے۔ پس اگر یہ حدیث صحیح نہیں تو انہوں نے دیانت سے کام نہیں لیا اور ہمارے لئے یہ ضروری نہیں کہ تمام مجددین کے نام ہمیں یاد ہوں یہ علم محیط تو خاصہ خدا تعالیٰ کا ہے ہمیں عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں مگر اسی قدر جو خدا بتلاوے ماسوا اسکے یہ امت ایک بڑے حقہ دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور خدا کی مصلحت کبھی کسی ملک میں مجدد پیدا کرتی ہو اور کبھی کسی ملک میں۔ پس خدا کے کاموں کا کون پورا علم رکھ سکتا ہو اور کون اُس کے غیب پر احاطہ کر سکتا ہو۔ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ حضرت آدم سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر ایک قوم میں نبی کئے گئے گزرے ہیں۔ اگر تم یہ بتلا دو گے تو ہم مجدد بھی بتلا دیں گے۔ ظاہر ہے کہ عدم علم سے عدم شے لازم نہیں آتا۔ اور یہ بھی اہل سنت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ انتہی قریب طلب یہ امر ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے یا نہیں یہود و نصاریٰ دونوں قومیں اسیر اتفاق رکھتی ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہو اگرچہ جو تو پوچھ کر دیکھ لو۔ مری پڑ ہی جو دنزلے آ رہے ہیں۔ ہر ایک قسم کی خارق عادت تباہیاں شروع ہیں پھر کیا یہ آخری زمانہ نہیں؟ اور صلیما، اسلام نے بھی اس زمانہ کو آخری زمانہ قرار دیا ہو اور چودھویں صدی میں سے بھی تیسریں سال گذر گئے ہیں۔ پس یہ قوی دلیل اس بات پر ہو کہ یہی وقت مسیح موعود کے ظہور کا وقت ہے اہل حق ہی وہ ایک شخص ہوں جس سے دعویٰ ہے جو پچیسویں برس گذر گئے اور اب تک زندہ موجود ہوں اور میں ہی وہ ایک ہوں جسے عیسائیوں اور دوسری قوموں کو خدا کے نشانوں کے ساتھ لازم کیا ہے جب تک میرے اس دعوے کے مقابل پر انھیں صفا کے ساتھ کوئی دوسرا مدعی پیش نہ کیا جائے تب تک میرا یہ دعویٰ ثابت ہے کہ وہ مسیح موعود جو آخری زمانہ کا مجدد ہے وہ میں ہی ہوں۔ زمانہ میں خدا نے نویتیں رکھی ہیں۔

REGD. No. L-7774

GRAM : LADECISION

BY PERMISSION OF THE GOVERNMENT OF PAKISTAN
MINISTRY OF JUSTICE

VOL. XXVI

No. 8

The Supreme Court Monthly Review

COMPRISING OF SUPREME COURT CASES

Editors :

KHAWAJA MUHAMMAD ASAF, B.A., LL.B.

MR. MUHAMMAD ZUBAIR SAIED, B.A., LL.B.

— AUGUST, 1993 —

Citation : 1993 S C M R 1687

[pp. 1557—1792]

SUPREME COURT MONTHLY REVIEW

35-NABHA ROAD, LAHORE

(Phones : 213497/214883)



Printed and Published by Malik Muhammad Saeed at the Pakistan
Educational Press, Lahore.

Monthly for regular subscribers Rs. 40/-
For non-subscribers Rs. 50/-

Annual Subscription : Rs. 400/-
(Postage/carriage extra)

1993]

Zaheeruddin v. State
(Abdul Qadeer Chaudhry, J)

1777

praise him. Therefore, if anything is said against the Prophet, it will injure the feelings of a Muslim and may even incite him to the breach of peace, depending on the intensity of the attack. The learned Judge in the High Court has quoted extensively from the Ahmadi literature to show how Mirza Ghulam Ahmad belittled also the other Prophets, particularly, Jesus Christ, whose place he wanted to occupy. We may not, however, repeat that material but two examples may suffice. Mirza Ghulam Ahmad wrote:

"The miracles that the other Prophets possessed individually were all granted to Muhammad (p.b.u.h.). They all were then given to me as I am his shadow. It is for this reason that my names are Adam, Abraham, Moses, Noah, David, Joseph, Solomon, John and Jesus Christ..." (Malfoozat, Vol. 3, page 270, printed Rabwah).

About Jesus Christ he stated:

"The ancestors of Jesus Christ were pious and innocent? His three paternal grandmothers and maternal grandmothers were prostitutes and whores and that is the blood he represents."

(Appendix Anjaame Atham, Note 7).

Qur'an on the other hand, praises Jesus Christ, his mother and his family. (See 3: 33-37, 3:45-47, 19: 16-32). Can any Muslim utter anything against Qur'an and can anyone who does so claim to be a Muslim? How can then Mirza Ghulam Ahmed or his followers claim to be Muslims? It may also be noted here that, for his above writings, Mirza Sahib could have been convicted and punished, by and English Court, for the offence of blasphemy, under the Blasphemy Act, 1679, with a term of imprisonment.

84. Again, as far the Holy Prophet Muhammad (p.b.u.h.) is concerned:

"every Muslim who is firm in his faith, must love him more than his children, family, parents and much more than any one else in the world."

(See Al-Bukhari, Kitabul Eeman, Bab Hubbul Rasool Min-al-Eeman).

Can then anyone blame a Muslim if he loses control of himself on hearing, reading or seeing such blasphemous material as has been produced by Mirza Sahib?

85. It is in this background that one should visualise the public conduct of Ahmadis, at the centenary celebrations and imagine the reaction that it might have attracted from the Muslims. So, if an Ahmadi is allowed by the administration or the law to display or chant in public, the Shaair-e-Islam, it is like creating a Rushdi' out of him. Can the administration in that case guarantee his life, liberty and property and if so at what cost? Again, if this permission is given to a procession or assembly on the streets or a public place, it is like permitting civil war. It is not a mere guesswork. It has happened, in

fact many a time, in the past, and had been checked at cost of colossal loss of life and property (For details, Munir's report may be seen). The reason is that when an Ahmadi or Ahmadis display in public on a placard, a badge or a poster or write on walls or ceremonial gates or bunting, the 'Kalima', or chant other 'Shaa're Islam' it would amount to publicly defiling the name of Holy Prophet (p.b.u.h.) and also other Prophets, and exalting the name of Mirza Sahib, thus infuriating and instigating the Muslims so that there may be a serious cause for disturbance of the public peace, order and tranquillity and it may result in loss of life and property. The preventive actions, in such situations are imperative in order to maintain law and order and save loss or damage to life and property particularly of Ahmadis. In that situation, the decisions of the concerned local authorities cannot be overruled by this Court, in this jurisdiction. They are the best judges unless contrary is proved in law or fact.

86. The action which gave rise to the present proceedings arose out of the order of the District Magistrate, passed under section 144, Cr.P.C. The Ahmadi community who are the predominant residents of Rabwah were informed of the order of the District Magistrate through their office-bearers, by the Resident Magistrate and directed to remove ceremonial gates, banners and illuminations and further ensure that no further writing will be done on the walls. The appellants could not show that the above practices are essential and integral part of their religion. Even the holding of centenary celebrations on the roads and streets was not shown to be the essential and integral part of their religion.

87. The question whether such a requirement is a part of freedom of religion and if they are subject to public safety, law and order etc. has already been discussed in detail, in the light of the judgments from countries like Australia, and the United States, where the fundamental rights are given top priority. We have also quoted judgments even from India. Nowhere the practices which are neither essential nor integral part of the religion are given priority over the public safety and the law and order. Rather, even the essential religious practices have been sacrificed at the altar of public safety and tranquillity.

88. It is stated by the appellants that they wanted to celebrate the 100 years Ahmadi movement in a harmless and innocent manner, inter alia; by offering special thanks-giving prayers, distribution of sweets amongst children, and serving of food to the poor. We do not find any order stopping these activities, in private. The Ahmadis like other minorities are free to profess their religion in this country and no one can take away that right of theirs, either by legislation or by executive orders. They must, however, honour the Constitution and the law and should neither desecrate or defile the pious personage of any other religion including Islam, nor should they use their exclusive epithets, descriptions and titles and also avoid using the exclusive

1993]

Zabeeruddin v. State
(Saleem Akhtar, J)

1779

names like mosque and practice like 'Azan', so that the feelings of the Muslim community are not injured and the people are not misled or deceived as regards the faith.

89. We also do not think that the Ahmadis will face any difficulty in coining new names, epithets, titles and descriptions for their personages, places and practices. After all Hindus, Christians, Sikhs and other communities have their own epithets etc., and are celebrating their festivals peacefully and without any law and order problem and trouble. However, the executive, being always under a duty to preserve law and order and safeguard the life, liberty, property and honour of the citizens, shall intervene if there is a threat to any of the above values.

90. It may be mentioned here that the learned single Judge has passed a detailed and well-reasoned order and has sagaciously and candidly taken into consideration judgments from such foreign jurisdictions which would infuse confidence in this hypersensitive, non-Muslim minority, i.e. Ahmadis. Therefore, we instead of further burdening the record, would adopt his reasoning also. The Ordinance is thus held to be not ultra vires of the Constitution. The result is that we find that neither is Article 20 of the Constitution attracted to the facts of the case nor is there any merit in this appeal. The appeal is dismissed.

91. As a result of the above discussion, the connected appeals are also dismissed.

(Sd.) Abdul Qadeer, Ch. J

(Sd.) Muhammad Afzal Lone, J

(Sd.) Wali Muhammad Khan, J

SALEEM AKHTAR, J.—The appellants have claimed protection of their right under Articles 19, 20 and 25 on the basis of being a minority as declared by the Constitution. They admit to be a minority in terms of the Constitution as distinguished from the Muslims. Their claim being that they should be treated equally under law like other minorities enjoying freedom of speech and expression and they should be allowed to profess, practise and propagate their religion. The first claim is covered by Articles 19 and 25 while the second one is based on Article 20.

2. Law permits reasonable classification and distinction in the same class of persons, but it should be founded on reasonable distinction and reasonable basis. Reference can be made to Government of Balochistan v. Azizullah Memon PLD 1993 SC 314. The Qadianis/Ahmadis on the basis of their faith and religion as elucidated by my learned brother Abdul Qadeer Chaudhry, J. vis-a-vis Muslims stand at a different pedestal as compared to other minorities. Therefore, considering these facts and in order to maintain public order it was felt necessary to classify them differently and promulgate the impugned law to

22

AAA

عقیدہ سے رجوع کر لوں گا۔ سواب تم بھی اس وقت اپنا ارادہ بیان کرو کہ اگر تم خدا تعالیٰ کے نزدیک کاذب ٹھہرے اور کچھ لعنت اور عذاب کا اثر تم پر وارد ہو گیا تو تم بھی اپنے اس تکفیر کے عقیدہ سے رجوع کرو گے یا نہیں۔ فی الغد عبدالمحق نے صاف جواب دیا کہ اگر میں اپنی اس بددعا سے سہ اور بندہ اور رتچہ بھی ہوں گا۔ تب بھی میں اپنا یہ عقیدہ تکفیر ہرگز نہ چھوڑوں گا اور کافر کا فریاد سے باز نہیں آؤں گا۔ تب حاضرین کو نہایت تعجب ہوا کہ جس مبالغہ کو حق اور باطل کے آسمانے کے لئے اس نے میسر ٹھہرایا تھا اور جو قرآن کریم کی رو سے بھی حق اور باطل میں فرق کرنے کے لئے ایک معیار ہے کیونکہ اور کس قدر جلد اس معیار سے شخص پھر گمراہ اور زیادہ تر ظلم اور تعصب اس کا اس سے ظاہر ہوا کہ وہ اس بات کے لئے تو تیار ہے کہ فریق مخالفت پر مبالغہ کے بعد کسی قسم کا عذاب نازل ہو اور وہ اس کے اس عذاب کو اپنے صادق ہونے کے لئے بطور دلیل اور حجت کے پیش کرے۔ لیکن وہ اگر آپ ہی خود عذاب ہو جائیں تو پھر مخالفت کے لئے اس کے کاذب ہونے کی یہ دلیل اور حجت نہ ہو۔ اب خیال کرنا چاہئے کہ یہ قول عبدالمحق کا کس قدر امانت اور دیانت اور ایمان داری سے دُور ہے گویا مبالغہ کے بعد ہی اس کی اندرونی حالت کا مسخ ہونا کھل گیا۔ یہودی لوگ جو مورد لعنت ہو کر بندہ اور سوز ہو گئے تھے۔ ان کی نسبت بھی تو بعض تفسیریوں میں یہی لکھا ہے کہ بظاہر وہ انسان ہی تھے لیکن ان کی باطنی حالت بندوں اور سروروں کی طرح ہو گئی تھی۔ اور حق کے قبول کرنے کی توفیق بکلی اُن سے سلب ہو گئی تھی۔ اور مسخ شدہ لوگوں کی یہی تو علامت ہے کہ اگر حق کھل بھی جائے تو اس کو قبول نہیں کر سکتے جیسا کہ قرآن کریم اسی طرف اشارہ فرما کر کہتا ہے۔ وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِصَفْوَم فَخَلَقْنَا لَهُمُ لِقَايَ الْيَوْمِ قُلُوبًا غُلْفًا قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا۔ یعنی کافر کہتے ہیں کہ ہمارے دل غلاف میں ہیں۔ ایسے رقیق اور پستے دل نہیں کہ حق کا انکشاف دیکھ کر اس کو قبول کریں۔ اللہ جلّ شانه اس کے جواب میں فرماتا ہے

عرض ناشر

اللہ رب العزت کا شکر ہے جس نے ہمیں افضل الانبیاء، امام الانبیاء، خاتم الانبیاء، قائد الانبیاء، خطیب الانبیاء، سید المرسلین، سید الاولین والآخرین، شفیع المذنبین، رحمۃ اللعالمین، محبوب رب العالمین ﷺ کا امتی بنا کر انکی شفاعت کبریٰ کا امیدوار بنایا اور پھر رب العالمین کا بے حد احسان ہے جس نے ہمیں ان عظیم ہستیوں سے جوڑا ہے جو واقعی فانی الرسول ﷺ ہیں میری مراد سیدی حضرت اقدس سید نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعہ، استاذی المکرم سفیر ختم نبوت مولانا منظور احمد چنیوٹی نور اللہ مرقدہ اور ان کے اساتذہ و مشائخ ہیں۔ جنہوں نے اسلام کی پہلی درس گاہ صفہ سے امام الانبیاء خاتم النبیین والمعصومین ﷺ کی تعلیمات جو اسلام کے درخشندہ ستاروں صحابہ کرام علیہم الرضون کے ذریعہ ان تک پہنچیں، کے امین و محافظ بنے رہے اور اپنی جسمانی و روحانی اولاد کو بھی یہی مشن سونپ گئے۔ علماء حق علماء دیوبند نے انگریز کے سو سالہ جبر و استبداد کے دور میں بھی اعلاء کلمۃ اللہ نہ چھوڑا بلکہ آخر دم تک جہاد فی سبیل اللہ جاری رکھا اور دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھ کر (جہاد اکبر) کا آغاز کیا۔ یہی قافلہ حریت کبھی مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ، شیخ الہند رحمۃ اللہ، کبھی شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ اور کبھی امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شکل میں اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے کوشاں نظر آتا ہے اور کبھی شامی کے میدان میں اور کبھی بالا کوٹ کی سنگلاخ وادیوں میں نبوی مشن کو زندہ کرتا نظر آتا ہے۔

انگریز استعمار نے جب قوم کے دلوں سے جذبہ جہاد اور محبت رسول اکرم ﷺ نکالنے کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی سے نبوت کا دعویٰ کرایا تو سب سے پہلے علماء لدھیانہ نے اس کا تعاقب کیا اس کے بعد تمام علماء حق اس فتنے کی سرکوبی کے لیے سرگرم ہو گئے۔ اس میں کوئی سزا کوئی ملامت ان کو اس مشن سے نہ روک سکی اور انگریزی دور میں ہی مقدمہ بہاولپور میں رئیس المحدثین علامہ سید انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا قادیانی اور ذریت کے کفریہ اور گستاخانہ عقائد کو واضح کیا۔ اس مقدمہ میں حکومت برطانیہ نے بھی قادیانیوں کے حق میں فیصلے کے لیے دباؤ ڈالا لیکن ناموس نبی کے پاسداروں نے اسے مسترد کر دیا اور بہاولپور کی عدالت کے محمد اکبر نامی جج نے دلائل کے ساتھ قادیانیوں کے کفر پر مہر ثبت کر دی، پھر پاکستان کی قانون ساز قومی اسمبلی نے 1974ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ 1984ء میں صدر ضیاء الحق نے امتناع قادیانیت آرڈیننس کے ذریعے قادیانیت کی تبلیغ اور شعائر اسلامی کے استعمال پر پابندی عائد کی جو کہ مسلمانوں کا قانونی، شرعی و اخلاقی حق ہے۔

انگریزی نبی کی چالاک جماعت نے جب چناب نگر (ربوہ*) کو اپنا مرکز بنایا تو اپنے

اسلاف کی تحفظ ختم نبوت کی سنت کو زندہ کرتے ہوئے سفیر ختم نبوت حضرت چنیوٹی رحمہ اللہ میدان میں آئے اور ہر میدان میں منکرین ختم نبوت کو چاروں شانے چت کیا اور اب آپ کے جانشین اس مشن میں منہمک ہیں۔ اللہ رب العزت قبولیت سے نوازے اور استقامت عطا فرمائے۔ (آمین)

روس نے جب غیور افغانوں کو انکی سرزمین پر ظلم و قہر کا نشانہ بنایا تو خانقاہِ رائے پوری کے ایک نواہے پیارے نبی کے پیارے نواسے سید انور نقیس الحسینی (رحمہ اللہ تعالیٰ) حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمہ اللہ حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ اور حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ کے وارث جہاد فی سبیل اللہ کے لیے ان سنگلاخ پہاڑوں میں کفر سے ٹکرائے جنہوں نے مجاہدین اسلام و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جہادی سنتوں کو زندہ کیا کہ دن کو میدان جہاد کے شہ سوار بنے رات کو مصلیٰ پر کھڑے ہو کر قادر مطلق کو مدد کے لیے راضی کر لیا۔

جب منکرین ختم نبوت و منکرین جہاد نے سر اٹھایا تو حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے ختم نبوت کا ایک سپاہی بن کر اس مشن میں بھرپور حصہ لیا اور 1974ء کی تحریک میں آپ شریک ہوئے اور قربانیاں دے کر اپنی قائدانہ صلاحیتوں کا دینی حلقوں میں لوہا منوایا۔

یوں پوری زندگی مشن ختم نبوت سے وابستہ ہو گئے اور پھر تاحیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر بن کر منکرین ختم نبوت کی سرگرمیوں نظر رکھتے رہے اور خاتم المرسلین ﷺ کی ختم نبوت پر کبھی آنچ نہ آنے دی۔ آپ عشق نبوت میں اس قدر ڈوبے ہوئے تھے کہ جب بھی ذکر محبوب ﷺ ہوتا تو بے ساختہ آنسوؤں کی برسات شروع ہو جاتی جو مجلس کو معطر و معور کر دیتی۔ آپ کی مجلس میں جب ذکر حبیب ﷺ چھڑتا تو آپ کے چہرے پر ایک رونق، بشارت و دق نظر آنے لگتی۔ مجلس کا ہر فرد محبت نبوی ﷺ سے اپنے قلب کو منور پاتا۔ حضرت کا نعتیہ کلام کا مجموعہ اس کی بڑی دلیل ہے۔ خصوصاً حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ علیہ کا درج ذیل کلام رہتی دنیا کے لیے محبت نبوی میں ڈوبی ایک تصویر ہے۔

اے رسول! میں ﷺ، خاتم المرسلین ﷺ، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں ہے عقیدہ یہ اپنا بصدق و یقین، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

کاش میرے محبوب کی دھرتی، مجھ یہ نفیس یہ شفقت کرتی اپنے اندر مجھ کو سموتی؛ صلی اللہ علیہ وسلم

میرا قلم بھی ہے ان کا صدقہ، میرا ہنر پر ہے ان کا سایہ حضور خواجہ معین الدین، میرے قلم کا، مرے ہنر کا سلام پہنچے

ختم نبوت کے بارے میں حضرت شاہ صاحب کا ملاحظہ:
اس وقت دینی کاموں میں دفاعِ ختم نبوت سب سے بڑا دینی کام ہے۔

خالق کائنات کا کرشمہ:

جہاد فی سبیل اللہ کے بڑے امراء اور اہل حق کی تینوں جماعتوں کے سربراہان کا اصلاحی تعلق بھی حضرت اقدس سید انیس الحسینی رحمہ اللہ سے تھا۔

تحریک ختم نبوت کے مشن کو زندہ رکھنے والے مجاہد ختم نبوت مولانا اللہ وسایا صاحب نے باقاعدہ خانقاہ سید احمد شہید میں عشرہ بھرقیام فرمایا اور حضرت سے اصلاح قلب کرواتے رہے۔ راقم کو بھی مشن تحفظ ختم نبوت میں حضرت چنیوٹی رحمہ اللہ نے لگایا، لیکن مشن میں انہماک حضرت شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ کی توجہ سے ہی نصیب ہوا بلکہ اخلاص فی المشن حضرت شاہ جی رحمہ اللہ کا ہی فیضان ہے۔

مصنف کے بارے میں:

محترم بھائی متین خالد صاحب زید معالیہ و محاسنہ سے شناسائی استاذ مکرم مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اسٹیٹ بینک میں برادر مکرم بھائی طاہر عبدالرزاق صاحب کے ذریعہ سے ہوئی۔ مشن میں اشتراک کی وجہ سے بھائی متین خالد صاحب سے محبت بڑھتی گئی۔ ان کی کتب خاص طور پر ”تحفظ ختم نبوت اہمیت و فضیلت“، ”ثبوت حاضر ہیں“ اور ”احمدی دوستو! تمہیں اسلام بلاتا ہے“ کی وجہ سے محبت بڑھ گئی۔ بندہ نے امیر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ مولانا عبدالحفیظ کی مدظلہ کی اجازت سے بھائی متین خالد صاحب سے گزارش کی کہ آپ کی کتاب ”احمدی دوستو! تمہیں اسلام بلاتا ہے“ اپنی جماعت کی طرف سے شائع کرنا چاہتا ہوں جس کو انہوں نے نہ صرف کمال محبت سے قبول کیا بلکہ اعلیٰ اخلاق اور وسعت ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پوری کتاب کی ٹریننگ اور کاپیاں جڑوا کر میرے پاس پہنچا دیں۔ جس سے میں مزید ان کا مداح ہو گیا ہوں۔ بندہ اور میرے دوستوں نے اس کتاب کو آرٹ پیپر پر اس لیے شائع کرنے کا فیصلہ کیا کہ شاید یہ امر بھی ”حکمت اور مو عظمت حسنہ“ کا حصہ بن جائے۔ مصنف نے اپنی صلاحیتیں خوب صرف کی ہیں اور قادیانی و لاہوری ہردو گروہوں کو پوری امت کی طرف سے دعوت الی الاسلام کا حق ادا کر دیا ہے۔

کچھ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے بارے میں:

اس جماعت کی منظوری مکہ مکرمہ میں خواجہ خا جگان قطب الاقطاب حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ العالی نے دی۔ پھر کندیاں شریف میں ایک اجلاس بلا کر اس فیصلہ کی توثیق فرمائی اور دعاؤں کے

ساتھ ساتھ ایک تائیدی خط بھی تحریر فرمادیا۔ حضرت کی دعاؤں کی برکت ہے کہ یہ جماعت دنیا کے بہت سے ممالک میں عقیدہ ختم نبوت کے حوالہ سے اپنا خوب تعارف رکھتی ہے۔

جماعت کے بانیان:

سفیر ختم نبوت فاتح (ربوہ x) چناب نگر حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمہ اللہ، خطیب الشیاء حضرت مولانا ضیاء القاسمی رحمہ اللہ علیہ اور حضرت مولانا عبدالحمید علی خلیفہ مجاز حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ ہیں جو کہ جماعت کے موجودہ امیر بھی ہیں۔ جبکہ ڈاکٹر علامہ خالد محمود مدظلہ، مولانا محمد علی مجازی مدظلہ اور مولانا اسحاق خان کشمیری مدظلہ اس کے پشتی بان ہیں۔ حضرت چنیوٹی رحمہ اللہ کی وجہ سے اس جماعت کو امام الحرمین الشریفین امام عبداللہ ابن سہیل کی دعاؤں اور مالی معاونت سے تائید حاصل ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

جماعت بیرون ممالک میں اور اندرون ملک پاکستان میں بہت ساری خدمات سرانجام دے رہی ہے اور دیتی رہے گی۔ (انشاء اللہ)۔ آپ کے ہاتھوں میں جماعت کی طرف سے یہ پانچویں کتاب ہے۔

(۱) تحفظ ختم نبوت کی صد سالہ تاریخ

(۲) علامہ اقبال اور قادیانیت

(۳) قادیانیوں کی ناکامیوں کی مختصر روئیداد

(۴) جماعت ہر سال ختم نبوت ڈائری کی اشاعت کا اہتمام کرتی ہے جو کہ بہت مقبول ہوئی۔

(۵) جماعت کا ترجمان ایک رسالہ ماہ نامہ ”انوار ختم نبوت“ جو مسلسل اشاعت پذیر ہے۔ رسالہ کا دفتر جامع مسجد نیاز سردار چپل چوک بلال گنج لاہور میں واقع ہے۔

ہماری دعوت:

ہماری تمام مسلمان بھائیوں کو دعوت ہے کہ آپ چاہے کسی بھی طبقہ زندگی سے تعلق رکھتے ہیں، کسی بھی سیاسی و مذہبی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں مشن ختم نبوت میں ہمارے ساتھی اور رکن بن کر ختم نبوت کے سپاہی بن جائیں اور شفاعت نبی ﷺ کے امیدوار بنیں۔

والسلام

قاری محمد رفیق

مرکزی ناظم نشر و اشاعت و رابطہ سکرٹری
انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ، پاکستان۔

آپ حضرات صرف اسی نکتہ پر سوچنے پر اکتفا نہ کیجئے کہ مرزا غلام احمد صاحب آپ کے نبی یا مجدد ہیں۔ اس لئے ان کا لکھا ہوا ایک ایک لفظ حرف مقدس ہے بلکہ آپ انتہائی غیر جانبداری، خالی ذہن، ٹھنڈے دل اور انصاف کی نظر سے مرزا غلام احمد صاحب کی تعلیمات اور عقائد پر از سر نو غور کریں اور بغیر کسی دباؤ، لالچ، ترغیب اور خوف کے صرف اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق صراطِ مستقیم اختیار کریں۔ خدا نے عقل و شعور اس لیے دیا ہے کہ اسے استعمال کر کے سچ اور جھوٹ کو پہچاننے کی کوشش کریں۔ اسلام ہی وہ سچا دین ہے جس میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ آپ مسلمانوں کی متاعِ گم شدہ ہیں۔ صبح کا بھولا ہوا اگر شام کو گھر واپس آجائے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔ آپ بد قسمتی سے بھٹک گئے۔ آپ احمدیت کو ”اسلام“ سمجھ کر اس کے دام فریب میں آ گئے۔ لیکن ابھی مہلت ہے اور رحمتِ خداوندی کا دروازہ بھی کھلا ہے۔ دیکھئے! یہ دنیاوی زندگی نہایت مختصر اور فانی ہے۔ نجانے زندگی کا سفینہ کب ڈوب جائے، موت کا فرشتہ پروانہ لے کر آجائے اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے۔ آخرت میں اعمال کی کمی بیشی پر شاید معافی ہو سکتی ہو لیکن غلط عقیدہ کی معافی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لہذا باطل عقائد و نظریات کی بناء پر اپنی عاقبت تباہ نہ کریں اور اس کتاب میں موجود حوالہ جات کو غور سے پڑھیں، جہاں آپ کو کوئی شبہ پیش آئے، اسے دریافت کریں، جواب دینے کے لیے ہم ہر وقت حاضر ہیں۔ کسی دن چناب نگر (ربوہ) کی مرکزی خلافت لائبریری میں جا کر انہیں سیاق و سباق کے ساتھ چیک کریں اور پھر ان کے غلط یا درست ہونے کا فیصلہ بغیر کسی تعصب کے اپنے ضمیر سے لیں۔ جو حضرات آپ کو ان حوالہ جات کے دیکھنے سے منع کریں یا غلط تاویلات میں الجھائیں، انہیں اپنا دشمن سمجھیں اور یقین کر لیں کہ وہ آپ کو راہِ حق دیکھنے سے روکتے ہیں اور اندھا بنا کر جہنم میں گرانا چاہتے ہیں، جبکہ ہم خلوصِ دل سے آپ کے ایمان کی خیر خواہی چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صراطِ مستقیم پر چلنے اور حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دامنِ اقدس سے وابستہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین